وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط
وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

کتابِ مستطاب

شرح زبدۃ الحقایق

المعروف بہ

شرح تمہیدات

عارف ربانی قاضی عین القضات ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز

از افادات

امام العارفین قدوۃ الواصلین شہباز بلند پرواز لامکان غواص بحر لامتناہی
عشق و عرفان قطب الاقطاب فرد الاحباب جعفر ثانی حضرت خواجہ

صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

بہ تصحیح و اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ایم اے سی ای

ناظم (وظیفہ یاب) سررشتہ تعمیرات سرکار عالی

در معین پریس واقع بازار عیسی میاں حیدر آباد دکن طبع شد

و بسلسلۂ برکات عہد عثمانی ادامہ اللہ تبارک و تعالی

از کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف شایع شد

رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جل من لیس غیرہ شیئا	وحدہ لاشریک لہ ابدا
قال قل لا الہ الا ھو	غیر حق نیست در جہاں یک مو
حال ما لا الہ الا اللہ	قال ما لا الہ الا اللہ
ذکر ما لا الہ الا اللہ	فکر ما لا الہ الا اللہ

۱۔ الحمد للہ الواحد الاحد الازلی الابدی الذی لا الہ غیرہ ولا موجوداً سواہ تعالیٰ جدہٗ جل ثناءہٗ وعم نوالہٗ۔ والصلوۃ والسلام الازلی الابدی السرمدی علی التعین الاول والنور الاقدم والمظہر الاتم سید الانبیاء والمرسلین نور قلوب الواصلین المقربین ملاذ الاولیاء العارفین کہف العشاق الواطین شفیع المذنبین سیدنا احمد المجتبیٰ محمد المصطفیٰ وعلی الہ وعترتہ الطیبین الطاہرین وازواجہ امہات المومنین وخلفائہ الراشدین الہادین المہدیین واصحابہ اجمعین۔

۲۔ حضرت زبدۃ الاولیاء الکاملین ارخوو فانی بحق باقی قاضی عین القضات ہمدانی قدس اللہ سرہ کی علوم معارف وحقائق میں نہایت بلند پایہ کتاب مسمیٰ بہ زبدۃ الحقائق صوفیائے کرام میں ہمیشہ نہایت مقبول رہتی آئی ہے۔ اپنے طرز کی یہ پہلی کتاب ہے جو تصنیف کی گئی ہے۔ اس کی بلند پایہ گی اور اولیا و اکابر صوفیہ میں اس کی مقبولیت کا اندازہ کرنے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ اوس کی شرح حضرت قطب الوقت قدوۃ الواصلین الکاملین خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ یہ کتاب چونکہ دس تمہیدوں میں مرتب کی گئی ہے اس لئے تمہیدات عین القضات ہمدانی کے نام سے مشہور ہے۔ کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف کی جانب سے یہ شرح حامل المتن طبع کرائی گئی اور شایع کی جا رہی ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کی شرح

حامل المتن نہیں ہے۔ بلکہ اصل کتاب کے صرف تین چار الفاظ "قولہ" کے بعد لکھ دئیے ہیں۔ اور شرح شروع کر دی ہے۔ اس لئے مطالعہ کرنے والوں کے سامنے جب تک اصل کتاب تمہیدات نہو محض شرح سے مطالب کو پوری طرح سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے ضرورتاً شرح کے ساتھ اصل کتاب کا پورا متن بھی طبع کرا دیا گیا۔ ہر صفحہ میں اوپر واضح قلم سے متن کی عبارت لکھی گئی ہے اور نیچے کسی قدر باریک قلم سے شرح کی۔ شرح کے جتنے قلمی نسخے میرے پاس موجود تھے ان میں تمہید دہم کی ایک طویل عبارت کی شرح مرقوم نہیں ہے معلوم نہ ہوسکا کہ آیا حضرت مخدوم بندہ نواز نے ہی اوس کی شرح تحریر نہیں کی یا اون کی املا سے جو شرح لکھی گئی تھی اوس کی نقل کرتے وقت کاتب کی غلطی اور سہل انگاری سے متن کی اس طویل عبارت کی شرح نقل کرنے سے رہ گئی اور بعد کے کاتب اوسی طرح نقل در نقل کرتے آئے اور یہی زیادہ قرین قیاس ہے کتاب میں متن کی اس عبارت کا شریک کرنا ضروری تھا اس لئے شریک کر دیگئی۔ اور صفحہ ۲۰۴ سے ۲۱۵ تک مسلسل طبع کرادی گئی۔ حضرات مطالعہ کنندگان کی آسانی کے لئے ہر تمہید کی شرح میں لفظ "قولہ" پر ابتدا سے آخر تک مسلسل نمبر دیدے گئے ہیں۔ اور وہی نمبر متن کی عبارت میں بھی مسلسل یکے بعد دیگرے دیدے گئے تاکہ کتاب کو پڑھتے وقت شرح کی متن سے مطابقت آسانی سے ہو سکے۔ حضرت خواجہ صاحب نے چند مقام پر متن کی بعد کی عبارت کی شرح پہلے لکھی ہے اور قبل کی عبارت کی شرح اوس کے بعد۔ نمبروں کا سلسلہ شرح میں مسلسل رکھا گیا ہے۔ اس لئے متن میں ایسے مقامات پر اول کا نمبر بعد کی عبارت پر اور بعد کا نمبر سابق کی عبارت پر آیا ہے۔ حضرات مطالعہ کنندگان اس کا لحاظ رکھیں۔

۳۔ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی رحلت ۸۲۵ھ میں ہوئی۔ اس سانحہ کو اب ۵۳۶ سال ہو چکے۔ خداوند تبارک و تعالیٰ جل و علا نے اپنی علم و مشیت ازلی میں اون کی تصانیف کی اشاعت کو عہد مبارک عثمانی کے لئے مختص فرما دیا تھا کہ تقریباً گزشتہ دس سال سے ان کی طباعت و اشاعت کا سلسلہ جاری ہے اور بیس کتابیں شایع ہوچکی ہیں اور یہ بیش بہا کتابیں تلف اور مفقود ہونے سے بچ گئیں۔ ان کتابوں میں بعض کا صرف ایک ہی نسخہ دنیا میں باقی رہ گیا تھا۔ حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ اس عہد مبارک اور اس کے برکات کو دائماً قایم رکھے۔

۴۔ پانچویں اور چھٹیں صدی ہجری میں اسلام عروج و اقبال کے دائرۂ نصف النہار تک پہنچ گیا تھا۔ سرحد چین سے مراقش اور اندلس اور بحراوقیانوس تک ساری زمین اسلام کے زیرنگین تھی۔ بڑی بڑی زبردست اور قاہرہ سلطنتیں قایم تھیں۔ علوم و فنون بھی انتہا سے درجۂ کمال کو پہنچ گئے تھے ہر قسم کے علوم منقول و معقول سے ساری اسلامی دنیا بھری ہوئی تھی۔ اور غیر اسلامی ممالک بھی ان کے دریائے فیض سے سیراب ہو رہے تھے۔ علما فضلا محققین و ائمہ کبار کثیر تعداد میں ہر ملک اور ہر خطہ میں موجود تھے۔ اور اپنے دریائے فیض سے تشنگان علم کو سیراب کرتے رہتے تھے۔ صوفیائے کرام و اکابر طریقت اور اولیائے عظام کی بھی کمی نہیں تھی ہر خطہ ان بزرگوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور معرفت و عرفان الٰہی کے چشمے اور دریا اُبل رہے تھے۔ اسی مردم خیز زمانہ میں حضرت **قاضی عین القضات** ہمدانیؒ کی ولادت نشو و نما اور رحلت ہوئی۔ انھوں نے گو عمر کم پائی لیکن تمامی علوم منقول و معقول اور فقر و تصوف اور معرفت الٰہی میں اپنے زمانہ کے بڑے بڑے علما اور اولیا کے صف اول میں کھڑے ہوئے اور ان کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ ایسے مردم خیز زمانہ میں باوجود کم عمری کے ان کی مقبولیت ان کے ہر جہتی کمال اتم کو نہایت واضح طور پر ظاہر کرتی ہے۔ بڑے بڑے اکابر ان کی صفت و ثنا میں رطب اللسان رہے ہیں۔ امام تفسیر و حدیث و تاریخ حضرت عبداللہ یافعی قطب مکہ قدس سرہ نے مراۃ الجنان میں جہاں ان کا تذکرہ کیا ہے ان کے نام کو اس طرح لکھا ہے:-

عین القضات ابو المعالی محمد الہمدانی الفقیہ العلامۃ الادیب واحد من یضرب بہ المثل فی الذکاء البارع النجیب...... حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس اللہ سرہ نے اپنی تصنیفات و مکتوبات میں قاضی صاحب کا ذکر عظمت و محبت کے ساتھ کیا ہے۔ اور جابجا ان کے کلام سے اقتباس فرمایا ہے اور بقول ایک بزرگ کے "در کلمات خود او را بسیار ستودہ است" ایک جگہ ان کو "آن عاشق فانی قاضی عین القضات ہمدانی" لکھا ہے۔ دوسری جگہ "مست الست یزدانی قاضی عین القضات ہمدانی" کے الفاظ سے تحریر فرمایا ہے۔ اپنے ملفوظات مسمیٰ بہ معدن المعانی میں ایک جگہ فرمایا ہے "اگرچہ ہر کسے در علم و

معرفت چیزے چیزے نوشتہ اند فاما چناں کہ عین القضات نوشتہ است بر قانون و مقتضائے تمہیدات اصول دین کم کسے نوشتہ است و مشکلات بسیار ازاں حل میشود"۔ مولانا جامی علیہ الرحمہ نے نفحات الانس میں لکھا ہے "فضائل و کمالات صوری و معنوی وے از مصنفات وے ظاہر است چہ عربی و چہ فارسی۔ آں قدر کشف حقائق کہ وے کردہ است کم کسے کردہ واز وے خوارق عادات چوں احیا و اماتت بظہور آمدہ است ......"

۵۔ اکثر اکابر صوفیہ کے عمر کا ابتدائی زمانہ چونکہ دنیا اور خلائق سے بالکل علیحدہ ہو کر مجاہدہ اور ریاضت شاقہ میں صرف ہوا کرتا تھا اس لئے بجز معدودے چند بزرگوں کے ان کے زندگی کے حالات ان کے ہم عصروں کو بھی بہت کم معلوم ہو سکے لامحالہ تذکروں کی کتابوں میں بھی بہت کم لکھے گئے۔ قاضی صاحب کے سوانح حیات بھی بہت کم منقول ہیں۔ زبدۃ الحقائق میں انھوں نے چند اہم واقعات جستہ جستہ لکھے ہیں۔ بہرحال تذکروں کی کتابوں مثلاً نفحات الانس مولانا جامیؒ اور مرات الاسرار مولانا عبدالرحمٰن چشتیؒ اور زبدۃ الحقائق سے جو حالات مل سکے ہیں قلمبند کرتا ہوں۔

۶۔ قاضی صاحب کا نام مبارک اور ابنیت **عبداللہ بن محمد میانجی کنیت ابوالفضائل** اور لقب **عین القضات ہمدانی** ہے اور **قاضی عین القضات ہمدانی** کے نام سے وہ مشہور ہیں۔ حضرت خواجہ بندہ نواز نے فرط محبت سے ان کو عموماً قاضی لکھا ہے۔ ہمدان اور تبریز کے درمیان میانج ایک قصبہ ہے وہاں پیدا ہوئے اس لئے میانجی کہے جاتے ہیں۔ مبدا فیاض سے انہیں نہایت غیر معمولی اور فوق العادت ذہن و ذکا اور حافظہ دیا گیا تھا تقریباً پانچ سال کی عمر میں انھوں نے کلام اللہ شریف حفظ کیا اور گیارہ بارہ سال کی عمر میں تمام علوم منقول و معقول کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔ ان کے والد ماجد ہمدان کے قاضی تھے اس لئے ہمدان میں سکونت اختیار کی اور "ہمدانی" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ والد کی نیابت میں قضاءت اور فصل خصومات کی خدمت بھی ہمدان میں چند نے انجام دی۔ زبدۃ الحقائق میں انھوں نے لکھا ہے کہ جب تمام علوم درسیہ کو میں حاصل کر چکا تو امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا

مطالعہ شروع کیا - اور چار سال اس میں صرف کئے اور جب ان کتابوں پر عبور کر چکا تو خیال کیا کہ "مقصود خود و اصل شدم و نزدیک بود کہ ازیں طلب (یعنی طلب علوم باطن و طلب حق) باز ایستم و بدآنچہ حاصل کردہ بودم از علوم اقتصار نمایم و مدت یک سال دریں ماندم" کہ ناگاہ حضرت سلطان الطریقت احمد غزالی علیہ الرحمہ ہمدان تشریف لائے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور صرف بیس روز کی خدمت میں "برمن چیزے ظاہر شد کہ از من غیر خود ہیچ باقی نگذاشت الا ما شاء اللہ" حضرت احمد غزالی سے مرید ہوئے اور چند سال ان کی صحبت میں رہ کر کمالات باطنی کی تکمیل کی۔ حضرت محمد بن حمویہ اور حضرت خواجہ مودود چشتی کی صحبت میں بھی رہے۔ اور فیوضات باطنی سے مستفید ہوئے خواجہ مودود چشتی کا "شیخ ما مودود" کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ ان تین بزرگوں کے علاوہ اور بھی دوسرے بزرگوں کی اور امام محمد غزالی کی صحبت اٹھائی۔ زبدۃ الحقائق (صفحہ ۳۸۳) میں لکھتے ہیں۔

"اے دوست مدتہا بود کہ نہ تن از علمائے راسخ معلوم بودند امشب کہ شب آدینہ کہ ایام کتابت (یعنی کتابت ایں کتاب) بود یکے را معلوم من کردند و آں امام محمد غزالی بود ماحمد را میدانستم محمد را نمی دانستم محمد نیز از اں ما است۔"

۷ - امام عبد اللہ یافعی نے قاضی صاحب کی شہادت (اس دردناک سانحہ کی تفصیل بعد میں بیان کی جائیگی) کا سال ۵۲۵ھ لکھا ہے لیکن ولادت کا سال کہیں منقول نہیں ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ شہادت کے وقت وہ جوان تھے۔ اور ان کی زیادہ عمر نہیں ہونے پائی تھی بعضوں نے ان کی عمر صرف پچیس سال لکھی ہے امام محمد غزالی سے جب ان کی ملاقات ہوئی ہے اس وقت ان کی عمر بیس سال سے یقیناً کم نہیں ہوگی امام غزالی کی رحلت ۵۰۵ھ میں ہوئی۔ اس لئے قاضی صاحب کی ولادت ۴۸۵ھ اور ۴۹۰ھ کے درمیان واقع ہوئی ہوگی۔ اور شہادت کے وقت ان کی عمر چالیس سال یا اس سے کچھ کم ہوگی۔ بہرحال وہ اس وقت اگر نوجوان نہیں تو جوان ضرور تھے

۸ - زبدۃ الحقائق کو قاضی صاحب نے رحلت سے دو چار سال ہی قبل ختم کیا ہوگا۔ حقایق و معارف کے بیان میں فارسی زبان میں غالباً یہ پہلی کتاب تھی جو تصنیف ہوئی۔ اور اکابر صوفیہ میں

فوراً مقبول ہوگئی لیکن بمقتضائے فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ بعض بہت بلند پایہ بزرگوں نے اس کے بعض مضامین سے اتفاق نہیں کیا اور خامیوں کو قاضی صاحب کے مداہشت سن پر محمول کیا ہے۔ مؤلف کتاب سراج العارفین نے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہٗ کا قول نقل کیا ہے "عین القضات قاضی بچہ ہمدان بود در وفور علم او چہ تواں گفت علم ہنوز کشش شود فا ما در بست سالگی درویشی از کجا شود۔ در مکتوبات او کہ از سر حال نوشتہ است لطائف بسیار است و عین القضات عارف بود فاما چوں کودک بود وقت مستی او ہنوز محل فنا نہ رسیدہ بود" حضرت خواجہ بندہ نوازؒ نے بھی اس کتاب زبدۃ الحقایق کی شرح میں چند مقامات پر قاضی صاحب کے اقوال پر شدت سے اعتراض کیا ہے اور ان اقوال کو ان کی مداہشت سن اور ان کے غلبۂ حال کا نتیجہ بتایا ہے۔ یہ بہت جگہ لکھا ہے "قاضی ما دیوانہ است"۔ تمہید ہشتم کی شرح (صفحہ ۲۹۳ سطر ۱۰۳) میں لکھا ہے "بسیار فوائد علوم قاضی بچہ راہست و خام کار است مرد پختہ نیست" تمہید دہم (صفحہ ۱۵۴ سطر ۲۷۶) میں لکھا ہے "چکنم اگر قاضی پیش من بودے تعلیم حقایق می کردم آن مسکین بچہ راہ ما بودہ است کارش بکمال نرسیدہ بود و گرنہ این جگہ بیان کردے"۔ خواجہ صاحب نے جہاں جہاں قاضی صاحب سے اختلاف کیا ہے کہیں کہیں اس طرح کے سخت جملے لکھدئے ہیں لیکن اُن کی بزرگی اور کمالات کے ہمیشہ معترف رہے۔ شرح تمہیدات کو دعا پر ختم کیا ہے اور فرمایا ہے "اگر عیاذاً باللہ خطائے سہوے از ما رفت آمرزانیدہ بخش بروح قاضی"۔ ساتویں صدی ہجری کی ابتدا میں یہ کتاب ہندوستان پہنچی اور صوفیوں میں بہت جلد مقبول ہوگئی لیکن اکابر صوفیہ نے اوس میں چند جگہ ایسے مضامین دیکھے جن سے وہ اتفاق نہ کرسکے اور ان کو قاضی صاحب کے حداثت سن اور غلبۂ حال پر محمول کیا۔ اور ضرورت محسوس کی کہ ایسے مضامین کی توضیح کرکے ان کی خامیوں کو ظاہر کردیا جائے۔ اس کام کو خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ نے انجام دیا۔ اور زبدۃ الحقایق المعروف بہ تمہیدات کی نہایت مکمل اور نہایت محققانہ شرح لکھی۔

جس پایہ کا مصنف ہوتا ہے اوسی پایہ کی تصنیف ہوتی ہے۔ اسی بزرگ کے علم یا رتبہ کا اندازہ

اسی سے کر لیا جا سکتا ہے کہ وہ ان کی تصنیف ہے **تمہیدات** نہایت غامض کتاب ہے۔ شرح میں حضرت خواجہ بندہ نواز نے نہایت خوبی سے مشکلات کو حل فرما دیا ہے لیکن بمقتضائے خیر الکلام **ما قلّ ودلّ** اختصار کا بہت خیال رکھا ہے اور معانیہائے کثیرہ کو بہت تھوڑے سے الفاظ میں ادا فرمایا ہے اور جس قدر ممکن ہو سکا تکرار سے احتراز فرمایا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے ہر جگہ یہ بھی ملحوظ رکھا ہے کہ یہ کتاب حقایق و معارف میں ہے۔ ان باتوں کے علاوہ ان کی تحریر کا طرز بھی خاص ہے اس لئے گو یہ شرح ہے لیکن بادی النظر میں متن کی طرح غامض اور دشوار ہو گئی ہے۔ بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں ہماری درخواست ہے کہ جب اس کا مطالعہ کریں تو بہت غور و خوض سے کریں اور اگر کہیں مفہوم صاف نہ معلوم ہو تو جلدی کر کے کتابت و طباعت کی غلطیوں پر محمول نہ فرمائیں۔

۹۔ حدیث نبوی ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کلموا الناس علی قدر عقولهم

اس حدیث کا شمار اون میں ہے جن کو محدثین جوامع الکلم کہتے ہیں یعنی الفاظ بہت کم لیکن معانی بیان کرنے کے لئے دفتر بھی کافی نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ کوئی بات اگر کسی کے فہم سے بالاتر ہو اس سے کہنا محض لاحاصل ہی نہیں بلکہ بسا اوقات (خصوصاً مذہبی مسائل میں) باعث فتنہ و فساد ہو سکتا ہے اس لئے عموماً بزرگوں نے بہت احتیاط سے کام لیا ہے اور معارف و حقایق و اسرار الٰہیہ کو صاف صاف برملا بیان کرنے سے بہت احتراز کیا ہے۔ صحاح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اونہوں نے فرمایا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے دو علم ملے ایک وہ جس کو تم سب کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ دوسرا وہ ہے اگر اوس علم سے کچھ تمہارے سامنے بیان کروں تو تم ہمارا بلعوم (گلا) کاٹ ڈالو گے۔ حضرت امام ہمام زین العابدین علیہ وعلی آبائہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اسی قسم کی روایت ہے اونھوں نے فرمایا کہ مجھے ایک علم دیا گیا ہے اگر اوس سے کچھ بیان کروں تو تم لوگ مجھے قتل کر دو گے۔ علوم معارف و حقایق و اسرار الٰہیہ جو کشف و الہام سے اولیا کو حاصل ہوتے ہیں عوام تو درکنار علمائے ظاہر کے فہم سے بھی بہت بلند و بالاتر ہیں اور ان کی ظاہربین نظر وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ علمائے ربانی اور اولیائے کاملین نے عوام کے سامنے ان حقایق کو

بیان کرنے کی سخت ممانعت کی ہے۔ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ نے اپنے مکتوبات میں خلیفہ خاص حضرت مظفر شمس بلخی کو جنھیں وہ امام مظفر" کے الفاظ سے یاد فرمایا کرتے تھے بار ہا یہ دو شعر لکھے ہیں

قطعہ

گر عاشق صادقی ز اسرار
زنہار مگو تو بر سر جمع

حلاج بگفت و رفت بردار
دیدی کہ بسکر عشق رمزے

لیکن بعض اکابر پر جذبہ اور عشق الٰہی کا غلبہ بعض وقتوں میں اس شدت سے ہوتا تھا کہ عنان اختیار ان کے ہاتھوں سے چھوٹ جاتا تھا اور مغلوب الحال ہو کر اس قسم کی باتیں بیان کر دیتے یا لکھ دیا کرتے تھے۔ فقہائے محققین اور علمائے ربانیین کا لباس پہن کر اون کی وضع و قطع کی نقالی کرنے والے ناقص الحلم ظاہر بین۔ کور باطن جہل مرکب ریا کبر نخوت غرور خود بینی خود پرستی اور حسد سے مملو۔ دنیا پرست۔ جاہ طلب۔ امراء و سلاطین کے تقرب کے ہیجان و دل خواہاں و جویاں کا فر گر مسلم کش بے دینوں کی جماعت اسلام میں پہلی ہی صدی کے اواخر میں پیدا ہو گئی تھی اور ہر زمانہ میں پیدا ہوتی چلی آئی ہے اور یہ جماعت علمائے ربانی زیدہ دین و اکابر طریقت اور اولیائے کرام کی ہر زمانہ میں دشمن رہی ہے۔ ان بزرگوں میں بجز اون کے جن کے سلاطین وقت معتقد تھے۔ اور اس جماعت کے افراد اس لیے خوف زدہ رہتے تھے۔ ایک بھی ایسا نہیں ہے جو ان کور باطن دشمنان دین کے کفر کے فتویٰ سے بچا آتا عشق الٰہی کی شدت سے مغلوب الحال ہو کر جب کبھی کسی عارف کی زبان یا قلم سے اسرار الٰہیہ میں سے کوئی بات نکل جاتی یا اون سے کوئی کرامت ظاہر ہو جاتی اس جماعت میں شدید ہیجان پیدا ہو جاتا اور اون مرفوع القلم پر فوراً کفر کا فتویٰ دیدیا جاتا اور اگر دسترس ہوتا تو نہایت بیرحمی بیدردی اور درندگی سے قتل کرا دیا جاتا۔ تاریخ اور تذکروں کی کتابوں میں ایسے صدہا واقعات منقول ہیں۔ حسین بن منصور حلاج علیہ الرحمہ کا واقعہ آج تک زبان زد خلایق ہے جس درندگی سے وہ قتل کرائے گئے تاریخ عالم میں اس کی نظیر شاید ہی مل سکیگی۔

ابن الندیم نے کتاب الفہرست میں اور علامہ ابن اثیر جزری رح نے تاریخ کامل میں اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حسین منصور حلاج رح بسا اوقات مغلوب الحال رہا کرتے تھے اور نہایت بے باکی سے معارف و حقایق کی باتیں بیان کرتے اور نہایت بے تکلفی سے کرامتیں ظاہر کرتے رہتے تھے بہت کثرت سے خلایق انکی معتقد تھی مگر ”علما“ کی جماعت سخت دشمن ہوگئی۔ خلیفہ مقتدر باللہ عباسی کا حاجب نصر نامی اون کا معتقد تھا لیکن خلیفہ کا وزیر حامد مولویوں کے زیر اثر اون کا شدید دشمن ہوگیا تھا۔ حامد نے خلیفہ سے حسین منصور کے خلاف کہا اور درخواست کی وہ اس کے حوالہ کردئے جائیں لیکن نصر حاجب نے سفارش کی اور روکا آخر وزیر کو غلبہ ہوا اور خلیفہ نے حکم دیدیا کہ حسین منصور گرفتار کرکے حامد کے حوالہ کردئے جائیں۔ حامد نے ابو عمرو اور ابو جعفر بن بہلول اور چند دوسرے فضلا کو (جو درحقیقت پاکباز اور دیندار اور خدا ترس عالم تھے) بلایا اور ان سے حسین منصور کے کفر کے فتویٰ کی درخواست کی ان بزرگوں نے صاف انکار کردیا۔ حامد اپنے ارادہ سے باز نہ آیا۔ جب موجبات کفر میں سے کوئی بات ثابت نہ ہوسکی تو ان پر افترا کرکے جھوٹے الزام لگائے گئے۔ اپنی برات میں اونھوں نے جتنے بیان دئے کسی پر توجہ نہیں کی گئی۔ اور قاضی صاحب نے اون پر ”حلال الدم“ کا فتویٰ دے ہی دیا۔ اور اس فتویٰ پر دوسرے بہت سے مولویوں کی دستخط کرائی گئی۔ اور فتویٰ خلیفہ کے سامنے پیش کرکے قتل کا حکم لے لیا گیا۔ قتل اس طرح کرائے گئے کہ پہلے پانسو کوڑے مارے گئے نہ مرے تو پانسو کوڑے اور مارے گئے۔ پھر ایک پاؤں اور ہاتھ پھر دوسرا پاؤں اور ہاتھ کاٹا گیا وہ اس قدر سخت جان تھے کہ اب بھی نہ مرے تو سر کاٹا گیا۔ اون کے قاتلین کا غیظ و غضب اب بھی کم نہ ہوا اور ان کی نعش جلادی گئی اور خاک دجلہ میں ڈالدی گئی سر جو گیا تھا وہ نیزہ پر رکھا گیا پہلے بغداد کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا پھر خراسان بھیجا گیا۔ اور وہاں جس جس جگہ ان کے اعزہ اقربا اور معتقدین تھے۔ وہاں کے گلی کوچوں میں نیزہ پر اوس کی تشہیر کی گئی۔ یہ واقعہ بغداد کا تھا۔ ایک واقعہ ہندوستان کا بھی سن لیجئے۔ احمد بہاری قصبۂ بہار کے اور عزکا کوئی کا کو کے (جو بہار سے چند میل پر ایک قریہ ہے) دو مغلوب الحال بزرگ تھے

حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کے دوستوں میں تھے اور اون سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ بہار سے یہ دونوں دہلی گئے اور چند سال وہاں رہے۔ دونوں مجذوب صفت اور مغلوب الحال رہا کرتے تھے۔ یہ زمانہ فیروز تغلق کی بادشاہی کا تھا۔ اور حضرت خواجہ بندہ نواز ہنوز دہلی میں تھے۔ ان دونوں سے اون کی ملاقات تھی۔ ایک کتاب میں ایک موقع پر اونھوں نے لکھا ہے کہ "احمد بہاری را دیدم کہ تا دوازدہ سال ہیچ نہ خوردہ" غلبہ حال اور عالم سکر و بے اختیاری میں دونوں کی زبان سے ایسے کلمات نکل جاتے تھے جن سے مولویوں میں ہیجان پیدا ہوجاتا تھا آخر دونوں کے کفر و قتل کا فتویٰ ہوا۔ فیروز تغلق سمجھدار درویش دوست اور درویشوں کی حالت سے باخبر بادشاہ تھا لیکن مولویوں کی قوت اس قدر غالب تھی کہ کچھ نہ کرسکا۔ اور نہایت بیرحمی سے دونوں قتل کردے گئے۔ یہ خبر جب بہار پہنچی اور حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری نے سنا اُنھیں نہایت رنج ہوا اور فرمایا کہ دہلی میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو دیوانگی کے عذر پر ان کی برات کرتا تعجب ہے کہ جس شہر میں ایسے لوگ قتل کئے جائیں وہ آباد رہے۔ ویسا ہی ہوا فیروز تغلق مرگیا اور ملک میں اختلال پیدا ہوگیا اور چند ہی سال بعد تیمور لنے آکر دہلی کی تمام آبادی کو فنا کر دیا۔

۱۰۔ قاضی عین القضات بھی اپنے پیشرو حسین منصور حلاج کی طرح حقایق کے بیان کرنے میں نہایت بے تکلف اور بے خوف تھے۔ زبدۃ الحقایق (تمہیدات) میں بھی ایسی بہت باتیں لکھدی ہیں اور جا بجا یہ بھی فرماتے گئے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ لوگ مجھے ایک دن قتل کردیں گے لیکن مجھے اس کی مطلق پروا نہیں ہے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ وہ دن جلد آئے تاکہ پردۂ ناسوتی اٹھ جائے اور شہادت کی موت کے ساتھ میں معشوق و مطلوب حقیقی سے مل جاؤں۔ تمہید نہم میں ایک جگہ (صفحہ ۳۵۰) میں لکھا ہے "من خود این قتل بدعا میخواہم دریغا ہنوز دور است کے باشد ما ذالک علی اللہ بعزیز"۔ تمہید دہم (صفحہ ۴۰۹) میں لکھا ہے "اگرچہ خونم بخواہند ریختن اما دریغ ندارم آخر نشنیدہ کہ شر الناس من اکل واحدہ ارجو کہ از او بار خود برہم ہنوز دور است" یعنی گو میں جانتا ہوں کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا۔ پھر بھی جو اسرار الٰہیہ مجھ پر کشف ہوتے ہیں

ہیں دوسروں پر ظاہر کرنا یا کرتا ہوں کہ وہ بھی مستفید ہوں)۔ اس لئے کہ حدیث ہے کہ وہ برا آدمی ہے جو تنہا خوری کرے۔

۱۱ حسین منصور حلاج کی طرح قاضی صاحب کرامات کے اظہار میں بھی نہایت بے باک تھے ان کے صاحب کشف و کرامات ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے مولانا جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے "از وے خوارق عادات چون احیا و اماتت بظہور آمدہ است"۔ علوم اور حقایق دینیہ سے بے خبر اور بے عقیدہ اور یورپ کے علوم رسمیہ اور خیالات و عقائد سے خیرہ چشم اور معتزلی الخیال و معتزلی العقیدہ لوگوں کو معجزہ اور کرامت کے نام سے ہیجان پیدا ہو جاتا ہے لیکن وہ مسلمان جس کو قرآن اور حدیث پر بلا تاویلات رکیکہ و تاویلات باطلہ ایمان ہے انبیا کے معجزات اور اولیا کے کرامات پر شک کر ہی نہیں سکتا۔ اہل سنت کی عقائد کی مستند کتابوں میں صاف بیان کیا گیا ہے "**کرامات الاولیا حق**" قرآن پاک اور احادیث نبویہ میں نہ صرف انبیا کے معجزات بیان کئے گئے ہیں بلکہ اولیا کی کرامات کے بھی تذکرے موجود ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف رضؓ بن برخیا کا بلقیس عؑ کے تخت کو اون کے پاس سے بیت المقدس میں حضرت سلیمان کے پاس چشم زدن میں حاضر کر دینے کا واقعہ صراحت سے سورہ نمل میں منقول ہے۔ حدیث کی کتابوں میں صحابہ سے بہت سی کرامتیں منقول ہیں **یا ساریۃ الجبل الجبل** کی روایت صحاح میں صراحت سے موجود ہے۔ حضرت ساریہؓ صحابی عراق و شام کے درمیان مسلمانوں کی فوج کے ساتھ جہاد کر رہے تھے ایک روز مصروف کارزار تھے اون کے عقب میں ایک پہاڑی تھی کافر موقع پاکر ونکی نظر بچا کر عقب کی جانب سے اوس پر چڑھ گئے اور مسلمانوں پر پشت کی جانب سے حملہ کرنا چاہا۔ قریب تھا مسلمانوں کو شکست ہو جائے۔ حضرت ساریہ اس سے بے خبر تھے۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ اور اس وقت حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ مسجد نبوی میں دے رہے تھے کہ یکایک یہ حالت دن پر کشف ہوئی اور اس کو دیکھا اور اس جانب رخ کرکے بہ آواز بلند پکارا یا ساریۃ الجبل الجبل۔ حضرت ساریہ نے یہ آواز سنی اور پہچانا کہ خلیفہ کی آواز ہے۔ پلٹ کر دیکھا اور حقیقت حال سے واقف ہو کر فتنہ دفع کر دیا۔ تم غور کرو حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ سے اس کو دیکھا اور وہاں سے حضرت ساریہ کو

پکارا انہوں نے ہزار بارہ سو میل کے فاصلہ پر خلیفہ کی آواز سنی اور متنبہہ ہوئے صحابہ کی متعدد کرامتیں حدیث
اور سیر کی کتابوں میں منقول ہیں۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ نے بہت صحیح فرمایا۔ **بیت**

اولیا را ہست قدرت از الٰہ   تیر جستہ باز گردانند ز راہ

۱۲۔ اولیائے کبار جس طرح کتمان اسرار الہیہ کے پابند رہے ہیں اوسی طرح کرامات کے اظہار سے بھی
احتراز کیا ہے۔ قاضی صاحب مغلوب الحال رہا کرتے تھے، اور بڑی بڑی کرامتوں کے اظہار میں بھی بے تکلف تھے
زبدۃ الحقایق (تمہید نہم صفحہ ۳۲۹) میں ایک کرامت کا ذکر کیا ہے۔ اپنے مخاطب مرید کو لکھتے ہیں۔
"دانم کہ شنیدہ باشی این حکایت کہ من و پدرم و جماعتے از ائمہ شہر حاضر بودند در خانہ مقدم صوفی پس
ما رقص میکردیم ابوسعید ترمذی بیتے میگفت پدرم در نگریست پس گفت کہ خواجہ احمد غزالی را دیدم بابا
رقص میکرد و لباس او چنین و چنین بود و نشان میداد شیخ ابوسعید گفت نی یارم گفت کہ مرگم آرزو میکند گفتم
بمیر ابوسعید در ساعت بیہوش شد و بمرو مفتی وقت دانی کہ خود کہ باشد گفت چوں زندہ را مردہ میکنی مردہ
را نیز زندہ کن گفتم مردہ کیست گفت فقیہ محمود گفتم خداوندا فقیہ محمود را زندہ کنی در ساعت زندہ شد
کامل الدولہ نوشتہ بود کہ در شہر میگویند عین القضات دعوی خدائی میکند بقتل من فتوی دادند" علما "اپنے
کلام سے نہ چوکے اور کفر وقتل کا فتویٰ دیدیا لیکن حاکم وقت کامل الدولہ کے (جو قاضی صاحب کے معتقد تھے) بدولت
اوس وقت ان کی جان بچ گئی۔ اسی قسم کا دوسرا واقعہ قاضی صاحب کی موت کا باعث ہوا۔ مرات الاسرار
میں حضرت عبدالرحمن چشتی نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ہمدان کے حاکم کا ایک خدمت گار جو اوس کو نہایت
محبوب تھا مر گیا۔ وہ رنج و غم سے نہایت بیتاب ہوا اور شہر کے جمیع علمائے عصر کو بلا کر کہا کہ تم کہا کرتے ہو کہ
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل انبیاء بنی
اسرائیل مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے تم علماء خود کو اون کا وارث کہتے ہو پس میرے اس خدمتگار کو زندہ
کر دو اور اگر نہیں کر سکتے تو "بگوئید کہ این حدیث دروغ است" یہ لوگ نہایت حیران پریشان قاضی
عین القضات رحمۃ کے پاس آئے اور نہایت عجز و الحاح سے کہا کہ "وارث علم انبیا فی الحقیقت شمائید
دریں باب توجہ نمائید والا تخلل در دین محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پدید می آید۔"

قاضی صاحب نے جواب دیا کہ فقرا کے نزدیک یہ چیزیں مشکل نہیں ہیں
لیکن "بعد از وقوع این واقعہ بشما ہمہ بجہت قتل من فتویٰ خواہید داد"
ان لوگوں نے بہت عجزو الحاح سے عرض کیا کہ معاذ اللہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے
"پس عین القضات از سر وجد برخاست و نزدیک این میت برفت و الے
عجیب بروے اظہار شد و بزبانش بے اختیار گذشت کہ قم باذنی در ساعت
محبوب خلیفہ زندہ شد شور در عالم افتاد و علماے ظاہر بن بشدت پیش آمدند
کہ عیسیٰ علیہ السلام قم باذن اللہ می گفت و مردہ را زندہ میکرد شما چرا
قم باذنی گفتید دعویٰ الوہیت ثابت می شود پس ہمہ بہ اتفاق براے کشتن
عین القضات فتویٰ نوشتند" اور اس فتوی پر عمل اس طرح کیا گیا کہ ایک
بوریا لائی گئی قاضی صاحب اوس میں لپیٹ کر مضبوط باندھ دئیے گئے
اس پر روغن نفط (مٹی کا تیل) خوب ڈالا گیا۔ اور زندہ جلا دئیے گئے
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً مصرعہ
چنین بود انجام عشق اے پسر

شعر

عشق از ین بسیار کردست و کند
سبحہ را زنار کردست و کند

اس سانحہ کی پیشین گوئی قاضی صاحب نے ایک رباعی میں پہلے ہی کر دی تھی

رباعی

ما مرگ شہید از خدا خواستہ ایم — از حق دو سہ چیز کم بہا خواستہ ایم
گر یار چنان کند کہ ما خواستہ ایم — آتش و نفط و بوریا خواستہ ایم

مولانا عبدالرحمٰن چشتیؒ نے لکھا ہے کہ جب قاضی صاحب کو جلا چکے جس جگہ اونہیں جلایا تھا وہاں ایک سر بمہر حقہ (ڈبیا) برآمد ہوا جب اوس کو کھولا اوس میں یہی رباعی ایک کاغذ پر لکھی ہوئی ملی۔

۱۳۔ زبدۃ الحقایق (تمہیدات) کے قلمی نسخے جو مجھے ملے حسب ذیل تھے۔

(۱) میرا نسخہ نوشتہ سنہ احد عالمگیری (۱۰۶۶) (۲) میرے پاس کا دوسرا نسخہ بلا تاریخ مگر سنہ ۱۱۰۰ اور سنہ ۱۱۱۰ کے درمیان کا (۳) نواب معشوق یار جنگ بہادر کا کتبخانہ روضتین میں داخل کیا ہوا نسخہ بلا تاریخ مگر غالباً سنہ ۱۱۰۰ سے کچھ بعد کا لکھا ہوا۔ (۴) کتب خانہ روضتین کا ایک نسخہ اور ایک نسخہ مولوی محمد سلیمان صاحب کا۔ یہ دونوں نسخہ ۳ کی نقل ہیں اور چند سال پیشتر کے نقل کئے ہوئے ہیں۔ کتبخانہ آصفیہ میں ایک نسخہ سنہ ۱۱۰۰ سے کچھ بعد کا لکھا ہوا ہے اور تین نسخے حال کے نقل کئے ہوئے ہیں۔ جدید الخط نسخوں سے کوئی مدد نہیں مل سکتی تھی۔ بقیہ تین نسخے یعنی ۱ و ۲ و ۳ کو باہم مقابلہ کرکے جس قدر ممکن ہوا تصحیح کی گئی۔ تصحیح میں بہت دشواری اس لئے پیش آئی کہ جابجا تحریریں مختلف تھیں اور حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کے پیش نظر جو نسخہ تھا اوس میں بھی بہت مقامات میں ان نسخوں سے الفاظ کی مطابقت نہیں پائی جاتی تھی۔ تمہیدات کے نسخوں میں دیباچہ کی عبارت بھی ایک دوسرے سے مختلف تھی اور حضرت بندہ نواز نے جس دیباچہ کی شرح لکھی ہے وہ صرف کتبخانہ آصفیہ کے نسخہ میں ملا اور اوسی سے نقل کرکے کتاب میں شریک کیا گیا۔ **شرح تمہیدات** کے تین نسخے مل سکے۔ (۱) ایک میرا نسخہ جو سنہ ۱۱۰۰ سے چند سال قبل کا لکھا ہوا ہے (۲) دوسرا نواب معشوق یار جنگ بہادر کا کتبخانہ روضتین میں داخل کیا ہوا جو سنہ ۱۲۴۸ کا لکھا ہوا ہے (۳) تیسرا نسخہ حضرت مولانا علاء الدین جنیدی سجادہ نشین خانقاہ و روضہ حضرت سراج الدین جنیدی قدس اللہ سرہ کا جو سنہ ۱۱۰۰ کے چند سال بعد کا لکھا ہوا ہے۔ (۴) چوتھا جدید الخط نسخہ مولانا محمد سلیمان صاحب کا جو نسخہ نمبر ۲ کی نقل ہے متن اور شرح کے باہم مقابلہ سے نہایت محنت اور مشقت کے بعد جس قدر تصحیح ممکن ہو سکی کی گئی۔ اور کتاب طبع کرا دی گئی۔ **والحمد للہ علی ذالک**۔

۱۳۔ شرح تمہیدات کے مذکورہ بالا زیر مقابلہ و مطالعہ تینوں نسخوں کے ختم پر ایک دعا لکھی ہوئی ہے قطعی طور پر معلوم ہو سکا کہ حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسودراز قدس سرہ نے لکھی یا اون کے بعد کسی دوسرے بزرگ نے اس کا اضافہ کیا اور بعد کے نسخوں میں نقل ہوتی چلی آئی۔ بہرحال چونکہ تینوں نسخوں میں لکھی ہوئی تھی۔ اس لئے طبع کر دی گئی۔

۱۴۔ اس کتاب کے متعلق کاتبوں اور مطابع دونوں نے بہت لاپروائی اور بدعہدی ظاہر کی۔ کتابت کرتے کرتے کاتب بغیر اطلاع کے یکایک کام چھوڑ دیتے۔ دوسرے کاتب کی تلاش میں وقت بہت ضایع ہوتا۔ اور دقت پیش آتی یہی حال

مطابع کا رہا مختصر یہ کہ اس کتاب کی کاپی نویسی یکے بعد دیگرے سات کاتبوں نے کی اور یکے بعد دیگرے اس کے اجزا چار مطابع میں طبع ہوے۔ طباعت کی تفصیل یہ ہے :۔ (۱) عہد آفریں پریس از صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۴۴ (۲) نظام دکن پریس از صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۸ (۳) مانک پربھو پریس از صفحہ ۱۴۵ تا ۱۶۰ اور از صفحہ ۱۶۹ تا صفحہ ۳۱۲ (۴) معین پریس از صفحہ ۳۱۳ تا آخر کتاب یعنی تا صفحہ ۴۷۲ اور مقدمہ اور ٹائٹل۔ ٹائٹل کو چونکہ معین پریس نے طبع کیا ہے اس لئے اس مطبع کا نام اس پر طبع ہوا۔ میں اپنے دوست سید جلال یداللہی صاحب کا ممنون اور شکر گذار ہوں کہ اُنھوں نے اس کتاب کی کاپیوں اور پروفوں کے مقابلہ اور تصحیح میں مجھے مدد دی اور آخر ثلث حصہ کی کتابت وطباعت میں بہت توجہ مبذول کی۔ حضرت خواجہ صاحب کی ذات پاک سے اونہیں خاص عقیدت ہے اور ان کی تصانیف کی طباعت میں خالصًا مخلصًا لوجہ اللہ وہ ابتدا سے میری امداد کرتے آرہے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالی خیر الجزاء۔

۱۵۔ حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمدؒ حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی طباعت کے اخراجات جاگیرات روضتین کی رقم سے مہیا کئے جاتے رہے ہیں۔ نواب غوث یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار نے میری تحریک پر یہ سلسلہ شروع کیا۔ اور ان کے بعد کے صوبہ دار صاحبوں نے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ شرح تمہیدات کی طباعت کے اخراجات کا انتظام نواب محمدؐ امیر علی خاں صاحب نے کر دیا تھا۔ مگر اون کا تبادلہ ہو گیا۔ اور مجھے رقم نہ مل سکی اون کے جانشین راجہ راے برکت رائے صاحب نے خاص دلچسپی لی اور رقم فراہم کرکے میرے پاس بھیجدی۔ مولانا حافظ قاری محمدؐ حامد صدیقی صاحب پروفیسر عربی و دینیات گلبرگہ کالج و رکن کمیٹی کتب خانہ روضتین کو بھی خداوند تبارک وتعالی جزائے خیر دے کہ اونہوں نے بھی بہت دلچسپی اور توجہ ظاہر فرمائی۔ اب یہ کتاب طبع ہو کر کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف سے بزمانہ صوبہ داری میرے عزیز دوست نواب عبدالحمید خانصاحب شایع کی جارہی ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

خاکسار

سید عطا حسین غفر اللہ لہ

۹ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ

فہرست تمہیدات کتاب مستطاب شرح زبدۃ الحقایق

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط
وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ

شرحِ زبدۃ الحقایق

المعروف بہ

شرحِ تمہیدات

عارف ربانی قاضی عین القضاۃ ہمدانی
قدس اللہ سرہ العزیز

از افادات

امام العارفین قدوۃ الواصلین شہباز بلند پرواز لامکان

غواص بحرِ لاتناہی عشق و عرفان قطب الاقطاب

فرد الاحباب جعفرِ ثانی حضرت خواجہ

صدر الدین ابوالفتح سید محمد حسینی گیسودراز چشتی

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً وسعۃً

مطبوعہ عہد آفریں برقی پریس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بجد وثنائے بعد مرحضرت آن خدائے راکہ دربیدائے الوہیت او دیدۂ عقل حیران است وآن واجب الوجودیکہ فیض فضلش بر جملہ مخلوقات فراوان است وآن فردیکہ تعین موجودات وابداع موضوعات بر وحدانیت او برہان است وآن منزہیکہ خالی از مشابہت اعراض ومناسبت اعراض ومکان است وآن جاکہ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ صفت اوست وآن صانعیکہ اطباق سماوات مزین از وست وآن بادشاہیکہ استحقاق عبادات واطاعت وخضوع جز او را ثابت نہ وآن دائمیکہ دلیل دوامش كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ است وآن مقدریکہ دلیل تقدیرش يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ شد وآن محمودیکہ حمد جز او را ثابت نیست کہ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُولٰى وَالْاٰخِرَةِ وآن خداوندیکہ اعتماد سالکان وصادقان متعبدان بفضل اوست کہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واللہ الموفق وعلیہ الاعتماد۔ آن خداوندیکہ اعتماد صالحان وصدیقان متعبدان بفضل اوست۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ۔

قولہ آن محمودیکہ حمد جز او را نیست کہ لہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ۔ الاولی برائے آن کہ حمد جز او را نیست لہ الحمد فی الاولی والاخرۃ۔ الاولی استشہاد آورد معنی آیت این است حمد ستودن خاصۂ خدائے است در دنیا وآخرت یعنی جز او را نیست۔ ور الحمد لام برائے اختصاص است۔ خاصۃ الشئ لا توجد فی غیرہ۔

وتعبدِ کفار وعبدۃ الاصنام کہ وَعَدَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ جَھَنَّمَ
جل جلالہ وعم نوالہ۔ وصلوۃ بے غایات وتحیات بے نہایات بر روضہ مطہر ومرقد معطر
وروح منور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورضوان بسیار ومغفرت بے شمار برآل و
اصحاب واتباع اوباد رضوان اللہ علیہم اجمعین وسلم کثیر اکثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین۔
این کتاب تصنیف کردم بہ دہ تمہید ونام این کتاب زبدۃ الحقائق
نہادہ ام از برائے عارفاں واصحاب ایقان تا درین کتاب تامل شافی کنند وتفکر صافی
نمایند وتذکرہ ایشان را حاصل آید انشاء اللہ تعالےٰ۔ وبہ نستعین وعلیہ نتوکل۔

تمہید اصل اوّل دربیان بصارت وبصیرت

بدان کہ درحق صورت بینان وظاہر جویان با مصطفٰے علیہ السلام خطاب این آمد
کہ تَرٰىھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ای عزیز گویم بدانکہ مگر این آیت از قران
نخواندہ ویا ندیدہ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ محمد را نور می خوانند و

قولہ وتعبد کفار بایستے کہ بتقابلہ فصل او گفتے بقہر او نیست تا وللکفار نار جہنم درست شنید
واگرنہ ضایع افتد۔

تمہید اصل اوّل

قولہ تَرٰىھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ معنی این آیت محمد ترا می بینند
وحال این است کہ حق دیدن نمی بینند حق دیدن آن ست کہ آنچہ اوست اورا بدانند
قولہ یا ندیدہ ویا نخواندہ سخنے زیادتے است۔
قولہ قَدْ جَآءَکُمْ قاضی فرمود محمد را می بینند وبحقیقت نمی دانند ونمی بینند یا اثبات این مدعا این آیتا آرد قَدْ جَآءَکُمْ
مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ودیگر می خواہد قاضی علیہ الرحمہ کتاب را ومحمد را در یک لباس بیک صورت باز آوردہ۔

قرآن کہ کلام خدائے است نور می خوانند کہ فَاتَّبِعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗ تو از قرآن حروف و سیاہی بینی بر کاغذ سپید پس کاغذ و مداد و سطرہا نور نیست پس القرآن کلام اللہ غیر مخلوق کدامست قومے از محمد علیہ السّلام صورتے و تنے و شخصے میدانند و بشر و بشریتے بہ بندگان ظاہر می نمودند کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ تا ایشان درین مقام گفتند قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ اما جان او را بحقیقت باہل بصیرت نمودند و بجان و دل و قالب حقیقت او را بدیدند و قومے گفتند۔ اللّٰھم اجعلنا من امة محمدؐ وقومے گفتند اللھم ارزقنا شفاعة محمدؐ و اگر درین حالت و درین ولایت او را البشریت خوانند و یا او را البشر جویند کافر شوند بر خوان

ہ حرف سیاہ

قولہ فَاتَّبِعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗ او را نور خواند و کتاب را ہم نور خواند و ہمہ را پیروی آن کتاب فرمود و پیروی کتاب پیروی محمد کرد پس ہمہ را بہ یکے صورت و بیکے لباس بیرون آورد۔ محمد نور۔ کتاب نور۔ و آن کہ متبع محمد بود او نور۔ پس نور در نور باشد۔ تو گوش دار ذہن را صاف کردہ بگمار سخن لطیف و نازکتر می رود و آن کہ می گویم می دانی چہ می گوید قرآن از خدا آمد محمد از خدا آمد بدان وضع کہ قرآن آمد ہم بدان وصف محمد آمد یکے را می گوئی غیر مخلوق آن مہرہ بُرج این مہرہ بد از نکو شکلے تمثیلے است پس تو مردے عارفی دل را بیشتر بر اکنون بدان کہ چنان کہ از قرآن کاغذے و سیاہی و حروفے دیدی و آن قرآن نیست ورائے آن قرآنے است و این نشان آن است و ہمچنین است محمدؐ علیہ السّلام را دستے و پائے و تنے و آن محمد نیست ورائے آن محمد است و آن عین رحمٰن است۔ این گفتار ما را قاضی علیہ الرحمہ خود تطبیق داد۔ دیگر خلجانے در دل و جان می کند کہ محمد را فرمان شد قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ بدین چگونہ درست نشیند کہ اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا اگر آنکہ مفسران گفتہ اند کہ بطریق انکار است قاضی درین دعویٰ ستہ ہو بر عکس شنود و اثبات توحید را اعجازے میکند اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ تحقق وحدت را سحر بیان آوردہ

این آیت فَقَالُوا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا[5] بتازی نیز بیان کرد که اِنِّی لَسْتُ
کَاَحَدِکُمْ[6] وحقیقت قرآن[7] که صفت مقدس است که مقرون ومنوط دلہائے انبیاء و

محمدؐ را فرمودند نہ او ومحمدؐ است آنکہ شمامی دانید او درورائے ورار است و
محمدؐ گفت اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ خود را با ماتسویہ داد وما با محمدؐ یکے باشیم تحقق وحدت بحق این است
چنانکہ مطلوب قوم است و بر نقطۂ اعتدال درست ترشتہ است فافہم واغتنم۔ گفتار
موسیٰ علیہ السلام اللّٰھم اجعلنی من امۃ محمدؐ مگر موجب آن بود کہ نظرکشش بر ورائے ورار
افتاد وتمنائے آن کرد از غیب الغیب بجان جانِ او ندا دادند کہ این مقام مخصوص محمدؐ وامتان اوست
بضرورت گوید اللّٰھم اجعلنی من امۃ محمدؐ۔ ۵ے قولہ اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا
این قدرمی باید دانست کہ کفر از روئے لغت ستر باشد باذرا[1] ہم ازین جا کافر خوانند زیرا چہ او
ساتر بذر است۔ صوفیان محقق ومحققان بحقیقت ہر جا کہ در قرآن ودر احادیث ودر کلام ایشان
کسے را کافر نامند نہ بدین معنی کہ او شرعاً کافر است انکار نبی کرد یا خدائے را دگفت باید انچہ
علماء مردمان را کافر خوانند بدین معنی گویند کہ بر ایشان ستر حقیقت است بر ایشان حقیقت
کشف نیست ساتر کافر گوئی ایشان اند کہ در طلب آن نہ اند ولکن الحق بوضوحہٖ ظاہر۔
۶ے قولہ لست کاحدکم دو معنی احتمال می برد یکے لست کاحدکم ہمچو شما نیستم یعنی من نہ ام
کہ خود را خود نشناختہ ام بہ حقیقت خویش مطلع نہ ام چنانکہ شما۔ دوم من میدانم کہ ہر یکے را ظاہرے
و باطنے ہست من بشرم و با من بشریتے ہست و از خدائے نورم و روشن ومنورم بحقیقت این
میدانم و بر این مطلع ام۔ ۷ے قولہ وحقیقت قرآن کلام نفسی وست تعالیٰ و این از صفات
قرآن است این را غیر گفتن صواب نہ باشد چون محب کلام محبوب را بغیر واسطہ استماع کند اکنون
روح و راحت او باشد و حیات جان او باشد یا نہ پس حیات آن باستماع آن کلام باشد

[1] باذرا از بذر است بذر تخم را گویند و باذر پاشندۂ تخم در زمین۔ ع ح

اولیا است کہ حیات این فرقہ بدان آمد کہ در کتاب صورت نیست وہم در کتاب می طلب کہ بیابی مابین الدفتین کلام اللہ ہر دو طرف گرفت است اما طالبان قرآن را در کتاب بدیشان نمود کہ ان للقرآن ظہراً و بطناً و لبطنہ بطنا الی تسعة ابطن گفت ہر آیتے را از قرآن ظاہرسیت و باطنیے و پس از ظاہر باطنے تا بنہ بطن شود

این کلام نفسی در اوراق و سطور کتاب نیست وہم دریں صورت است این ہمہ درین است چند معنی دارد یکے آن کہ اگر این کلام نفسی را بجوئی و معنی بخواہی کہ دانی ہمہ رین حروف و ہمہ ریں سطور و ہمہ رین کاغذ بیابی۔ و دیگر این کلام اللہ بدان شرطیکہ باید خواند بخوانی ہمیں کلام را از او تعالیٰ بغیر واسطۂ کسے بشنوی۔ دیگر اگر او خواہد تعالیٰ ترا کلام خود بشنواند بنوع دیگر گر آنکہ ہمیں صورت حرفے و صوتے اما تو این چنیں شنوی او این چنیں نہ گوید او بغیر حرف و بغیر صوت بغیر مخرج سے گوید۔ یکے شکلے دیگر بر آمد برین دقیقہ چون مطلع شدی کلام او چہ ہمیں نشنوی کلام دیگر را تو از چہ دانی۔ اے عزیز تو بہ تحقیق دانی اگر وقتے این کلام گفتہ بدانی و اگر نہ قابل اطلاع نہ۔ و دیگر کلام او حرف و صوت نیست و غیر حرف و صوت نہ این مذہب محققے است۔ امام سید جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہمیں می رود فعلی ہذا این سخن درست اید کہ آن کلام در کتاب تو نیست وہم در کتاب می طلب۔ **قولہ مابین الدفتین کلام اللہ** ہر دو طرف گرفتہ است احتمال دو معنی دارد و بالا قاضی این سخن فرمود کہ در کتاب نیست وہم در کتاب می طلب برائے این کہ ہم در کتاب است این سخن استشہادا آورد کہ مابین الدفتین کلام اللہ و طلب دریافت ہمیں معنی کہ بالا گفتہ ام و معنی دوم کہ مابین الدفتین احتمال دارد ما نافیہ باشد و یحتمل کہ خبریہ بود قاضی ہر دو مار ادر عمل میدارد باعتبار مختلف می گوید اگر مارا ما نافیہ داری بدان معنی آید کہ در کتاب نیست و اگر خبر گوئی برآنچہ گفتیم برین معنی ہر دو طرف لمحہ دارد و اگرچہ بالا درست است۔ سبحان اللہ زہے بیان قاضی کجا این سخن کہ قرآن کلام نفسی است

مانافیہ

دانم کہ تفسیر ہائے ظاہر را کہ مدرک شود و تفسیر ہائے باطن را کہ دانست و کہ رسید جائے دیگر گفت انزل القرآن علی سبعۃ احرف کلہا شافٍ وکاف رباعی

قرآن کہ بلفظ و معنی آن بے بدل است ✽ بر ہفت حروفش این نزول ازل است

امر است و دگر نہی و پس آنگہ رجا است ✽ پس عدو و عید و قصص و پس مثل است

عروس جمال قرآن چون خود را با اہل قرآن نماید ہفت صورتش بینند و ہمہ صورتہا با صفائے تمام بود مگر از این جا کہ اہل القرآن اہل اللہ خاصہ چون مقری بکتاب وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ رسید یعنی اسرار قرآن برسد جمال پرتو قرآن او را چنان از وجود محو کند

وکلام نفسی موجب حیات اہل بصیرت ست محمد علیہ السلام صورت بشر است یعنی ماکیست این دم می فرماید ان للقرآن ظہرًا وبطنًا و این ظہر و بطن اختلاف تفاسیر را بیان می کند تفسیر ہائے ظاہر را اکنون قاضی دیوانہ است لایکون للجاہلین اسلوب و قوانین ۔

قولہ تفسیر ہائے باطن ۔ قاضی در نظارۂ شہود باطنی کہ از قرآن و از تلاوت آن دریا اطلاع آن حقایق آن تجلی رونماید و ثبوت تجلی پیش آید بیانے کردہ است و آن را بہ لطیف ترین بیانہا بیان می کند قدس اللہ جانہائے طالبان فدائے آن بیان باد گفت ان للقرآن ظہرا و بطنا ولبطنہٖ بطنا الی سبعۃ ابطن تجلیات قرآن را نہایتے وغایتے نیست ہر حرفے صورتے دارد ولیعلم اللہ تا چند صورت است ہر حرفے را کذلک کلمات او را تراکیب و صورت ہر یکے را و ہر نقطہ را اکنون ہر بطنے را بطنے است و آن بطون را نہایتے نیست اما غایت فہم طالب را الی سبعۃ گفتہ است و در ہر صورت اطلاع بر معنی و تفسیرے فہمے وعلمے باشد اہل القرآن اہل اللہ خاصۃً برین کنایت کرد کہ اطلاع یا بد آن کہ از اہل قرآن باند و از اہل قرآن کہ باشد آن کہ کلام نفسی را او از حروف و اصوات خارج نہ بیند و خاصہ ہمان اہل قرآن اند خاصۃ الشئ لا توجد فی غیرہٖ ایشان اجزا با خدا نیابی ۔

که نه قرآن ماند و نه قاری و نه کتاب بلکه همه مقروء بود و همه مکتوب اما مقصود آن ست که جز این بشریت بشریتے دیگر و جز این حقیقت حقیقتے دیگر جز این معنی معنئے دیگر و جز این جهان جهان دیگر

نظم

ما را بجز این جهان جهانے دگر است ⁂ جز دوزخ و فردوس مکانے دگر است

آزاده نسب زنده بجانے دگر است ⁂ وان گوهر پاکیزه زکانے دگر است

قلاشی و رندیست سرمایه عشق ⁂ قرائی و زاهدی جهانے دگر است

ما را گویند که این نشانے دگر است ⁂ زیرا که جز این زبان زبانے دگر است

اما این آیت وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ بیان و شرح این همه کرده است

قوله همه مقروء بود و همه مکتوب باشد مجموع معنی آن که ما در کتابت آورده‌ایم و قاضی عبارت دیگر بیان آورد۔

قوله وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ قاضی در کلام ما معنی فرمود که کسے هم بظاهر ماند و کسے هم بظاهر و باطن رسید و آنکه بحقیقت و بصیرت خویش محمد را دید هر آئینه او بنور الله دانست مقام او و مقام امتان او و ورائے وراء دید هر آئینه بگفت اللهم اجعلنی من امت محمد و آن که محمد را به بشر و بشریت دید بضرورت گفت اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا فلفو وا ۔ هر یکے مقامے معلومے مخصوصے ۔ آن که کار نظر او بظاهر محمد همه کرده است البته به باطن او رسیدنی نیست و آنکه او را به باطن او اطلاع داده است او هرگز از آن پس افتادنی نیست وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ رزق هر یکے نصیب هر یکے براندازه او که او تعین کرده است همان قدر است لا یزید ولا ینقص نظر هر که بظاهر است او از آن ظاهر البته نگذرد و اگر گذرد بقدر حصه ۔ غایت ما فی الباب اعتقادے کند که ورائے این همه شخص جهانے است این شخص را از آن غافل بهمه فضلے نتوان نهاد و آن که به باطن رسید باطن را الی تسعة البطون و ما این را عنایت از کثرت کردیم تا هر یکے را بقدر قسمتے که نصیب اوست دهند علی هذا در ظاهر و باطن همه فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ

وَاللّٰہُ فَضَّلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ عذر این ہمہ خواستہ است تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ عذر بد بر کردہ است وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ظاہر شدہ است این ہمہ حیثیت وچہ معنی دار دیعنی وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ این تاویل کہ خدا داند و راسخ در علم کدام و راسخ در علم چہ باشد برخوان بَلْ ھُوَ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ این صدر کجا طلبند

درست آید۔ عجب یکے از بس عرنال غرق دریا است و دیگر چیز روئے حرمان نہ بیند و دیگرے را وجود آن چیز دراں چیز درخطرہ نیاید۔ ارے یکے را بینی در روزی اگر گرسنگی میرود و دیگراز سیری۔ **قولہ** تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ موسیٰ را تفضیل بروے کہ با او این کلام بود و عیسیٰ را تفضیل بر و کہ بواسطۂ آن کہ او بے پدر آمدہ محمدؐ را تفضیل بر ہمہ کہ این ہمہ مقامات گزشتہ است و اگر گوئی محمدؐ را پدرے بو وجاے دیگر می گوید مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ و این ابوت را بر آن بنوت بنہ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ عبارت از ہلاک عیسیٰ و اثبات محمدؐ ہم برین قیاس بر **قولہ** فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ این ہمہ حیثیت و فوق چہ معنی دارد۔ در بیان تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ گفتیم تا مضی من قبل فرمود فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ برتر بر خداوند علیمے عالمے ازو بیشتر ہست لفظ فوق اشارت بدان دارد بیشتر از کجا فہم شود کہ صیغہ علیم فعیل است برائے مبالغت را است کہ ملازمت و مداومت نماید۔ **قولہ** وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ ندانند تاویل متشابہ مگر خداوندان کہ در علم استوار اند یعنی بعلم حق و حق حقیقت رسیدہ اند برین معنی کہ والراسخون عطف است ابتداے کلام نیست و بر اللہ وقف نیست قاضی بدان اشارت گفت کہ آن تاویل خدا داند کہ راسخ در علم کدام باشد برخوان۔ **قولہ** بَلْ ھُوَ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ بلکہ قرآن ایاتیست ظاہر معنے پیدا است مراد او ثابت بشمل است در سینہ کسانیکہ از خدا علم باللہ یافتہ اند و متشابہات در علم عالم باللہ و راسخ در علم ایات بینات باشد

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ آن[16] نور خدا از کجا جوئید
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ گمراه راه نمائی این ہمہ شده است و گمراه
را راه تمامتر این ہمہ شده است و از برائے این گفت مصطفیٰ صلعم ان من العلم
کھیئة المکنون لا یعلمہ[17] الا العلماء باللہ فاذا نطقوا بہ لم ینکرہ الا اھل[18] الغرۃ
باللہ علمہا[19] بر سہ قسم اند قسم اول علم بنی آدم و قسم دویم علم فرشتگان و قسم سیوم
علم مخلوقات و موجودات اند اما علم چہارم علم خداست عز وجل کہ علم مکنون و مخزون
می خوانند گفت این علم خدائے مکنون راجز خدائے عالم بخدا کس ندا ندا ما ندانم کہ ہرگز وا نستہ

قولہ[16] آن نور خدا از کجا طلب سند یعنی منبع و مصدر و مورد او چیست خدا گفت بہ تحقیق آن علم ما ثابت
مر کسے راست کہ او را قلبے منورے معتقلے متجلے مکشوفے است قلب گفتہ است نکرہ در موضع
اثبات اختصاص تقاضا کند و قلب گفتہ یعنے قلب مکشوف معظم پس تنوین برائے تعظیم بود۔
قولہ[17] لا یعلمہ الا العلماء باللہ یا لا گفت کہ علم مخصوص بچنین دلے است و علم در آن دل پس
دل غلاف علم آمد کھیئة المکنون درست روئے نمود۔ قولہ اھل[18] الغرۃ باللہ قومے اند
کہ بوہم و گمان خویش چنین دانند خدا سے را چنانکہ بایستے شناخت ہمچنان شناختہ ایم و لعمری انہ
ظن فاسد و متاع کاسد ہیہات ہیہات لما توعدون۔ قولہ علمہا[19] بر سہ قسم است
این کلام دو معنی احتمال دارد۔ علم بنی آدم و فرشتگان و سایر موجودات
یعنے علم بحقیقت انسان و بحقیقت فرشتہ و موجودات دیگر و آن چہ
ایشان اند و مرجع و منبع ایشان۔ دوم علمے کہ آنا سی دارند و علمے کہ ہر
وجودے دارد و ہر شے دارد قاضی ابتدا نہ گفت چہار بحث علم بود گذشت
بعد از آن گفت اما چہارم امتیاز کرد برائے اظہار شرف عزت آن علم را شاید برائے
آن کہ آن علم باین علوم ہیچ نسبتے ندارد۔

کہ علم غذائے چیست و عالم بجذائے کیست اطلبوا العلم[۲۰] ولو کان بالصین۔
ترا چین و ماچین باید رفت آنگاہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل بیابی بر کدام
راہ باید رفت بر راہ عمل۔ عمل تن نمی نویم عمل[۲۱] دل می گویم و معلوم می کنم کہ گفتہ است
من عمل بما علم ورثہ[۲۲] اللہ علم ما لم یعلم دریغا[۲۳] اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ

قولہ[۲۰] اطلبوا العلم عزت علم و عالم آن علم جز بعد مقاسات شدائد و مجاہدات شاقہ کسے را
دست ندادہ است مگر آن کہ برین کار پائے استوار ایستادہ است و از سیرے و
سلوکے با این ہمہ کہ منزل دور و دراز است نہ ایستادہ است تا نزول در مقعد صدق
کردہ است۔ قولہ عمل[۲۱] دل قاضی می گوید عمل تن نمی گوید عمل تن تلاوت و نماز و روزہ و
زکوٰۃ و حج وغیر آن عمل دل محاضرہ و مراقبہ و مشاہدہ و معاینہ و تخلیہ و تجلیہ منازلات۔ و
موارادت با شرائط تقلیل غذا بلکہ ترک چند روز تقلیل نوم الا بقسمۃ وحصۃ
آب بیشتر کم از طعام صحبت بکلی انقطاع دہن را مہر زدہ جز بضرورت حاجت ماسہ نگوید آن
عمل دل را اگر برین شرط ملازمت کند تحقیق کہ بدان خاصہ دولت رسد۔ قولہ[۲۲] ورثہ اللہ
یعنی علمے خاصہ ازان باری تعالیٰ و آن علم خاصہ جز علم ذات و صفات نیست نورثہ اللہ گفتہ
و وارثان را از مورث عنہ انچہ رسد ہمہ از خاصہ او باشد اگر بنظر بحقیقت افتد علم غیر ذات
صفات را علم مجازی نامند چنانکہ اتفاق محققان است۔ قولہ دریغا[۲۳] اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ
صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ شرح صدر بچند معنی اعتبار یافتہ است یکے ہمان کہ از رسول اللہ مرویست
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باختلاف الروایات فلا حاجۃ الی ذکر ہا شہر تہا دیگر کسے را
درخواب ہم باشد و خواب ایشان بیداری ایشان است میان خواب و بیداری تفاوت
نیست و دیگر میان خواب و بیداری ہم می باشد کہ این را صوفیان واقعہ نامند دیگر مرد نشستہ
با ہمہ ہوش خویش بیند کسانے آیند شق صدر او کنند چنانکہ مروی است ہموں صورت بیند

درین حدیث که امرنا[۲۴] ان نکلم الناس علی قدر عقولهم پندے تمام است
امّا درین ورقها بعضے سخنان گفته شد که نه مقصود آن عزیز است بلکه بعضے دیگر از محبان باشند که

به تمامه باوے مرتب شود باز بخود بیند هیچ ازان مردم باوے نه اما دل منشرح
منبسط عارف بتجلی مفضول ۔ دیگر دے باشد در اصل خلقت چنانکه آفریده است که او به اهتمام تمام خود ن مقصود
همه جد و جهد خود جز بخدا متوجه و متعلق نباشد بجز خطرهٔ حق در دلش نبود و او نیز مشروح الصدر باشد تحمل کسے این را بالاترین
انواع گیرد و رسول الله را بهمه انواع بوده است ۔ **قوله کلموا[۲۴] الناس علی قدر عقولهم** قاضی درین
کلام که کلام کلموا الناس علی قدر عقولهم معنیٔ و بیانے فرمود بقدر فهم و عقل خود یعنے با هریکے سخن باندازهٔ
فهم عقل او گوید ۔ با طالب سخن از طلب باشد با متوسط معتقد و معتقد سخن هم ازین جنس بود با عارفان
سخن از معارف و حقایق ۔ با هریکے یک مقصد سخن یک کلام نتوان گفت و این معنی علی العموم
اکثر مردم گفته اند اما اینجا سخن می گویم تو هم خود اصغائے درستے کن معنی کلموا الناس علی قدر عقولهم
سخن با مردان باندازهٔ عقل ایشان چه باشد یعنے سخنے بر طریقه فهم او گو و بر بیانے گو که بفهم سامع
نزدیک باشد او بداند و فهم کند ۔ مثلاً کافرے را دعوت به اسلام کنی مقدمات عقلی از
منطق و اصول کلام و ریاضی و طبیعی و الهی چه سود مند آید که سخن باندازهٔ فهم او گو تا او فهم کند که
بت پرستی بر غلط است و خدا پرستی بر صواب ضرورةً بیانے کن و حکایتے گو که بفهم او نزدیکے
باشد قال الله و قال الرسول و معقولات اینجا سود مند نیاید ۔ علی کرم الله وجهه با دهریه مناظره
می کرد قطع مناظره بدین کلمه شد فرمود انکار آنچه تو می گوئی حق است و آنچه من می گویم باطل است
این معتقدی تو مرا چه زیان دارد اما این معتقدے که من می گویم اگر حق آن ست تو کجائی دهریه مفحم شد
ملزم گشت ۔ مرد دانشمند را خواهی دعوت بحقایق و معارف کنی نخست از احوال مقامات انتهائے
صوفیان گوئی در ساعت انکار کند تا تکفیر کند نخند بخیز بروے عبارتے کن که بطوع و رغبت
اطاعت تو کند و درین ره قدم استوار نهد ۔ در معنی سخن قاضی پندے تمام است برین ترجمه باشد

در وقت[25] سخن نبشتن حاضر نباشد ایشان[26] را نیز نصیب باشد تا نپنداری که ہمہ مقصود تو ئی
زیراکہ ہر کہ چیزے بشنود کہ نہ مقام او بود و نہ در قدر فہم وے باشد ادراک وے احتمال
نکند تو اے عزیز پنداری کہ قرآن مجید خطاب است با یک گروہ یا با صد ہزار طائفہ
بلکہ ہر آیتے و ہر حروف خطاب است با شخصے دیگر و مقصود[27] شخصے دیگر بلکہ عالمے دیگر و
آنچہ درین ورقہا نبشتہ شد ہر سطرے مقامے و حالتے دیگر است و از ہر کلمہ مقصود و
مرادے دیگر و با ہر طالبے خطابے دیگر کہ آنچہ با زید[28] گفتہ شود نہ آن باشد کہ با عمرو گفتہ شود
و آن چہ خالد بیند بکر اصلا نہ بیند و تو پنداری کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ابوجہل شنید تا مقصود
او بود او از قرآن قُلْ یٰاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ شنید و نصیبش ازین بود اما الحمد للہ نصیب محمدؐ بود و
محمدؐ شنید۔ اگر باور[29] نمی کنی از عمر خطاب[30] بشنو کہ گفت مصطفٰی علیہ السلام با ابوبکرؓ
سخن گفتے کہ گاہ گفتے کہ شنیدم و دانستم و گاہ گفتے کہ شنیدم و ندانستم چہ گوئی کہ از عمرؓ دریغ میداشت

کہ نمی توانم تا با ہر کسے سخن بطریقے کہ آن در فہم من در آید بگویم بضرورت گرد آوردہ
می نویسم چہ می گوئی تو گفتی ہر کسے بقدر فہم او پس بدین چگونہ راست آید با کافرے سخن گویم آنکہ چہ گویم آنچہ
مفہوم و معلوم اوست مفہوم و معلوم او کفر و بت پرستی است پس ہر چہ بقدر ہر کدام باشد گویم پس
این معنی چگونہ راست آید۔ **قولہ** در[25] وقت نوشتن حاضر نباشد یعنی مخاطب نباشد موجود نبود۔
قولہ ایشان[26] را نیز نصیبے باشد تا نہ پنداری کہ مقصود توئی درین عبارت یا نیز اوراد و رکنند
یا پس مقصود را ہم زیادہ کنند۔ **قولہ** و مقصود[27] شخصے دیگر کلی نیست شاید ہمین مقصود باشد
منحصر کہ اینجا جز فہم او نرسد و شاید سخنے باشد کہ بقدر فہم خویش نصیبہ گیرند۔ **قولہ** و[28] آنچہ با زید گفتہ
شود نہ آن باشد کہ با عمرو بالا سخن برین رفت کہ یک سخن گویند در ہر حرفے و آیتے و خطابے و
مقصودے دیگر و ہر یکے از و بقدر فہم خویش نصیبہ گیرد و اینجا این چنین آمد کہ با زید چیزے دیگر و با عمرو چیزے
دیگر۔ **قولہ** اگر باور[29] نمی داری یعنی آنچہ با زید گفتہ شود نہ آن باشد کہ با عمرو گویند۔

نے حاشا وکلا ازو دریغ نمی داشت لیکن [۳۰] فرزند طفل را که رضیع بود از برہ بریان و حلوائے
شکر نگاه دارند که او را معده احتمال نکند تا رسیده روزگار شود آنگاه ماکولات و مشروبات
ہر چه خورد مضرا و نشود [۳۱] عبد الله ابن عباسؓ می گوید اگر این آیت را تفسیر کنم اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ تفسیر بگویم لرجمونی
بالحجارة یعنی صحابه رضی الله عنهم مرا سنگسار کنند ابو ہریره رضی الله عنه گوید اگر این آیت
را شرح کنم اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ
لکفرتمونی یعنی خلق مرا کافر خوانند [۳۲] عبد الله بن عباس می گوید شبی با علی بن ابی طالب
کرم الله وجهه بودم تا روزے شرح بائے بسم الله می کرد فرایت نفسی عنده کالجرة
عند البحر العظیم خود را ازوے چنان دیدم که سبوے نزد دریائے عظیم

قوله لیکن [۳۰] فرزند طفل قاضی رحمه الله بالا فرمود سخن گویند که از حرفے و آیتے بقدر حوصلهٔ خویش ہزار در ہزار
نفع گیرند از برهٔ بریان جوانے و از شیر کودکے اینجا دریغ داشتن نیست بلکه مائدہ نهادہ اند که در آن مائدہ غذائے
ہریکے موجود ہست ہریکے بقدر فہم خویش و بقدر حوصلهٔ خویش غذائے خویش خواہد گرفت اما این که بازید
سخنے گویند که عمرو ہیچ فہم نه کند و نرسد این چیزے دیگر است این فہمے علیحده است مخاطب محتاج این
نیست که او را صریح کند کشاده کند بگویند بنمایند تا به فہمش رسد کنایت غایت مجاز اعجاز اینجا مجال
ندارد۔ قوله عبد الله [۳۱] بن عباسؓ معنی تفسیر ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قاضی می گوید صحابه رضی الله
عنہم سنگسار کنند یعنی این سخن بدان نازکی است که صحابه نمی رسند و دیگران خود چه حساب اند و ہمچنین
ابو ہریرہؓ می گوید اگر تفسیر يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ بیان کنم مرا صحابه بکفر نسبت کنند۔ قوله عبد الله [۳۲] بن
عباسؓ گوید شبے با علیؓ ابن ابی طالب چنین گویند نماز خفتن با مرتضیٰ از مسجد بیرون آمد عبد اللهؓ ابن عباسؓ
التماس تفسیر فاتحه کرد علی مرتضیٰ کرم الله وجهه در ابرا بر خود آورد و نشسته از تفسیر نقطهٔ بائے بسم الله آغاز کرد صبح دمید
تمام نشد ابن عباسؓ گفت فوجدت نفسی عنده کالجرة عند البحر العظیم یعنے خود را نزدیک ایشان دیدم چنانکه سبوے پیش دریائے

از دریا[33] چه بر توان گرفت تا ساکن دریا شوی در شب افروز در دست نگیری هرچه یابی قدرے
وحدے دار و ملاح[34] از دریا چه حد وصف کند و چه برگیرد زیرا که هرچه برگیرد باز بریزد که مقام[35]
در بحر دارد اما راز بحر چه خبر دارد۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ هرچه آموختهٔ خلق
باشد بَرّ و بَرّی بود و هرچه آموختهٔ[36] خدائے تعالی باشد که الرَّحْمٰنُ[37] عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ بحر و بحری

قوله[33] از دریا چه بر توان گرفت چون علی مرتضی بر مثال دریا باشد و ابن عباس کسبوئے سبو
از دریا چه گیرد و پر شد تمام گشت هرچه یابی قدرے وحدے دارد همین معنی دارد ۔
قوله ملاح[34] از دریا چه حد وصف کند قاضی شروع در آن کرد که ملاح را نسبت این قدرت که از
دریا ممتازے مختارے برگیرد بفهم واختیار خود لیکن او غرق است جاے تفرقه وتمیز و جاے برگرفتن
وگرد آوردن رفته۔ تا بر بود دریا چون شود و دریائی چون بری شود و از دریا بری چه برگیرد که بر شود۔
قوله مقام[35] در بر دارد۔ تا مقام در بحر است از بر بدور است و چون در بر است از بحر بدور است ؛ بحر
و بحر از خود چیزے نه او هرچه کند کو کند بدار دفرد و بر د غلطے حطے کند با او کسے را چه معارضه قاضی
همین معنی تطبیق داد که ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ نه از بحر به بر توان رفت و نه از بر به
بحر نه بر و بری را از بحر و بحری آگه نه بحر و بحری را از بر و بری آگه ۔ **قوله**[36] هرچه آموختهٔ خدا باشد
قاضی اظهار عنایت کرد فرمود هرچه آموختهٔ خدا باشد هر آئینه آن عالم باشد که او را بحر نامند و عالم بالله
بود و هر آئینه او را عالم بالله گویند و بحری بود و عالم ربانی خوانند و دیگر هر که آموختهٔ خدا باشد
هر کسے را چیزے آموزد به حقیقت آموختن آنست آن چه خاصه اوست آن آموزد الله سبحانه
تعالی خاصه ذات وصفات آموزد یگانگی بیگانگی بر ود هر آئینه معلم حق عین بحر شود چون عین بحر شود ز علوم
بحری هم باشد غوک و ماهی هم بحری است بحری اما بالصورت مشخصه نام دیگر یافته ۔
قوله[37] الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ آن قاضی عنایت بحر بیرون داد و گفت ازان بحر بحری علم الله و
ذات الرب و آنچه بدو نسبت دارد مراد است وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ بران تطبیق دارد ۔

باشد و بحر نہایت ندارد وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وچہ می شنوی ای عزیز[۳۸] شمۂ ازین حدیث کہ المومن مرآت المومن کہ بدان جا لایق است بشنو کہ ہر کہ چیزے نداند و خواہد کہ بداند اورا دو راہ است اوّل آن کہ با دل خود رجوع کند بتفکر[۳۹] و تدبر باشد کہ واسطۂ دل خود بدست آرد و مصطفٰی[۴۰] ازین جا گفت استفت قلبک[۴۱] فان افتوك فافعل والا فاتركه گفت ہرچہ پیش آید باید کہ محک و مفتی صدق آن دل باشد اگر دل فتوی میدہد امر خدائے باشد میکن و اگر نہ دہد ترک کن و اعراض[۴۲] پیش بگیر کہ حدیث ان للملك لمة وان للشیطان لمة ہرچہ دل قبول کند و فتوی دہد خدائی باشد و ہرچہ رد کند شیطانی بود و نصیب دو لمم در ہمہ چیزہا است از اہل کفر و اسلام و کار ما دشوار از انست کہ مفتی ما نفس امارہ است کہ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ ہر کرا مفتی دست است متقی و سعید[۴۳] است

قولہ[۳۸] اے عزیز چہ می شنوی قاضی ما ذکرے است از عالم تحقیق بعالم تذکیر افتاد و فرمود درین حدیث المومن مرآت المومن این سخن دو احتمال دارد ہر یکے آئینہ دیگرے است پس ہر یکے در دیگرے خود را می بیند و او را می بیند و دو نظر آمد یکے بدل باز گردد و ہرچہ دل فرماید آن کند این خطاب استفت قلبک برین چنین کسے است این چنین دلے ہرچہ فرماید آن فرمان خدا باشد بران رفتن ضرورت است و این دل آن دل بود کہ نفس امارہ مزاحم او نباشد کہ نفس امارہ فرمان آن دل امتثال پذیرد حاصل معنی قاضی این است ۔ **قولہ[۳۹]** تدبر و تفکر سخن گفتہ می آید این جا تفکر و تدبر نی تا این جا دلے مہے باید تا ہرچہ او فرماید ہمان فرمان خدا باشد ۔ **قولہ[۴۰]** وان افتوك فافتوك جائے دیگر چنین دیدم وان افتاك فافت به **قولہ[۴۲]** اعراض پیش گیر بجائے اعراض اغماض شاید گفتہ **قولہ[۴۳]** متقی و سعید است قاضی رحمہ اللہ می فرماید نیکبخت جز اہل دل نباشد و ما دراے او ہمہ در معرض شقاوت اند حاصل کلام قاضی جملہ ہمین است نفس امارہ بالسوء چہ باشد ۔ ہرچہ دل را متعلق و پریشان دارد ہمان نفس امارہ است ۔

وہر کرا معنی نفس است او خاسر و شقی است و اگر شخصے این اہلیت استعداد ندارد کہ بواسطۂ آن دل خود را بداند از[۳۴۴] دل کسے دیگر پرسد کہ این اہلیت یافتہ باشد فَاسْأَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ تا دل آن غیر آئینہ تو باشد اے دوست دلہا منقسم[۳۴۵] است بر دو قسم قسمے خود در مقابلۂ قلم اللہ است بر دل نبشتہ شدہ و یمین اللہ کاتب باشد پس ہر چہ نداند با خود رجوع کند بدین سبب بداند قسم دوم ہنوز نا رسیدہ باشد و خام کو در مقابلہ قلم اللہ نبود و چوں از یکے کہ دلش آئینہ دلوح قلم اللہ باشد

قولہ[۳۴۴] از دل کسے دیگر بپرسد این ہمہ گفتہ اند نفس و دل و روح و سر و خفی یک تن اند اما بہ صفتے بہ نامے دیگر می خوانند و آنکہ محققان ہر یکے را تجلی گویند می تواند بود شئے واحد بحسب کمال کہ او را ذات بانواع صور و اشکال متجلی می شود از دل دیگر بپرسد این بیان دوم راہست قولہ[۳۴۵] دلہا منقسم است قسمے بر مقابلۂ قلم اللہ است یعنے یک دل آن است کہ خداوند سبحانہ بید قدرت خود بغیر واسطۂ ملکے و کسے حقیقت ایمان و تثبت آن و روے محقق و منقش کردہ است آن دل ہر چیزے کہ پیش آن دل آید آن را بیند۔ و بدانکہ سخنے است می باید گفت و آن سخن بیشتر بسیار جا کار آید۔ اہل کشف را دو دل است یک دل قلم اللہ در و کتابتے کردہ است و آن کتابت بہ ید آن شخص بود و یَدُہٗ یدُ اللہ تصور کن حالہ کشف ہر چہ مکشوف او بود بجنسہٖ دل نوشتہ چنانکہ تو دانستہ کہ در خط و کتابت خطا و غلط را مساغ بود و این جا ہمچنان بود۔ و دلے دیگر کہ صاحبش بہ صیقل تصفیہ کردہ است نقشے و صورتے دران میان نبودہ شفاف صاف عکس پذیر است ہر چہ مقابلۂ آن دل آید عکس آن در و ظاہر گردد و این عزیز را غلطے و خطائے نیفتد زیرا چہ در عکوسات غلطی و خطائے نیست ہر چہ مقابل افتد ہماں بر آید دیگرے نہ۔ این ہر دو دل اہل دل و اہل عیان و اہل تحقیق است۔ و دوم ہمان دل است کہ آن را دو دلہ گویند نا رسیدہ ہیچ صورت کارے ندیدہ و تدبیر او استفسار و استکشاف باشد با اہل دل کاملے کہ بروے کشف کند۔

ہپرسد و معلوم کند آن را از آن[۴۵] جا بداند کہ خدائے را در آئینۂ جان پیر دیدن
چہ بود د پیر[۴۶] درجان مرید خود را بیند اما مرید در جان پیر خدا را بیند و

دل اول را کہ لوح محفوظ نامند یَمحُوا اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثبِتُ این جا ستیقیم شود ہمیراں نسبتے کہ گفتہ ام در کتاب غلطی وخطائے باشد و دوم را نسبت بعلم نفسی کنند وام الکتاب گویند بدین معنی کہ لوح محفوظ نسخۂ اوست۔ قولہ[۴۵] این جا بداند کہ خدا را در آئینہ جان پیر دیدن چہ بود قاضی رحمۃ اللہ دلہا را دو قسم کردہ رسیدہ نارسیدہ۔ نارسیدہ را گفت پرسشے واستفسار کند تا بر آن مطلع گردد ہم اینجا نسبت آمد کہ مرید را باید کہ متوجہ بدل پیر شود در آئینۂ جان پیر خدا را بیند دل پیر بر مثابۂ آبے صافے و آئینۂ شفافے عکوسات قدوسی و سبوحی بر دل او لایح و لامع عکس آن در وظاہر گشتہ چون این دل مرید بمقابل دل آن پیر شیند چون عکس عکس بر دلش آید مثال دیوارے مقابلہ آبے صافے باشد و عکس آفتاب بر آب بر آید و عکس عکس بر دیوار نماید خہ خہ زہے کار مرد ہنوز صفائے و جلائے نکردہ دلش بر مثال دیوار تاریکے بیکارے مقابلۂ دلے شد کہ او منور و مصفا است از ان صفا نور این کدر و تاریک مظلم نصیبے تمام گرفت عجائب تا کہ سبکے بے سنگے را بینی کہ ہم اینجا فریاد بر آورد کہ انا الحق و سبحانی قولہ[۴۶] پیر درجان مرید خود را بیند اما مرید درجان پیر خدا را بیند۔ ہر دو مقابلۂ دل پیر و دل مرید۔ مرید در دل پیر خدائے را می بیند و پیر مکشوفات عکوسات قدوسی و سبوحی در روے و دل مرید متوجہ منتظر او عکس خود را در مرید بیند پیر درجان مرید خود را بیند و مرید درجان پیر خدا را بیند سخنے است بگویم چون پیر درین ورطہ ایستاد کہ سمعہ سمعہ و بصرہ بصرہ و یدہ یدہ بدین معنی او را اتحاد شد یگانگی پیش افتاد پس چون این متحد محقق خود را در دل مرید بیند ہمان باشد کہ مرید خدا را در دل پیر بیند۔ فہم کن فہم کن ازین جا مگذر اعتقادے کہ بر سخن قاضی کردہ ایم یک سخن ہمین است او ہرچہ میگوید بحسب عیان و کشف خود گوید درہ کشف جز این نیست کہ انچہ این اقرب و اعلی است۔

د از انجا

مثال این همه که گفتیم اینست که جماعتے بیماران برخیزند و نزدیک طبیب شوند علاج خود بجویند طبیب بدست هریکے نسخهٔ برخلاف یکدیگر دهد و باز محرارے دیگر علت خود باهمان طبیب گوید طبیب بجز ان نسخهٔ حرارت با او دهد تا تسکین امراض حاصل آید و اگر کسے گوید این از جهل طبیب است غلط گفته باشد و جاهل این گوینده باشد که این اختلاف نسخها که افتاده از اختلاف علل افتاد پس علتها گوناں گون است نسخه همه علتها بیک علت باز دادن سخت جهل و خطا باشد آنها که دانند دانند که چه گفته می شود و خود دانند اکنون علت دین و اسلام در قالب یک رنگ باشد بنی الاسلام علی خمس اشهد ان لا اله الا الله خود نسخها معیّن داده است که پنج نسخه است که علاج و دعائے جمله مومنان است و دوائے این پنج ظاهر است اما کار باطن و روش قلب ضبطے و اندازهٔ ندارد لاجرم بهر دارو ے پیرے باید که طبیب حاذق باشد که مرید

قوله مثال این همه که گفتیم آنست این مثال طبیب و مریض و مرض مریض و اختلاف امراض وادویه با مقابل بالانسبتے ندارد اما می خواهد که گوید که همه مریدان را بر پیران یک ره نیست طرق مختلف است و پیران برآن مطلع و عارف اند بر هریکے را طریقے و توجهے فرمایند اگر مرد مرطوبی است طبیب اورا داروے حارّه گوید که موافق مزاج او باشد که انما الدواء بالاضداد و اگر حار المزاج باشد اورا داروے سرد فرماید مردم را در فرمایش او اختلاف نماید و دانند مگر طبیب حاذق نیست اما امراض مختلف و ادویه برحساب آن هر آئینه هریکے را فرمایشے دیگر بود و همه چوں بمقصود رسند بدانچه مطلب ایشان است همه یکرنگ و یک سنگ باشند و همه را یک آهنگ و یک سنگ بود و قاضی علیه الرحمه همبرین تطبیق داده و گفت که بنی الاسلام علی خمس هرچند که پنج اند اما هر پنج یک رنگ دارند بمآل همه یکجا باز گردند — قوله اما کار باطن و روش قلب ضبطے ندارد آن پنج نسخه که قاضی فرمود کار باطن و روش قلب بکار نباید مگر آن که شیفتهٔ مجاهده است اگر [illegible] فرماید [illegible]

آن را معالجت کند و از ہر دردے مختلف راو ر ماۓ مختلف فرماید و آنہا کہ ترک علاج و طبیب کردہ اند خود آن بہتر باشد کہ در علّت فروشوند زیرا کہ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ پس چون بمتابعت طبیب حاذق درراہ روندہ بباید باجماع مشائخ قدس اللہ ارواحہم طلب چنین فریضہ باشد و ازینجا گفتہ اند من لا شیخ لہ لا دین لہ ومرید

اگر عمل باطن درویشن ایشان را رہبر بود بجلّے رساند وکار باطن ضبطے وحصرے ندارد اگر خداے را انتہائے بودے عمل باطن را پایان بودے این دل متعلق بد منقلب در تقلبات دارد اورا وکار او را پناہے نہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ لا یتجلی فی صورت مرتین کار از ضبط انداز ہ گذشت دآنکہ قاضی می فرماید لاجرم ہر دار دے پیرے باید امرے متعسر است براے ہر چیزے را پیر از کجا یابند نفسے نمی گذر دو رگے نمی جنبد بغیر صادرے دواردے فعلی ہذا میان دو چیز یکے باید کلی بدست مرید دہد ہر بار کہ واردے صادرے می آید بآں مقابلہ می کند و آن کلی است کہ جملہ جزئیات را محیط ہست آن کلی ہر واردے کہ بنماید خیر و شر آن بدان مطلع شود باز ماندان از آن و ترقی از ان حلوم کند یا آن کہ بر جزوی و بعضی او مطلع باشی البتہ از مرقد و مضجع او و مجلس او جدا ماند قولہ و آنہا کہ ترک علاج طبیب کردہ اند دو قسم اند یکے آنست کہ بواردات دل رسیدہ و بدرد بلاے خود گرفتار ماندہ و ہرچہ آید آید پس انداختہ بیک کار مستغرق است و دوم راہ روی کمی ماند در یافت مرشد وہادی نشدہ این ہر دو راہمان بہتر کہ بدرد خویش درسازند این مرد در دمند د آن واصل از چند نفسے باشد کہ ہر دو را در یک مقعد عقود شود او ہم منالہ گر از درد و این ہم گریہ گراز دردے۔ قولہ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ اگر در علم خدا بودے کہ ایشان مخلوق برائے خیر اندیشان را آن چہ حق بودے شنوانیدے۔ باجماع مشائخ است کہ ادراک مرشد و دریافت ہادی فریضہ است کسے بے این راہ نرفتہ است و نزد و ہمبرین درست است من لا شیخ لہ لا دین لہ آن کہ استاد نیافت رہ دین ندانست ۔

ن ہمران

راه بر فریضه باشد و شیخ را نیز فریضه بود خلافت[۵۱] قبول کردن و تربیت مرید کردن فرض راه بود اگر تمامتر[۵۲] خواهی از خدای تعالی بشنو که گفت وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ در بیان خلافت باطن جای دیگر گفت لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ابیات

کسی را که از نهان دل خبر نتوان کرد ۔ احوال دل خویش حذر نتوان کرد ۔ این عالم شرع را زیر نتوان کرد ۔ کالسا لی را از خود[ن] بدر نتوان کرد ۔ محجوبان را بدین نظر نتوان کرد ۔ خویش بکوی[او] گذر نتوان کرد ۔ زیرا قفل بشریت بر دلهاست و بند غفلت بر فکر هاست ۔ یعنی أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا این باشد چون فتوح[۵۳] فتح و نصرت خدا در آید که

ن خود زخود

قوله[۵۱] خلافت قبول کردن یعنی چنانکه طلب بر طالب تا وجدان مطلوب فریضه است همچنان مرشد را تربیت طالب بر حسب استعداد او فریضه است ۔ خلافت قبول کردن را چه بود ۔ یعنی چنانچه حق سبحانه بنده را هدایت و تربیت میکند شیخ خلیفه اوست و خلافت که او یافته است همین یافته است که از پس هدایت خدا تربیت او کند ۔ قوله اگر تمامتر[۵۲] خواهی یعنی اگر حجت تمامتر و ظاهرتر خواهی بدانی و بشنوی از کلام الله بشنو هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ هم او است کسی که شما را از پس یکدیگر بیافرید وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ و بلند کرد بعضی را بر بعضی و درجها بخشید پس هر یکی را پس دیگری او آورد دیگری را او برگزید[ن] بدین که او فایق باشد و آنکه او در دون است او برفعت و علو چگونه میرسد مگر آنکه[ن] رفیع بدان رسد که رفته است و دولت و رفعت یافته این را آن راه بنماید و بدان درجه رساند پس شیخ لابدی باشد و طالب را طلب ضروری و اگر نه او بر نقصان ماند [illegible] مرد عقیم بود صفت خدا در وی نباشد ۔ قوله چون[۵۳] فتوح و نصرت ۔ نخست فرمود قفل بر دلهاست و غل بر گردنهاست یعنی هم از سبب این وهم بشریت است که از و محروم اند چون فتوح و نصرت خدای تعالی ادراک بنده کند آیات باری و علامات وحدانیت و یگانگی او را ادراک کند میگوید سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا

ن برگزیده بینی
ن مگر که آن

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ این نقل از دل بردارد که سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَ فِي أَنْفُسِهِمْ پدید آید و نبات وَاللّٰهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا حاصل شود. از خود بدر آید ملکوت و ملک به بنده و مالک ملک شود وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ از خود بدر آید مهتر عیسیٰ ازین واقعہ چنین خبر داد
لا يدخل ملكوت السموات من لم يولد مرتين
گفت بملکوت نرسد هر که دو بار نزاید یعنی هر که

یعنی نمائیم آیات خویش ایشان را در کنارهائے جہاں و در نفس ایشان چون قفل بشریت بردر رسے دل صاف شود خدائے تعالیٰ را در خویش و جملہ اشیا و نظارہ کند. قوله إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ قاضی بہر نیچ تلقین آورد نہ بطریق استشہا و إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ طریق شرط انداخت و سَنُرِيهِمْ طریقہ جزا. قوله سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا آیات لانہایت دلیل بر وحدانیت و فردانیت کند و دلیل بر وجود صانع و دلیل بر تشبیہہ و تنزیہہ و انچہ بدیہا باشد آن را آیات لانہایت شمرند و آن کہ ہر یکے صورتے دارد قہری و لطفی و این صور در علم غیب کہ بر من و تو مستتر است ہمہ شاہد و موجود از مثال ایشان است کہ درین جہاں ظاہر شد باطلاع شدن بر ظواہر آیات اطلاع شود و بر بواطن ایشاں و دیگر ہر یکے از آیات اگر از عارفان پرسی ایشان تشکلے و تمثلے نامند و ہر تشکلے بر صفتے و بر معنی اشارت می کند و اثبات می نماید خبر خبر یعنی کو کہ اشارات تمثلات و تشکلات را فہم تواند کرد. قوله وَاللّٰهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا دل بر مثال زمینے است کہ در وے نباتات روید چون از دل قفل بشریت خاست دل صفا و نور پذیرفت راست و درست و قابل گشت باران فیض ما و مددنمود ہر آینہ اثمار وحدت و توحید و اشجار وحدت و ازہار فردانیت از ہر طرفے و از ہر جہتے روئے نماید قوله از خود بدر آمدن شرط کار این است بے این چیزے در پیش نیست اما وقتے بیتے گفتہ بودم
از گرداب این حیرت درین چیزے اشارتے رفتہ است ؎

128202

از شکم مادر بدر آید این جہان بیند وہر کہ از خود بدر آید آن جہان بیند

س مرا گوئی بیا بر من و لے بگذر از خود خود را ؛ اطاعت آنہم گردن و لے شرطے محالے ہست
خود را خود چگونہ گذارند و از خود بدر چوں شوند درین مجموعۂ گفتار ما انشاء اللہ ترا مفہوم شود کہ مراد این چیست۔

قولہ ہر کہ از شکم (مادر) بدر آید این سخن بدو معنی است یکے صورتے است درین کار کہ نہادہ اند شخصے را بیارند کہ او طالب مرشد است یکے او را در شکم کشد دیگرے بیاید دایہ شود بنشیند او را از شکم او اخراج کند در بر دیگرے دہد کہ این دایہ و این شیر خواہد او این را ولادت دنیا و ولادت ظاہری گویند۔ دوم ربطہ در آمدی خواہند شخصے را دران ربط در آرند و از طرفے بطرفے بیرون کشند آن را کہ ربط نام نہادہ اند تنے است درازے قیاس سہ و نیم گز ارا از ان منفذے تنگے وارد این مرد را زان منفذ بیرون کشند چنانکہ از آہن تار می کشند برین صفت او را بیرون آرند این را ولادت ثانیہ خوانند این کا درمیانِ ارواح خلاصہ است و این تربیت میان مردان غیب است ہر کہ درین تربیت ایشان بودہ باشد و این کار پیش او کردہ باشند او داند پس این حال جائے از ملکوت وجبروت و از لاہوت و آفاق و اطراف ہیچ برو ئے مستتر نماند۔ نوع دیگر ولادت صوری آنکہ مردم ہر یکے احساس می کند مادرے کہ بچہ می زاید۔ و ولادت معنوی بچند معنی باشد مرد حکیم صوفی متعلق عالم العلم سلوک گوید کہ بریاضت و مجاہدہ و بہ مقاسات مشاق و تہذیب اخلاق کند از حد افراط و تفریط بحد اعتدال آرد بحیثیتے کہ مزاحمتے بہ صفتے نہ شود نفس مہذب گردد و دل صیقل عکس پذیر و حق نما گردد این ولادت دوم باشد و این را ولادت معنوی خوانند۔ دیگر ولادت اولی و این ولادت ثانیہ کہ گفتیم ہمہ در یک مہد زیند و این ولادت را صوری نامند کہ ہمہ صورت است با ہمہ کشوفات و تجلیات دہہند ہم بود بعد آن کہ ازین ہمہ بدر آید از خود بیخود شود و در خود با خود باشد جہلے ظاہر گردد کہ آن جا اسمے و رسمے و صفاتے و و فاتے وذکائے و نمائے وارضی و سمائے نشان نہہند ولادت معنوی محققان این را نامند گردع نفسک و تعال این معنی باشد۔

Marfat.com

ابدا[59] انهم فی الدنیا وقلوبهم فی الاخرة این معنی باشد آیت یَعْلَمُ[60] السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ و آیت اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کتاب[61] وقت او شود و من عرف[62] نفسه فقد عرف ربه اورا بروے نماید از یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ[63]

قوله[59] ابدا انهم فی الدنیا وقلوبهم فی الاخرة بچند معنی احتمال دارد تنهاے ایشان در دنیا به اکلے و بشربے و به بشریت دیگر مشغول می باشد و دلہاے ایشان بکار حق و حضور حق و شہود حق مستغرق اند ابدا انهم فی الدنیا تنہاے ایشان در دنیا می نمایند و ایشان در دنیا نه اند که ایشان را دنیا و آخرت یکے شده است وقلوبهم فی الاخرة دل رئیس اعضا سلطان ولایت ہر طرفے که او میل کرد رعایا بقفر[؟] در تبع او رفته اند. و معنی دیگر همه جهان تشکل و تمثل است ابدان تمثل بدن اند و بدن را از بدن گرفته اند و بدن و بدانت فربهی را گویند بَدَنَ الرجل اے صَلُبَ و قوی سبب ثقل ایشان بود ایشان را بدن نام کرد ورنه عین نور است وقتے گفته بودم بیت

معشوقهٔ من زنسل آدم نیست ❊ حوراست پری ست یا خود آن ہم نیست

روح القدس است روح روح است ❊ نورے متمثل است مجسم نیست

در وصف چگونگی و چونی ❊ جز نقطهٔ سر اسم اعظم نیست

شنیده که جبرئیل بر رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم بصورت دحیهٔ کلبی ظاهر شدے و جبرئیل را تن دحیه کلبی نبود اما خیال نمودے قوله[60] یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ همان است ملکوت السمٰوٰت والارض ـ ملکوت کل شیء باطنه و سر عبارت ہم ازان است قوله[61] کتاب وقت او باشد و این علم بروے چنان بود چنانکہ کتوبے بدست کسے بود ہر چه خواهد که معلوم کند در آن کتاب نوشته بود آن بیند و آن راد اندیک نفسے و یک ساعتے از مطالعه آن خالی نباشد قوله[62] من عرف نفسه فقد عرف ربه اورا رو نماید نفس تو با تو و سر در نفس مستور بر آن سر تو مطلع ہر آئینه آن چیز نقد وقت او گردد۔ قوله[63] یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ عبارت از چیست

[حاشیه: ت بش]

درگذشتہ بود بغیر الارض رسیدہ باشد ترا[64] ای قلبی ربی بیند ابیت[65] عند ربی یطعمنی و یسقینی بچشد فاوحی[66] الی عبدہ ما اوحی بشنواے عزیز خواہی کہ جمال این اسرار بر تو جلوہ کند۔

تصفیہ و تزکیہ کہ من قبل بیان کردیم ہمان تبدل الارض غیر الارض است بصفتے مذموم بود آن صفت۔ مذموم ممدوح گشت باہمان صفت مذموم بہ تصفیہ و تعدیل ممدوح شد با این ہمہ رفت بجاے او حمیدہ آمد بر و معنی یوم تبدل الارض غیر الارض درست شنید۔ قولہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ہر کہ نفس خود را دانست کہ تشکل او ست خداے خود را دانست کہ این تشکل از کارہاے ا ست عرف ربہ گفت عرف اللہ نگفت یعنی از کسیکہ تربیت گرفتی و بہ چیزے کہ تربیت گرفتی تربیت بحقیقت با ربی میگردد بہ شکل آن چیز بر آن کس۔ قولہ[64] ای قلبی ربی یعنی مصطفٰے بدل دید و گفت رای قلبی ربی دیدن دل چہ باشد یا عبارت از اعتقاد کنند یا آنکہ حواس ہمہ بیکار باشند چنانکہ خفتہ را و آن کہ خفتہ بنود و مشاہدہ شود نمودارے بود آن را دیدن دل گویند و آنکہ خداے را در خواب دید خداے را در نمویش دیدن است ای کہ مرد مذہول و مذہوب را در آن ذہول بخود کشہودے ہست و رویتے ہست نہ آنچنان چیزے است کہ قابل باشد کہ وہم چیزے دیگر رود محقق و مثبت کہ عین التفات عبارت از ان کند مجال تہمتے و مساغ شبہتے نیست چشم از قبیل حواس است و در حس غلطہا ہست و از ان حالتے کہ ما عنایت کردیم ان جا غلط و خطا روا نیست قولہ ابیت[65] عند ربی یطعمنی از عبارت قاضی معلوم چنین می شود کہ تنعمے شہودے عینے و عیانے ملذوذ و ملحوظ آن ملحوظ را چشیدن او تہمام و کمال ادا این عبارت کرد کہ یطعمنی و یسقینی و این را طعام و سقی نام نہادہ اند زیرا کہ این معنی آن صوری را سدے مسدے باشد بلکہ کار بجاے میرسد کہ مستغنا شود و این بسیاران را شدہ است پس مراد قاضی ازین معنی حسی نیست و اگر حسی گویم آن حسی ازین معنی جدا نباشد میان دو سطر است کہ حکایت تشکل گذاشتہ است۔ قولہ فاوحی[66] الی عبدہ ما اوحی از بقاے بعد فناے صحوے بود سکرے است

از عادت[۶۷] پرستی دست بدار که عادت[۶۸] پرستی بت پرستی بود نه بینی که قوح[۶۹] این جماعت چگونه می کنند۔ اِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی بعد ضرب حقیقی و اتحاد رسمی حکایتے درازے درمیان رود و دیگرے بر آن مطلع نباشد و هرچه بر تمنائے یکدیگر بود درمیان نهند فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی۔ این همه که گفتیم کلمهٔ ما ازین ایمائے تمام تر گفته است اِلٰی عَبْدِهٖ گفت حبیب نگفت اشارت بدان کرد که بعد همه فنا همه ثبوت بقائے عبودیت درمیان انست حرف اتحاد برخوانیم ذکنتهٔ وحدت را تحقیق کنیم و کار عبودیت بهرچه مبالغت تر تا آنکه توانیم بسر بریم قوله[۶۷] عادت پرستی دست بدار عادت پرستی چه باشد مثلاً اگر بت پرستے بچه است بران عادت گرفته است و آن خوے شده و ازان بدر شود آنکه کارے و روے روزگارے پیش آید همبدین قیاس بر هرچه تو قرار گرفتهٔ و چیزے دانستهٔ و از مولانائے مذکر شنیدهٔ و از معلم محله که تعلیم می کند و عوام الناس را الهام شده است همبرین قیاس مفسر و محدث فقیه و مفتی و مجتهد همه را با همه که ایشان اند درزاویه و خلوت خانهٔ فراموشی حبس کن و همه را از خود بدر کرده بیرون آے کارے بسر شود۔ اے دوست حکایت عشقبازے سرفرازے باسروقدے گلعذارے شنیدهٔ که آن دیوانه چه یافت و ازچها خاست همبرین قیاس طلب حق را تصور کن۔ قوله[۶۸] که عادت پرستی بت پرستی باشد زیرا چه هرچه ترا از مقصود باز دارد آن بت تو باشد پس عادت پرستی که ترا از خدا باز می دارد بت پرستی بود۔ قوله[۶۹] در قدح و مذمت این قوم این است که ایشان را خود فهمی و ذوکائے تمیزے نیست هرچه آبائے ایشان کرده اند و انچه بوده اند ایشان هم بغیر تمیزے و تحقیقے همان کرده اند و همان می کنند عادت پرستان بدین مانند که ایشان از خدا باز مانده و عادت پرست از مقصود خود باز مانده است چون باشد مردے باوقرے و وقارے رئیسے سرورے باآبروئے باذکرے و نامے عاشق بکے پریشانے اگر از رسم عادت خویش بیرون نمی آید رسوا و فضیحت نمی شود بمقصود خود نمی رسد فافهم و اغتنم اینجا متوجه را وهم زند که قوم اباحتیان ازین شرب بشرب دارند لاحول و لاقوة الا بالله العلی العظیم این تحقیق عبودیت است و آن تذلیل ربوبیت۔

دل گرفته

وهرچه شنیده از مخلوقات فراموش کن که بئس مطیة الرجل زعموا وهرچه شنیده ناشنیده گیر که النمام لا یدخل الجنة وچه بناید نادیده گیر ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا وهرچه برتو مشکل شود جز بزبان دل سوال مکن وصبر کن تا بری ولو انهم صبروا حتی تخرج الیهم لکان خیرا لهم

قوله بئس مطیة الرجل زعموا مثلی است در عرف شخصی که برچیزی اعتماد کند وآن معتمد او لایق اعتماد نبود اورا گویند بئس مطیة الرجل زعموا تقریر وتطبیق بگفتار قاضی که ما گفتیم درست تر می آید حاصل بگفتار نباشد مخلوقات را گمانی برند مگر دراعداد اندیا درحسابی واحتسابی اند این متاع کاسد واین خیال فاسد آن بئس مطیة الرجل زعموا - **قوله هرچه بشنود ناشنوده گیر** شنیده را در مخزن حافظه کردمارا درانی از دری درآر بدری بدرآر از گوشه درآید بگوشه رود واگر نه باخود بازگردانی درپی آن شوی تمام باشی نمام آنکه بازآرد واز جائی بجائی سخن برد این چنین کسی در بهشت آرام وقرار هرگز جائی نگیرد واگر شنیده را ناشنیده نه انگارد در خزانه خیال او صورت مسموع در متخیله جمع می شود ودر حضور توجه مزاحمتی کرده باشد

(حاشیه: ن هرچه شنیده ناشنیده گیر — ن یاد)

قوله هرچه بنماید گوش راهم ربند چشم راهم ربند شنیده وراشنیده ودیده را نادیده گیر نه در بند مسموع باشد در بند مرئی از هرده وتراهی باید گذشت واگر درراه سلوک چیزها پیش می آید مثلا طوالع ولوامع وهواتف دیدنی وشنیدنی ودانستنی اگر آن دیده را نادیده نکند وآن شنیده ناشنیده نکند در قید آن ماند وبرای چیزیکه قدم درسلوک نهاده است از آن محروم گردد - **قوله جز بزبان دل سوال مکن** سوال بزبان دل چه باشد تعلق تو با توجه تام برای ادراک مقصود وهمه وقت دل منتظر آن مقصود باشد بطلب ورعایت اسباب وجدان این سوال بدل باشد دیگر قلب را سمعی وبصری است که بدان بصر می بیند وبدان سمع می شنود این شنیدنی نه آیت ودیدنی نه المیتیعنی اگر ترا آن دل را شده که او سمعی وبصری دارد سوال همه بزبان آن دل کن وآن را که این سوال است مقصود او هم بانتظار خود بجهت آید براستی از این آیت تعین داد ولو انهم صبروا حتی تخرج الیهم لکان خیرا لهم هرکه بزبان دل سوال کند با توجه دل انتظام دارد مقصود بدام خود آید ودیگر کار دل وسمع وبصر دل این نوع

نصیحت مہتر خضر قبول کن فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا چون وقت بود خود نماید سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونَ و می طلب کہ زود یابی لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا چون بروی برسی و بینی و ہرگز تا نہ روی نرسی و نبینی أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا

ہم گویند چنال کہ ذکر خفی چیزے آرزوئے متمکنے متوطنے در دل وار دیجب آن ہمہ روز و ہمہ وقت ہم بدل طلبے می کند و آرزوے میبر د در دمندی باخو دگرفتہ است اکنون تا کارش بکجا رسد این نوع را ہم سوال زبان دل گویند۔ و اگر صبر را کارے درازے بیند دلش بدان سر شر است اینجا جائے صبر نیست قطع ان تصبر کند بزبان ظاہر از پیر پرسد و بفراغت وقت خویش مشغول شود۔ **قولہ نصیحت خضر قبول کن** قاضی می گوید کہ نصیحت خضر قبول کن اما لیستے این چنین گوید آنچہ خضر با تو نصیحت کرد آن را بر یاد از موسیٰ قبول کرد و لیک بسر نبرد۔ و دیگر گویند احداث د و احداث است یکے آن چیز را در گفتند دوم آن چیز او را نمودند قصہ موسیٰ و خضر حاجت نیست زیرا چہ ہر متعلمے مذکرے میداند اما مقصود اینجا اینست کہ آنچہ ترا پیش آید و آنچہ خواہی بہ بینی و بدانی آنرا بدل پرس و بدل قصد آن کن تا بکنج او برسی۔ **قولہ چون وقت بود خود نماید** دل صاف شد و بتوجہ با مقصود محاذات آمد بضرورت بخواہد یا نخواہد عکس او درین دل پیدا شود ہر آئینہ این سخن درست آید کہ چون وقت شود خود نماید سَأُرِيكُمْ آيَاتِي ہمبرین مرتبت است آیات را گفتہ ام دفع استعجال بیان شدہ است تا آنکہ صاف نشود شفاف عکس پذیر نبود درین حالت استعجال شود کہ او بیاید چون برسد خود بیاید فَلَا تَسْتَعْجِلُونَ این چنین نمی شاید۔ **قولہ و می طلب** این برائے آن نگوید کہ مراد ازین جز این نیست کہ انکار از کار ما زبان خموش کن بیکار شو ساکن و ساکت کردی گوید کار بو اجبی کن و طلب بحق طلب بر جا میدار درست و پائے مینزن و استواری باش و بدانکہ چیزے بغیر او آن خود پیدا نخواہد شد و برائے آنرا تا اد ازاد قریب تر شود الزام و اجتہاد زیادہ ترکن۔ **قولہ تا زان راہ روی برسی** قاضی میفرماید بیکار بودن رہ نیست عمل و مقاتلہ جہد مجاہدہ و شرط راہ است **قولہ اَوَلَمْ يَسِيرُوا** درین ال سیر و سلوک نمی کند سخ بیند و شمار تجربہ شود آنکہ از حقیقت دل غفلت رفت عاقبتش بجے انجامد بے مقصود چون دل سیر کند در حقایق و معارف انواع اسرار و خفایر و کشف شود حال حق آمد سیر باید کرد تا بجائے رسید۔

اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا امر است بر سیر و سفرها گردش و سفر کنی عجائب جهان بینی در هر منزلے وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً و در هر منزلے ترا پندے دهند و پندگیری وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ این همه آیتها جز بمثل توانی مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ترا بجائے رساند که سدها و کوهها چون پشم رنگین شود وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ - اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ترا نمایند بدانی که این همه در تن آدمی کدام صفتهاست

قوله اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً تجلیات و کشوفات را نهایتے نیست ارض الله آن وسعت ندارد که سیارے و سالکے ادعا ادراک کند و احاطت را وهم تواند کرد **قوله** در هر منزلے ترا پندے دهند چون در هر منزل نظارهٔ مخصوص اطلاع خاصے کشف سرّے شود هر آئینه در هر منزلے پندے باشد و در هر یک چیزے یابد هر یکے گوئی ترا پندے می دهند که پیشتر نه ایستی که دیگر دیگر خواهی دید - **قوله** جز بمثل ندانی یعنی با خود صفتے ندانی [ت جز صفتے] با خود این همه را مثل بدانی بالنسبة الی الحقیقة بهشت گفتم که در و باغ چنین و قصرے چنین و شرابے و آبے چنین و حورا حسین و چنین اگر ضرب مثل کنی برائے آن است که این همه بالفعل در آن مقصود موجود نیست و یکبارگی همه محفوظ گردی پس مثل او چه باشد او در حکایت و بیان نیست او از وهم و گمان بیرون است او در کتابت [ان کرده آیت] و خطے و قلمے و نقشے در نیاید الا آنکه ضرب مثلے که او وجدان و عرفان او بدین ماند - **قوله** لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ دلیل بر تحقیق کند و بر زواده کند - **قوله** اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ چون مرد به تحقیق رسد جمله صور موجودات و اشکال ایشان علوم و مکشوف او شود همه آفات و محن و بلیات را در خود بیند و کذالک تجلیات و کشوفات و مبرات و حسنات یاجوج ماجوج ابلیس تلبیس و انچه مانند این است و انچه مبائن و مضاد آن است در خود بیند و همه هوا را یاجوج و ماجوج نام نه خواه ابلیس و تلبیس گو اینها هم بالفعل در تو موجود اند اما سخنے در ظهور و کون است خدا حکایت می کند از وجود یاجوج و ماجوج که آن معتقدات و تخریبات این عالم اند کذالک همبرین مثال در تو صفاتے آفریده است که ایشان یاجوج و ماجوج حوانیش از ان که ایشان بیا

پس[۲۳] دجال نفس امارہ را دریابی اعدٰی[۲۴] عدولک نفسک التی بین جنبیک
بدانی پس[۲۵] جذبۃ من جذبات الحق درآید وترا بمراند وفانی شوی من[۲۶] اراد
ان ینظر الی میت یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی ابن ابی قحافۃ پس زندہ شوی
او[۲۷] من کان میتاً فاحییناہ وچون باقی شدی ترا گویند کہ چہ کن وچہ باید کرد
و[۲۸] الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

ایشان تہ اخراب می کنند صفاتیکہ ہیچ یاجوج وماجوج اند ایشان کہ باشد از خدائے چنانکہ
یاجوج وماجوج شد خلق باشد۔ **قولہ پس[۲۳] دجال** چہ کند خیر را شر نماید وشر را خیر دجال نفس تو ہمین کند موسے
وآرزوئے دار دچنان پیش تو می نماید کہ ہیچ ازان بہتر نباشد۔ **قولہ اعدٰی[۲۴] عدولک** ازین نفس این
گمان نبری کہ چیزے خارج است باتو کہ آن نہ عین ونہ غیر تو ہمان تو ئی تو نفس تست۔ **قولہ[۲۵] جذبۃ
من جذبات اللہ** جذبہ عبارت از حبیت فہم آن حقیقت شود کہ توئی تو باتو جزو وہم تو نیست بحقیقت
اوست تعالیٰ ؎ تو او نشوی ولیکن ار جہد کنی ٭ جائے برسی کز تو توئی برخیزد
میرانیدن ہمبر بامعنی کہ فانی کند نہ موت طبعی کہ معروف است۔ **قولہ[۲۶] ابی بکر بن ابی قحافہ** رضی اللہ عنہ ہمین فنا
وہمین مرگ بیان کردہ مرگے است اعتباری وحیاتے است اعتباری بحقیقت وجود او تعالیٰ باعتبارے گفت
الی میت ودوم اعتباری یمشی علی وجہ الارض قاضی ہم بدین دو اعتبار یکے گفت بمیراند
فانی شود دوم گفت تا زندہ شوی۔ **قولہ[۲۷] او من کان میتاً**۔ میتاً ہم بدین اعتبار محقق شد قاضی می گوید کہ
این حیات ابدی است ہر آئینہ ہر وجودیکہ بود حیات وممات او اعتباری شد بحقیقت یک وجود ثبوت یافت
طریان فنا بر توجہ نسبت باقی ابدی جاودانہ باشد۔ **قولہ[۲۸] والذین جاھدوا فینا** قاضی بعد اثبات فناء و
اتحاد وعدم حقیقی لمحہ طرف صحو کرد یعنے چون این دولت دست داد کہ تو از خود مردی وبدو زندہ شدی باید کہ
بقائے بعد فنائے صحوے بعد سکرے جمع بعد تفرقہ بلکہ جمع الجمع بعد جمع مثبت ومحقق باشد ازان حکایت خبر کند
والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ازین جاھدوا معلوم شد یکے آن کہ ہر کہ بدین دولت

آنگاه[90] ترا در بوتهٔ قهر نهند و هر زمان گویند وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ تا آتش عشق ترا سوخته نگرداند چون سوخته شدی آنگه نور باشی نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ و وجود[90] نور تو باطل است نور او حق است چون حقیقت نور او تاختن آرد نور تو مضمحل و باطل شود و باطل گردد و همه نور وے باشی كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ[91] اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ

رسیده است البته ره رسیدنش آن بود که از مقاسات شاق مجاهدات شاق بر نفس خود نهاده و دل را تصفیه و تجلیه کرده پس آن بدین دولت رسید دوم هر که اینجا رسد کارش همه بود مجاهده در خدا کند عزیز نگفته است لنا گفته فینا در کار او همه با او در او و هر چند که مکاسب بیشتر مواهب بیشتر بحان وسرین اگر چشیده بدانی که من چه می گویم هان وهان بکارها است اینجا ـ قوله آنگاه[89] ترا در بوتهٔ قهر نهند تجلیات بر دو عین و قسمین است قهری و لطفی جمالی و جلالی یکے را اشارت کرد در مرے و تلویحے انده دم کرد گفت آنگاه ترا در بوتهٔ قهر نهند و هر زمان گویند جَاهِدُوا فِي اللَّهِ که حق مجاهده آن است که مقاومت با تجلی قهر توان کرد ـ اے دوست آئی دانی تا کار بجائے کشد که این مرتبه نقش تجلی قهر و جلال سوخته و نیست و گم گشته و خاکستر گرد و چنانکه پروانه در آتش چراغ چوی سوزد عین شمع شود نور در نور باشد این هم سوخته ـ از این هم نورے نمانست نه شمع هم نورے بود پس نور در نور شد قوله وجود[90] نور تو باطل است فیه از نام اطلاق و اجمال قسمے دار که آن قسمت در حصر نیاید اما قسمت دارد این نور نیست شود این نور باطل باشد و نور ستقیم و مطلق نور حق تعالیٰ است ـ قوله وَيَضْرِبُ[91] اللَّهُ معنی این سخن در مثال ما تقدم گفته ام همان پروانه سوخت با نور یکے شد نور در نور خواجه من می فرمود فی قوله تعالیٰ من قایل الَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کلمه به کلمه الذین کرد چنانکه در فهم معانی بیان است که تعظیم شان او و تفخیم امر او باشد و آن نیکبختان و آن نیک مردان و آن پاکان که مجاهدها کنند برائے ما کنند آن در حق ما کنند هر آئینه به تحقیق ما بدایت خویش راه هائے خویش ایشان را نمائیم گفت فینا

پس اگر ہیچ[۹۲] نشان نتوان دادن این بود فهو علی نور من ربه ای خود[۹۳] می گوید که کار جہت وچون باشد کار را باش اگر سر کارے داری وگرنہ بخود مشغول باش مگر از ذو النون مصری نشنیدۂ که چه گفت ان قدرت علی بذل الروح فتعال والا فلا تشتغل بترهات الصوفية اگر برگ آن داری که اوّل قدم جان در بازی بر ساز باش واگر نتوانی ترہات مجاز و تکلیفات صوفیانه ترا چه سود کند که خواجه ابو علی سرخسی این بیتها راسخت وارد ولایق گفته است

لنا ولا حبلنا نگفت برائے شدت اتصال وتحقیق امتزاج را است سُبُلنا گفت سبیلی و سبیلنا نگفت راه بر مخاطب که چنین عظیمے ره بر کشائیم وچنیں عظیمے ره بتو نمائیم که آن از آن ما است سُبُلنا جمع گفت یعنی انواع تجلیات واجناس کشوفات از ہر نوع واز ہر جنس بروئے کشف کنیم واو را بدین رسانیم۔ اکنوں سُبلنا گفت اضافت کرد اضافت دلیل بر تخصیص بر در ه خاصهٔ حق چه باشد ہمانچه بدو مختص است وآن نباشد تا آن انوار ازل وابد تاختن نیارد بدین نور مقید واین را نیست نابود ومضمحل گرداند آنگاه این آفتاب از مطلع عنایت بر آید اسرار کونین روشن شود۔ **قوله** واگر ہیچ[۹۲] نشان داشتن نتوان قاضی سلامت دلیل می کند فهو علی نور من ربه مستدل ومحتج قاضی است **قوله**[۹۳] خود می گوید که ازین کار این مراد آید یعنی حاصل وعاقبت ومقصود پیش آن می گریم وکار را می باش اگر سر آن داری کار عمل وجہد واجتہاد مراد می دارد قاضی چون در دریائے بیان افتاد ازین غوطها بسیار خورد از گوشه گوشه از کنجی بکنجی واز گردابے بگردابے بگردد مقصود قاضی اشارت بدین کرد ہر چه گفتیم به یکبارگی می شود وما در والذین جاهدوا فینا ہمین بیان کردیم قاضی این شغل بدین باز آورد که این شغل برائے خدائے را چیست که بذل روح خویش کنی وجان خود را در بازی این بازیچه بچگان اہل طلب است این گوے بازی چوگان سرفرازی کار ایشان است اگر این چنین توانی کردن کمترین این بازی جان بازی است بکلمات ایشان که مزخرف ومموّه مبدأئی ایشان گویند که ما در مجلس خاص ایم ما ہمنشین خدائیم سی سال است انچه می فرمائیم خدا آن می کند شیخ نظام الدین شکسته سیزده بار سرش بجنبید بر وصف عنودن می گویند سیزده بار است که عرش می رویم ومی آئیم

درین معنی در سفته است بیت

در آے[۹۴] یار بکارم اگر مرا یاری ❊ وگرنه رو بسلامت که بر سر کاری

نه همچنی تو مرا راه خویش گیر و برو ❊ ترا سلامت باد امر انگونساری

مرا بجا نه خمار بر بد و بسیار دگر مرا بغم روز نسپاری

نبید چند مرا ده برائے مستی را که سیر گشتم ازین زیرکی و هوشیاری

با تو گفتم اگر مخاطب تو ئی اما مقصود و فائده دیگرے و غایبے خواهند گرفت از آن بزرگ نشنیده که گفت سی[۹۵] سال[۹۶] است که ما با خدای سخن می گویم و خلق می پندارند

اکنون علمائے ظاهر وزاهدان متعبد و صالحان کنج نشین که مقصد جز فوز فوج نجات و درجات بهشت چیزے دیگر ندانسته اند و در خاطر ایشان این جنس چه آید که وقتے در خطره در خاطرش نگذشته جز آنکه ترهات. ذوالنون می گوید اگر توانی بکمترین چیزها بذل کردن که آن نشان طالبان است و خود هیچ بے بذل روح ستقیم بهت والا فلا تشتغل بترهات الصوفیه والا اگر این نتوانی کردن قبل جانبازی نگه درین کار در آویزی ترهات صوفیه گوش منه بدان مشغول مشو یعنی ازان احتراز کن که ترا برائے آن آفریده اند این عقیده ندو چیز مشو نیا بالقاء من الله و باتبلیغ رانصیحت توم. قوله در آے[۹۴] یار بکارم اگر مرا یاری تا حتی ابیات شیخ ابو علی سرخسی ... [illegible] ... بیت که تو سر آن کار نداری آنکار این است و نه خمار روند تو مرا امیدان بسیاری من این اختیار کردم اگر این چنین ترا سلامت است آنگه تو بدان که گونسارم لے کاش که این نگونساری مزید تر باشد ترا زیرکی و هشیاری ... [illegible] ... مراستان که مرا ازین بلا برهم. قوله با خدائے می گویم نه گفته اند ... [illegible] ... است عجب کارے است ... [illegible] ... و یاده گی او ... [illegible] ... که مخاطب تو ئی و مقصود و فائده دیگرے خواهد گرفت ... [illegible] ... تطبیق مبادرکه سی سال است که با خدا سخن می گویم و خلق می دانند که با خلق می گوید قوله سی سال[۹۶] است که با خدائی گویم این سخن جنید[۹۶] است اے عزیز آنکه این ما گفتند و عیان شده نفسا نفسا سخن جز با خدا نمی گوید

که با ایشان می گویم ای عزیز معذور دار قاضی[97] فضول همدانی از کجا و این سخنها ی اسرار از کجا
گوینده[98] نمی داند که چه می گوید و شنونده چه داند که چه می شنود بسیار رسالها به روزگار
و راز القاضی[99] امام سعد الدین بغدادی و خواجه امام کامل الدولة والدین و خواجه عز الدین و امام
ضیاء الدین نبشتم که مجلدات بود اما این ساعت مدتے شد که عزم نبشتن نمی داشتم و تقصیر
می بود و می افتاد و چنان قصد که در ایام ماضی بود اکنون نمی بود از بهر آن که مدتے باشد
که دل این شیفته از زبان شنیدے که زبان قایل بودے و دل مستمع و ران وقت قصد و عزم نبشتن

سخن او چیز با خدا می شنود از منه حال و ماضی و استقبال را بر یک گره بر بسته است میگوید

بیت — امروز پری و دی و فردا ٭ هر چهار یکے بود تو فرد آ — دو شود

پس تعین مدت چه معنی دارد ابتدا کشف این حال را مدتے نهاده پس آنکه آن بیش نهاده و نست
تا بوده ام با خداے بوده ام و با خدا گفته ام و از خداے می شنوم ۔ **قوله[97] قاضی** همدانی فضول از کجا و این
سخنهاے اسرار از کجا یعنی یقین این کار من نیست بمن نسبت ندارد و ازین رو که من منم مرا اینجا چه مجال نطق
اما من از خود بدر رم دیگرے سخن گوید و نماید که من بنیابت درمیان باشم ۔ **قوله[98] گوینده بما مید اند** یعنی من از
خود رفته ام زبان حال شاهد و ناطق ما است شنونده چه داند که چه می شنوند شنونده را میان این وصفت
یکے است اگر هیچو قاضی است او نیز نمی داند که چه می شنود چنانکه قاضی نمی داند که چه می گوید و اگر ازین دائره خارج
است خود اجنبی است او را ازین فهم چه نصیب ۔ **قوله[99] قاضی** سعد الدین فلان و همان امام و خواجه که
بنشته است که برایشان رسایل و مکتوب نبشتم آن را عبارت ازین می کند که زبان گفتے دل شنودے یعنی سخن
مستدل مجتهدے و تفکر بیرون آورده از آن بزبان حکایت توان کرد آن عبارت ازین شد که زبان بگوید دل شنود
اگرچه هرچه زبان گوید اوّل دل شنود آنگه گوید اما به اعتبارے این هم می توان گفت و آن که دل می گوید و زبان
می شنود یعنی هرچه بر آئینهٔ دل لایح شده و مراد از آن شعورے شود اگر حکایت اوّل هر آئینه از آن کند دل از زبان
بشنود و گوید سخنے می گویم تو بگوش هوش بشنو همین چشم است که چشم دل می شود همین زبان است که زبان دل میگردد درخت [illegible]
آب می شد برگے که بر سر درخت باشد تازگی پذیرد ۔

بسیار می افتاد و اکنون مدتے باشد کہ زبانم از دل می شنود و دل قایل است و زبان مستمع
و این بیچارہ را اوقات و حالات بو العجب روئے می نماید و این حالت پس از مدتہا و وقتہا
می باشد اما سید عالم صلوات اللہ علیہ را ہر لحظہ و ہر لمحہ خود ہر دو حالت کہ گفتہ شد بودے
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ خبر دہ این معنی است چون خواستے کہ زبانش
از دل بشنود گفتے ارحنی یا بلال ما را از خودی خود ساعتے با حقیقت دہ و چون خواستے
کہ دل مستمع زبان باشد گفتے کلمینی یا حمیرا یا عایشہ مرا از حقیقت ساعتے با خود دہ و مرا
با خود آر تا خلق عالم فائدہ یابند تا وے این عبارت فرمود کہ —

قولہ بسیار می افتاد ہر آئینہ گفتار است چون رہ گفتار کشاد مجلدات مستغرق شدہ و ہنوز کم نہ گردد ہمانکہ گفتہ اند اسکات حیوان کہ ناطق است محال است قولہ سید را یعنی سید انبیا علیہ السلام را ہر دو بودے یعنی گہے زبان گفتے دل شنیدے و گہے دل گفتے زبان شنیدے ہمیدان حق کہ گفتیم۔ قولہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ نطق از ہوا شنیدے یعنی از دل شنیدے و گفتے و چون دل شنید زبان ہمان گفتے پس از زبان ہم شنیدے چو گفتم کہ ہمین زبان زبانِ دل می شود و ہمین چشم چشم دل اے عزیز وَمَا يَنْطِقُ نازک سخنے است وقتے می باشد کہ کسے را از ایشان در بیشتر می طلبد و ما عقیدہ داریم کہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ برین قیاس جملہ نطق او بار آ تحقیق کن جملہ کارہا جز این نیست انہ یحو عنہ نفسہ و قایم عند ربہ۔ قولہ چون خواستے آزمایش زبانش از دل شنود سبحان اللہ ما در آن بیابیم کہ یک نفسے او از و باز ماندہ بے او نبودہ قاضی علیہ الرحمہ را حکایت از انکشافے و استتارے میگوید چون خواستے زبانش از دل شنود گفتے ارحنی یا بلال عجب کارے با بلال گوید زبان از دل شنود دگر از این بلال مراد با دل دتاب باشد این خطاب با او است آید کہ اے دل مرا بجو و نوش دار یعنی مرغ مرا زین بدم ایمن دہ بکشفے و جلالے کہ تو ہمتی رونمائی اگر گفتن دل با زبان باشد و آنکہ گفت کلمینی یا حمیرا ازین میلر نفس مرا او با چون خواست کہ در عالم بشریت از حقیقت کہ ہمین کشف و بنا بود بیاید در پردۂ بشریت ہمید و لذت ازین جو گیرد می گوید کلمینی یا حمیرا۔ قولہ تا جہانیان فائدہ یابند یعنی ہر چند [illegible]
[illegible] باشد و انبیا رنبا رہ۔

ن: آن است،

بعثت[۱۰۵] لاتمم مکارم الاخلاق این خود رفت مقصود اینست کہ آنچہ آن عزیز مرا سوالہا پرسید من[۱۰۶] در جواب آن دستورے بانہاد حقیقت خود بردم حقیقتم ونہادم دستوری بدل بر وود لم دستوری با جان مصطفیٰ[ع] برد و روح مصطفیٰ از حق تعالیٰ دستوری یافت و دلم از جانم دستوری یافت وحقیقت نہادم از دلم دستوری یافت و زبانم از حقیقت نہادم دستوری یافت پس ہر چہ در مکتوب از دل من شنیدہ باشی از روح مصطفیٰ شنیدہ باشی وہرچہ از روح مصطفیٰ شنیدہ باشی از خدا شنیدہ باشی ومَا یَنطِقُ[۱۰۷] عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی بیان کرد اگر کسے کہ فرمان برداری می کند رسول خدائے تعالیٰ را پس تحقیق فرمان برداری می کند خدائے تعالیٰ را مگر بیان[۱۰۸] دیگر شنو

قولہ بعثت[۱۰۵] لاتمم بدو صفت اتمام مکارم اخلاق کردہ است خود بذاتہ کہ حقہ اتمام مکارم در نفس خویش کردہ وآن نمونہ برائے متبعان شد۔ قولہ من[۱۰۶] بجواب آن دستور نہادم وحقیقت خود بردم از حقیقت ہمان نہاد حقیقت مراد است یعنے آنچہ اوست اوست نہ حقیقت خو حق حقیقت نہ آنست کہ از کسے پرسد و کسے بداند خود بخود است تعالیٰ وآنکہ قاضی می فرماید کہ نہاد حقیقتم دستورے بادل دل بردالی آخرہ وترتیب جو شہود اولیاء دراسانی اسرار درسحر انہاد ترتیب کار این است تحت از خود بادل است وار دل باجان است واز جان با روح مصطفیٰ واز روح مصطفیٰ بحضرت تعالیٰ ولیکن چون مرد عارف حقیقت رسید وحق را بحقہ شناخت صورت این است

ن: صورت او اینست

کہ این از و برسید او از و واو از و واو از و بلکہ ہرچہ گوید از خود گوید با خود گوید او محتاج درین جہان و در آن جہان ہیچ کس نباشد۔ قولہ ومَا[۱۰۷] یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی دو بار باز گردانید برائے تطبیق آن سخن را کہ آنچہ مصطفیٰ می گوید علیہ السلام از خدائے تعالیٰ می گوید پس گفتار من از خدائے باشد۔ قولہ بیان[۱۰۸] دیگر مَن یُّطِعِ الرَّسُوْلَ و اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ یعنی بیان بالا تر ازان کہ بالا گفتہ بودم کہ او از و واو از و واو ازان سخن رامشیر بود چنانکہ من بالا گفتہ بودم مَن یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ہمان معنی باشد کہ من بالا بیان کردہ ام

ن: برد

درین مقام ودرین جا رسول اللہ از خدائے تعالیٰ پرسند کہ ہرچہ او گوید ہمہ گفتار خدا بود از انچہ این جا ہو عنایت کرد

وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا
یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ہمین معنی وارد یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ
الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ منبع این ہمہ شدہ است ای عزیز
لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِہِمْ عِبْرَۃٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ

محمد از خود رفتہ باقی ازلی و ابدی با خود ماندہ ہر کہ اطاعت محمد کند اطاعت خدا
کردہ باشد و ہر کہ بیعت با محمد کردہ بیعت با خدا کردہ باشد ہمچنین شیخوخت ہر چہ شیخ فرماید خدا فرمودہ
باشد و ہر چہ شیخ کند خدا کردہ باشد۔ درین آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ
اللّٰہَ نظارہ می کن کہ اِنَّمَا با توجہ می بازد و کدام غمزہ می سازد و چہ جراحتہا و خرابیہا است کہ بر دل
شکستگان و دور افتادگان می کند۔ قولہ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ
اَمْرِ رَبِّیْ منبع این ہمہ شدہ است یعنی وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ [illegible]
ہر دو بیان است و شامل ہر دو طریق است یکی آنکہ [illegible] مقصود و رسیدن [illegible]
نہایۃ حقیقت من ازل بر سید الی آخرہ و دوم اشارت بر مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ
اللّٰہَ کہ جائے برسد احتیاج پرسیدن نماند ہر چہ کند خود کند زیرا چہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ
صریحا پرسیدنیست و جواب یافتن است و دیگر فرمان شد قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ
ای من شانہ و عظمتہ و کبریائہ و جلالہ فرمان آمد کہ بگو مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ یعنی امری عظیم و شانی عظیم
دارد و از عظمت و عزت و کبریای من است چنانکہ گفتہ اند [illegible]
و الجمال پس ادراک منحصر باشد از آنکہ دیدار عظمت در نظر [illegible]
عظمت شد اکنون ای ہر چہ فہم آید [illegible] ہیچ کس خبر [illegible] گفتند الروح امر [illegible]
یا روح الروح ازین روح امر امر مراد است [illegible]
را در بساط میدان عظمت و جلالت فرزین بند [illegible] باش کہ چہ بگویم فہم ہر کس [illegible] نمی رود۔

اذ ۱۱۱ بنا نے وگستاخیے داده است بسخن گفتن و واقعه نمودن پیران با مریدان وکلا ۱۱۱ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ گفت ما قصہ انبیا ورسل بر تو می خوانیم ومقصود از ان ہمہ آرام و آسایش دل تو میخواہم چوں حال چنین آمد

قوله اذ ۱۱۱ بنا نے وگستاخیے داده است قاضی رحمہ اللہ باشارت لطیف این عبارت دقیق درمیان نہاد یعنی این اسرار و این کلمات کہ گفتم و می گویم نہ ازان است کہ در تصنیف تحریر آید ویا در زادیۂ تقریر گنجد فعلی ہذا گفتن زیاده باشد ونشاید گفتن بلکہ ممنوع بود اما قول اللہ سبحانہ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ برین گستاخی اجازتے فرموده است چون این چنین کند مرید را اجازت باشد کہ با پیر گوید و از پیر پرسد۔

قوله ۱۱۱ وکلا بیان تکلم قاضی این فرمود کہ ابن مقصود ازین اینست کہ تشبث وتثبت دل مرید از بریدن مرید و جواب دادن پیر باشد بتطبیق آیت کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت کہ نُثَبِّتُ فُؤَادَكَ این آمد رسول علیہ السلام را خدائے تعالیٰ بجائے شیخ است و رسول اللہ مرید این می پرسد و او بیان می کند این را چیزے پیش می آید کہ آن چیز باید پرسید پیش ازان کہ او می پرسد او خود می گوید تعالیٰ نکو سخن است این اما رسول اللہ را اگر ابتدا و انتہا عنایت کنی درست آید واگر نہ او را مرید گوئی ہنوز یعنی طالب باشد و محتاج است ہنوز بانتہائے کار نرسیده و احتیاج از بیان ہنوز نخواستہ ثبات دل نیافتہ است چندان مستحسن نباشد قاضی بدین تطبیق آورد و قصہ این آیت برین جملہ است کہ رسول اللہ حبیب اللہ بود و محب را از محبوب و محب خود توقعے د انتظارے ہست چون محب بصورت زجرے وقہرے وطعنے وتشنیعے پیش آید محب ومحبوب گویند شرط کار این بود میان دوستان چنین شاید بعد ازان بادے می گویند کہ رسم کار چنین رفتہ است ابتہ میان محب ومحبوب یکدیگر طعنے وتشنیعے وسلحے باشد ویکدیگر گویند محبت یاری یکدیگر ہمہ طعنہ است نازیکے با دیگرے بود گو یہ رسم کار بدین رفتہ است بر پیغامبران دیگر ہمین رفتہ تو ہم دوستی با تو ہم ہان می کنم شنیده کہ میان ایشان ہر دو بیگانگی افتد کہ ہر یکے بنام دیگرے لعنت فرستد و این ہم از کمال دوستی باشد وکلا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ این تحقیق کرده۔ معنی درست

که گفتم من نیز چنانکه[۱۱۲] آید گویم و آنچه دهند من نیز از آن زبده بر خوان کنایت نهم و ترتیب[۱۱۳] نگاه نتوان داشت که سالک رونده اگر متلون بود در تلوین بماند متوقف شود و ساکن گردد (ن ماند)
و سخن گفتن حجاب راه او نشود امّا اگر سخن گوید و اگر نه با خطر باشد امّا ترتیب نظم و عبارت در کسوتے
زیبا تر توان آوردن این هنوز نصیب خاص باشد من عرف[۱۱۴] الله کل لسانه همین معنی دارد
این سخن[۱۱۵] هنوز نصیب اهل تحقیق و حکمت باشد امّا خاص الخاص و راه رسیده خود آن باشد (ن نباشد)

قوله چنان[۱۱۲] که آید چنانکه خدائے تعالیٰ با مصطفےٰ علیه السّلام گفت ما هم می گویم با تو آنچه بدان تثبت دل تو باشد
قوله امّا[۱۱۳] ترتیب نتوان نگاه داشت قاضی انقلاع ترتیب را تلون موجب داشت متلون را یکے حالت
نه وقتے زیاده وقتے کم در شب چهاردهم همه لیالی بیض تمام و کمال نورے و صفائیے نماید که در شب
بست و ششم و بست و هفتم نیست اکنون این تلون دار و یک صفت نه سخن او هر آئینه بے ترتیب بود او را
سخن گفتن زبان وقت او باشد هنوز مرد نه ایستاده هر روزے در زیادتی و کمی است بعد از آن که زبان
سخن کشاید نه آنکه همدران ماند امّا تمکن مثالش آفتاب که در ضیا و جلاے او زیادتی و کمی نیست و در جرم
وجود او کذلک آنکه برین مثال است او سخن گوید و ترتیب نگاهدارد شاید و از و ترتیب نگاهداشتن
آید و آنکه قاضی گوید که آن نیز بر خطر است مثال خطرش بدین ماند هوائے متغیر شود و غیم گرد و آفتاب بصورت
نورش و جلال عظمت خویش نماند و اگر از ان سواخذ و بطش قوی شود سبب آنکه او تجاوز کند مثالش
کشفے بود تاریکی طاری شود او بذاته متجلی و منور است ۔ قوله من عرف[۱۱۴] الله کل لسانه قاضی گفتارے
مخصوص بقوم خواص مختصر کرد من عرف الله کل لسانه برین تطبیق نهاد و حدیث بدین دلیل کرد که عارف (ن بقوم خواص بلکه اخص خواص منحصر)
واصل را بے حاصل شمرند از هر چه او سخن گوید زبانش بکام او باز گردد از آنچه معروفه او در گفتار و کردار او نیست
چه می گوئی آنرا که ابتدائے و انتہائے و بسطے و جهتے و صورتے و هیئتے مثالے و امثالے مساغ ندارد و مقال بچه
نسبت ره یابد امّا قاضی این عنایت کرد که اگر گویند که فهم بعبارتے لطیف و طریق بهتر انجنان گویند که قوم
یکدیگر شناسند و بیگانه را آنجا آشنا نباشد ۔ قوله این سخن[۱۱۵] بتحقیق و حکمت باشد ۔ حاصل این سخن

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ یعنی علی امر عبادہٖ۔ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔

تمہید اصل الثانی در طالب و مطلوب

بدان اے عزیز بزرگوار کہ اوّل چیزے کہ از مرد طالب و مہم ترین مقصود از مرید صادق طلب است و ارادت یعنی کہ طلب حق و حقیقت کند وجوید و پیوستہ در راہ طلب می باشد

درین سخن احتمال دارد کہ چہ می گوید وے اختیار نیست و یا نہ گفتار است و نہ اختیار گفتار آنچہ بوقت اختیار دہند نبشتہ شود و این نبشتن اختیاری است و آن نبشتن غیر اختیاری میان ہر دو تو مرد زیر کشی و صوفی اندیشہ کن کہ چہ بہتر و چہ بالا تر غایت سخن گوید نماید کہ او می گوید و نہ آنست کہ او می گوید شالش بدین ماند دیدہ باشی چہرہ بازان را برائے چہرہ بازی آواز ہے کنند و سخن مگوید نظارگیان نادان گمان برند کہ گوینده آن صورت است و آنکہ اختیار در حقیقت مرجع ہر دو سیکے می شود اما نیست حضور تفرقہ است و اگرنہ ہر کہ حاضر شد غایب شد و ہر کہ غایت شد حاضر شد چنانچہ ما تلازم کلی است قولہ[۱۲] وَاللّٰهُ غَالِبٌ خدائے تعالی بر کارہائے بندگان خویش قادر و متصرف است یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ و ہر چہ شاید و ہر چہ در مشیت او باشد کند بجلیے او را ارادت باشد آن را امضا کند یعنی ہموست کہ غایب می کند و ہموست کہ بازمی آرد بوقت پدید ہد

تمہید اصل دوم

این دوم تمہید آمد معلوم نشد کہ آن اصل کدام بود و تمہید چہ باشد قاضی تمہید طریقہ بفصلے ابے گفتہ است آنکہ در بعضے نسخہ دیدہ ام در ہر تمہیدے اصلے می گرید نہ نشم تا نگولی کہ کاتب را چہ شدہ بود این چنین سخن در کتاب خود نبشتست قولہ[۲] اوّل چیزے قاضی در عبارت خویش ، و طلب عنایت کردیک طلب کہ بہ تکلف و تصنع بود ہر چند کہ در سینہ از سوز طالبان ، درد محبان نیست ما او طالب این درد و این سوز است خود را بستہ برین می بندد و می خواہد تا چند این شود چنانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گفت اَحْجَمْ عَلَى اللّٰهِ بِحُجُوْمِ الْكَاذِبِيْنَ فَاِنَّ الصَّادِقَ مَقْدَعَۃٌ و مقعد ہم بدین چیزے اشارت می کند۔ بابیت ای دل بخند اگر نبولت ؛ خود را بستہ بر اغنا دہ

تا مطلوب روے باو نماید که چوں مطلوب نقاب عزت از روے جمال خود برگیرد و بر فقیر غریب برقع طلعت بے علت بکشاید ہمگی مراد را چناں نظارت دہد که آن مرد طالب چنداں نماید که او تمیز کند که طالب است یا نه بل مطلوب است اورا قبول کند من طلب شیئاً وجد وجد این حالت باشد اما اے عزیز طالباں از روے صورت بدو قسم آمدند طالباں و مطلوباں طالب آن باشد که وے حقیقت را جوئیده بود تا بیابد و مطلوب آن باشد که حقیقت ویرا جوید تا بدآن انس یابد انبیا جماعتے از سالکان طالب خدا بودند سر ایشان ابراہیم خلیل و موسیٰ کلیم صلوات اللہ علیہما بودند

نه مطلوب

و این کار است و فتنہ گفتہ بودم بیت

عربدہ بے دردہی خواست کرد ٭ عربدہ ہم کار بہ پیکار نیست

آن طلب بجاے کشد که طلب بحق حقیقت خویش رو نماید قرص آفتاب که در پردہ سحاب بود باد عنایت ازلی بر آں زد و عروس خورشید جمال خویش برآمد و بکمال خود رو نمود ہر آئینه گفتہ اند مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّ وَجَدَ و این گفتار ہم محقق است الطالب والوجدان توامان بدین تقدیر شد نه جدرا مضمحل کن این را بصورت اثبات آر بوصف تاکید موکد کن و تحقیق گرداں و گو من طلب شیئاً جدّ وَجَدَ و ثنائی گوید بیت

ہمہ چیز را تا نجوئی نیابی ٭ جز آن دوست تا نیابی نجوئی

قوله اے عزیز طالباں از روے صورت بدو قسم آمدند یکے طالبے است که او طالب حق است دوم آنست که حقیقت طالب اوست یعنے کسے را حقیقت طالب است عبارت ازین باشد که یکے را خدا خواہد طالب خویش گرداند ایں طالب را مطلوب نامند که طالب او مطلوب خدا است ۔

قوله تا بداں انس یابد یعنے خدا می خواہد که طالب من شود حقیقت کشف گردد و این بداں انس یابد طالب خدا بودہ اند یعنے ایشان طالبان اند که طلب ایشان خواست خدا است تا حقیقت بر ایشان کشف شود و خدا را و ایشان را یکدیگر انس باشد ۔

نعت ایشان بشنو وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰی لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ یعنی آمد بما موسی ع
این طالب باشد وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا یعنی ابراہیم را دوست گرفت در اصل دوست
نبوده باشد آن کس که بدوستش گیرند چنان نباشد که خود در اصل دوست بوده باشد این طلب را
فقر گویند اوست الفقر فخری بود باصطلاحے دیگر فنا خوانند انتہائے طلب او آن بود ایں

د خوانند

قوله وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰی لِمِيقَاتِنَا موسی را طلبیدن آمد لِمِيقَاتِنَا دلیل بر آن کرد ابراہیم صلواة الله علیہ
دوست خدا است خدا او را بدوستی گرفته او حق دوستی بود و لائق آن بود که دوست خدا باشد خدا دوست گرفت قاضی لفظ
جَاءَ وَاتَّخَذَ را دلیل بر آن نہاد یعنی آمد و او را نیاورده اند او دوست نبود ولکن دوست گرفته است غایتہ
قاضی می کند سخن آنست که ما تحقیق کردیم از یک لفظ کلام مرتب محقق نشود در کمال بعد آمدن موسیٰ علیہ السلام و گرفتن
ابراہیم علیہ السلام را بخلت یا کسے که او را برده اند و او در اصل دوست بوده است تفرقه نماند اما اگر ابتدا حکایت
میکنی چیزے دیگر است انما الشئ یعتبر بغایته قوله فقر خوانند یعنی آن طلب از طرف توست
از آن طرف آمده است فقر خوانند زیرا چه غنا از آن طرف داد ن از این طرف اخذ و احتیاج از ین طرف
الفقر فخری ہم ازین گفت این احتیاج من که سبب بہا است ادراک جمال مرا تا دوست غنا و استغنا بخشد و آن
را باصطلاح دیگر فنا خوانند داگر فقر نیستی شود فقر و غنا یکے شود ہم ازین جا می گوید اہل اصطلاح فنا گویند قومے از
صوفیه صفت ایشان ہیچ کارے از و در وجود آورند او را فانی الصفت نامند و آن فنائے که قوم گویند
ہم در بیان قاضی انشاء الله تعالیٰ بدان خواہد فنا و صاحب تعرف و عوارف تمہید این فنا قایل اند ——
قوله و انتہائے او آن باشد که اذا تم الفقر فهو الله یعنی چون این شخص فانی الصفت شد از صفت
فنا ترقی کرد ذات خود را چون صفات فانی یافت او در میان نماند فقر تمام شد فقر صفت ذات او بود
ذات از میان فانی شد باقی ماند یک ذات تعالیٰ و تقدس فهو الله درست آید این لفظ از روے
غربت چون فقر تمام رسد تا عجز خود بے را نماند بیم خدا است چنانکه گوینده اذا تم طرق الیم فهو البحر یکی
این تمام شد او آمد مردمان درین غربت بسیار گفت و شنید کنند من عند العلم ہر چه خوش آید کنند کسے را تفسیق

در کمال ... و گرفتن

د غربت

اذا تم الفقر فهو الله نقد وقت او شود[۹] اما گروہے از مطلوباں و پیشوائے ایشان مصطفیٰ[۱۰] آمد و امت او بہ تبعیت او کہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ محمد اصل وجود ایشان بود و دیگر تبع موسیٰ[۱۱] راگفتن جَآءَ آمد مصطفیٰ علیہ السلام را گفتند اَسْرٰی اورا بیاوردیم آوردہ چوں آمدہ نباشد آمدہ چون آوردہ نباشد انبیا[۱۲] بنا ہا وصفات خدائے تعالیٰ سوگند خورند اما خدائے بجان وسر وموے وروے او سوگند خورد لعمرک والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ موسیٰ[۱۳] را گفتند اُنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ بکوہ نگر مصطفیٰ علیہ السلام را گفتند ما بتو نگرانیم وتو نیز ہمگی نگران ما شو اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ

کسے را تکفیر اذا تم الفقر یعنی از وچیزے نماند یعنی تمام شد چوں ہستی تمام شد ہیچ چیزے نماند کہ تخصص بوجودات باجہہا دور شد فہو اللہ جز خدا دیگر نماند ضمیر فہو عاید بر معنی مدلول اذا تم الفقر بود بعد اتمام شئے بر وشئے است اتمام فقر شد فہو اللہ نمود۔ قولہ اذا تم الفقر فهو الله فنائے وبقائے درتے است اذا تم الفقر فهو فناء النفس عن وجوده وتشخصه منحصر فهو الله وهو بقاء الرب بابقاء الله بل ببقائه فهو الله ۔ قولہ[۹] اما گروہے یعنی آنانکہ خود تعالیٰ بغیر موجبے محبے ومحبوبے برگزیدہ است سر ایشان محمد علیہ السلام است بر تبع او پس رواں او پس رہ باہمہ پسرو ہمت اما این می گوید کہ آن چہ پیش او را است در تبعیت او پسرواں او را نیز ہماں است شنیدہ باشی کہ متعلمان گویند رب شئی یثبت ضمنا ولا یثبت قصدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ازیں قبیل است قاضی میگوید موسیٰ[۱] آمد ومحمد را بردند علی ہذا آمدن کار طالب باشد وبردن رسم مطلوب۔ قولہ[۱۰] اصل وجود ایشاں بہ او بود ودیگراں تبع یُحِبُّهُمْ مقدم داشت يُحِبُّوْنَهٗ موخر پس اجتباء اختیار ایشاں از حق آمد ابتدا بلا سبب وعلت دوم وصف يُحِبُّوْنَهٗ پس ایں قدر بدانی کہ شخص فرد کہ بوصف محبوبی ومحبی بود تو بداں ومرداں ومردم مرداین نعمت جز بخاصہ ذات نبی علیہ السلام نیست واللہ اعلم تا میان متابعان اوکرا نصیب شود۔ قولہ[۱۱] انبیا بنام حق تعالیٰ انبیا اگر مصطفے سوگند خورند بصفات وذات باری سوگند خورند ومحمد علیہ السلام بصفت وذات او باری سوگند خورد حق تعالیٰ فرمود وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى والضحیٰ سوگند بروے محمد واللیل سوگند بہ موئے گیسوے محمد لعمرک بجان وسر تو اے محمد عزت بین کہ محبوب سوگند محب خود میخورد تا آنکہ این محب محبوب بودہ بود اما چنانکہ او تعالیٰ سوگند بروے وجان وسر محمد میخورد محمد نیز سوگند بصفات وذات او میخورد وبسیا رجا میگوید والذی نفس محمد بیدہ۔ قولہ[۱۲] موسیٰ را گفتند بسوے کوہ بین محمد را گفتند

جماعتے است او را بیان کرد من تقرب الیّ شبراً تقربت الیه ذراعا ومن تقرب الیّ ذراعا تقربت الیه باعاً ومن اتانی یمشی اتیته هرولة تا اگر یک کشش طالب را بود دو کشش مطلوب را بود اما از آن جا که حقیقت است آن طالب خود مطلوب بود که مرد طالب نه کفر دارد و نه

بطریق ملاطفه و مجاملتے و به رغبتے و اتحلاے الم تر الی ربک از این التفات کر گفت کیف مد الظل تحفه دیگر درین گفته مد الظل زیارة شو این خطاب با محمد با موسی این که بسوے کوه بین اگر کوه بر قرار ماند ترا امید دیدار ما بود یعنی تو با توئی تو قابل دید و دیدار ما نیست اما محمد از خانه وجود بدر شده است در صحراے وحدت فانی الذات والصفت گشته است او را چه گویند انظر الی الجبل او را همین گویند ره تمام شد اکنون همین ماند که من و تو ما بتو نگرانیم قاضی این سخن از کجا آورد از سیاق آیت معلوم نیست مگر از آیت دیگر گوید که حالت او برین جمله است جائے با او می گوید واصبر لحکم ربک فانک باعیننا حاصل این آیتین که با تو نگرانیم و تو بما نگران باش۔ **قوله** جماعت است او را بیان کرد حالت ایشان گفت و لطفے که در باب ایشان است آن را بیان کرد فرمود که من تقرب الی شبرا تقربت الیه ذراعا یعنی اگر از تو یک کشش باشد در طرف ما از سوے ما سوے تو ده چندان بود زیرا چه کشش تو حادث و فانی است و اراده تو که از آن صفت تقرب میخواهیم ازلی است ما خواسته ایم که قدم تقرب در ره ما نهی آنگاه برین توفیق یافتی از آن عنایت این کرد که به دستے بما نزدیک شوی ما به یک گز بتو نزدیکیم و درین کلام معنی دیگر هم می خیزد من تقرب استفهامے طریقه انکار گذاشت که او به یک بیتے توانست نزدیک شد بما که ما بدو از و قریب تریم از آن عنایت شبرا و ذراعا **بیت** گر در ره عاشقی قدم راست نهی ❊ معشوقه به اوّل قدمت پیش آید

در تمام قدسی محقق مفهوم شد که هر چه هست از ماست و بما است **قوله** اما ازین جا که حقیقت است
دو معنی احتمال دارد چون طالب موفق بطلب شد بحقیقت مطلوب بود آنگاه طالب گشت۔ دیگر طالب که سرانجام مطلوب شود پس طالب بحقیقت مطلوب باشد چون مآل و مرجع هم بدان ست۔ دیگر در حقیقت جز فرد حقیقی موجود نیست پس هر آئینه مطلوب طالب و طالب مطلوب باشد۔

اسلام اگر بجویند ش بجوید و اگر آگاہش نکنند آگاہ نشود و با طائفہ مطلوبان ہر لحظہ خطاب
اینست الاطال شوق الابرار الی لقائی و انی الی لقائہم لاشد شوقاً
شوق او از حضور رویت باشد نہ از غیبت ہجران و اشواقاً الی لقاء اخوانی
گواہ این ست الی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن جواب گویا این ہمہ شدہ است باصطفا

قولہ الاطال شوق الابرار الی لقائی یعنی این قدسی یعنی قدس اول است اگر تحقیق شوق
نبودے ہیچ طالبے قدم شوق خواست طلب در رہ سلوک نزدے۔ قولہ شوق از حضور باشد
برائے حضور و غیبت مشوق نیست یکے با دیگری خواہر یکے گردد تا از وے حظے ولذتے و نصیبے گیرد بقدر
نصیبہ و این بحضور و غیبت ہم باشد۔ قولہ گواہ این ست سور و اشکال قدمے راکہ بنسبت کلیہ و بعض
در حضرت ازلیہ با وے داشتہ اند آن ہم در محضرۂ او اند اتصال معنوی با وے از لاً و ابداً دارند ہنوز
موجود بالقوہ بود و اند بالفعل نیامدہ آرزو میبرد کے بود کہ این باطن با ظاہر یکے گردد و این ظاہر
باطن یکے جا جمع شود این تکثر و تعدد برخیزد درین میان ما ہم حضور بیان شد وہم بعد وہجران از شوق
اگر اعتبار بعد وہجر کنی می توانی و اگر حضور و شہود اعتبار کنی ہم می توان۔ قولہ جواب دہ شدہ است
یعنی اگر رعایت حضور کنی ہم اجد بمعنی وجد بے درستے می کند و اگر بگوئی وجدان نفس است آرے
بعد وری تقاضا کند پس جواب دہ ہم باشد یعنی الی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن نفس رحمن چہ گیو لا
صفتے از صفات اللہ باشد کہ آن را عنایت از رحمت و رانت کند وصفت بر مذہب قاضی غیر ذات نباشد
چنانکہ در زبدہ ہم گفتہ است فعلی ہذا معنی این حدیث کہ از قبل یمن وجدان نفس حقیقی است اما تعین من قبل
الیمن شاید یمین اللہ را ہم از ان جہت احساسے کردہ بود و اگر نہ یمین و یسار۔ یسار یمین فقط قیل
کلتا یدیہ یمین۔ معنی دیگر گفتہ اند کل جمیل من جمال اللہ چون جمال رحمن را از قبل یمن احساس
کرد الی اجد نفس الرحمن من قبل الیمن گفت۔ حدیث شنیدہ رایت ربی لیلۃ المعراج
فی احسن صورۃ فہم کن چہ می گویم و دیگر اینجا مردمان چنین ہم گویند کہ اویس نفس یمن بودے

بہ اول معنی قدسی است

جواب دہ گویا این ہمہ

این مقام را بقا[19] خوانند و سکنت[20] اللهم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی[21] فی زمرة المساکین علم این سخن آمده است و ازین طائفه بعبارتے خبر داده ان الله عباد یحییهم[22] فی عافیة و یمیتهم فی عافیة و یحشرهم یوم القیمة فی عافیه و یدخلهم الجنة فی عافیة دانی که این عافیت کدام عافیت است آن عافیت است که در شب قدر

مطلوب را بسوے طالب میلے و رغبتے باشد چوں اویس مشتاق سوار دو مواہب ربانی است ہر آئینہ درست شنید انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن۔ مرشد طالب مسترشد است زان چہ در روے نشان مقصود می یابد قوله بقا[19] خوانند یا وجود وجدان ظہور و طلوع آفتاب طلب بآن نیز بہ آن طلب شوق و غلبہ تمام نباشد مگر بقاے بعد فناے او بدو باقی شد و او واصل شد باوے یکے گشت مر آن کہ باوے یکے شد ہمہ را بایکے در یکے وید باین ہمہ شوقے از سر و طلبے بے افراط و این جز درین مقام باشد اینجا ہمچنین گویند کہ اوست کہ خود را خود می جوید۔ قوله و سکنت[20] مسکنت بدو معنی است یکے موضع سکون دوم بیچارگی و واماندگی چنانکہ میان مردم مصطلح است و اگر سخن بطرف بقا بری برین مسکنت بمعنی مسکن مقر و قرار بودہ باشد و اگر بطرف بیچارگی و مسکینی رعایت کنی مرد از خود فانی شد از ان او با و چیزے نماند از میان رفتہ دیگرے بجاے او شدہ ہر آئینہ چہ کند از وجز مسکینی و مسکنت و بیچارگی نیاید قوله و احشرنی[21] فی زمرة المساکین در کتب سلوک نبشتہ است اگر گفتے مسکینان را در گروہ من برانگیزی مسکینان را شرفے عارف و فضلے فاضل بودے خصوصًا فرمودہ مرا در گروہ مسکینان برانگیز۔ اکنوں سرے است با ایشان عجب است اگر گوید مرا در گروہ ایشان و ایشان را در گروہ من برانگیز یک معنی باشد۔ قوله یحییهم[22] فی عافیة پندار عافیت کہ در حدیث رفت خلوصے و صفائی است کہ ازلًا و ابدًا با آن آمدہ است تا داشت باخود داشت و در برخود داشت او در داشتن و بر آوردن ہم برین صفت است و آنکہ قاضی گفت کہ در شب قدر التماس کرد اسألك العفو والعافية عنایت این معنی شد کہ مرا از من بمن مگیر مرا از من بمن مگذار یعنی من بمن بخش تو مرا بخود یکے کن و ہموارہ ہمچنین دار و اگر اسألك مراد سوال بہ مستجاب بود ہم وجہے

خواستے در دعا اللہم انی اسالک العفو والعافیۃ اما[۲۳] اے عزیز شرطہاے طالب بسیار است در راہ خدا کہ جملہ خود مجمل گفتہ اند[۲۴] اما یکے مفصل است و مفصل آنست کہ جملہ مذاہب ہفتاد و دو کہ معروف اند اول در راہ سلوک در دیدہ ام یکے بود و یکے نماید واگر فرق داند یا کند فارق و فرق کنندہ باشد نہ طالب این فرق ہنوز طالب را حجاب راہ بود کہ مقصود از مذاہب آنست کہ باشد کہ آن مذہب اختیار کند کہ او را بمقصود رساند وہیچ مذہب در ابتدائے حالت بہتر[۲۵] از ترک عادت نداند چنانچہ از جملۂ ایشان یکے گفتہ است

توبیہے و بیانے صحیح است ۔ گوئی خود از خود با خودمی گوید و خود از خود با خود میخواہد عفو ایشان را و عافیت ایشان را بر ایشان سخنے کہ بیان افتاد قولہ[۲۳] بدان اے عزیز شرطہاے طالبان بسیار است قاضی علیہ الرحمہ من قبل طالبی و مطلوبی گفت ازین سخن مناسب طلب قاضی بیان دیگر کہ در طلب و شرط طلب بیان کردہ است قولہ[۲۴] مجمل گفتہ اند مجمل آن است کہ الاعراض عما سوی اللہ والاقبال الی اللہ ہمیں تجلیہ است و ہمیں تخلیہ اما قاضی خواست کہ درین محل شرطے کلی لابدی است نزدیک قاضی آن را بیان کند گفت طالب را ہفتاد و دو گونہ ثلث یکے بود و یکے نماید چہ باشد یکے بود یعنی یکے را میان این مذاہب تشخیص و تعین کردہ و آن مقصود و مطلوب کلی دانست کہ ہمہ روز و ہمہ شب در اثبات آن مقصود و رفع غیر آن کوشیدہ ترا از ہمہ می باید گذشت ترا مقصود خود را پیشہ خود می باید ساخت ہرچہ ترا بمطلب رساند رہ تو ہمان است و شرع تو ہمان ما را بالحقیقت محقق شد کہ مسلک ما بر تبع مصطفی و مرتضی است و آنچہ شرع مصطفی است بخدا رساند بالضرورت اختیار ما ہمان واگر طالب را فرض محالے کنم کہ این چنین بودے کہ جز بدین رہے است کہ بدان رسیدہ واگرچہ بدان دوزخ است در خلق است اختیار طالب ہمان بودے ۔ قولہ ترک[۲۵] عادت نداند سخن مجمل است یعنی تفاصیل او آنست بر اکلے و شربے وغیر آن عادتے داشت ترک آن عادت بباید اگر عادت بر صوم گرفتہ است روزے افطار ہم کند و اگر بر افطار گرفتہ روزے صائم ہم شود واگر عادت بر سخن بسیار است

بالقادسیۃ[۲۶] فئۃ ما ان یرون العار عارا
لا مسلم ولا مجوس ولا یهود ولا نصارا

چون بآخر طلب رسد خود ہیچ مذہب جز مطلوب ندارد و حسین منصور را پرسیدند که بر کدام مذہبی گفت انا علی مذهب ربی[۲۷] گفت من بر مذہب خدایم زیرا که ہر که بر مذہبی

البتہ مختصر گرداند دیگر اگر عادت بر وجاہت و عزت گرفتہ است البتہ بشکند چہ مرد بے محفہ از خانہ بیرون نیاید و یک دو چاکرے و خادمان ہم برابر بیایند تا بات و ہوت بجا دارند این مرد را طلب در سرافتاد و رعایت سنت را فوطہ در تہ کن خرقہ در بر پوشش کوچہ و بازار شہر می گرد تا اذل و احقر نمائی و اگر نفس تو برا دبار و کوچہ گردی و یاوہ ماندن الفت گرفتہ است طالب بشوی تعزز کن نفس چنانکہ در جاہ ذوقے دارد در خست ہم لذت دارد و اگر مرا استواری داری برو از مدبران پرس و دیگر اگر خوے تو بر مذہب حنفی شدہ است و در مذہب شافعی پیر کارے فرماید کہ آن کار مذہب امام دوم است تو ترک عادت ہمان اختیار کن کہ آنجا رہ بہ مقصود میبرد چنانکہ سماع و ذکر و تجلی[۱] للعباد۔

ن: تخلی

قولہ بالقادسیۃ[۲۶] فئۃ ما ان یرون العار عارا
لا المسلم ولا المجوس ولا الیهود ولا النصاری الی آخرہ

یعنی کار بدین مبالغہ است کہ اگر طالب را بے وجدان مطلوب از عادت پرستی دین برہے و رسے دینے دیگر باید آمدن کہ آنجا بیقین و اند کہ این مقصود آنجا خواہم یافت عجیبے نیست کہ از دین گردد۔ در مجاز حکایت امین الدین و عطار و ترسا بچہ شنیدہ باشی دو دو جوانان کہ با خود عزم شیفتے خصم کردند کہ اگر در بہشت ہم یک جائے اگر در دوزخ ہم یک جا۔ قولہ حسین[۲۷] منصور را پرسیدند کہ بر کدام مذہبی گفت انا علی مذهب الحق[۱] این سخن چند احتمال دارد یعنی در ہر مذہب کہ خدائے را یابند ہم بر آن مذہب انا علی مذهب الحق یعنی مذہب من حقے و ثابتے و مستقیم است و ربی ہم بدین تطبیق می یابید کہ من بر مذہبے ام کہ بود و تربیت من از ان است۔ دیگر انا علی مذهب الحق و مذہب حق

ن: ربی

بود آن مذهب[۲۸] پیروے باشد مختلف باشد مخلص و بزرگان طریقت را پیر خود خدا باشد
پس بر مذهب خدا باشند مخلص[۲۹] باشند نه مختلط از اختلاط[۳۰] توقف است و اخلاص ترقی و
اخلاص خود در دل طالب شرط است من[۳۱] اخلص لله اربعین صباحًا ظهرت له ینابیع الحکمة

ن: اما مختلط
ن: باشد

کل مذاهب است مقید به قید نه ام چنانکه او به صفت اطلاق است من نیز هم بر صفت اویم انا علی مذهب
الحق مز بر مذهب حقم یعنے بر مذهبے که او بر و من هم در آن ره روم و هر چه او کند من همان کنم دیگر من هم
من ماذون ام هر چه مرا او فرماید من همان کنم ۔ قوله این[۲۸] مذهب پیرا و باشد این مذهب سلوک
یا نه به اضافت یعنی آن ره که او بجز امیر د پیرا و باشد چنانکه پیر پیشوا است آن مذهب رهبر و پیشواے
او باشد الحق این مذهب پیر نموده است هادی و مرشد پیر است چون ره نمونی کرد او را بدان مذهب
سپرد این مذهب بدین اعتبار پیرا و باشد سنیان گویند که هدایت من الله عبارت ازین است که زمانًا فزمانًا
ساعةً فساعةً باری عز و علا بنده را با خود کرده و افعال او و اقوال او آفریده که هم چنان ره راست
می روند تا بغرض پیوندند معتزلی گوید که هدایت نمودن ره او ست پس چنانکه یکے را بر سر رہے ایستاده کنند
بگویند که این ره راست برو این رفتن او از جهت او و رسیدن او از جهت او ۔ قوله مخلص[۲۹] باشد
گوئی مخلص او ست که وهم خطرهٔ غیر در خاطر او نباشد این کار طالب است و اگر مطلوبے را عنایت کنی
گوئی وهم خطره وجود غیر در روش نبود قوله اختلاط[۳۰] توقف است و اخلاص ترقی هر آئینه رونده را
خارے در پا خلد لا بد از تیزی روش بماند و اگر میلے در غبتے طرف نجاتے و بهشتے و جاهے و ارادتے آنچه
پاے بند مردم است که بشریت بدان در بند میدارد و واقف می گردد از آنچه پاے رفتن کند شد
قوله من[۳۱] اخلص لله اربعین صباحًا این حدیث جز براے اثبات اخلاص نباشد و براے ظهور ینابیع
را تعبدے باخلاص شرط است اربعین صباحًا چه معنی دارد دلیل بر دوام و ثبوت است هر کارے که در
چهل روز کند دلیل بر استقامت آن کار باشد معنی این حدیث هر که عمرا و به اخلاص و تعبد رود
ینابیع حکمت از دل او بر زبان او جاری گردد لله گفته است معنی این باشد یعنے ریاے و نفاقے

من قلبه علی لسانه واز[۳۲] مذہبہا دور است ایشان از خود نیز دور باشند۔ رباعی

آنکس که ہزار عالم از رنگ نگاشت ٭ رنگ من و تو کجا خریدار نداشت

این رنگ ہمہ ہوس بود یا پنداشت ٭ او بے رنگست رنگ او باید داشت

اگر مذہب مرد را بخدا رساند اسلام[۳۳] است واگر ہیچ آگاہی ندہند طالب را نیز دوئی

از کفر بتر باشد اسلام نزد روندگان آن ست که مرد را بخدا رساند و کفر[۳۴] آن باشد که

طالب را منع یا تعقیبے پدید آید که از مطلوب باز دارد و طالب را باہندۂ مذہب کار است

درمیان نیست تصفیہ وتزکیہ مطلوب است چنانکہ حکما گفتہ اند برائے ادراک دید و دولت دیدار دوست

رسیدن بہ لقائے خداوند تعالیٰ فی قلبه علی لسانه دلیل برین کند کہ حکم او مخزون و مکنون است پردہ بر زادہ

آن چنانکہ دل خود از ان غافل است پس آنکہ تعبد با اخلاص کند آن پردہ از روئے دل بخیزد ینابیع حکمت

از چشمۂ دلش فوارہ زند ہر آئینہ از راہ زبان جاری گردد۔ قولہ[۳۲] او از مذہب دور است سبحانہ وتعالیٰ

خالق مذاہب وجمیع مذاہب مخلوق او وخلوت او بے مباشرت وملاقات خلق بدا از مذہب دور باشد

و آن کہ از ان او گرد و با او یکے بود و نیز از جملہ مذاہب بیرون باشد یعنے واضع ہمہ مذاہب او باشد ومطلع بر سر

ہر یکے اگرچہ روش پیرے و مذہب امامے اختیار کردہ و مسلک او ہمان است اما او عارف وعالم بہ جود

و گفتم خود او واضع است قولہ[۳۳] اسلام است بحقیقت این است کہ موصل بحق اسلام است اگر فرض محالے

کنیم کہ این چنین نبودے کہ اسلام جز نجاتے و درجاتے نیست وجدان وعرفان در مسلک کفر است۔ و

آن طالب بدبخت و مسکین روز بدگرفتہ برسرش جز این نبودے کہ ہمان مذہب منتہا او شدے۔

قولہ[۳۴] کفر آن باشد اکنون کفرے واسلامے تصور کن بحسب طالب و کفر و اسلام ہمان است کہ

مسلمان بر آن مطلع اند اما تفاوت روندگان و طالبان کفرے و اسلامے عنایت کنند ہرچہ ایشان را

بخدا رساند انرا ایمان و اسلام نامند وہرچہ مانع وصول حق بود آنرا کفر خوانند۔ کفر از روئے لغت

ستر باشد با ذرہ او و زارع را لغوی کافر خوانند از آنجا کہ بذر ستر می کنند بدین سبب ہرچہ ایشان را از لہ زرا عت برین

نه با مذهب - رباعی

آتش[۳۴] بزنم بسوزم این مذهب وکیش ✽ عشقت بنهم بجاے مذهب وپیش

تا کے دارم نهان عشق در دل ریش ✽ مقصود رہے تو ئی نه دین است نه کیش

چه دانی که چه می گویم طالب باید خدارا در جهت و در دنیا و در آخرت نطلبد و در بهشت بجوید راه طالب خود اندر دل اوست راه[۳۶] باید که در اندرون خود طلب کند۔

ن: اند — وَفِيْ[۳۷] اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ همه موجودات طالب دل رونده است که هیچ[۳۸] راه بخدا نیست بهتر از راه دل که القلب بیت الله همین معنی دارد - رباعی

اے آنکه همیشه در جهاں می پوئی ✽ این سعی ترا چه سود دارد گوئی

چیزے که تو جویاے نشان اوئی ✽ با تست همیں تو جاے دیگر جوئی

ن: اصل او سلامتی است — خداے باز دار دایشاں آن کار را کفر خوانند و اسلام اصل مسلمانی است تا آنکه رسول الله علیه السلام فرمود اَسْلِمْ تَسْلَمْ وسلامتی آن بود که با خدا رسی و بر مکان او و خزائن او مطلع گردی بریں معنی لغوی هر چه بخدا رساند اسلام نامند قوله[۳۵] آتش بزنم بسوزم مقصود ازین دین و کیش اطلاع و تجلی اسرار جمال و جد ان اوست پس مقصود دین و کیش نیست مقصود اوست قوله[۳۶] راه در خود جوید او در ره

ن: ره او — ن: شناخته — از همه در همه یابد و آن یافت دست ندهد تا ره خود را بحق شناختن ناشناخته باشد و در همه رہے بدوست اما آن ره یافتن بواسطه رفتن این ره - خدارا در بهشت بینند پس هر آئینه هم در بهشت جویند و اما در بهشت در آیند آنکه بیند و در بهشت در نیایند تا اکتساب خود نکنند و معرفت خود نشناخته باشند پس سر همه راه ها دمعرفت هر روش شناخت خود شود۔ قوله[۳۷] وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اگر ربط با لاد هی درست مرتب قرار یابد واگر فرد در ربط دهی یعنی همه موجودات در انفس شما موجود است -

قوله[۳۸] هیچ راهے بخدا بهتر از راه دل نیست مگو که بهتر از ره دل نیست بگو جز ره دل ره دیگر نیست القلب بیت الله بدین معنی است که معرفت او متعلق بدو جهت او در حضور او بدو و تقرب او بدو

داودؑ پیغمبر گفت الٰہی ترا کجا طلب کنم و تو کجا باشی جواب آمد اَنَا عِنْدَ[39] مُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ لِاَجَلِیْ از بہر آنست[40] ہر کہ چیزے را دوست دارد ذکر آن بسیار کند من احب شیئاً فاکثر ذکرہ انا جلیس من ذکرنی ہمین معنی دارد لایسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن اسمان با او چہ معرفت دارد کہ حائل او باشد و زمین با او چہ قربت[41] دارد کہ موضع او بود او ہم مونس اوست و ہم محب اوست و ہم موضع سر او ست

قربت

او دید او بدو و شنید و بدو چنانکہ کسے درون خانہ است و خانہ مشتمل او و حقایق و معارف خدا در دل و دل محیط بدیشان و عرش اللہ ہم بدین معنی بلکہ لطیفہ دیگر است درین دیگرا فتد کہ گفتہ اند رہ دل رفتن چہ باشد یعنی ہر چہ جوئی ہم در دل جو ۔ قولہ[39] انا عند منکسرۃ قلوبھم لاجلی لاجلی دو معنی دارد یعنی شکستہ دلانند بہر من شکستہ دلانند بنا بر من اگر بہر من باشد یعنی ہر جا کہ شکستگی خاصے کہ بدوستی و محبتے باشد اگر بنا بر من باشد یعنی ہر جا کہ شکستہ است شکستہ بر من[ست] است و آن کہ بہر او شکستہ اند ہم درین شکستگی بدخول اولی داخل اند و یک معنی دیگر ہم احتمال دارد شکستگان برائے من و بہر من در برائے تفرقہ نازکے است برائے من یعنی از کردۂ دیدار من از کردۂ وصال من اما بہر من یعنی بحضوری بدوستی خاصے و شہودے کہ میان محب و محبوب رود از محبوب معاملتے با محب رود و شکستہ می گردد شان این را کرشمہ و ناز می گویند و غمزہ حکایت کنند ۔ قولہ از بہر آنست[40] چون این محقق شد کہ رہ دوست ہم در دل است و غمزہ طلب ہم از تو خیزد و ترا با خود کار بود این یا داود طلب او ہم از تو سر برکند ذکر بسیار ست بضرورت ہر کہ ہست خود را خود دوست تر دارد اگر او در دل تو و تو دوست او این درست آید انا جلیس من ذکرنی ہم نشین است کہ درمیان این دو ہمنشین دوئی نیست قولہ[41] لا یسعنی ارضی ولا سمائی اگر سما را بر احدیت وارض را بقدریت گیرند او را عرفانے و محبتے خدا نیست و اگر گویم العالم انسان کبیر و الانسان عالم صغیر و باعتبار الانسان عالم کبیر و العالم

من

ذکر بسیار بعد بیتر آید

اگر ذکر او

قلب المومن عرش[۴۲] الله تعالیٰ ہر که[۴۳] طواف قلب کرد مقصود یافت و ہر که راه[۴۴] دل غلط کرد چنان دور افتاد که ہرگز خود را باز نیابد شبی در ابتداے حال ابو یزید گفت الٰہی ره بتو چگونه است گفت[۴۵] ارفع عن الطریق فقد وصلت تو از راه برخاستی رسیدی چون[۴۶] بمطلوب رسید طالب نیز حجاب راه او بود و ترکش واجب شد ر باعی

انسان صغیر علیٰ ہذا میان ایشان تلازمے کلی است پس ہرچه انسان دانست و ہمه را بوی نسبت داد و را باہمه نسبت معنی ہذا ہمه دانستند بطفیل انسان۔ **قوله عرش الله** میان بیت الله و عرش الله قلب المومن۔ بیت الله قلب خواص باشد و قلب المومن عرش الله قلب اخص خواص باشد عرش دلیل بر عظمت و عزت و انکشاف ظہور جلا کند و بیت دلیل بر احاطت و استتار و بینہما فرق فارق دیون بین۔ **قوله ہر که** طواف دل کند۔ یعنی تزکیه و تصفیه دل و اصلاح کار او بصفت و تربیت خاصے چوں این چنین شود دل صاف گردد و راست باشد کجی نشیبی و فرازی در وے نه جلائے درستی یابد که احساس ہر چه در آئینه نشود که از بدن کشد که ہیچ در پیش آن دل نماند چه باشد یعنی معکس ہمه وجودات گرد و موجد موجودات است و تعالیٰ با ہمه اشیا است بدان تعلق که آن اشیا با او وارند و بدان صفت که تجلی او بآن اشیا است عکس او در چنین دلے پیدا آید و ذالک ہو الدولة العظیمة الکبریٰ۔ **قوله راه دل** گم کرد یعنی ره تصفیه دل نیافت و طریقه تزکیه ندانست واز مرشدے محقق نگرفت و بر آن کار استقامت نکرد اگرچه بسیار نماز گذارد و روزه دارد و تصدق کند و تلاوت ہم ہمچنین است نصیبه نیست بسیار در مجلس خود چون این محل آید این بیت بخوانم ؎

ترسم نرسی بکعبه اے اعرابی ؛ این ره که تو می روی به ترکستان است

قوله انت ارفع من الطریق[۴۵] اے من الطریق الذی آتممت السلوک فیه واخذت عادة وکسبا وعلیک بسلوکک فی طریق القلب رفع عن الطریق نمی گوید کار بگذار کارے کن و آن راچیزے مپندار و این قدر رسیدان اگر بمقصود رسید ہمین صورت است تلاوت و صوم و صلوة ہمه تصفیات قلب اند اما بشرط الاستعمال بشرط فقد وصلت یعنی اذا تفت عن الطریق المعتادة واخذت فی السلوک مسلک القلب فقد وصلت قرب الوصال والعرفان بالله۔ **قوله**[۴۶]

گفتم مالکا ترا کجا جویم من ٭ وز طلعت تو وصف کجا جویم من
گفتا که مرا مجوی بر عرش بہشت ٭ نزد دل خود جو که نزد اویم من

باش تا از خود بدر آئی بدانی که راه دل زمین چه بود ولو ارادوا الخروج لاعدوا له عدة
زینهار تا نه پنداری که قاضی می گوید که کفر نیک است و اسلام چنان نیست که مدح[47] کفر می کند وقدح
اسلام هرچه مرد را بخدای رساند اسلام است و هرچه مرد را از راه خدا باز دارد کفر است وحقیقت
آنست که مرد سالک را نه کفر باز دارد نه اسلام که کفر و اسلام هر دو حالت است که از ان
لابد نیست مادام که با خود باشی کفر است که چون[48] از خودی خود خلاص یافتی کفر و ایمان نیز اگر ترا

چون مطلوب رسد اے مرد محب اے سکین مبتلا وقتے ذوق در هجران گرفتهٔ وقتے لذت طرد و
خذلان یافتهٔ تا عجب نقد وقت خویش این بیت بخوانی ۔ **بیت**

هجران خواهم صنما وصل نخواهم ٭ من تجربه کرده ام که هجران خوشتر

این عاشق ملتذ بلذت در طلب است و لذت سوز و سوختگی گرفته است طلب
این حجاب راه اوست چنان که ابو یزید گوید اهل المحبت محجوبون بمحبتهم این جا قصهٔ شیطان
یاد آمده بود اما در خاطر گذاشت مردے پر وسوسه صورت ابلیس پیش آمد لعنت بر ایشان گفته
خذلهم الله بنقد ایشان سپر دیم و بکار خود مشغول شدیم ۔ **قوله[47]** مدح کفر می کند وقدح اسلام از
کلام بالا ہیچ فہم نشد ازین سخن که قاضی گفت بیان سخنان قاضی که ما کردیم از کجا این معنی فهم شود
بارے باندیش ۔ گفتم ملکا میان بیان ما و میلے که قاضی آورد آسمان و زمین باشد اما بکلام قاضی
مناسبت قلب المومن عرش الله دارد محبوب کارے او را نیا بند جز به نزدیک ۔ دل ۔ تحفهٔ ذکر چون
دل برو مطلع شد آن در هرچه نظر کند هموار ابیند اندیشه کن که چه می گویم **قوله[48]** چون از خود خلاص
یافتی چه می گوئی بیخبر شدی دیوانه گشتی اگر این چنین است خود فقیهه می گوید بر این چنین کسے نه دین است
نه کفر است و اگر این مراد داری از خود رفتن صوفیان عبارت ازین کنند که نظر مرد ساقط شود از قول

طلبندر نیابندر رباعی

در بتکدہ[۴۹] گر خیال معشوقۂ ماست ٭ رفتن بطواف کعبہ از عقل خطاست
کعبہ کہ از و بوے ندارد کنش است ٭ با بوے وصال او کنش کعبۂ ماست

تا از خود[۵۰] پرستی فارغ نشوی خدا پرست نشوی و نتوانی بود تا بندہ[۵۱] نشوی

فعل و وجود خود ہمہ نظر بفرد حقیقی بو احدے کہ بہمہ اعتبار واحدیت بود اکنوں از راہی گوئی کہ کفر و اسلام منزد او یکسان است بدان معنی باشد کفر من حیث ہو ہو و اسلام من حیث ہو ہو ہر دو حال ظاہری باشد بحقیقت نسبتے ندارد و حقیقت عبارت از ہو ہو است بارے نظارہ شو من فرد حقیقی بالا گفتہ ام۔

قولہ[۴۹] **در بتکدہ گر خیال معشوقۂ ماست** اگر در بتکدہ خیالے درستے است آنکہ چہ میگوی در کعبہ ہم باشد ہماں خیال در بتکدہ باراحتے و انسے کہ در کعبہ است اما فرض است برفرض اگر این چنین فرض کنیم کہ آنجا خیال باشد و آنجا نباشد کلام درست شیند یعنے مرتب شود ہمیں معنی گفتیم در دوم بیت محقق گردان وہم مرد ماں را در خاطر نند گوئید مراد شاعر این است اگر در بتکدہ نقدے یافت در کعبہ برائے چہ کار رود آرے ترا فہمے ہست کہ در کعبہ چہ تجلیٰ و در بتکدہ نقدے چہ و اگر در ہر دو یکے است ممنوع و اختلاف چہ باشد آن کہ وقتے ترو ے آئینہ و پشت آئینہ دیدہ این مثال برائے بیان بسندہ است۔

قولہ[۵۰] تا ازین بت پرستی یعنی تا کارے میکنی کہ نسبتے بہ بشریت و ہوائے انسانیت دارد تو خود پرست تو خود پرست ہوا پرستی اگر برائے نجات کارے میکنی یا برائے فوز مثوبات و برائے رعایت حقیقت ربوبیت و برائے دید دیدار نقد او وعدا این ہمہ برائے خود باشد و خود پرستی باشد تا آنکہ بدوستی و بلذت و محبت او نہ زی خدا پرست نہ باشی و آنکہ گوئی خود را درمیان نہ بیند آن کار دیگر است این کارے است از و بدو این کار انبیا و اخص اولیا است **قولہ تا بندہ[۵۱] نشوی** یعنے تا عبادت بحق عبودیت بجا نیاری از روے آزادی نہ بینی یعنی بدل محبود شود و موجود و مفقود گردد و تو بدو قائم مانی این پرستیدن عبارت از خود رفتن و او را پرستیدن است۔

آزادی[52] بیابی تا پشت[53] بر ہر دو عالم نکنی با آدم[54] و آدمیت نرسی و تا از خود نگریزی می بجدا ے نرسی و اگر خود را در راہ خدا ے تعالیٰ انباز ی و فدا ے او نکنی مقبول[55] حضرت نگردی و تا ہمہ بر ہم نزنی و پشت بر ہمہ نکنی ہمہ نشوی[56] و بجملہ راہ نیابی و تا فقیر[57] نشوی غنی نباشی و تا فانی نشوی باقی نباشی۔ رباعی

تا ہر چہ[58] علایق است بر ہم نزنی ٭ در دائرۂ محققان دم نزنی
تا آتش در عالم و آدم نزنی ٭ یک روز میان[59] کم زنان کم زنی

قولہ[52] آزادی بیابی یعنی از قید بندگی بیرون آئی ہر چہ کنی بہ بندگی نکنی و دوستی ہر چہ کنی بدو کنی و ہر چہ در محضر او کنی یعنی در مباشرت افعال خود باشی و مباشرت او رانگری۔ قولہ[53] تا پشت بر ہر دو عالم نکنی پشت دادن با عالم عبارت ازین است کہ تو چہ کہ ترا با عالم است کہ ہمہ مقصود سوئے او شدہ است آنرا پشت دہی و اعراض کنی۔ قولہ[54] با آدم و آدمیت نرسی آدم سر اعظم است تا آنکہ گوید خلقت بیدیَّ و گوید الانسان سری و مجمع اسامی ہمہ ستر او۔ پس او مجموع اسرار باشد۔ آدمیت آن است کہ خلقت برائے آن چیز است مقصود ازین فواید ہمان است آن آدم و آدمیت آنگہ گشتی کہ وجود ات کائنات ہیچ چیز خطرہ نکنی و توجہ بدو و نیاری قولہ[55] مقبول حضرت نشوی ہر آئینہ گفتہ ام نظم

عیاران را از خار باشد مفرش ٭ عیار نہ پاے ازین راہ بکش
تا در نزنی بہر چہ داری آتش ٭ ہرگز نشود حقیقت عیش تو خوش

قولہ[56] ہمہ نشوی یعنے مطلع بر اسرار ہمہ نگردی و ہمہ را در خود نبینی و با ہمہ متحد نشوی قولہ[57] تا فقیر نباشی میان فقر و غنا و فنا و بقا تلازم کلی است ہر کہ را افتقار باللہ شد غنا باللہ شد ہر کہ را بقا است او را فنا است ہر کرا فنا است او را بقا است بلکہ کما بقی فنی و کما فنی بقی درین فنا بقا است و درین بقا فنا است فافہم و انتم اہل السر الاعلم قولہ[58] تا ہر چہ علایق است بر ہم نزنی یعنی ہیچ تعلقے ترا پاے بند نباشد ؎ تا آتش در عالم و آدم نزنی ٭ در دائرۂ محققان دم نزنی ٭ قولہ[59] میان کم زنان یعنی آنانکہ فانی اند تو بہ صفت

ن: و این آدمیت

ن: تعلقے

اے عزیز[۶۰] آشنائی[۶۱] درون را اسبابے است وپختگی او را اوقاتے ہست چنانکہ پختگی میوہ را اسبابے ست آنست کہ آشنائے درون را چنان پدید آید بروزگار کہ پختگی درمیوہ وسپیدی درموے سیاہ وطول[۶۲] وعرض در آدمی کہ بروزگار زیادت می شود و قوی میگردد واما فراوانی[ف] وزیادتی بحس بصر وبچشم سر آنرا ادراک نتوان کرد الابحس اندرون وبچشم دل وآن زیادتی خفی التدریج بود در ہر نفسے ترقی باشد چون سپیدی در موے وپختگی درمیوہ پدید آید وشیرنی در انگور امابیک ساعت پیدا[۶۳] نشود بلکہ ہر ساعتے از نو افزونی وزیادتی پذیرد وامّا پختگی کہ درمیوہ پدید آید آن را اسبابیست خاک وآب وہوا وتابش آفتاب وماہتاب باید واختلاف لیل ونہار بباید ہمہ اسباب ظاہر است واسبابے دیگر بباید چون زحل ومشتری وستارگان آسمان وثوابت ہفت آسمان بعضے از عالم ملکوت. بباید چون فرشتگان مثل ملک الریح

[ف] فزونی

قولہ[۶۰] اے عزیز اسباب را رعایت کنند بدان ظافر وفائز باشند قولہ[۶۱] آشنای درون چو خواہی کہ یابی درون آشنا باشی اسباب مارد تخلی وتقلیل وغیر آن وے اختیار کردن ومشقتہا بر خود گرفتن وتحمل کردن باید امااین قدر است کہ مقابلہ بریکے دل صاف می گردد وکدورتہا برمی خیزد پختگی عبارت ازین است یعنے چنانکہ باختلاف ہوا درخت بابار میگردد وقوی می شود و آندک[ت] اندک میوہ او پختہ میگردد ـ قولہ[۶۲] طول عمر وعرض انسان مانند اوست زیادت ونقصان ادراک نمیکند اما چون بمقدارے باشد پدید آید قولہ[۶۳] پیدا نشود آرے آرے آنرا تصفیہ اندک اندک پیدا شود وحاسۂ بصر ادراک نمی کند اما پختگی میوہ وانگور وسپیدی موے سیاہ زیادات تامی ما چندین بسیار گوئی کہ کردہ است چنانکہ براے ہر شئے فیضے ومددے چندین چیزے می باید وکذلک براے تصفیۂ باطن چندین چیز می باید تا چیزے شود وحضور شہود این را ملکوتی نام نہند کہ بنا برین کہ ملکوت کل شیئ باطنہ خلاصہ تمام تر حضور است این ملکوتی شد وآن ملکی بودنیست

[ت] تا

فرشتۂ باد و فرشتۂ زمین و فرشتۂ باران و فرشتۂ آسمان و معبود این ہمہ یکیست کہ
اگر نہ او بودے ہمہ موجودات محو بودے و جملہ معدومات بتقدیر وجود موجود و جملہ
موجودات بتقدیر عدم معدوم بودے ہمچناں کہ پختگی میوہ را اسبابیست بعضے ملکی
و بعضے ملکوتی ہمچنین آشنائی درون را اسبابیست ہم ملکوتی و ہم ملکی ہر چہ بظاہر قالب
تعلق دارد آن ملکی بود چون نماز و روزہ و خواندن قرآن و تسبیح و اذکار و آنچہ افعال
قالب بود کہ ثواب بر آن حاصل شود و ہر چہ بباطن و دل تعلق دارد بعضے ملکوتی باشد
چوں خضوع و خشوع و محبت و شوق و نیت صافی و صدق ہمچنین دل آدمی بروزگار
آشنا گردد و این اسباب چنانکہ باید دست فراہم[64] نہد الا در صحبت پیرے پختہ
کہ من لا شیخ[65] لہ لا دین لہ کہ پیران را صفت[66] یہدی بہ من یشاء باشد و از صفت

صادق بغیر شائبہ ملکوتی است و تلاوت کہ شد ملکی است۔ قولہ[64] دست فراہم نہد این چیزہا میسر و لیکن
میسر نباید ہر کہ بے رہ پیر رود بمقصد نرسد گفتہ اند مرغ را چینہ کودک را شیر شریعت را استاد
باید طریقت را پیر و اگر کسے دست دہد با این چیز بیان این است کہ این جا جز پیر کسے مطلع نباشد
از این ساحران پرس کہ از جادو کردن در تسخیرات و طلسمات خود اندک و ضعیف و اندک شرطے در وضع
فوت شد تمام خراب گشت ہیچ اثر نہ کرد۔ قولہ[65] من لا شیخ لہ لا دین لہ یعنی آن کہ خواہد کہ
دین را بحق و بیع شناسد بے ارشاد پیر نہ شود۔ قولہ صفت[66] یہدی من یشاء
باشد یعنی خداوند سبحانہ تعالی زمام بدست ایشان دادہ است۔
ہر کرا خدا تعالی ہدایت دہد ایشان او را راہ راست نمایند و آن کہ
موصوف بصفت یہدی من یشاء گشتہ اند یعنی با او یکے شدہ اند ہر کرا
خدائے تعالی ہدایت خود ایشان نمودند و ہر کرا ایشان ہدایت کنند خدائے تعالی ہدایت
کرد و ہر چہ بصفت ہدایت تجلی کرد ضلالت ہم بخود در رشد۔

يُضِلُّ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ دور باشد وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ تربیت وآداب دادن ایشانست اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم احوال پیران ومریدانست کہ درینجا کہ این جمال خود راالخلق نمودیے تا خلق ہمہ از حقیقت آگاہ شدندے ۔ رباعی

آنرا کہ دلیل رہ رخے چون نیست ؛ او بر خطراست وخلق ازو آگہ نیست

ازخود بخود آمدن رہ کوتہ نیست ؛ بیرون زسر دو زلف شاہد رہ نیست

قولہ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا ۔ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ ہمان است وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ ہمان است

قولہ اصحابی کہ متصف بصفت من اند سمت صحبت ایشان راست یعنے ہر کہ ایشان اقتدا کند رہ راست یابد کہ ہم بصفت من اند ہر کہ اقتدا کنی بمن اقتدا کردہ باشی ۔ معنی حدیث این گمان نبری کہ ہر کہ از میان ایشان منحرف شد دور ہوائے افتاد اقتدا کنی رہ راست یابی حاشا وکلا ۔ قولہ آنرا کہ دلیل رہ رخے چوں نہ نیست مقصود ہر دو بیت در علی الاعتبار راست آنرا کہ عذرا وندسبحانہ تعالیٰ رہبر نشد رفتن او در خطر است وخلق ازین سر آگاہ نیست ۔

آنرا کہ دلیل رہ رخے چون نہ نیست ؛ او در خطراست وخلق ازو آگہ نیست

ازخود بخود آمدن رہ کوتہ نیست ؛ بیرون زسر دو زلف شاہد رہ نیست

ویا او خود در خطر است از خطر او کسے آگہ نہ اینکہ مردم گویند از خود بیرون شو با خدائے تعالیٰ یکے گرد از خود بدر آمدن تجربہ کارے است ولیقین است اگر این راہ را بہ درازی نسبت کنی شاید از ازل تا ابد تمام نشود وجمال رخ شاہد آن جمال نیست کہ بیک نظر او را احاطہ توان کرد تا بعدے از وکمال تمام بر نتوان خورد وآن درازی ندارد کہ کسے بپایان رسیدہ باشد ۔ احتمال دیگر بر وفق آن دوم بیت این معنی درست ترآید آنرا کہ خدائے تعالیٰ

چہ دانی اے عزیز کہ این شاہد کدام است و زلف شاہد چیست خد و خال در کدام

بصفت ذات خود کہ جمال و جلال خود است کسے را بسوے خود رہ نمونی نکردے یا او برین راہ نیافتے او بمقصود نرسید و ہرچہ او را پیش افتاد ظنون و خیالات نیست و رین بیت افتادہ است

"بیرون ز سر دو زلف شاہد رہ نیست"

من ہم اینچنیں دانم گر گویندہ را چنین می بایست گفت

"بیرون ز خد و دو زلف شاہد رہ نیست"

زلف را بجز ظلمت و قہر و جلال نسبت نکنند رخ را بحسن و جمال برابر نہند و رہ دو دو است ہم بجمال و ہم بجلال و فرود قاضی بیلنے خواہد کردن۔ ہیں زلف و خال میگوید زلف و خال یک نسبت دارند ہر دو را عبارت از حجاب کنند ہر دو را نسبت بقہر برند ہر دو را مزین و محسن گویند بسبب امتزاج نقطہ قہر بر صورت حسن و جمال ہر دو را یک اعتبار بہمہ حال۔ **قولہ** چہ دانی اے عزیز اکنون گویم المعنی فی قلب الشاعر اما تا آنجا کہ احتمال اعتبار باشد ما را بیان لابدی است ذات واجب الوجود را شاہد عنایت کہ واجب الوجود دایم الشہود است لایستر عرش ولا سماء ولا ارض ولا ہوا و وجودات را بجنب آن وجود تعالیٰ بحسب احاطت و اشتمال بر آن مانند پرکالہ جامہ خوردترین پرکالہا در میان دریاے محیط نہ آنکہ این پرکالہ جمیع اجزاے وجود او دریا گرفتہ است زنہار تداخل و امتزاج گمان نبری من تو از ین عالم ایم ہر آنچہ کہ کنیم ... از ین عالم نباشد زنہار گمان این مبر و ہو تعالیٰ لا یتداخل و لا یمتزج و لا یتصل و لا ینفصل۔ دیگر در مقال قاضی این قال خواہد شد از شاہد غایتی خواہد گفت تمثل و تشکل را اشارات خواہد بود آن را با این ... خواہد داد علی ہذا این شاہد ہمان شاہد قاضی باشد و زینتے و جمالے کہ آن شاہد داشت نباشد صوفی کہ چنین شاہد ... بہمہ حسن و جمال خود بحضرتش جلوہ کند اما اگر بایستد نظر تیز کند الاول لک و الثانی علیک باید باشد چنان کہ این شاہد را رخ خالے و زلفے کہ لک واجب الوجود دایم الشہود را جمالے و جلالے لطفے و قہرے آنہا

مقامہاست مردِ رونده را مقامہا و معانیها است که چون آن را در عالم صورت و جسمانیت عرض خیال و مونس روزگار کسی جز در کسوت حروف و عبارت شاہد و پرده خد و خال و زلف نمی توان کرد و منو دیگر این بیتها نشنیده - رباعی

د گفت

د لب

آن خال سیه که بر رخ دلدارم ☆ مہریست ز مشک پر شکر بنهادم
گر شاه حبش دہد بجان زنهارم ☆ من شکنم آن مہر شکر بردارم

اے عزیز چه می شنوی خال سیاه مہر محمد رسول الله است میدان که بر چہره لا اله الا الله ختم زینت شده است که خد شاہد ہرگز بے خال کمال ندارد خد جمال لا اله الا الله

از وآورده است بدخشان حی بر قاضی سیگوید تشکل کرده است - بیت

آن که آمد بنزم محبیان دوست دوست ☆ گرچه غلط کرده است نیست غلط اوست اوست

قاضی را هم بدین سبب زندیق گفتند او مسلمان است کافر است از بحرئی - قوله مرد مرشد رونده

د ۔ نه او مسلمان است کافر است

اسرار الوہیت و حکایت از تجلیات خواہی که در بیان آری جز استعاره و تمثیل میسر نیست از شاعر شنیده در حسن معشوق تحیر چه می کند از تحیر خویش رخ را بمہ نسبت می کند قد را بسرو فلک تک باقی حرکات و اعضاء او کند که مرد عارف گر از آن بیانے خواہد کند جز در کسوت حروف و عبارت نباشد اما شرط کار آن است که از حد تجاوز نه کند نشنیده ان لکل ملک حمی و حمی الله محارمه اکنون اگر کسے در حمی ملک در آید چه گوئی اکنون این دیوانگی است اگر در حمی ملک در آید چون کسے بود شایسته چیست اینجا حظے و نصیبے است و قسمتے است خیال که از آتش نصیبه بگیری اگر در آتش در آئی به بینی خود چون باشد ہمیں مثال است بیت

من بشکنم آن مہر و شکر بردارم ☆ بر خود گیرم ہرچه شود گو شو گو شو

قوله خال سیاه مہر محمد رسول الله صلی الله علیہ واله وسلم میدان آمدن محمد از قوت بفعل میدان چه باشد که در چہره بے خراج داماں بیگانگی درست راست آسوده و آرامیده بود ہرچه مقصود افتاد اورا از آن رہ نیست صورت روے گردانیده مگر ازین ذات ہمیں اقتضا کرد مہر محمد علیہ السلام بر چہره لا اله الا الله

بے خال کمال محمد رسول اللہ ہرگز کمال نداشتے و خود منور نبودے و صد ہزار جان عاشقان در سر آن خال شہید شدہ است میان این مردمان و میان لقاء اللہ یک حجاب دیگر ماندہ باشد چون ازین حجاب درگذری جز جمال لقاء اللہ یک حجاب دیگر نباشد و آن یک حجاب کدام است ۔ مصرعہ

بیرون ز سر دو زلف شاہد رہ نیست"

(د: مقصود)
(د: شاہد د: مرد سالک)

ختم و زینتے شدہ است اگر محمد علیہ السلام را از وجود بیارند زینتے و جمالے روے نماید خد شاہد بے خال کمالے ندارد و جمال بے جلال صفت ذوالجلال تمام ثبوت نیاید با این سپیدی نقطۂ سیاہے می بایست" تا جمال باکمال رونماید جمال الوہیت بہ نقطۂ محمدیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکے شد اگر او نبودے نبودے ہمان چہ گفتہ اند لولاک لما خلقت الافلاک اینجا بیایدے کلمۂ چند در کتاب آرند عشق در خلوت خانۂ شہود بہ یک وجود آرمیدہ آسودہ بود ذوق نغمۂ کن او را در رقص آورد بر درمیخانۂ شہود رقص کنان دوید ہر دو رکہ می گشت صورتے دیگر می مود ذوق دیگر چشیدہ بہیئتے دیگر می بود بیشتر چہ شنویم سخن قاضی می ماند۔ **قولہ** وخود منتصور نبودے آرے عشقبازی است تا دوی درمیان نباشد لذتے و ذوقے نباشد

قولہ بیرون ز سر دو زلف قاضی را در گفت "سر دو زلف" تاملے بایستے اگرچہ مرادش ہمین زلف آنست یعنی رہ ہمہ زلف است رہ دیگر نیست یعنی فریبیدن او ہمان رہ کہ بدو نسبت است اگر بہ در رسیدیم بدین رسید وقتے دیدہ ام شاہدے از طالب خود بروش گرم تر می رفت از تعقبش جعدش گرفت کشید لب بلب بنہا د بمراد رسید وجز این دگر رہے نبود ہرچہ ترا از راہ خداے تعالیٰ باز دارد آن ابلیس است باز ماندن و در اغوا افتادن توکسل تو و ہمہ حرمان تو و اعتقاد تو برین کہ کسے تیافت و نرسید این ہمہ ابلیس است و آلت ابلیس کہ قاضی عنایت کردہ بین شخصے و مشخصے خداے تعالیٰ او را راندہ است با این مطرودی و مردودی است با این ہمہ طرد و لعنت روے ازو نہ گردانیدہ و اگر وقتے این صورت نمودہ بگوشۂ چشم ہمان سوگران است۔ و دیگر عاشق را در رضاے معشوق و تجلی بر آن صفتے نظارہ کردہ است

(د: نیا رند خند نہ نماید)
(د: بیایدے کنند و کا...)
(د: گویم)
(د: دگر است)

این آن مقام است اے عزیز چہ دانی کہ شاہ حبش کدامست پردۂ[۵] دار درگاہ الا اللہ است کہ او را ابلیس خوانی کہ اغوا پیشہ گرفتہ است و لعنت[۶] غذائے وے آمدہ

در آمدن او و نمودن صورت قہر و عزت و جلالے و جمالے دارد نظارۂ دگر است در صورت خود آنہ خیال خود در آن متجلی میدان تصور کن جولانی امردے خوب صورت یکے کمر بستہ و جعد در میان یک کردہ و آستینہا بالا کشیدہ و نیزہ بدست گرفتہ بر اسپے اشہبے سوار قصد سینہ کردہ چہ جمال است آنجا کدام نظارہ است اگر دیدہ باشی یا در خیال آوردہ باشی ای کہ من چہ می گویم آن بدبخت در جلال و قہر او را گرفتار یئے یافت بے آن گرفتار سوختن و لعنت اختیار کرد بر سر و دیدہ گرفت اگر چہ تنگ می آید می گرید و می نالد می زار داما اسیر در بند است چہ کند گرفتار است بدبختے ملعونے و مردودے دور افتادہ از ہمہ مرادہا باز ماندہ با این ہمہ با دیا ساختہ قولہ پردۂ[۵] دار او را دربان و پردہ داری گوید یعنے رسم دربان است کہ دافع و مانع باشد آرے یک طرف رعایت درست است اما طرف دوم پردہ دار کار او این است کہ او خود محرم و غیر محرم را باز دارد و درش بستہ نخواہد آن بدبخت غیر محرم را نمی گذارد و محرم را بس نمی آید و بہ محرمیت خویش عنایتے کہ با وے است او نیز در خور دو وائین او را مانع شدن نتواند اگر چہ قصد باز داشتن او ہم دارد و در شدہ نظارہ کند و حسرت خورد و عذاب در عذاب باشد۔ قولہ لعنت[۶] خدائے تعالیٰ غذائے او آمد چون غذائے او قہر است او مقہور است و لعنت و بعد عین قہر اند ہر آئینہ ماہی از دریا قوت خورد و قہری از قہر غذا یا بد ہمندر از آتش غذا گیرد اینجا سخن مشکل است فعلی ہذا غذاب نماند آرے نماند اگر با یار با یار پیوند و این شخص مرکب است ناری ہم ہست و ہوائی ہم ہست ارضی ہم مائی ہم ابلیس از آتش است ترکیبے کہ او یافتہ است و وجودیکہ او را درین جہانست از اشیائے مختلف فیض گرفتہ است او را با آتش عذاب کند وجودے و ترکیبے کہ او راست متالم و متاذی گردد و لیکن اشد التالم و اشد التاذی دو عذاب بر و سخت است یکے از جمال بر نمی خورد و دوم لعنت تمام نمی یا بد میدانی لا آلے ہو لآء و لا آلے ہو لآء چہ بلا ست۔

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

قولہ فبعزتک سہ معنی دارد یا باء قسم است و یا باء سبب و یا باء مصاحبت است اگر باء سبب باشد معنی چنیں بود بسبب عزتے وجلالے کہ تو داری ہمہ را تحقیق من اغواکنم از تو بدور دارم عزت وجلالت راپردہ دارم عزت وجلالت تو حجاب ہم آید طاعت است و معصیت است و در طاعت تجلی جمال اوست و در معصیت فیض قہر اوست بندگان را در معصیت اندازم بفیض قہر تو ایشان را عفو کنم فبعزتک علما را و صلحا را و زہاد را و عباد را و مومنان را در دل القا کنم شما کدام امید کیا ئید کسانید کہ او را بخواہید بریں بندگی خود ثابت باشید نجات طلبید شما را با خدائے تعالیٰ چہ کار ایشان بدین محروم و محجوب گردند گویند جواب سخن کجا و ما کجا او کندہ عذرہ بپنیے با این حضرت چکار بیچارہ محروم شد بر علما نیز معقول کند کہ ہرگز کسے این حکم کند کہ فانی زلیلے قدیم واجب را بیند اگر درین جہانش و اگر در آنجہاں علما خالی ازین دو نہ اند اکنوں عزت او را سبب واشت برائے اغوائے بندگان او یک شیوہ دگر می باز ور وندگاں را میگوید رہے کہ تو پیش گرفتہ رہ دراز است رسی یا نرسی درین نقد است ذوق بکمال وتمام در روی اینک من عبادت چند ہزار سال در باختہ ام در زمرۂ عاشق صادق طالب نالیستد اما او این دغدغہ کند و برین آرد ما می گوئیم آری در دشتے عزیز است اما باہمہ وجدان نار در دوسوز وہجران باقی است فافہم اغتنم **بیت**

عجبے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست ⁂ عجب این است کہ من واصل و سرگردانم

آہ ہماں سوز سے و درد سے کہ از اول کار بود بعزت او ہیچ ازاں کم نشد بل یزداد فیزداد ثم یزداد و نہ بہ این واگر باء قسم باشد خود ظاہر است میگوید سوگند بعزت تو کہ ہمہ را از تو بدور برم و غیرت عشق این تقاضا کرد کہ جز معشوق را بشہود سے و بوجود سے ندیدہ واگر ادہم ایں رو د عاشق نماند این سوگند و این اغوا دلیل ازین بریں کرد کہ آن بد بخت عاشق سوختہ در دمند فراق زدہ و در زوال افتادہ با ہمہ طرد و خذلاں ساختہ است موجب طرد و خذلان ساختہ است یا بے باکست یا عصیان و طغیان یا چیز کہ میان عاشق

چہ گوئی شاہدے زلف زیبائے دارد و شاہدے خد و خال و زلف صورت نہ بندد و چون روندہ بدان مقام رسد او را دو حالت بود ـ

معشوق رود این ہمہ دلیل بر آن کند کہ آن بدبخت روزگارے و کاروبارے داشت ہمان عزت داند و سوگند بعزت بخورد کہ دیگران را ہم بدان دانیم دور باش این درگاہ جز عزت و جلالت نیست الکبریاء ردائی این حرف درست تر بستہ است اگر عزت درمیان نبود او خود بخود است واگر با مصاحبت اعتبار کنیم یعنی بندگان ترا با این ہمہ قربتے کہ با ایشانست وایشان را با تو ہم با این مصاحبت ایشان را از تو بدور دارم وقت را مشوش کنم ذوق را از ایشان برم برخوردار از کوے تو نخواہند شد ای مرد عارف اگر چشیدۂ یا یقین شنیدۂ اگر بچشیدۂ دانی ونکو فہم کن واگر نہ سخن نازک است ـ **قولہ** چہ گوئی شاہد ربوبیت عبارت ہم از رد و قبول و از حسن و قبح مصلحت این و سبب آن ربوبیت ہمین است این را درصورت ظاہر شخص جمال و حسن او و کمال او در صفا باشد روے مہوش خال سیاہے در رخش کمرے چنین و قدے چنان کمال عبودیت جز بدین نیست و کمال ربوبیت ہم بدان کہ بیان کردیم حسن معنوی و کمال معنوی اگر درصورت ظاہر تمثل و تخیل خواہی کنی چہ گوئی ہمین برے و ظریفے و چابکے و شوخے ہمبرین قیاس صفتے دیگر این معنی بدین صورت متبین و ظاہر گردد چنانکہ شاعرے گوید ؎

الوجہ مثل الصبح مبیض ؏ والخال مثل اللیل مسود

ضدان لما استجمعا حسنا ؏ والضد یظہر حسنہ الضد

این قدر بباید دانست کہ این جا ملازمت کلی نیست اگر خوبروے را خال نبود بر رخ نقصانے ہم باشد واگر خال را علاحدہ تصور کنی آنگہ چہ می گوئی در نظر نکو نہ نماید گوئی نقطۂ سیاہے کہ جز منظلم و معاقش نبود اما در اجتماع ایشان مزید حسن باشد و تجربہ ہم بدین است اما تحقیق سخن این است کہ ابلیس ہمہ تلبیس است کارے است کہ درمیان رو و دل داند من دانم و دل کہ کدام گنجینہ است کہ این جا

ند رانم

ند این اشہاد

ند مہوش

دو نور فرا پیش آید کہ عبارت ازان یکے خال و یکے زلف و یکے نور مصطفیٰ است و دیگر نور ابلیس و تا ابد باین دو مقام کار است ای عزیز این جا ترا معلوم شود کہ نشان پیر راہ رفتہ آن باشد کہ جملہ افعال و اقوال مرید از ابتدا تا انتہا داند و معلوم وے باشد زیرا کہ پیرے کہ ہنوز بلوغ نیافتہ باشد و تمام نرسیدہ

کمون ست بشنو چشم اکحل و ابروے بہم کشیدہ کز ان درستے پس انکہ این روے چہ محتاج آن خال است اگر بر صفحۂ رخسار نقطۂ خال مزاحمتے کند زیادتی نمود مزید حسن شود تا آن لہ شاعران این سو رغبت بیشتر نمودہ اند حکما گفتہ تمام الحسن طول الشعر حسن موجود شدہ است اما تمام اوراین است قصہ آنست ہم پس دراز است بسیار آن گرفتار آن حلقہ اند و اسیر اندام گشتہ اند البتہ نتوانستند کہ ازین کمند برکشند۔ قولہ دو نور فرا پیش آید عجائب حالے است قاضی ظلمت را نور میخواند زلف و خال سیاہ نسبت بظلمت و گمراہی دارد با جلا و صفا و روشنائی ورہ راست چہ نسبت اما مقصود قاضی این است این راہ یکے زلف و دوم خال یکے نور محمد علیہ السلام دوم نور ابلیس چنانکہ ابلیس را اتباع او و اقتدا بدو ہم چو او بود نہ از راہ دور افتادن است و از مقصود دور افتادن است و حرمان در حرمان است کذلک محمد و محمدیت حجاب است علیہ السلام از احادیث شنیدہ ہمہ بمیان نجاب معنے است ر مخفی نیست۔ باین ہر دو نور تا ابد کار است اہل ضلال و حرمان و خذلان را و پیروی کسے اگر چہ او ملکے باشد یا سگے باشد و پیروی محمد و اتباع او ہمہ را بقید او بودن و ماندن از احدیت دور افتادہ است ازلاً و ابداً اما ازین ہر دو چارہ نیست قولہ ترا این جا معلوم شود چو بر سر محمد علیہ السلام اطلاع شد کہ این محیط ہمہ طالبان و رسیدگان است اوّل و آخر مرید بداند و اگر نداند ارشاد چہ کند علم بکلیات احوال مرید لابدی است اما جزئیات در حد انحصار داخل نیست تا آنکہ فلسفی در علم باری ہم نہایت جزئیات را سخن گوید

ل کثرے

بماندہ اند

ل نسبت دارد
ل این دورہ

او نیز هنوز طالب[۸۱] و مرید باشد پیری را نشاید مرید[۸۲] جان پیر دیده باشد و پیر آئینهٔ مرید است که در وی خدا را بیند و مرید آئینهٔ پیر است که در جان او خود را بیند همه پیران[۸۳] را تمنای ارادت مریدانست. دریغا ای عزیز هر که بر راه[۸۴] طریق پیر رود مرید باشد مر پیر را و هر که بر طریق ارادت و مراد خود رود مرید مراد خود باشد مریدی[۸۵] پیرپرستی باشد و زنار داشتن در راه خدا و رسول او

---

[۸۱] قوله مرید طالب باشد عزیزی که مستهلک این مقام نشده بود کارش در عهده خطر باشد بیشک پیری را نشاید قوله مرید[۸۲] جان پیر دیدن باشد یعنی جان پیر جان مرید باشد و او طالب جان جان پیر است پیر را بیند جان پیر را بیند جان جان را دیده باشد تا آنکه میگوید پیر آئینهٔ مرید است و خدا را بیند و پیر در مرید خود را بیند چون این پیر مرید را مراد باشد و مراد او معرفت خدا و تجلی حق بود آن با پیر در پیر دید پیر را آئینهٔ مرید جز آن که خود را بیند پیر طالب مرادی و آن یک مراد پس او را او می بیند او در او خود را می بیند قوله پیران[۸۳] را تمنای ارادت مریدان بود این سخن سه احتمال دارد یکی هر پیری که هست تمنای ذوق ارادت و ابتدای طلب را اگر وقتی روی طلب دیده باشی بدانی از این عاشقان مجازی پس که آغاز عشق عاشق را چه ذوق و از منتهی پرس که اگر وقتی انتظاری واند وهی و دروی بسر برده است که این حالت پیران که مریدان را تمنا برند معنی دیگر چون آنچنین آمد که مرید آئینهٔ پیر رشد بحسب هر آئینه آن یک روی جمال دیگری می نماید و این پیر هر مرید آن خواهد و مسترشدان بسیار طلبید تا تنوع مرایا و تکثر تجلیات پیش آید معنی دیگر هر پیری که هست آرزو دارد زمان و زمان استیناف کار شود زمانی هجران کشد ساعتی بدولت و صلت رسد علی هذا تردد و اختلاف ذوقی دارد عاشقان گفته اند ؎

هجران خواهم صنما وصل نخواهم ✤ من تجربه کرده ام که هجران خوشتر

زیرا چه وصلی که بعد از فراق باشد لذتش بکمال بود و فراقی که بعد از وصال شود در زبر در دو افزاید اندوه و احتراق را نهایت نباشد و هر دو صفت لازمهٔ حال خود طلبد قوله هر که بر راه[۸۴] پیر بود یعنی مرید او را گویند که بر فرمایش پیر در قول و فعل او باشد و اگر در میان هوای از طرف خود بیند و خود مراد باشد مرید نبود قاضی چون اول ذکر مرید کرد آنجا شرط او بیان کرد قوله مریدی[۸۵] پیرپرستی باشد

مرید را در راہ ارادت این باشد اما مرید را از بہا است یکے ادب آنست کہ از پیر
معصومی و طاعت تجوید چنان کہ دانستی و دیگر آن کہ او را بصورت و عبارت
طلب نکند و او را بچشم پیر نہ بیند کہ آنگاہ قالب مجرد بیند از پوست و
گوشت بلکہ بچشم حقیقت و علم و معرفت او بیند بچشم

چون پیر را درین مرتبہ بنہاد کہ در آئینہ جان او خدا را بیند پیر پرستی ضرورت آمد زنار بندی
لابد گلوگیر شود ای عزیز اینجا پایے بندے گرانے است جہلنے این جا اسیر ماندہ است اما بجان و
سر تو این پیش آید اما گذشتن لابد است **قولہ** یکے این باشد کہ از پیر معصومی و طاعت بسیار
تجوید البتہ فہم مردم برین است کہ پیر آن کسے بود کہ حرکتے از حرکات ناشایستہ از وے در وجود
نیاید او ہمہ شب و ہمہ روز مستغرق بکار خدائے تعالیٰ بود نماز و روزہ و تلاوتے و کلامے و علمے و اگر برین
صفت مردمان احساس نکنند کش چیزے درستے در دلہا آن محروم ماندگان بگذرد و بران از
دولت ارشاد او محروم شود قاضی برائے آن مقدم میگوید کہ نخواہم از پیر عصمت طلبی کہ پیر غرق
دریائے الوہیت است ہم او را بخود در گرفتہ **وهو تعالیٰ یفعل الخیر والشر فلعلہ**
ینظر من الشیخ شیئ مما لیست الی ہذا الامر پس ترا نشاید کہ بدین نظر گمانے کنی و
خیال بد بری چگویم با تو اگر این چنین شود اگر پیر مشہدے غائب را شہید بیند و آن شاہد با مرے
دعوت کند **ہل تیسر لہ ان یصبر عنہ** بلا جرم بر پیر خود را متقابلہ مکن و او را در پلۂ خود مسنج و
صورتے دیگر پذیرفتہ و تو از مقصدے دیگر مولانا محی الدین ابن عربی حکایتے در رسالۂ آداب
پیر و مرید آوردہ مرا خوش نمی آید کہ این حکایت آرم اما تو آنجا مطالعہ کن اینجا این قدر اندیشہ
باید کرد و معنی فہم باید کہ خضر علیہ السلام کودکے را گرفت و کشتن کشتن قبیح است در جملۂ ادیان
خضر علیہ السلام را طاعت رب بود کہ او مامور بدین گشتہ بود ہمبرین عارف دیگر را قیاس کن
چنین کارے از وے برآید از کبیرہ و بکبیرہ تفاوتے نیست **قولہ** از گوشت پیر را این نظر مکن از گوشتے

ن و او گوشتے

دلشؒ چہ گوئی بوجہل و بولہب و عتبہ مصطفیٰ را ظاہر میدیدند بچشم سر ہمچنان کہ ابوبکر و عمر و
عثمان و علی رضی اللہ عنہم میدیدند اما دیدۂ دل نداشتند تا قرآن بیان نادیدن
ایشان کرد وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ آنچہ حقیقت مصطفیٰ
بود نتوانستند دید مقصود آنست کہ از بہر حقیقت و معنی باز باید طلبیدن و جستن نہ

دپوستے ولحمے وعظمے ودمے است او ما لا! ال نور احدیت است وقتے چند بیت بدین معنی
گفتہ بودم ابیات حضرت قبلی سہ

من رفتہ ام زخویش درون و برون شدہ ام ٭ از من مرا طلب تو کہ من کنون نہ ام
چون لحم و دم شد است مرا عشق تو بدانکہ ٭ من مغز و استخوان و دگر پوست و خون نہ ام
با دوست چون یکے شدہ ام چیست وصل و ہجر ٭ ہستم ہمان چہ بودم زان کم فرون نہ ام
کس پرسد از محمد چہ ئی چگونہ ٭ بیچون چگو نہ گوید چونم چگو نہ ام

برائے خدائے تعالیٰ را این سخن بشنو سخن ما را در مقابلۂ دل خود نہ بحسب خویش آنرا فہمی بدان
مردے ہستند کہ از من و تو از خودی خود بدر شدہ اند ایشان این جا راہ برند ومع ذلك واللہ
عزیز حکیم قولہ چہ گوئی بوجہل یعنے پیر را این چنین حیوانیت با خود نشو یہ مدہ او را امتیاز کن خصوصیتے
کہ آن خاصۂ اوست دیگرے را با وے دران ثابت اشتراکے نیست و آن چیز را در بسیار محل یابند
کہ مردم آن را دران جویند لعزت المطلوب و حسن المحل پس معصومی مطلب و پیر را بدان نظر مبین کہ
در میں حیوانیت است و در وضرف تجلی او نہست و کشف حقیقی است یعرفہ اہلہ این قدر بتقلید گیر
تا دولت تحقیق روئے نماید پس تو نیز با مردم ہمین سخن گوئے و مردمان را ہم بتقلید آری پیر
الہی شدہ است و تو بشر و تا تو بشری این بشری را یا الہی قیاس مبر در آن بشری کہ او با تو
مشترک است ہم در آن بشری او را بستہ نی نیفتد و حاصل حاضر است قولہ ینظرون الیك
الی بشریت و صورت المتجانستہ بصورہم ولا یبصرون حقیقتہ وما ہو ہو ۔

ند است
ند درین تقلید
دو شرے

قالب وصورت زیرا کہ مرید آن باشد کہ در مشاہدہ پیر صد ہزار[90] فائدہ بیند ادب دیگر آنست کہ احوال[91] جملہ با پیر بگوید تا پیر او را روز بروز ساعت بساعت تربیت می کند و او را از خطرہا و روشہائے مختلف آگاہ کند نَحْنُ نَقُصُّ[92] عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ ازین کلمہ نشان دارد از بہر آن کہ راہیست بخدا و نشان و راہ دارد و آن چہ بہ پیر تعلق دارد آن باشد کہ بیاموزد و راہ نماید بخدا و آن چہ

ن دلہا

قولہ صد[90] ہزار فائدہ یا بد سخن عامیانہ می گوید پس آن کہ گوئی کہ در جان پیر خدائے را بیند فائدہ یا بدچہ معنی دارد اگر مرد شناسندہ شد چشم بینا بینندہ گشت پیر را مثال سبوئے فرض کن کہ پر آب بود آنکہ او رہ یافتہ است از ورائے سبو طوبت و لطافت آب را احساس می کند ہم بدین قدر کہ نظر بظاہر کرد البتہ کشی مائی از باطن مشاہدہ شد گفتہ اند الاسرۃ تلوح بما فی السریرۃ صورت مشہد و مظہر و معکس اوست اکنون چہ می گوئی بران ہیکلے کہ موارد انوار قدوسی و سبوحی است بر ظاہر آن قالب گوئی رنگ و اثرے باقی ماند یا نہ فافہم واغتنم پس بدان کہ پیران چہ اند و ترا از پیران چہ در اگر فتن است. قولہ احوال[91] جملہ با پیر گوید آرے گوید گفتن ضرورت باشد خصوصاً مبتدی و متوسط اما منتہی اگر گوید کتابے با کتابے مقابلہ کند تا صحت درستے یابد تا اگر سقیم مائی بود ملہ و تقابلہ اصلے دوم آن شستہ شود و متوسط را باید کہ ہر واقعہ دیدنی کہ دیدہ باشد کہ آن نسبت بہ پیر دارد از منبع پیر و معدن پیر آمدہ آید و بگوید و اما اگر دیدنی است کہ از ورا او ورا را است گفتن بر پیر مصلحت نیست ما در دلش چہ آید گفتہ اند غیر تہا در کار است ترا گمان رود متوسط بود را و ورا رسید منتہی شد متوسط را میگویم کہ رود باز آید وحالت تلون صفت ذات اوست منتہی ہمیدان مشکل است اما مبتدی اچار نیست انچہ پیش آید البتہ پیش پیر بگوید اندنا دیدہ راہ است و ناشناختہ و نارفتہ واقعہائے دیدن خویش بر حسب فہم خود و با خود و خیال نہد دیگر حتمال کہ موجب حرمان او شود. مولانا نصیر الدین سالار پوری شطے باخود از علم حدیث از خدمت ایشان شنوم مرد مشغول با مجاہدہ و ریاضت بسیار نفت بود و طالب صادق اما پیرے بر سر نہ با من می گفت خواست کہ امشب شیطان مرا حرکت دہد

بمرید تعلق دارد آن باشد که واقعه جز پیر کس را نه گوید و زیاده و نقصان نگذارد واقعه[92] یوسف صدیق اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا واقعه گفتن مرید آنست بر پیران پس یعقوب گفت یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ عَلٰٓی اِخْوَتِکَ اوّل وصیت که پیر مریدان را کند آنست که گوید اے مرید واقعه خود با کسے مگوے هرچه[94] فرا پیش مرید آید باید که آن را احتمال کند و آن را خود از راه مصلحت در راه مرید

ن می‌پیچم و می‌گیرم

می‌بینم نورے نخکے نزے بر مثال حلوے پیش من است و با دستها در آمده است ادرا می‌بینم و می‌گویم و خنکی آن را احتها بدستهاے من می‌رسد و از صورت لا آله الّا انا برم) اید با خود گفتم لاحول ولا قوة الّا باللّٰه، مرا می‌خواهد شیطان بدبخت در وسوسه بیندازد من بخود باز آمدم خواستم تا این سخن بگویم که این او نیست مقدمهٔ چیزے هست همانکه غیرت مردان در کار است با خود گفتم مرید پیر من نیست من بهر چه با این بگویم مقصود مبتدی را چاره نیست که هرچه پیش آید با پیر گفتن قوله[92] نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ بر رسول اللّٰه علیه السّلام قصص قصص می‌شود و مقصود تنبیهه بتثبیت دل رسول اللّٰه علیه السّلام تجربه و تفکر حکایت گفتن بر پیر ضرورت باشد زیرا چه خداوند بر رسول علیه السّلام قصه می‌کرد او تعالیٰ بجاے پیر است و رسول بجاے مرید او تعالیٰ مطلع بر اسرار ضمائر و هرچه رسول اللّٰه را مشکلے پیش آمد قصص قصص قصه بر مناسب حال آن می‌کرد حل مشکل او شد قوله[93] واقعه یوسف علیه السّلام ازین جا معلوم شد که یوسف علیه السلام بمنزله مرید بود و یعقوب بجاے پیر یوسف علیه السلام واقعه خود بر و گفت و تعبیر کرد و صیتش فرمود که بر کسے نه گوئی عین آنست که مریدان با پیران حکایت کنند و پیر تعبیری فرماید و منع حدیث می‌کند قوله[94] پس هرچه فرا پیش مرید آید یعنی اگر چیزے پیش آمد که آن موجب توقع و تشطح او ست بدان احتمال کند چاره را با بدان ندهد سبکسار نگردد و آنکه منعے و زجرے

ن خود را بدان ندهد سکبار نگرود

مانع پیش آید آن را احتمال بکند باز گفتن شرط کار نیست و البته آن همه تصرفات پیر است چیزے دهد و از آن باز آرد و مستر و متعلق دارد تا عجب پیشش نیاید عجب عبارت از چیست چیزے بر زبان بوده و

د برنا بود

ناشده پندارد و بر آن خود را دز نے نهد بدین قدر را از مقصود باز ماند بسبب این مصلحت بر در راه روش او

نہادہ باشد تا مرید را عجبے در نیاید پس چون مرید از ہمہ فارغ گردد پیر را نشان با مریدان باشد کہ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيكَ[95] رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ یعنی راہ مقصود بمرید بازے نماید تا او را[96] پیر نیز استادی در آموزد کہ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۔ چون تخلق باخلاق شیخ حاصل آید کارے بجائے رسد وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ادب دیگر آنست کہ مرید مبتدی حضور[97] و غیبت ادب پیر نگاہ دارد در حضور او بصورت

کلو خے پیش دار د تا او و بکہ خورد خود را بخود باز شناسد و خود را خود داند قوله يَجْتَبِيكَ[95] رَبُّكَ تعبیر گفت من قبل این فرمود لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ بعد از ہمہ صیتہا بعد از ہمہ اطلاع این اسرار انہا دیافتہ و راہ نجتیۂ کار مرید حال او را بکار او و تمام او را باز دید قوله يَجْتَبِيكَ اجتبا امر عام است اے اجتبار کان منہا المقصود و منہا الشہود و منہا الوجود و اطوار دیگر نمی گویم مقصود را می باشم وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ جزوے از ان کلیات الست قوله[96] تا او را پیر استادی آموزد استادی بیاموزد یا نیاموزد احوال او را اوی گوید استادی در او این ہمہ چیزہاست یعنی خارج از مقصود کار مراد اوست چون تخلق باخلاق شیخ حاصل آید یوسف علیہ السلام مرید یعقوب علیہ السلام چون پیر مرید رہ بجان بر د با پیر یکے گشت پیر خود خود را در مرید دید ن گرفت چنان کہ مرید در پیر خدا تعالیٰ را می دید این جا سزد کہ مرید پیر را سجود آرد بدین معنی کہ او را عین خدا دید و مقصود خود را بیان در دے اقتاد این جا حرف باز گونہ نویسند و سطر باز گونہ خوانند بیت

ابد این جا ازل ببنی ازل این جا ابد یابی ؛ بیابی جملہ را باقی نہ بینی ہیچ را فانی

تامنی عبارت تخلقوا باخلاق اللہ را تخلقوا باخلاق شیخ می آرد چنانکہ کسے این نائب مناب و آن آیۃ آیۃ

قوله حضور[97] و غیبت نگاہ دارد یعنی اگر حضور صورت پیر است با ادبے کہ شرط ظاہر باشد بر آن آورد بود و اگر از صورت پیر غیبت صوری پیش افتادہ دلت صورت او باشد یعنی ہمان ادبے کہ در حضور ظاہر بود ہمان ادب حضور در غیبت باشد این تصور و این تصویر ہا اثرہا دارد و کارہا سے مریدان جنیں کردہ اند و ہم بدین پیران شدہ اند الحق قاضی نیز از خواجگان

در پختہ

در پیر چون مرید رہ

در داشتہ

مودت باشد و بغیبت بصورت مراقب باشد و پیر را ہمچناں حاظر داند کہ امام را در امامت آنا مرید منتہی را غیبت و حضور یکساں باشد شنیدہ کہ آن روز کہ جان پاک مصطفیٰ ؑ را وعدہ در رسید تا پیش خدا برند عبد اللہ بن زید انصاری را فرزندے بود نزدیک او رفت و از برون رفتن مصطفیٰ ازین جہان خبر داد پدر را گفت نخواہم کہ بعد از مصطفیٰ ؑ این دیدۂ من کس را بیند دعا کرد و گفت اللّٰھم اعم عینی خداوندا چشم من کور گرداں حق تعالیٰ دعاے وے اجابت کرد فعمیت عیناہ پس در ساعت کور شد معلوم است

قاضی اشارتے در مرتبے می گوید یعنے مریدے کہ تقدم تمکن یافتہ است مرید بود منتہائے شدہ است غیبت حضور یکساں داند غیبت مرد ماں راست او ہماں رہ در محضر است اگر خواہد باز ماندن نتواند۔ بیت

حسن رخ تو ملک دو عالم فرو گرفت ٭ بیچارۂ کہ از تو گریزد کجا رود

قولہ عبد اللہ زید انصاری شنیدہ کہ رسول علیہ السّلام وفات یافت بخواست کہ این چشم ظاہر کہ از صورت ظاہر اخلی میگرفت بدان چشم روے دیگرے نہ بیند خود را دعاے بد کرد و اللّٰھم اعم عینی حتیٰ لا اریٰ وجہ غیر نبیک فعمیت عیناہ چشمہاش کور شد ازین جا این باید کہ او از حضور و غیبت گذشتہ داشت تا این خواست و دیگراں نخواستند این عشق غلبہ است این صولت محبت عاشق است کہ از باطن معشوق دار حسن نہانی او کمالاتے کہ او دار و این را عشق و ابتلاے است و کذالک بصورت ظاہر دیوانۂ چشم اوست و دیوانۂ پیشانی اوست و مبتلاے ابروے اوست محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ہمہ حرکات و سکنات محبوب عبد اللہ است این ظاہر از ان ظاہر حظہ میگرفتہ اگر تو بچشمی بدانی اما چہ کنم این گفتار است ہیں آید کہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی بیشتر اند از عبد اللہ بی ... قتا ولیکن از عبد اللہ پرس کہ این گفتار بآن مسکین چہ بلا باو ستا نتواں گفتن ... عشق ... ترا کے اختیار شود لا حول ولا قوۃ الا باللہ حکایت عاشقاں است این جا مشائخ بیان ... غیبت قولہ معلوم است ہیہات ہیہات غیر معلوم است و آنکہ گوئی کہ ایشان

در غلبہ عشق

در مساغ

کہ عشق ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم با مصطفیٰ ہزار چندان بیشتر بود
چرا این معنی برخاطر ایشان نگذشت وای عزیز عبد اللہ زید قوت از ظاہر صورت سید عالم
میخورد و می چشید چون غیب صورت آمد چشم را عمیست حاصل آمد و قوت و غذائے
ابوبکر و آن دیگر صحابہ از دل و جان مصطفیٰ بود ما صب اللہ فی صدری شیئاً

فاضل اندا اما این عالم عالم عشق است چہ دانم تا سوے کدام دل لحظ کند قولہ چون عشق ابوبکر عشق
دیوانگی جاے چون و چرا نباشد قولہ عبد اللہ زید آے در پردہ می دید و آنچہ درون پردہ است
و آن کہ داخل پردہ است از درون خود بیرون پردہ می نمود و جاے و حسن جز آن پردہ نباشد
پس فقدان دور افتاد و این پردہ در افتاد و این در افتادہ باشد گہے نظارۂ این شعبدہ گری شدہ آن
مرد شعبدہ جامہ گرد بر گرد مگیر و شعل بزرگ می افزود و دران چرخے کردہ و بدان صورتہا آن را ہم سیدید
در پردہ نہادہ آن چرخ را می گرداند مردم وراے این جامہ شدہ صورتے زیبائے بلیغ لطیف می بیند
و اگر مین او را نظارہ کند این ملاحت و جمال نباشد و این لذت و ذوق نبود و قوت این ملاحت عبد اللہ
زید را کو رکرد اما فضل ابوبکر رضی اللہ عنہ گو بند آرے وکذلک فضل عمر و عثمان و علی و ابوبکر را می گوید ما
صب اللہ فی صدری شیئاً الا وصببتہ فی صدر ابی بکر ہرچہ مراد اند البتہ نصیب با ابوبکر کردند ہمہ دریچہا بہ بندید
گر دریچۂ ابوبکر آن جز دریچۂ دل وراہ ملکوت نیست عمر را میگوید ان الحق لینطق علی لسان عمر و
می فرماید اتقاکم فی دین اللہ عمر ابن الخطاب و لہ یقال امام الجنۃ والعمر عثمان را فرآ
چون از کسے شرم ندارم کہ خداے تعالیٰ و فرشتگان از وے شرم دارند و را مجہز جیش العسرۃ گویند
علی را گویند انا مدینۃ العلم و علی بابہا و این دو معنی در شہر در آید بره و ہرچہ از شہر بیرون آید
بره در بردن آید سخن نازکے است فہم کن و او را می گوید انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ
او می گوید سباق الامم ثلثۃ منہم علی ابن ابی طالب او را می گوید انا و علی من نور واحد
قبل ان یخلق اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام باربعۃ آلاف

الا صحبتہ فی صدر ابی بکر ابوبکر را ہمچنین غذائے جان میداد اے عزیز مصطفیٰ ؑ آن روز
که از دنیا بیرون رفتن خواست اشارتے لطیف کرد این معنی گفت الیوم سدوا کل
خوخة الا خوخة ابی بکر گفت امروز روز نہا بستہ گردد مگر روزن ابوبکر وابوبکر صفتان ہمچنان بمن
گشاده بود کشاده باشد اویس قرنی رہ چون مصطفیٰ ؑ را میدید بحقیقت صورت را بصورت
نمود زیرا که مقصود از دیدن صورت معنی بود چون دیدن معنی حاصل باشد صورت حجاب آید

ف خواجہ اویس ؓ بحقیقت میدید

ہر یکے را آن مناقب است که از حد حصر متجاوز است فضل ایشان من و تو چہ گوییم اہل دین بیک زبان این سخن گویند
دانند اما سخن در عشق بازیست سلطان محمود با ہمہ عزت و عظمتے که داشت بار داده است بارہا را شخصے کوہی نوکره
بر سر گرفتہ میان بارہا فریاد کنان سیگرد و می گوید نمک بہائے گرفتند پیش سلطان بردند فرمود این چہ شوخی و
گستاخی است که در حضرت سلاطین میکنی نمک فروش گفت قصہ مدار از نمک فروختن بہانہ است با
ایاز سر و کارے دارم سلطان فرمود که با این عزت وسلطنت که مراست و با این ہمہ دستے که من دارم پاے
ہمت نمی توانم استوار ایستادن ترا چہ حد مجال این خودنمائی است گفت این ہمہ که تو گفتی راه وصال است
و آن چہ من دارم ساز درد و سوز است با که یکے واصل باشد ظاہر شخص دیگر و باطن او اما عاشق و دردمند و
مبتلا شخصے دیگر است قولہ بحقیقت[۱۰۲] میدید چہ باشد بحقیقت میدید یعنی این صور و اجسام درمیانے که
درمیان حجاب بنودند تا خود عارض شدند اویس ابن عامر قرنی رضی اللہ عنہ حجاب تجلی می کرد تا با
او محمد علیہ السلام بصورت اتحاد نمودند تا خود معنی محمد نوری علیہ السلام تحریف درست بود که محمد علیہ السلام صورت حجاب
بنوده اند تا خود معنی محمد علیہ السلام نورے و بیگانگی یافتہ بود چون این چنین بود
است احتیاج بدان از میان کرانے کار برداشتہ است اما ترا میگویم
با این ہمہ ایصال حسی رویت صوری و ذوقے علاحده و راحتے دگر است اگر اویس را آن نہ ہند
که ابوبکر او عمر را داده اند عجبے نباشد شمار کن ایشان افضل اصحاب اویس از تابعین
است۔

ف مدر

ف با ہمہ کہ

ف و یگانگی

عالمان نارسیده روزگار عذر مادر پیش نهند گویند مادر بود اما ام اصلی بود که عِنْدَهٗ اُمُّ الْکِتَاب[۱۰۳] مادر اصلی را چگونه گذاشتی که آدمی که او خود مادر اصلی بود که چون مادر را مید ید که صورت فرزند او باشد که محمد است وهم تبع آن باشد مگر آن نشنیده که مجنون را گفتند لیلیٰ آمد گفت من خود لیلیٰ ام و[۱۰۴] سر بگریبان فرو برد یعنی که لیلیٰ[۱۰۵] با من ست و من با لیلیٰ اے دوست بدانکه

قوله[۱۰۳] اُمُّ الْکِتَاب یعنی در علم نفسی اوست یا آنکه در لوح مرقوم است خواسته او نبود که اویس او را بیند این سخن با سخن علما نابالغ تفاوتے ندارد در ام الکتاب خواست که اویس رسول علیه السلام را نه بیند ام صوری است سبب بازداشت او شده خواجه ابو محمد فضل فارمدی در مجالس خود نوشته اند اویس رضی الله عنه   نسخه دیگر: ست حی نوشته

هر چند ابتلا و اشتیاق بر حسب فوران شوق و محبت خود داشت با رسول علیه السلام اما رعایت رضائے او را که او حفظ حقوق مادر را فریضه داشته ایمان نخ در چند محب را فراق محبوب سخت ترین بلا هاست اما برائے رضائے محبوب را خواست اختیار کند پارسائے گوید بیت

اگر مراد تو اے دوست نامرادی ماست ❊ مراد خویش من از تو دگر نخواهم خواست

اريد وصاله ويريد هجري ❊ فاترك ما اريد لما يريد

قاضی زاماندن اویس رضی الله عنه از دیدار رسول الله علیه السلام برین معنی فرموده که غذا و قوت از باطن رسول الله میگرفت فضلے هذا از ظاهر استغنا باشد برین یکید و اعتبار ما گفتیم با وجود قوت باطن بود و قوت ظاهر هم بضرورت بود قوله[۱۰۴] سر بگریبان کرد صورت خیال لیلیٰ در وجه خیال مجنون منقش شد که خیال با خیالے یکے گشت هم ازین مقال سر بر کرد که من خود لیلیٰ ام سر بگریبان بر تا آن خود خیال تو با خیال او یکے گرد و خیال از میان برخیزد یکے بحقیقت خویش ثبوت یابد قصے گفته بودم بیت

خیالست این کسے را وصل یار است ❊ خیالی شو خیالش اهل کار است

خیال را هم بخیال حقیقی تعلق ده آنچنان بخیال رو وهمان حقیقت مانند قوله[۱۰۵] لیلیٰ با من است مسکین   نسخه دیگر: مسکین با لیلیٰ رابطه عشق هر دو بیک محضر حاضر آورد لیلیٰ با مجنون است و مجنون با لیلیٰ اندیشه کن هر چه گفته می شود

ہر کارے کہ پیر مرید را فرماید خلعتے باشد الٰہی کہ بدو دہند و ہر جا کہ مرید باشد در حمایت آن خلعت باشد کہ فرمان پیر فرمان خدا است مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ہمیں تواند بود وَجَعَلْنَا اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا این ہمہ شدہ است و این شیفتہ را مدتے بود کہ حالے و رغبتے روے نمودہ کہ چند سال و چند اوقات نام خداے تعالیٰ بزبان نتوانستم راندن تا جمال نٓ وَالْقَلَمِ

قولہ ہر کارے کہ پیر کلمات قاضی ہم برین مرتبط می شود کہ مرید در جان پیر خدا را می بیند ہم بران ست کہ ہر کارے کہ پیر مرید را فرماید عطا فرماید خلعت الٰہی باشد مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ہر چہ رسول اللہ علیہ السلام فرماید پس اطاعت رسول اطاعت خداے تعالیٰ باشد کذلک پیر و رسول با خدا یکے شدہ است میان شان صورت قاب قوسین رہ زہاب گرفتہ است او ادنیٰ قرار جا گشتہ است ہر آئینہ اطاعت رسول اللہ اطاعت خدا بود و پیر را ہم ہمچنین میدان این حدیث از رسول علیہ السلام مرویست من اطاع امیری فقد اطاعنی ومن اطاعنی فقد اطاع اللہ درین دو مرتبہ ہر سہ را اتحاد دادہ است اطاعت امیر من طاعت من زیرا چہ او را من بگویید او با من یکے است و اطاعت و اطاعت خدا است زیرا چہ من از خدا میگویم و با خدا یکے ام پس آن امیر من با خدا یکے باشد اے دوست از زبان بندگی خواجہ شنیدہ ام و آن از ان او حد کرمانیست قدس سرہٗ نظم

گفتم کہ پیمبری تو یا پیر ؛ گفت کہ دوئی ز راہ برگیر

چون نیک بدیدم آن نکو بود ؛ من او پیر ہر سہ او بود

قولہ نام خداے را بزبان نتوانم راند بیانے چند موجب کار بجائے کشید مجال سخن نماند وقت این تقاضا می کند کہ سخن بگویم در حضور نام یکے گفتن ترک ادب است و غیرت این تقاضا کند کہ زبانش بنام او عزیز است او جمیل او عظیم من کدام کسم کہ نام او بستائم من نام او گویم دیگران ہم ہمین پیشہ گیرند من چون توانم کہ نام بزبان دیگرے رود علیٰ ہذا موجب اطوار عاشقان بیشتر است آن چہ بقدر آمد بشتم قولہ تا جمال نٓ وَالْقَلَمِ

ف نام او بگشاید او عزیز است

وَمَا يَسْطُرُوْنَ این بیچاره را بنواخت و قبول کرد و گفت بگو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

تو چه توانی دانستن که این کدام مقام باشد در کدام حالت باشد گفتن و خواندن قرآن

حقیقی آن باشد که خدای را بخدای خوانی قدیم را بزبان محدث و آفریده خواندن قرآن

این بیچاره را بنواخت و قبول کرد قاضی علیہ الرحمہ نٓ وَالقلم وما یسطرون در صحرای

کتابت می آرد که چه جمال و چه قبول و چه فرمایش بود اگر می نویسم این مستوره مخدره در نظاره که

هر محرم و نامحرم می شود اما این قدر لابدیست که من نیز شرح به اشارتی که من اهله بعرفه حق سبحانه تعالی سوگند — که هر محرمی و نامحرمی

بقلم و ما یسطرون خورد عزتی و عظمت قلم را داد از این جا معلوم شد نبشتن و خواندن و گفتن — عزتی و عظمتی

نزد اهل تحقیق عزتی و اعتباری دارد و حجاب راه ایشان نیست چون بدین معنی اجازت شد ما نیز

بحسب وقت زبان کشودیم نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ جمال خویش را تجلی کرد و نون نشان او — نشان اوی

اوی مشاهده شد و در القلم بیان آمد محمد علیه السلام از قوت بفعل چه شد الواحد لا یصدر الا الاحد — چه باشد

چندین سخن گویند و یک معنی مراد اول ما خلق الله نوری اول ما خلق الله القلم اول ما خلق الله

الروح اول ما خلق الله العقل شیئی واحد است بچندین نام او تسمیه شده است نور گفتے

از آن چه نور ظاهر و مظهر است آن شیئی واحد لاهر مظهر است عقل گفت از ممیز است و عارف است

روح گفت قوام اشیا بدوست قلم گفت هر چیز بدو مرقوم و هر چیز از و معلوم است این جمال چو

قاضی تجلی کرد اکنون چه جمال است که رقم دارد تعلیم دارد و تنبیه میکند تحقیق میکند این صورت

بدین جمال تجلی کرد قاضی را اشارت کتابت و تنبیه بیان آمد در دنیا کسی را این جا تجلی برین آرد — کس را

درین تکثر بیند و در شرط یا بد هر چند که یکی از یکی آمده و یکی در یکی جز یکی نباشد اما آمدنی و رفتنی

و یکی شدنی همت قاضی را این سو بر و یکی راه یکی انداخت قوله بگو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ این احد در

احد بوده است فرمان آمد و تکثر محمد و محمدی علیه السلام پیش آمد گفت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تکثر در تکثر آمد

قوله چه توان دانستن که این در کدام مقام باشد منحصر شد پیش آن زبان کشاید عجب در آمدے

حقیقی نبود از ان بزرگ نشنیدهٔ که گفت من[۱۱۱] عرف الله لا یقول الله ومن قال الله ما عرف الله بکوشش تا بدانی که چه میگوید گفت هر که خدای را شناسد هرگز نگوید الله و هر که الله گفت خدای را نشناخت وشناسد چه دانی که خدای را بخدا چگونه توان خواندن تا نقطه[۱۱۲] نشوی الله گفت نباشی جمله آن که پیر مرید را فرماید در او وارد یکی آنکه گوید که پیوسته[۱۱۳] می گوئی لا اله الا الله چون ازین مقام درگذرد گوید گو

سخن در پیر و مرید بوده در صورت ظاهر و معنی باطن بود بیکایک آغاز کرد که این شیفته را مدتی وقتی بود در الی آخره نگر گفته را عذر آن میخواهد نه مراد خواست مناسبت این با گویم تا مدتی ازین گفتار مانده بودم چون همه مرا بزنزآ آورد و آنگه چند سخنی گفته ام ربط دیگر بالاسخن برین رفت که اویس و امثال او تعلق تحقیقت محمد علیه السلام داشتند تا بظاهر نه پیدا ختند همبران می گوید این شیفته را هم مدتی بود که پیروا سخن نداشت یعنی بحقیقت مستغرق بود بیان ظاهر را وصورت را تعلق نداشت تا آن که همه بصورت جمال خود نمود و مارا اشارتی برین فرمود قوله[۱۱۱] ندانم چه گفت من عرف الله در تهمت حقیقت کارے زیادت است وبے شبه که هم چنین است فائده می دارد بزرگی گفته است من عرف الله لا یقول الله بازاین سخن را ترقی میکند که اگر کسے گوید چرا نباشد که از خدای تعالیٰ بخدا گوید سخن را قبول می فرماید اما می گوید هر کسے را میسر نیست چه دانی که خدای تعالیٰ بخدای تعالیٰ چگونه توان خواندن ان که گفت من عرف الله لا یقول الله بدین معنی گفت که در جمع است وانکه از خدای تعالیٰ بخدا گوید او در جمع الجمع است قوله[۱۱۲] تا نقطه نشوی تا کارت بدان بکشد اگر بعین بعین نگردی که او تجزیه وتقسیم پذیرد سمت وجهت نماند بدانی خدای را بخدای تعالیٰ گفتن چه باشد قوله[۱۱۳] پیوسته گوئی داخل اورا دنیست پیوسته گفتن دوام دارد واورا دادقات دارد لا اله الا الله قصه درازے بود خیولات زوایه را از لا بدر برد الله را اثبات کرد یعنی فنای جمله را لا کرد همین معنی دارد: رخصت درخیمهٔ الا الله نهد یعنی همان جاقرار گیرد چون الله که اسم است

الله نفی و فنا جملہ در لا بگذارد و رخت الله چون در خیمہ الله زند چون نقطہ میان دو حرف هو شود و مقام کہ درمیان دو لا است واپس گذارد کہ این دو مقام داین دو ولایت کہ مسکن و معاد جملہ سالکان راہ خدا است واپس گذاشتہ باشد او را فرماید تا پیوستہ گوید هو هو هو درمیان این دو مقام الله فرماید گفتن چون از ہمہ اعراض باشد جز هو دیگر ہیچ نشاید گفتن قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پس از این مقام توحید بود خواندن باید کہ در آن توحید یگانگی باشد

ف: نقطہ حروف

مزداتے را و بحسب این تسمیہ کردہ اند و ہیچ معنی از صورت کسوت بیرون نیاید بحق و بحقیقت از و عنایت توان کرد از هو ہم اسقاط او شود حرکتے کہ بہا بود زیر و زبر گردد و اگر دانی کہ حادثات خشک و صاف شد نقطہ حرف ماند اکنون این ها نقطہ حرف شود اکنون بیان قاضی ببین کہ جائے ای است کہ شرح کند۔ **قولہ** دو ئی از میان دو لا است لا الا کنی از میان دو لا ثبوت درست شود تو مرد متعلمی نفی در نفی اثبات تقاضا کند ثبوتے است کہ تصور وجود ندارد بہمہ اعتبار بہم نفی کنی پس چہ شد نفی نفی شد اثبات بر ثبوت خویش ثابت ماند کہ سنخنے است این لا الہ نفی ما استحال وجودہ الا الله اثبات ما استحال عدم ہر دو را بیک دور باشش از ہمہ وجودات ذات او را منزہ و مبترا کردند نقطہ کہ اشارت کردیم ہماں ثبوت لا است **قولہ** الله فرماید گفتن تجربہ است از مردمان دیگر کہ ذکر لا الہ می گوید ہمارہ اگرچہ کار این یا الله رسیدہ بود و این الله بھو بھو آمدہ آیت از الا الله عبارت از آمدن و ترقی از ان کلام نیست در سیر است از افعال بصفات و از صفات بذات و در ذات محو ہمہ چیز این جا گفتار نیست ہر چہ می شود می شود این جا او ہم بگفتن لا الہ الا الله مشغول است ہمچناں نماز و صوم و تلاوت و ورد و دعائے و لیکن بحق مرد سالک۔ چون کشفے و تجلی شود بحسب آن در گفتار ہماں گوید تا قال با حال برابر آید اگر ذاکرے پس قبل آن کہ از گفتن لا الہ الا الله یعنی یا الله و بھو بھو نرسیدہ است ہم ابتداے الا الله و با الله و یا ہو ہو می گوید شاید و عجب نباشد بحسب گفتار او اگر طور آن شہود نیست بر حمۃ الله و فضلہ او را ادراک کند۔

ف: یعنی بعین الله

ای عزیز گوی تو بشنیع[116] این رمزہا مدرک این سخن ہا کہ خواہد بود کہ فرا گیرد و ذوق این کرا چشانند و فہم این خلعت درکدام قالب بمطالعہ کنندہ پوشانند اما فرا گیر این وردہا کہ این ضعیف بیچارہ بسیارے فتوح روحی دیدہ است ازین وردہا اگرچہ اذکار روا وراد ہائے خدائے خود ہمہ مرتبتے بلند دارد اما این اذکار خصوصیتے دیگر دارد ابتدا کردہ شد۔

ن ودرنیا ای عزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سیدنا محمد وآلہ اجمعین ، ودرہمہ اوقات این دعاے مجرب ومروی از ائمہ کبار است۔

اللّٰھم انی ادعوک باسمک المکنون المخزون السلام المبارک المنزل القدوس المقدس المطہر الطاہر یادھر یا دیہار یا دیہور یا ازل یا ابد یا من لم یزل ولایزال یا من لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد یا ھو یا ھو یا ھو یا لا الٰہ الا ھو یا من لا ھو الا ھو یا من لا یعلم ما ھو الا ھو یا من لا یعلم این ھو

ن الطہور

قولہ تو بشنیع[116] آن رمزہا قاضی علیہ الرحمۃ اشارت بسالک مجذوب می کند عمرے دراز کار و اورا دگذرا سید بسبش آن باروضۃ من ریاض الجنۃ قرارگاہ ساخت تا اشارت می کند کہ او تجربہ کردہ است بنفس خویش پس قاضی اثرہا کہ درآن دعا دیدہ رحمۃ للعالمین واشفاقا للمسلمین درکتاب آوردہ وقتے پیش خواجہ می گفتم گوئی درخواب کسے دعای گوید وآن مرا تمام یاد نماندہ است ودرو بلفظ یا دیہور ودیہار و ہرا است وچیزے الفاظ سریانی ہم گفت آرے دعائے است کہ در تمہیدات عین القضات می گوید بخوانی آنرا درین دعا اثرہا دیدم مولانا سلیمان ردولی یار ما گفت پیش خواجہ می گفتم گوئی در خواب عرضہ داشتم کہ در تمہیدات دعائے است ودران مبالغتے می کند کہ درا واثرہا بسیار است گفت بنویس بیار بردم بعد چندروزے فرمود مولانا درین دعا مزیدہا دیدم ومن بعضے خاصۂ اصحاب خود این دعا تلقین کردہ ام وآں ہمہ از قاضی یافتم۔

الا هو یا من لا یعلم کیف هو الا هو یا کان یا کینان یا کینون یا بار یا کاین قبل کل کون یا کاین بعد کل کون یا مکون لکل کون اهیا شرا اذونی اصباوث ایل شدای یا مجلی عظایم الامور سبحانک علی حلمک بعد علمک سبحانک علی عفوک بعد قدرتک فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اللهم صل علی محمد و علی آل محمد بعدد کل شیئ کما صلیت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم ربنا انک حمید مجید۔ دریغا نمانم ای عزیز که قدر این دعا دانی یا نه دریابی که این دعا بر صدر لوح محفوظ نبشته است و قاری این دعا جز محمد رسول الله نیست دیگران طفیلی باشند خدای تعالی ما را از ثواب این دعا محروم نگرداند بکرم خویش۔ والله اعلم بالصواب۔

ن کاینا کاینا
ن مکونا

تمہید اصل ثالث دربیان خلق این جہان

بدان ای عزیز که خلق جہان بر سه قسم آمدند و خدای تعالیٰ ایجاد ایشان بر سه گونه فطرت و خلعت آفرید قسم اول بصورت شکل آدمی وارند اما از حقیقت و معانی آدمی خالی باشند قرآن در حق این طایفه خبر چنین میدهد اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ چرا چنین اند زیرا که اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ این قوم را ذکر و شرح کردن بسے مہم نیست ذکر ایشان در قرآن که کرد از برای دوستان کرد تا دوستان بدانند که با ایشان چه کرامت کرده است با مصطفیٰ علیہ السلام گفتند ترا برای

ف ۳۴

قوله ثواب این دعا یعنی آثارے و اسرارے که درین دعا نہاده است بر ما آشکار است۔

سلمان پارسی وصہیب رومی وابی بن کعب وبلال وہلال وسالم وابو ہریرہ وانس بن مالک وعبد اللہ مسعود رضوان اللہ علیہم فرستادیم نہ از برای بوجہل وبولہب وعتبہ وشیبہ وعبد اللہ بن ابی سلول یا محمد ترا با ایشان چہ کار ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ وجای دیگر گفت فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّى يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ای محمد با مدبران بگوی قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ شکل آدم شما را وحقیقت آدم ما را شما در عالم حیوانی می باشید فارغ وما در عالم روحانی بے زحمت شما طلب ایشان مکنید کہ این خلعت نہ از برای ایشان نہادہ اند فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ اگر خواست ما بودے جملہ در فطرت یکسان بودندے وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَى فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ہمین معنی دارد وجای دیگر گفت وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ای محمد رسالت تو ایشان را دباغت نتواند کرد کہ کیمیا گری ارادت ایشان را از بوتہ نبوت تو محروم کردہ است ای محمد لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ کہ متفاوت آمدند در فطرت چہ شاید کردن كَذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ ہمین معنی دارد تو ایشان را مرسپندے کہ دانی میدہ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ اگرچندی

تمہید اصل ثالث

قولہ ہمین معنی دارد یعنے کارے مختوم است قابل تحویل وتبدیل نیست ۔

ایشان را اگر ندهی که اهلیت نیابند و اهل ایمان و حقیقت نشوند سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ زیرا که پردهٔ غفلت و جهل بر دیدهٔ دل ایشان فروهشته است چون[1] بیند وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا جای دیگر گفت وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا[2] مَسْتُورًا این حجاب دانی که چه حجاب بُعد[3] است از قرب أُولَٰئِكَ[4] يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ خود همین گواهی می دهد اما قسم دویم هم صورت و شکل آدم دارند و هم بحقیقت از آدم آمده و حقیقت آدم دارند وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا تفضیلی که دارند نه از جهت زر و سیم[5] دارند بلکه از جهت معنی دارند

قوله[1] چه بیند این همه گفتار در باب کفار اما قاضی برای عابدان محرومان و آنکه طالب این کار نیند صرف ایت می کند قوله[2] حِجَابًا مَسْتُورًا این حاجب را بنظر ایشان ساتر است نه مستور است که از عالم ایشان بیرون است ایشان از ان حجاب غافل و منکر عجب حجابی نیست وجود و بود وجود وجود ایشان حجاب ایشان مستور است که از عالم ایشان مرئی است پس ایشان را که میدانند که ما در چه حجابیم و همچنین می نماید که این حجاب ازلاً و ابداً بر نخیزد تا نیک صاف و لطیف شود و را ، حجاب جمال صورت معشوق بهمه حسن و ملاحت خود جلوه کند ازین سو عاشق بهمه زیبائی بیشتر نظاره شود با خود تو بگو حجاب اعتبار است خدای تعالیٰ شعوری بخشد قوله[3] بُعد است از قرب یعنی قرب از پس بعد است ادراک نمی شود — بیت

از بعد مکن شکایت ای خسته جگر ٭ کز غایت قرب می نه بینی ما را

کسی را از پس که بعید است نتوان دید و دیگر را از پس که قریب است ادراک نتوان کرد اگر دراشد و نظر را ختم این تقصیر گردد قوله[4] أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ هر چه ایشان را ندا می کنند در ترجمه یند ندا ایرا که بعید است اگر نه و

کہ گوہر حقیقت ایشان در قیمت نیاید چنان کہ آدم را مزین کردند بروح قدسی وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي کہ مسجود ملائک آمد و جان ہر یکے را از روح قدسی مملوک کردند وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ آن طائفہ اول در دنیا خود در دوزخ بودند كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ امروز از معرفت در حجاب باشند فردا از حسرت رویت مشاہدہ خدا

قریب بودندے ندا بودے آں قرب و بعد کہ گفتہ ام عبارت از جیست **قولہ** زر و سیم چہ عبارت است کہ قاضی با چندان آزادیہا کہ دارد نام زر و سیم بزبان راندن عبارت ہا بسیار است برائے این بیان قاضی را آنچہ می گویا ندمی گوید مگر سیم و زر برائے مناسبت گوہر قیمت بالا گرفتہ است **قولہ** بروح قدسی یعنے تحفہ در آدم علیہ السلام و آدمیان نہادہ اند او بہائے دارد کہ قیمت مقیمی نیاید و از جمیع اوزان بیرون است **قولہ** وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي نفخ است درین بیان من روحی و نفخت می گوید خود نفخ کردم و دردم روح خویش را نفخ کردم این دلیل کرد کہ ازو جزا اثرے بآدم علیہ السلام نیست و آن اثر با فیض کو یا روح اعظم از فیض قسمتے گرفتہ است فیض او ہمہ صفت او دارد اینجا اگر توحید گوئی درست است بلکہ وحدت ہم ازان او فرشتگان را سجدہ او فرمود یعنے اثر فیض من است سجدہ او سجدہ بمن است و ہر کہ او را سجدہ می کند الحق آن سجدہ با اثر فیض اوست ہو ورا کل ور او بقین جہت ہم برین دلیل کردہ است تسویہ کرد بعد ازان نفخ کرد بعد ازان سجدہ فرمود بتسویہ استحقاق نفخ شدہ بر نفخ استحقاق سجدہ او حکیم است وضع اشیا مواضعہا کند عجب عیسی علیہ السلام صورت را نفخ کرد حیات داد خدائے تعالیٰ ہم صورت از گل ساخت و او را نفخ حیات داد بین النفخین بسے نازکی بیان کردن آن سبک طبعان گران نماید بجواب این خاکساران کہ خود را حادث کند **قولہ** مملوک کردہ اند آدم علیہ السلام را نفخ شد و درین عالم آدم علیہ السلام با آدم علیہ السلام آن فیض ہمہ رسیدہ ہر جانے بہ أَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ متصف شد۔ **قولہ** در دوزخ بودند خدا را دو

محروم باشند در هر دو جهان در دوزخ باشند طائفهٔ دوم امروز با حقیقت و معرفت باشند و در قیامت با رویت و وصلت باشند در هر دو جهان در بهشت باشند اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ معقد و مقام این طائفه علیین باشد کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا عِلِّیُّوْنَ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ بقربت و معرفت رفعت علو یابند اِنَّ لِلّٰهِ عبادا خلقهم لمنافع الناس این گروهے باشند که خاصگان حضرت باشند مقام شفاعت دارند وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی

دوزخ است دوزخ در دنیا هر که بهوا و پریشانی مبتلا است در دوزخ افتاده است و همین دوزخ نقد فردا هم برین عذاب باشد مواجب او مواجب دوزخ آخرت باشد همین وجدان الم که تن را می شود و تمام و کمال هم ازین ر... دوزخے درستے است اما عجائب این که دل ترا کور آفریده است احساس نمی کند در دنیا در دوزخ معنوی بر و فردا در هر دو همچنین به بهشت معرفت خدائے تعالیٰ برین وصف بوصفے که تو با وے هم نشین و هم از وو همدم باشی و فردا آمنا و صدقنا فی قرار و فراغ و تمتع و بستان و باغ و توحد و تفرد اینک بهشت قوله اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ اے فی نعیم القلب والوجدان والعرفان والارتحال با تقدا ترحمٰن نمداری توجد و تفرد کما قلنا از روئے صورت معنی آن رانعت است سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی تا آن اعلیٰ خلقے شد نه آن که تو در عکس باشی قوله مقام شفاعت دارند آرے ایشان آنند که معرفت بحقیقت دارند و متخلق باخلاق او بیند و از اخلاق او رزق است و احیا است عفو است رحمت است هر آئینه منافع خلق باشند ابرار ایشان اند که بصفت و اعتدال بوند از تسویه و اعتدال همه جهان نفع است قوله شفاعت دارند شفاعت بدان مانه عکس آفتاب آب صاف افتد و عکس عکس بر جدار که محاذی است او چون حجه مثال آب و متابعان محاذی چو دیوار شت محاذ او مقام شفاعت یافتند قوله لَا یَشْفَعُوْنَ

خلق از وجود ایشان بسیارے معرفت دنیوی و اخروی بیابند و برگیرند قسم سیوم طائفہ
باشند بلُبّ دین رسیده باشند و بحقیقت یقین رسیده در حمایت غیرت الٰہی باشند
اولیائی تحت قبابی لا یعرفهم غیری تمامی ازین طایفہ حدیث کردن
ممکن نبود زیراکہ خود عبارت ازان قاصر آید و افہام خلق آن را احتمال نکنند و جز بہ
پرده و رمزے نتوان گفت و نصیب خلق از معرفت این طایفہ جز تشبیہ و
تمثیلے نباشد۔ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا

آرے ہر کرا پرتوے ازان نور رشد قسمتے از شفاعت بدو رسید دنیوی صفت و دنیاوی اخلاق و
اعمال ایشان ہنید اتباع کنند بمقاصد معنی رسد ازین منفعت دنیا کدام بہتر باشد اخروی
آنچہ در آخرت است و آن بواسطۂ اتباع ایشان در دنیا نقد باشد قولہ تشبیہ و تمثیل نباشد
یعنی بحقیقت ایشان برسند ہم پیشتر وے ظاہر ایشان گمان برند بر اعمال و افعال ایشان بدان
دلیل کنند اما بحقیقت ایشان کما ہو ہو معلوم نشود و جز ایشان را دیگر نباشد قولہ وما یتبع اکثرہم
تا آن کہ ترانستے و شعورے بوجود مانے ہست بحقیقت آن ظن است بحقیقت آن خیولات آن
صفت از عرفان حق مانع شود جز این شخص کہ او از وصل و انتقال فارغ آمده است ہمہ در ظنونند
ہیہات ہیہات جنیدؒ این جا معنی گفت و ابن قاسم این جا جولانی کرده است درین فارسی معنی ہر دو محقق شد
انہم علی ظنون و خیالات این ہو و ذلک اللذات ہیہات ہیہات ہر دو محقق شده است ۔
قولہ اولیائی تحت قبابی لا یعرفہم غیری یعنی کما ہم ہم و دیگران کہ او تمام کمال
ازان ماست او با ما یکے است او را کسے جز ما نشناسد چنانکہ از خود غیرت داریم از وے نیز غیرت داریم او
کہ او بصور مختلف ظاہر شود تو بہ گونہ او را کہ کتی چنان کہ او لبای درمیان نہاده اسامی درمیان کرده
تا یکے از رکن آن نشود و کذلک اخص خواص او الکبریاء ردائی معنی او دانستہ متقبل
در دیباچۂ تعرف و عوارف نبشتہ ام این جا نیز ہمین معنی بہا است ہر کسے ندیدم جوانے در تماشا

ن کنند و خبر ن خیولات
و ابو القاسم جنید
ن کسے است
ن لبہ بہا است

اے عزیز ما خود ہم در تشبیہ گرفتاریم و شبہ راعنت می کنیم فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ شمہٗ در قرآن ذکر این طایفہ چنین کردہ اند کہ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ از ان عہد چہ بیان توان کردن و چہ نشان نواں دادن واگر گفتہ شود کہ نہم کنند وجاے دیگر گفتہ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ از ہمہ

حسن جمالے زنارے در بروئیکہ در پیشانے با من مقابلہ کردہ می آمد دو چشم داشتہ بر من او جمالے دار و کرشمہ از نظارہ اش باز می ماند آمد نزدیک روی من خندید و مسخرگی کرد کہ ہمہ ریاض جہان را شگفتگی و جمالے بخشید با من گفت صلِّ علی محمد چگوئی این راکہ ظاہر شد کہ این کیست عظیم پردہ ایست این شخص غیور معشوق بدین لباس مستتر اند **قولہ** فَسَتَذْكُرُونَ الآیۃ سرانجام شمایان بدانید کہ این سخن این است من میگویم تفویض کار بخدا کردہ ایم از جہت مصالح عباد کہ ایشان را دران بقائے و بیشتر نورے و صفائے بہرچہ لایق باشد ایشان را آن کنند کار بحکم سپارند ہمہ را امید خیر باشد **قولہ** صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ مدح طایفہ میکند کہ انچہ با خدا عہد کردہ اند آن را بسر برند ہرچہ در ازل آوردہ بودند ہمان در ابد پیدا شد حقیقت آن عہد ہمی حسنی دارد **قولہ** کہ نہم کنند آرے فہم کہ در غایت دقت و لطافت است اما رمزے و اشارتے چارہ نیست ما چیزے گفتہ ایم اگر شرح کنیم انچنیں باشد در اصل خلقت از اقتضاء وجود او در استعداد ایشان آن صفت بود کہ انچہ از ازل باشد تا ابد ہم بصفت متحد بیقین شد باشد۔ **قولہ** اولی الالباب ۔ اولی الالباب ان مردم اند کہ از جملہ روندگان و رسیدگان بہ عبادت بیشتر باشند أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ مگر وصفت قایم را گفت

ت وصف

چیزہا شرح توان کردن تا لب رسند چون بلب رسند چہ شاید گفت واز لب جز خاموشی نتوان نمود در حق این طایفہ بر مز با مصطفےٰ خطاب این آمد کہ سلام علی آل یاسین پس برادران سید باشند کہ نعت لولاک لما خلقت الکونین دارند واگر وجود او واین طایفہ نبودے موجودات متصور و مبین نبودے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ چنان کہ رسول صلعم فرمود

قانت وحالت قنوت ایشان بیان کرد ساجداً وقایماً و موجب سلوک وعمل ایشان گفت کہ طالبانند صادقانند پس آن واصلان را گفت یعلمون والذین لایعلمون بعد ثبوت چندین درجات ومقامات بر سر ایشان آمدند ازان این قدر توان گفت نازک تر است زیبا تر است نصیحتہاے خوب دارد ولذیذ است بس ہمی است علیٰ ہذا اما آنچہ او دست ازان حکایت نشد ہم حکایت. نظم

منہ فشا ندیم

روزے دو کہ اندرین جہانم زندہ ❊ شرمم باد اگر بی جانم زندہ

آن لحظہ شوم زندہ کہ پیشت میرم ❊ وآن دم میرم کہ بے تو مانم زندہ

دربجانم

از خاصۂ او شد اکنون این قدر باید دانست از ہر چہ حکایت میکنی جز از خاصۂ او حکایت نیست الانسان حیوان ناطق ہر چند ناطق را جزو ذاتی خواہید گفت وضاحک را خاصہ جز ذاتی بہتر ہم ازان آید کہ خاصہ او ست غایت بجزے فرق میان خاصہ وجز ذاتی بدہ میان این ناطق وحیوان انسانیت کہ او انسان دیدہ است خلاصہ ہموست ماہیت انسان ہمو توام انسان ہم بود اگر از وجود ظاہری جنس کنی ہمین حیوان ناطق است قولہ اگر وجود او واین طایفہ نبودے

در بہشت

ہمان یکذات بندہ اما خداوند سبحانہ تعالی آن ذات شریف را صفتے بخشید ہر چند کہ آن صورت او از جہان انتقال کرد بمعنی او علی حالہ ماند آن توے کہ نسبت بذات او دارند صفات ونور وجلا این معنی بدان سوز متعلق شد پس رسول علیہ السلام معنا در دنیا باقی است بقاے او سبب قوام دنیا است تا اولیا خدا باشند انصرام دنیا شدنی نیست قولہ قل

لیتنی[۲۳] لقیت اخوانی این گروہ باشند ارنا[۲۴] الاشیاء کما ھی ازین جماعت پایہ کشف درمیان دارد و مصطفٰی علیہ السلام ازین طایفہ خبر چنیں داد ان للّٰہ عباداً قلوبھم انور من الشمس وفعلھم کفعل الانبیاء ولھم عند اللّٰہ بمنزلۃ الشھداء گفت دل ایشان از آفتاب منورتر باشد چہ جاے آفتاب باشد اما مثالے وتشبیہے کہ می نماید نور دل ایشان است کہ دران عالم آفتابے می نماید وآفتاب دنیا را نسبت بہ آفتاب دل ہم چنان کہ نور چراغ درجنب آفتاب دنیا فعل ایشان فعل انبیا باشد ومعجزہ نباشد اما کرامت[۲۵] دارند

اِنْ کُنْتُمْ اتباع محبوب از دوستی محبوب است اگر شما خداے را عزوجل دوست میدارید وس باخداے تعالٰی یکے جمع الجمع چوں این چنین دوست دارند خداے تعالٰی نیز شما را دوست می دارد قولہ[۲۳] لیتنی لقیت پس آن ذات شریف از جہان اختیار ارتحال کرد این تمنا در خاطر او بود کہ قومے کہ با من یکے اند ولایق وہمنشین من اند و با من فرد اہمنشین ایشان باشند تمنا در دنیا کنند کاشکے امروز می بودند و مرا مونس وہمدم و با من یکجا ویک قدم اگرچہ باوے دیگران ہستند اما چہ بلا گر ہمہ جہان الیف وانیس تو باشند قولہ[۲۴] ارنا الاشیاء کما ھی روے اخوان دآرزوے بردن لقاے ایشان بنا بر اتحاد جنسی است ونوعیت بلکہ صفت آن معنی ہم نیست کہ اورا عنایت از حقایق اشیا کنند ارنا الاشیاء کشف ہمین باشد ودوستان را ابنا چنانکہ ایشان نیز با ایشان باشم ایشان از این کشف کرد ہمیدان حقایق وصفاتی کہ ایشان بدین بیا اشارتے بدین معنی شد کہ دوستی ایشان باعتبار معنی آنکہ ہر چہ دوست دارند ہم بدان معنی دوست دارند کہ تعالٰی رسول اللّٰہ علیہ السلام را گفت حرم انور من شمس خدا این می خواہد کہ باشمس چہ نسبت دارد وآدمی را معنوی این حقیقی دادا اضافی قولہ[۲۵] اما اگر کرامت دارند چون ثابت کہ ذات ایشان با ذات انبیا نسبتے دارد اینجا کرامت ہم آید وآن کہ کرامت را منکر شود او کیست کہ ہر کرا او را بزرگان اولیاء خدا تعالٰی کرامتے نداند

ہم | در عالم | انور | دادم

کہ مناسب معجزات باشد و درجۂ شہیدان[26] دارند و شہید نباشند شہید را مقام این ست کہ بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ[27] گر حدیث دیگر نہ شنیدہ کہ گفت انّی[28] لاعرف اقواما منزلتهم بمنزلتی عند الله ما هم با نبياء ولا شهداء يغبطهم الانبياء والشهداء لمكانتهم عند الله هم المتحابون[29] بروح الله تعالی گفت جماعتے از امت من مرا معلوم کردند کہ منزلت ایشان نزد خدائے تعالی ہمچو منزلت من باشد پیغامبران و شہیدان نباشند بلکہ انبیاء و شہیداں را رغبت و آرزوے مقام منزلت ایشان باشد و از بہر خدا با یکدیگر

قولہ[26] درجۂ شہیداں دارند یعنی آں درجہ دارند ایشان شاہد او شہود یا او شاہد ایشان شہود۔

قولہ[27] اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ آرے نزد حیات ابدی و بقاے ازلی دارند اما فناے صورت ظاہری چناں کہ رسم او آمدہ است ہماں است الموجود لا يصير معدوما بل ينتقل من صورة الى صورة من هيئة الى هيئة من مادة الى مادة نورے کہ با محمد علیہ السلام دادند آن نور باز نگردانیدند ہم در دنیا داشتند اما بصورتے بہیئتے منتقل می شود۔ بلا حول ولا حال وبلا مباشرة و امتزاج از مشاہدۂ خالی نباشد ہیچگونہ خالی باشند کہ ہم بدو اندا گر بخواہند خالی شدن ممکن نباشد قولہ[28] انی لاعرف الحديث رسول الله علیہ السلام می فرماید من بتعریف خداے تعالی می شناسم باعیانهم انهم بمنزلتی ایشان نزدیک خداے تعالی در مرتبہ من اند یعنی چنانکہ من محبوبم ایشان نیز محبوب اند و رسول الله علیہ السلام مغبوط ہمہ انبیا و شہدا است ازاں چہ او دارد کہ دیگراں را آں صفت و آن صورت نیست ہر آئینہ مغبوط باشد این مقصود را طرح را گفت آناں کہ بمنزلت من باشد ایشان مغبوط انبیا و شہدا باشند و ایشان شہدا و انبیا نہ اند

قولہ[29] المتحابون سر جملہ کلمہ ونذ لک این است کہ هم المتحابون فی الله ایشان دوستان خداے تعالی اند حب ایشان در خداے تعالی مستقر و متوطن ازاں جا رد کردنی نیست قاضی می گوید از بہر خداے تعالی

ن بہ تعریف

دوستی کنند۔ ای عزیز اگر منزلت و مقام مصطفیٰ توان دانستن آنگاه ممکن باشد که منزلت
این طائفه رجال صدقوا دریابی و کجا هرگز توانی دریافتن اینجا ترا در خاطر آید
که کار ولایت[۳۰] بهتر و عالی تر از نبوت است اما ای عزیز در آن حضرت درجهٔ
رسالت دیگر است و منقبت و قربت ولایت دیگر است اما رسالت را
سه خاصیت است اوّل آن که بر چیزے قادر باشد که دیگرے نباشد
چون شق قمر و احیاے موتی و آب از انگشتان بدر آمدن و بهایم با ایشان بنطق آمدن
و معجزات بسیار که خوانده۔ خاصیت دویم آنست که احوال آخرت جمله را
بطریق مشاهده و معائنه معلوم باشد چنانکه بهشت و دوزخ و صراط و میزان و عذاب
قبر و صورت ملائکه و جمعیت ارواح خاصیت سیوم آنست که هر چه عموم
عالمیان را مقتصد و راست در خواب از ادراک عالم غیب آنا صریح و اما   [illegible] بیدو ل
در خیال او را در بیداری آن ادراک و دانستن حاصل باشد این از شه   [illegible]

بایکدیگر دوستی کنند بیان ما جز آن نیست در گفتار خود کردیم آن که دوست خداے تعالیٰ باشد و
او را با یکدیگر دوستی کردن بچه معنی دارد مگر آن دوستی در دوستی یکدیگر چیزے دیگر در آید فعلی هذا
مرجع همه بکلام ما باشد قوله مگر ولایت[۳۰] بهتر و عالی تر معنی چون مغبوط انبیا علیهم السلام باشند
و بمرتبهٔ رسول الله علیه السّلام رسند پس فضل ولایت بر نبوت باشد که انبیا علیهم السّلام
غبطه می برند که در مقام محمد علیه السّلام اند می گوید هر چه قاضی در ولایت بیان فرمود جمیع
در نقطهٔ ولایت رسالت موجود تا اینهمه را انکارے اختیار کرده اند والعیاذ بالله مقصد
دوست قریب و ارتقا و سماع و غیر آن که آنجا اولیا بشطح دے ترقی کرده حاشا که مرتبه   [illegible]
باشد ولی را خصوصًا رسل اولوالعزم اما بعضے انبیا انبیا بوده اند و رسل رسل نبوده اند این جا
بعضے بیرون افتادگان در تفضیل اولیا سخن گفته اند اما تفضیلے که قاضی بیان می کند وجه و اینها

خاصیت انبیا و رسل است و اولیا را ۳ خاصیت است کہ آن را کرامات خوانند و فتوح و واقعہ اوّل حالت ایشان است و اگر ولی و صاحب سلوک درین ۳ خاصیت متوقف شود و ساکن ماند ہم آن باشد کہ از قربت بیفتد و حجاب راہ او شود باید کہ ولی ازین خاصیتہا در گذرد از قربت تا بر اسلت چندان است کہ از عرش تا ثرے دریغا ابراہیم و موسیٰ از رسل الوالعزم بودند یکے از ایشان چرا گفت وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ و آن دیگر گفت اللھم اجعلنی مِنْ امۃِ محمد مگر از ان بزرگ نشنیدہ کہ گفت رسولان در زیر سایۂ عرش خدا باشند و خاصگان امت محمد در سایۂ لطف و قرب و مشاہدت خداے باشد زیرا کہ مقام آدم بہشت آمد و مقام ادریس ہمچنان مقام موسیٰ کوہ طور و مقام عیسےٰ چہارم آسمان و مقام و وطن خواص فی

ف واگر

تفضیل را شبہے نیست اما از حقیقت این بیان قاضی غفلت می خورد کلام محقق است شرب یثبت ضمنا ولا یثبت قصدا پسران محمد علیہ السلام با محمد علیہ السلام ہر آئینہ از قسم او نصیبہ گیرند بزرگے شایستہ مرا بر خود مہمان طلبہ باوے چندین باشند ہر آئینہ باوے ایشان ہمہ درون شوند و در اکثر اطعمہ و اشربہ مجلس و مکان بخورد و شراب و شاہد ہر چہ در آن مجلس است از نصیبہ خالی نباشد ازین جا تفضیل ایشان بر رسل و انبیا نیاید غبطۂ ایشان بحقیقت از رسول علیہ السلام باشد ایشان در طبع ایشان سرانند بیشتر دانند سلطان وقت خویش اند اولیا را با ایشان چہ تسویہ می شود تحقیق است اول ولایت بکمال شود بعد ازان بدایت نبوت باشد۔ قولہ مقام موسیٰ علیہ السلام کوہ طور آرے مقام موسیٰ علیہ السلام کوہ طور است اما چگو لی شخصے حجرہ کوچکے فرود افتاد تاریکی دارد نشاید کہ چراغ وقتے نمی سوزد و چندان دو یبانت مزاحم او باشند او دران حجرہ اما در خاتم بین

مُعْقَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُقْتَدِرٍ آمد معلوم شد کہ این بزرگ چہ گفت یعنی انبیا و رسولان بیرون[۳۳] پردۂ الہیت باشند و گدایان[۳۲] است محمد درون پردہ صمدیت باشند ای عزیز اگر ترا فضیل بن عیاض ازین جہت گفت کہ ما من نبی الا[۳۴] و لہ نظیر فی امتہ گفت ہیچ پیغامبرے نباشد کہ چون خوشے دہم نظیرے در قوم خویش ندارد و این نظیر پیغامبر در رسالت محالست اما اگرا و را رسالت باشد

است ہیں را جولان میکند و بسرفرازی چوگان می بازد قولہ[۳۲] او لیائے است درون پردۂ صمدیت جل جلالہ باشند سخنے می گویم کہ درون صمدیت جل و علا کسے نیست اگر اران صمدیت جل و علا گوئی سبق نہم[ن] باشد از اوصاف صمدیت است کہ لا وجد ولا فقد ولا قرب ولا بعد کلا بل ھو اللہ الواحد القھار پردہ کہ صمدیت جل و علا کہ درون کہ بیرون اما معرفت حقیقت صمدیت را عبارت این کرد کہ درون صمدیت جل و علا اند قولہ[۳۳] بیرون آن پردۂ الوہیت باشند صدیت جلا و علا ہم از الوہیت است ولیکن الیتے کہ از جملہ جہات و اعتبارات و مقالات منزہ بودہ اند در الہیت خلاف بودن در صمدیت جل و علا نیست اما بودن زمفقر[ن] ازان سوست اورا بجائے میدارند و آن قدر کہ بیشتر برند قصد ہمہ[ن] است انبیا علیہ السلام بے شبہہ در الہیت اند کار ایشان در الہیت است اثبات الہیت است اما بقدر تحقیق مقام صمدیت جل و علا و بانہمہ قربت در سند آید شنید و کارزانی مالک کند و با این ہمہ کارزانی با ملکے یکے باشد با ہمہ رموز او خفایا[ن] را بر و مطلع آرے چہ ل کسے با تباع محمد علیہ السلام بجائے پیوست کہ غایت آن بیان نتوان کرد لابد تمنائے آن کند کہ سرما چکار آید اتباع نتواند کرد لابد تمنائے آن کنند کہ سرما چکار آید اتباع او ما را بہتر قولہ[۳۴] الا و لہ نظیر فی امتہ سخنے گویم این ولی متابع آن نبی ہست یا نہ و اگر ہست پس ولایت او ممتاز از رسالت اونیست

ن: گدایاں
ن: نہیے
ن: رمز
ن: ہمو
ن: بعد
ن: خفایاے او

یکے از امت او را ولایت باشد اگر او را علامت مشافہ باشد او را امارات[۳۵] مخاطبت باشد اگر او را جبرئیل رسول باشد وے را یک جذبۃ[۳۶] من جذبات الحق توازی عمل الثقلین باشد گذار[۳۷] سلسلہ دیوانگان مجنبان ودع الشریعۃ

بلکہ تبع رسالت او ست اما این سخن باشد کہ بدانچہ نبی مخصوص است البتہ متابع او با شد کہ ہم بدان مخصوص بود اما تحمل خداے است و درین میان حکایت محبے و محبوبے و عاشقے و معشوقے ہم ہست تحمل شہنشاہ را با غلام کودک در سرو پنہانی چیزے باشد کہ در فہم و وہم کسے نگذشتہ است و نگذرد و قربت از روے ذات ہر کہ مقرب می شود او را توان گفت و اما درجات و خفایا کہ دارد آن را نہایت کجاست تا ہر مقربے نزد یکے دیگر با ہر فردے واحدے حکایتے و سخنے دیگر است اینک درویشان البتہ یکدیگر سخن می کنند البتہ می خواہد از دیگرے بشنود ہمیں غرض است اینجا نہایت ہاست کہ مطلع شود و کہ رسید کہ نتواند رسید این قصہ برخ رضی اللہ عنہ و موسیٰ علیہ السلام شنیدہ اینجا مردمان برخ را بصورت ظاہر شرفے و فضلے نہند اما ہمان کہ گفتم سرے و پنہانے باشد با او دخلے نبود **قولہ امارات[۳۵] مخاطبت** باشد قاضی میان مخاطبہ و مشافہ این تفرقہ می نہد کہ لفظ مخاطب کہ تعین شخص بہ تسمیہ لقب او را گوئند فلان فلان چنین و چنین است و مشافہ ازان ساکن است و من نمیدانم مگر آن کہ در مشافہ شہود در مخاطبہ نہ یعنے اولیا در پردۂ نبوت کہ آن حجاب است اما حجابے لطیفے صافے شفافے کہ ہر چہ در ورآے آن باشد درست تر زیبا تر تمام تر نماید ہمان بیند کہ انبیاء علیہ السلام در کشف و ظہور **قولہ جذبۃ[۳۶]** من جذبات الحق برو جبرئیل آید اما قاضی امر محقق است نیکو سیدانند کہ جبرئیل تمثیلے بود کہ بر محمد علیہ السلام آمدے و تمثیل اما ہر کسے چگونہ یک جذبۃ من جذبات الرحمن یعنی چہ می گوئی نبی را جذبہ یہ وقتے نبود و نباشد نمی بود این کلمات قدسی و حکایتے کہ بغیر انجیل و توریت گذشت جذبۃ من جذبات الرحمن نبودہ است اما قاضی مسلمانان این می گوید کہ ایشان ہم نصیبہ ازان دارند و آن نصیب چیزے از مقاصد حقیقت است **قولہ گذار[۳۷] سلسلہ**

ولا تحرك سلاسل المجانين اے عزیز گوش دار این آیت را ثُمَّ اَوْرَثْنَا
اَلْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ
سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ این گروه فرقت سه گانه و طائفه گذشته را در این آیت
بجمیع خود بیان کرده است آن را که نه کفر دارد و نه اسلام او را ظالم خوانند که بکلی همت

دیوانگان جنبان آرے راست می گوید قاضی ما دیوانه است چون جنون آمد قید شرع را بگسست
در خدائے تعالی باش و شریعت ترک ده زنجیرے که در گلوے شرا فتاد جنبان که دیوانگی را [illegible]
هزیان بیشتر خواهد گفت اے مرد مستمع سخن مرا گوش دار بشنو که من چه گفته ام قوله ثُمَّ اَوْرَثْنَا
اَلْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا این قدر باید دانست که در صحبت میراث و تحقیق
آن صورت آورد تا صحبت سبب اثبات نیاید بندگان را خداوند صحبت سبب کشد و [illegible]
عبادت و توجه و حضور تام و نسبت چه فیض قدسی نور محزون با وے است [illegible] و صفا بر خورشید
بروے تجلی کند فیض هم از ان اوست با او یکے گرد و صحبت نسب هم درست شد پس آن مرد که
هم سبب و هم نسب دارد میراث کامل برد و این مرد باشد که [illegible] مصطفین بود و تفسیر [illegible]
عباد بر سه قسم آید یکے ظالم دوم مقتصد سیوم سابق ظالم آن که بر نفس خویش سختی [illegible] نهاده [illegible]
که این مسکین تحمل تواند کرد دیگر رنج بسیار پس ظالم بر نفس خویش را باشد و [illegible] مقتصد آنکه از [illegible]
سختی مجاهده صورت خلاصی و بسیطی شده است چیزے از روح و ریحان آن عالم [illegible]
آمد بدان فرحان و خوشان است سوے مجاهده اهم گراید دسوے روح و ریحان [illegible]
می کند دازان ذوقے و حظے می گیرد سابق بالخیرات باذن او که از ثقل بشریت [illegible] است
صفت روح و سکر و حی دل با وے ثبوت یافته است قرار گرفته [illegible]
نا منده هر یکے از دائرۂ اصطفا خارج نیست المبکے مرکز است و [illegible]
است دیگر اما اصطفا محیط همه است قاضی فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ را با لامتقون نمی گوید [illegible]

جز دنیا نباشد و معبود او ہوا ے او بود أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ معبود
او ہواے دنیا وجود اوست او می پندارد کہ بندہ خداست او محبان خود را بخود
میخوانند وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ و این بد بر ظالم در تمناے آن کہ
مرا نیز می خوانند و بر تمنا کتیبہ زدہ بخدا یا ایشان بزبان حال می گوید۔ نظم

با صطفا گزیدہ است و بندگان علی العموم و الاطلاق بر سہ قسم اند کفرے و ایمانے کہ
قاضی درمیان نہادہ است یک دو بارے گفتہ ام ہم طالب سالک در خطر مراجعت
ہست از کفر طریقت و حقیقت درنگذشتہ است و بقرار و آرام خویش روے اسلام
ندیدہ است بدین صفت قاضی می گوید کفر و اسلام چہ باشد و می گوید کہ تو چہ دانی کہ چہ باشد
قولہ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ قاضی ہوا پرست را بت پرست میخواند
ہوا را الہ خواند برین نسبت ہر سو کہ او را ہوا برد او ہمان طرف می رود چنان کہ حق
سبحانہ تعالیٰ بندہ را در کارے می دارد و از کارے باز می دارد معنی دیگر یعنی بجاے
خدا ہوا پیش گرفتہ است پس ہمچنان آید کہ او با الہیت گرفت قاضی این آیت را
کہ نحن بصددہ در آن ورطہ بیان کرد کہ صوفیان کہ رہ روان اند ایشان مراد اند
قولہ دنیا وجود اوست گفت ہر چہ در بند آن بند کہ آن مقصود کہ معبود کہ ہر کہ
از خوف دوزخ و طمع بہشت می پرستد او خداے را نمی پرستد او دوزخ و بہشت را می پرستد کہ با خدا یکے شدہ باقی ہمہ
بت پرستند۔ قولہ دار السلام و دار السلام بہشت گفتہ اند دار السلام سراے
سلامتی آن باشد کہ و ہم رجوع نماند آن روزے کہ آن باشد آن را دار السلام گوید اما قاضی
دار السلام از سلام خداے تعالیٰ مراد می دارد و زیرا چہ نامے از نامہاے خداے تعالیٰ است
برین صفت چہ معنی باشد بحسب فہم صوفیان دار اللہ عبارت از شہود و تنوعات تجلیات
و اسرار صفات و ذات او و دار از بیت او وسیع باید ۔

من بر سر کوے آستین[42] می جنبانم ⁂ تو پنداری که من ترا می خوانم
نے نے غلطی که من ترا کے خوانم ⁂ خود رسم من است آستین جنبانم

وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ کافر را می خوانند مقتصد دریغا چه فهم خواهی کرد که کفر میان مرتبه عبودیت است و اوسط[43] طریق حالت است زیراکه[44] هدایت جز نصفی نیست باضافت باضلالت وضلالت همچنین نیست با هدایت یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ شیخ ما یک روز نماز می کرد بوقت نیت گفت کافر[45] شدم

قوله[42] آستین جنبانم آستین جنبانیدن هرچند عادت اوست اما طبعی واقتضائی را باخود که جنباند اکنون مصلحتے باید ورا که نظر برآن افتد و مرا می خواند ازان باشد که بعلامت ... شناخته است جنبانیدن آستین اورا مخاطره کرده روے سوے او کرده درین حالت ... چه کند که گمان مند نشود قوله[43] اوسط طریق گفتم چوں توسط نه ابتدا و نه انتها لا توسط طریق ... بلیت. ایمان تا کفر وکفر ایمان نشود ⁂ یک بنده حق بحق مسلمان نشود

ایمانے داشت بحسب آن ایمان بدان محل رسید نظرش بیشتر افتاد آن ایمان عین کفر نمود فهلم جرا الی ان ینتهی الی الاحد الفرد الصمد قوله[44] زیراکه هدایت جز نصفی نیست باضلالت یعنی ازیکذات دو چیز آید از یک ذاتے زاید واز دوم آید اضلالے وهدایتے ولطفے وقهرے وجمالے وجلالے یضل را نسبت بقهر برد هدایت را لطف قوله[45] کافر شدم او بندے درپایے مید آرد از اجمال به تفصیل می آید واز اطلاق بتقیید در غلبه وقت این سخن برزبان رفت کافر شدم زنار بستم الله اکبر درصحرا اگر نماز گذارند ستره درپیش دارند که صحرا دلیل بر اطلاق می کرد قاضی ذکر مقتصدان طرح کرده اکتفا کرد بذکر مقتصد دو طرف دارد ودرمیان آن هر دو طرف بیان مبتدیان میشود واگر این جا گویند که قاضی درمیان عوام مومنان وخواص واخص خواص هم وجهے حسنے باشد و راه آن طرف نظرے هست

ن: تا ایمان

ن: می دید

دزنار برخود بستم الله اکبر چون از نماز فارغ شد باخود گفت اے محمد ہنوز تو
بمیانۂ عبودیت نرسیدۂ و بر پردۂ آن نور سیاه پرده دار آن فَبِعِزَّتِكَ
لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ تراره نداده اند باش تا راه دہندت رباعی

بے دیدہ رہ قلندری نتوان رفت ؛ دزدیده بکوے دلبری نتوان رفت
کفر اندر خود قاعدۂ ایمان است ؛ آسان آسان بکافری نتوان رفت

از کفر اینجا چه فہم کردۂ کفر ہا بسیار است زیرا که منزلہاے سالک بسیار است
کفر و ایمان ہر ساعتے رونده را شرط لازم باشد چنانکه سالک را چیزے باشد[۴۹]

قوله چون از نماز فارغ شد بیان کافر شدن و زنار بستن می کند ہنوز میان عبودیت نرسیده
و ہنوز این فہم نکرده که موجب اغواے او ہم عزت اوست این حبل و این استار کفر او باشد
می گوید کافر شدم زنار بستم یا لاحق گفته ام باین سخن بسته تمام است عزت قسمت بقہر و جلال دارد
اغوا و اضلال ہم بدان حبل المتین بربسته اند قوله اے محمد بانفس خود حکایت می کند و یا خطابے
حاضرے دارد و یا رسول علیه السلام را عنایت می کند محمد علیه السلام شرب او ہمه جمال و لطف و آرام
و آسودگی در آسودگی و طور ابلیس ہمه اضطراب و اضطلام و گمراہی و یاوه گی و با این ہمه درو سرے است
مناسب آن محمد علیه السلام را بدین اطراف و ربمت اطلاع کلی داده اند می گوید از آن ہمه نصیبۂ باید
انشاء الله تعالیٰ تا زسی ندانی این بدان که شیخ معصلی میگوید او در آن حالت از گفتار کسے میگوید
زبان او مترجم مقال کسے است که او خطاب بر محمد علیه السلام می کند و این سر
در میان می نہد نور سیاه نہایت از جلال و قہر است نور سیاه دیگر گوید نور سیاه است و
نہایت است نور احمر است نور اصفر است و این ہمه مرکب از نور بسیط نور سیاه است الا
اینجا مراد نیست قوله کفر و ایمان ہر ساعتے ہر آئینه چون در ترقی باشد ادنی کفر باشد و اعلیٰ ایمان۔
قوله چیزے[۴۹] داری ما یانه تختی گوید آن معنی باشد از خودی واری و از ادی بدر شده بود

وہنوز خود را بے چیزے چیزے پندارد واز دست[50] راہ زن وَلَاُضِلَّنَّهُمْ خلاص نیابد تا بسدرة[51] المنتہیٰ رسد کہ او را در آن راہ داو ندا اما چون خلاص یافت وبسدرة المنتہیٰ رسید از انتہا وابتدا وجود وعدم وامر ونہی وآسمانہا وزمینہا وعرش وفرش جملہ موجودات واپس گذاشت واز بند[52] رسیدن ونارسیدن خود برخاست و از توقع دیدن وناویدن پاک شد واز ہمہ آفتہا وبلاہا رست وہیچ بلائے سخت تر از وجود تو درین راہ نیست وہیچ زہر قاتل تر درین راہ از تمناے[53] مریدان نیست

از خود خبرے دارد پس اولیٰ از و رفتہ است **قوله** از دست[50] راہ زن ہر آئینہ راہ است افتان وخیزان می آید وہر مقامے وہر ایستادے وہر تردے کنر راہ باشد **قوله** تا بسدرة[51] المنتہیٰ استعارہ می کند یا خود بحقیقت میسر است بصفت معراج چون سدرة رسید از مزاحمات و تشویشات خلاص یابد بیشتر ازان جز قضاے الوہیت ومکان لامکان چیزے دیگر نیست اکنون مدخل شیطان وتشویش باز ماندن نبود سدرة المنتہے ہم ازان نام کردہ بیشتر کشف در کشف است ظہور در ظہور است عین در عین است عیان در عیان است این عیان را بیان نیست ودر عین نقطۂ غین نیست ما درین بیان سدرہ را کہ منتہاے مسیر بر آن بودہ است و آن استعارہ کہ کردہ بودیم از روے معنی بدان ہم استعارہ نمی کن **قوله** از بند[52] رسیدن ونارسیدن حاصل این برین آمد تا با تو وہم تو لی تست غرق دریاے بعد و ہجرانی واگر این وہم تولی تو از میان خواست غرق دریاے عرفانی رجوعے نیست واماندگی نیست **قوله** تمنا[53] مریدان یعنی تمناہاے کہ طالبان کنند این تمنات در گذشتہ با وشاید ہم اگر کسے میان محققان آرزوے آن برد کہ مریدان بسیار باشد براے آن کہ مزید علم در کائنات شود ودر ارشادگی کشفے وحاصل نقد ہر مریدے را ہیئتے دیگر کہ پیر را وقتے نبود این باید پیش پیر گذراند پیر خود ذائق است تمثل او اما این باز خصوصیتے دارد درین جز وخصوصیت

از ہمہ بر باید خاست رباعی

ماراخواہی تن بغماں اندر دہ ٭ چوں شیفتگاں سر بجہاں اندر دہ

دل پرخون کن بدیدگان اندردہ ٭ وانگہ زپے دو دیدہ جان اندردہ

ن خونابۂ دل

ن اگر تمام تر از این

اے عزیز اگر تمام سرکہ گفتم ازین سہ طائفہ بیان و شرح خواہی گوش دار وازمصطفیٰ بشنو کہ گفت الناس علی ثلثۃ اقسام وقسم یشبھون البھائم وقسم یشبھون الملائکۃ وقسم یشبھون الانبیاء گفت بنی آدم بر سہ قسم شدہ اند بعضے مانند بہایم باشند ہمت ایشان اکل وشرب وخواب باشد اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ این گروہ باشند و بعضے مانند فرشتگان ہمت ایشان تسبیح و تہلیل ونماز وروزہ باشد فرشتہ صفت باشند و بعضے مانند پیمبراں ورسولاں ہمت ایشان عشق ومحبت وشوق ورضا وتسلیم باشد زہے حدیث جامع ونافع گروہ سوم راکسے شناسد کہ این جملہ دیدہ باشد واز ہمہ اعراض کردہ توہنوز یک مقام

ملاحدہ است پس اگر این دست دہد علم حاصل کند پس ہجوم مریدان بسبب مزید تجلی وکشوفات باشد نکو اعتبار ے کردہ ایم با این ہمہ مردم ظاہر بین حمل بر طالب جاہ ومنزلت کنند۔ قولہ بعضے مانند بہائم بعضے عوام کہ ہواے ایشان منحصر بر اکل وشرب است ایشاں چہار پایانند اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ ایشان ہیچ چہار پایانند وقومے مانند فرشتگان اند چنانکہ فرشتہ را سرشت بر عبادت وطاعت است جز این کار ایشان نیاید قومے متز ہدان ومتعبدان وصالحاں ومومنان فرشتگانند قومے دیگر کہ منتہی شان ایشان در وہم وعقل نمی آید غایت مقر ومنزل در فہم نمی گنجد ایشاں را چند نام خوانند عبد نام خوانند انبیا گویند رسل گویند اخص خواص گویند مقربان گویند ایشان را جز این نتوان گفت اما انچہ ایشانند در فہم نمی آید ایشان محبان خدائے تعالیٰ اند چہ باشد خدائے تعالیٰ دوست می دارد خدا ے تعالیٰ

نادیدہ این راچگونہ فہم توانی کرد چون عنایت ازلی خواہد کہ مرد سالک رابعرق
قلب درکار آرد شعاعے از آتش عشق نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ شعلہ بر زند آن
شعاع بر مرد سالک درآید مرد را از پوست بشریت و عالم آدمیت بدر آرد
درین حالت سالک را معلوم شود کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ چہ باشد کہ درین
موت آگاہ می کند کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ روے نماید تا جائے رسد کہ یَوْمَ
تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ باز گذارد تا بسرحد فنا رسد چون بسرحد فنا رسید

راچکار افتادہ است از وچہ می خواہد این را با او چہ نسبت وراے این فہم فہمے دوم انتہائے
این کار اینکہ گفتم بحسب فہم مرد متعلم است اما این قوم ہمچنین گویند محبت را نہایتے
نیست و مرتبۂ و درجۂ محبان کس نداند وانچہ نقد وقت ایشان ست قاضی بہر دو بیان
چیزے رمزے می کند قولہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ چہ باشد حاصل عبارت قاضی چون
عنایت حضرت جل عزتہ بندہ را دریابد شوق و ذوق در دل بندہ القا شود از ان سو
و ادراک پیش آید او را از وبرند این جا او معلوم کند صوفیان کہ فنا گویند آن فنا عبارت از
چیست ذائقۃ الموت ہمیں عنایت کرد فنا را موت نام نہاد و عنایت درست است
زیراچہ فنا موتے است بلکہ موت حقیقی ہمیں است و موت دوم مجازیست و مراد
ازین موت آن است از توہم وجود وہستی خویش خلاص می یابد و وجود حقیقی بتحقیق و
توحید ثبوت می یابد مرد سالک را معراج قلب درکار آرد یعنے شوق و ذوق و طلب
خیزد وہمت عروج بر معنی پرواز کند نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ سوز طلب و آتش عشق را نار اللہ نام نہ
و عنایت درست قولہ درین موت فوت را ہ می کند گفتہ ام کہ وجود وہمی باوہم می برد وجود
حقیقت بتحقیق توحد خویش ثبوت می یابد قولہ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ باز گذا
تبدل الارض غیر الارض وہمیں مباین بود خاست غیر آن کہ بحقیقت موجود بود و

رخت ممات را عرضه کنند پس ابتدا آن را قلع کنند بعد[۵۸] ه بتدریج بے اختیار را از جمله خلق ببرد من[۵۹] اراد ان ینظر الی میت یمشی علی وجه الارض فلینظر الی ابن ابی قحافة این واقعه صدیق باشد که هرچه از وے بود مرده بود از هرچه از خدا بود زنده بود من[۶۰] مات فقد قامت قیامته این بود آنگاه احوال قیامت بروے عرضه دهند پس بدایت[۶۱] توحید مرد را پیدا گردد و مرد از دائرهٔ این قوم بدر آید که من[۶۲] الناس من یقول اٰمنا باللّٰه و بالیوم الاٰخر و ما هم بمؤمنین نامش در جریدهٔ آنها ثبت گردد که

ـه بدایت
ـه بذبح بے اختیاری خلق جمله ببرد

هو وارست وجود ثبوت شیئ است که تو او را مباین و مضاد و انستی و بهمه وجه غیر او تصور کردی روزے آمد مرد سالک مقتدا با هویت بود آن روزگار آمد که همه هویت عبادت و طاعت شد تبدل الارض غیر الارض شد که این همو بود عجائب تبدل الارض غیر الارض درست آمد قوله[۵۸] و بذبح بے اختیاری خلق جمله ببرد یعنے آن نه این است که او حیاے دید و همین دید این حالتے است که کل وجودات محو و نیست و نابود می بیند و یکے از بیان او این است آسمان و زمین و عرش و کرسی و ما فیهما بعشر عشیر پشه برابر نشود این معنی را لطیفه می کند که بذبح بے اختیار همه را خلق ببرد قوله[۵۹] من اراد ان ینظر در عبارت رسول اللّٰه علیه السلام هر دو چیز بیان کرد فنا و بقا و موت و حشر من اراد ان ینظر الی میت اشارت بفنا یمشی علی وجه الارض اشارة ببقا از خود مرده بخدا زنده شد یکبار مرده رفت دوم بار حشر شد۔ قوله[۶۰] من مات فقد قامت قیامته یعنے هر کرا این حال پیش آید هرچه در قیامت خواهد بود مشاهده کرد قوله[۶۱] بدایت توحید مرد را پیدا گردد و قیامت ظهور تجلیات قدرت دارد ان عالم عالم قدرت است و این عالم ما عالم حکمت چون مشاهدهٔ قدرت شود بدایت توحید باشد۔ قوله[۶۲] و من الناس من یقول چون احوال قیامت مشاهده شد ایمانے باشد که

ـه و همے

این معنی میدان کہ اورا باکتاب عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ دادہ بود اما ایمان
واسلام رابخود راہ داد برائے نصیب جہانیان را وگرنہ او از کجا و رسالت و
غیبت از ان حضور از کجا دریغا اگر سالک در عالم یقین وحقیقت خود را
محو بیند و خدائے تعالیٰ را ماحی بیند یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ راپس پشت گذاشتہ باشد

این احدیت ترا ورائے آن فہمے وعلمے زاید باشد ومردم آن راکثرت وشرکت نامند
ودرعین احدیت فردانیت باشی زہے کار وبارزہے آبادانی روزگارے اے عزیز دنیا
اثبات یافت باہمہ احدیت موت وحشر ودوزخ وعقبیٰ اثبات یافت باہمہ فردانیت
فافہم نازک سخن باریک بیان است تاکرانصیبہ دہند قاضی نیز در بیان خویش چیزے
بگفتار اشارتے می فرماید زیراچہ محوے بقائے وصحوے وسکرے تعلق میدہد این را اگر دربیان ما
درمی آید قولہ درجات نامتناہی یکے این است مرد درکارے باشد از مقصود خویش محروم
نباشد اماہم در تنہائی صورت خاص است کہ درجمع نیست دیگر چہ زمانے خود را بخلق میدہد
باز درساعت ثانی بمقصود می ایستد وایشان مزاحم وقت نہ بینند ودیگر درہر کارے کہ ہست
درحرف مقصود خویش است جائے دیوانہ بیرون افتادہ یا وہ گوئی این سخن گفتہ است ۔ بیت

قلندر را نوازشہا خدائی را گذارشہا ❊ خدا اندر قلندر وان قلندر را خدا خود بین

کہ این سریست بس پنہان بدان اکنون ودم درکش ۔

قلم بشکن ورق سوزد بپا ہی زن ودم درکش ❊ حمید این قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

قولہ گر سالک در عالم یقین خویش خوش وقت قاضی حقیقتاً فاقد و محو نیست ناشاید این جا
عنایت کند آن چیزے کہ بوہم خویش حقیقت دانست آن چیز محو شود قولہ وخدائے تعالیٰ را
ماحی یعنی آن وجود فرد احد صمد بفردانیت ویگانگی خود ظہور کرد محو ہم شد پس ماحی ہمہ آمد
یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ ہرچہ جز اں محو کند مشیت ازل او برین است کہ جز خود را ہمہ را محو سازد

ت سخنے

ن نیستد

وَیُثْبِتُ [۶۸] را اثبات کرده باشد آنگاه بقا را مقام [۶۹] وے سازند و آنگاه اہل اثبات [۷۰]
واہل حقیقت را بر دیدهٔ او عرض دہند مرد این جا اثباتی شود نه محوی و اہل محو را
واپس گذاشته باشد اما درین ہمه مقامات درجات [۷۱] نا متناہی باشند تا خود ہر
کسے در کدام درجه فرود آید وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ [۷۲] اَرْضٍ تَمُوْتُ بیان این
ہمه می کند دریغا که چه خوف [۷۳] دارد این آیت با خود اگر خواہی از مصطفٰی بشنو که
گفت اِنَّ [۷۴] فی قلب ابن آدم اودیه واسعة عظیمة فی کل واد شعبة

چنین گفته یعنی برون شدگان **بیت**

غیرتش غیر در جہان نگذاشت ۝ لاجرم عین جمله اشیا شد

قوله [۶۸] وَیُثْبِتُ اثبات کرده او را محو کرد وجود ثبوتے که ذاتے دارد بدان ثابت ماند **قوله** [۶۹] مقام
وے سازند متوہمات رفت وجودات خاست توہمات وخیولات ثبوت مقام بقا باشد۔
قوله [۷۰] اہل اثبات یعنی آنانکه فانی شده اند و بخدائے تعالٰی اثبات یافته اند وچشم وگوش
وزبان ایشان خدائے تعالٰی شده است فبی یسمع وبی ینطق ازان حکایت کرده است این [۷۱] مقام
بقا است و بحقیقت معرفت خدائے تعالٰی **قوله** [۷۲] بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ قاضی میان فنا و بقا مقامات
می نہد اما سخن تحقیق آن است من فنی بقی ومن بقی فنی واسطه درمیان نیست چون تنوعات
فنا بقا باشد چنانکه قاضی تقریر فرمود پس این آمد تا ہر کسے بکدام فنا فانی شده است و دیگرے بکدام بقا باقی
گشته مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ہم این معنی باشد اما تنوعات و تجلیات و تکثرات کشوفات
اگر مقامات و درجات نام نہند فله ذالک ما جمله تنوعات را یک سخن گفته ایم قاضی او را در تعداد
آورده قاضی ما ذکرہم باد بر ہمه بر آمد چنانکه رسم مذکران است کلام ایشاں خالی از زیر و بلے نباشد
و بزرگے گفته است لا باس به انہا من اودیه الجنه **قوله** وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ
اَرْضٍ تَمُوْتُ تا [illegible] خالی کند این که عارفان بجہان از عاقبت ترسیده اند

فمن اتبع قلبہ الشعب لم یبال اللہ فی ای واد اھلک گفت در دل بنی آدم اودیہا ے فراخ وعظیم است ہر کہ متابع آن وادیہا باشد بیم آن بود کہ ہلاک شود وجاے دیگر گفت مثل القلب کمثل ریشۃ فی ارض فلاۃ یقلبہا الریاح کیف یشاء باد رحمت عشق لایزال دل را در ولایتہاے خود می گرداند تا جاے ساکن شود وسکون یابد وقلب خود منقلب است گردندہ است واز گردیدن نہ ایستد اے عزیز اما اذا اراد اللہ

ہم بدین معنی باشد **قولہ** ان فی قلب ابن آدم اودیۃ بہ تحقیق در دل فرزند آدم وادیہاست در ہر وادی شعبۂ بطرح بیرون شد دل ہر کہ پس این شعب رود کہ بطرفے رفتہ است خداے تعالی را درباب او ہر وادیئے کہ ہلاک شود زحمتے نباشد عجب سخنے قاضی بالاے مقامات آورد درجات آدر وگفت ہر کسے تا کدام مقام فرود آید این سخن فی ای واد اھلکت چہ معنی دارد مناسب این گفتہ است **قولہ** اگرچہ خوف دارد یعنی درین آیت خوف آنست کہ سالک بکدام مقام فرود آید شاید از آنہا باشد کہ آن در واقع موجب ہلاک و اہلاک او باشد تجلیات وکشوفات موجب ہلاک نیند اگر کسے نابود را بود دا آن موجب ہلاک او باشد **قولہ** باد رحمت لایزالی رحمت باشد ویاد بے نیازی باشد ویاد قہر باشد قاضی از جملہ باد رحمت حکایت کردہ در ولایتہا معنی حدیث آنست گاہے در رحمت دارد گاہے بر قہر دارد و بر یک حال بودن ندہد وآن کہ قلب را گویند کہ قرار گرفت از ین سبب کہ تقلب او در یک محل است **قولہ** تا جاے ساکن شود بر آن وہم میرود کہ ہر جا کہ خوش آید آنجا ساکن شود نہ ہر جا کہ او را دارند آن جا ماند سوختہ دارند افروختہ وارند شکستہ دارند گسستہ دارند سر افراشتہ دارند اما اگر قاضی این گوید کہ طالب صادق را ہر چہ از ان سوا فتد او عاشق است او محب است ہمہ رحمت بر ورحمت باشد کہ ہر چند معشوق با عاشق جفا کند واز ضرب وستم خالی نہ باشد اورا در ان عزتے وشرفے وجلاے بود اگر ترا شکل شود عاشق شو بین **قولہ** اذا اراد اللہ قبض عبد بارض قصۂ سلیمان و آمدن عزرائیل وحضور جوانے بہ حضرت سلیمان براے قبض روح آن جوان مشہور است قاضی ظاہر از بربن

ن محل

قبض روح عبد بارض جعل فیہا حاجت چون خواہد کہ در ولایت نیاز دل سالک را آنجا متوقف گرداند وقبض روح او کند در آن مقام او را محزون و مشتاق آن زمین و آن مقام گردانند تا سر بدان مقام فرود آرد و بدان قانع شود در عالم فنا ہمہ سالکان ہم طریق و ہم راہ اند کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ اما تا خود بعالم بقا کار رساند و کرا باز بیند و تا خود ہر کسے کجا فرود آید وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ہمین معنی دارد وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ہمین معنی دارد وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ عند ہمہ سالکان خواستہ است و نہایت ہر یکے پدید کردہ اے عزیز از ارض چہ فہم میکنی وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُہَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ این زمین خاک نباشد کہ زمین خاک فنا دارد خالق خلق را و باقی را اشارہ زمین بہشت و زمین دل را می خواہد کہ چون فردا کہ درین مقام رسی بر تو لازم شود گفتن وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ وجاے دیگر بیان می کند وَلَقَدْ کَتَبْنَا

برین می آرد چون خداے تعالی خواہد بندہ را در مقام فرود آرد آن مقام او را جاے او باشد و قصد او ہمان گرداند وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ہر یکے را بر آن جا بدارد۔ **قولہ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ** درین قدم کہ این فانی شود و او بہ بقاے خویش روے باقی بماند بحضرت ایں سخن در وقت او باشد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ الایت امر خداے تعالی کہ وعدہ با کردہ بود راست کرد و زمین را میراث کرد در جنت ہر جا کہ خوش مقامے گیریم از رعنان ذکر و ما را در مقام بقا دادہ است کہ ما از بود خود نیست ایم خوش آید کنیم زیرا چہ در بہشتیم ضد بیت ہرچہ امروز بریزم شکم تا وان نیست ✽ ہرچہ امروز گویم بکنم عہدہ ہم **قولہ وَلَقَدْ کَتَبْنَا** تعلیق در ذیل میدہد فائدہ جدید درمیان نیست۔

فِي الزَّبُورِ مِنۢ بَعۡدِ الذِّكۡرِ أَنَّ الۡأَرۡضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ چون زمین فنا قالب است بر زمین بقا که دل است مبدل شود مرد را بجائے رساند که عرش مجید را ذره و درهر ذره عرش مجید را بیند ازان بزرگ نشنیده که گفت درهر ذره سیصد و شصت حکمت است که خدائے آفریده اما من می گویم که درهر ذره صد هزار حکمت نا متناهی تعبیه است و آن ذره در موجودات نگنجد و جمله موجودات به نسبت آن ذره ذره نماید وَإِن مِّن شَيۡءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ همین معنی دارد در تنها که منتهی در ذره هفت آسمان و هفت

قوله عرش مجید را که ذره بیند هر آئینه چون باهمه موجودات فانی گشت عرش مجید را تا هیچ نه بیند اما ذره تصور کند ذره این شمس است چه باشد لاشيء بود جهان علی هذا همه ذرات شدند ولیکن این چنین ذراتے که گفتم هیچ ذره از شعاع شمس خالی نیست و علی هذا ایشان را هم فانی دید او را با ایشان هم یافت تا این ذره چرا می نماید زیرا که فیض او است زنهار نخواهم طریقه محی الدین اے مرید من سخن گوئی و همت بشکنم قوله صد هزار حکمت بخدمت قاضی عرض داریم که بزرگوار تعین عدد ے مطلوب ندارد اما حکایت از تعدد و تکثر قاضی این میگوید که او تعدد و تکثر گفت من نا متناهی گویم فعلی هذا قاضی بیشتر رفت بو ہے اما درویش درویشان است هر دو به یکے ایستاده اند قوله ذره نماند همه فیض اوست تعالیٰ ازلی وابدی دیموی وسرمدی همه وجودات را محیط است ظاهر ایشان را و باطن ایشان را و در میان اگر سالک گوید خدائے تعالیٰ با من است راست باشد و در من است راست باشد بدان که حلول و تمکن و ظرف میگویم ایشان را چند هزار ذره تصور کن آن ذرات درونی او با همه بیرونی اگر گوید خدائے تعالیٰ در من است راست گفته باشد نه آن که حلول و تمکن باشد قوله وَإِن مِّن شَيۡءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ پس چون فیض قدسی با هم هیچ چیز نباشد که تسبیح او گوید این سخن زبان ذکر آرایش میدهد قوله

زمین بیند ندانم که در موجودات چه بیند سَنُرِیهِم آیَاتِنَا فِی الآفَاقِ وَ فِی أَنفُسِهِم قول است مَا نَظَرتُ فِی شَیءٍ إِلَّا وَرَأَیتُ اللهَ فِیهِ همین معنی دارد که همه چیز آئینه معانی او شود و از همه چیز فائده و معرفت یابد۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الأَرضِ و از همه بیان که گفته شد یک گروه است

در خبا نگاه گفت علی ابن ابی طالب

در بیان این همه گروه است

دریغا این را مثالے گویم یعنی در چشم نظرے که از وچه نظاره روشن می شود که عین وجودات را ساعتے باهم ساختگی و تقشی که دارد عکس آن ذرات نقطه سیاه که در چشم است همه پیدا می آید ذرات که آئینه جمله وجودات است قوله سَنُرِیهِم گفتم و سه چهار بار باز گردیم آما سخن خواجه محمد واسع است رحمه الله ما رایت شیئاً الا رایت الله فیه او فرمود هیچ چیز را ندیدم مگر آن که خدای تعالی را در و دیدم مولانا فقیه معلم سخنے درستے می گوید در هر چیزے نظاره صنع اوست و نظاره توحید اوست ما رایت شیئاً الا رایت الله فیه درست آید و دیگر جمله موجودات آئینه اوست که در آن خدای تعالی را بیند چون چشم دل روشن گردد با صفا و جلا شود و هر چه بیند در و خدای تعالی را بیند و آنکه ترا در تو بیند مشکل آید این را بالا گفته ام بارے نظر بالا کن بین در وقت سخن ما فزود شود هم از خواجه محمد آمد ما رایت شیئاً الا رایت الله معه و ما رایت شیئاً الا و رایت الله قبله و ما رایت شیئاً الا رایت الله بعده لا همه معنی تراد فند اما بعبارت مختلف اگر شرح را می نویسم این مختصر دراز می شود و آن معنی که بالا گفته ام جامع بهمه آمده است۔ قوله سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الأَرضِ همان بیان وَإِن مِّن شَیءٍ إِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمدِهِ [illegible] معنی دیگر همه گویند اینجا هر چه در آسمان و زمین است بجز توحید و یگانگی او اشتغال می کند سبّح از سباحت گرفته اند [illegible] بے جواهر و لعل و لولو بدست آرند هم سخن بسیار است۔ الاختصار والاختصار

تمہید اصل رابع در معرفت نفس

اے عزیز بزرگوار گوش دار کہ خبر من عرف نفسہ فقد عرف ربہ را کہ پرسیدہ احوال مختلف نمی گذارد کہ ترتیب کتاب حاصل آید تا چہ کنم و اللہ غالب علی امرہ بعضے از معرفت نفس خود شنیدی در تمہیدہائے گذشتہ و بعضے در تمہید دہم گفتہ شود بتمامی۔ شمۂ و قدرے چنانکہ دہند و چنانکہ آید این جا گفتہ شود اے عزیز چوں مرید بدان مقام رسد کہ از شراب معرفت مست شود چوں بکمال مستی رسد و بنہایت انتہا رسد نفس محمد کہ لقد جاءکم رسول من انفسکم بروے جلوہ کند طوبیٰ لمن راٰنی و امن بی طراز روزگار روے سازد دولتے یابد کہ ورائے آن دولت دولتے دیگر نباشد ہر کہ معرفت نفس خود حاصل کرد معرفت نفس محمد حاصل کرد و ہر کہ معرفت نفس محمد حاصل کرد پاے ہمت ذر بساط معرفت ذات اللہ نہاد من راٰنی فقد راء الحق می گوید ہر کہ مرا دید خدا را دیدہ باشد

تمہید الرابع

قولہ علیہ السلام من عرف نفسہ فقد عرف ربہ قاضی عین من عرف نفسہ

اینجا بیان کردہ میں گفت ہر کرا معرفت نفس محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل آید چنیں چنیں اورا معرفت خدائے تعالیٰ حاصل شود محمد علیہ السلام را بیند و در محضر محمد علیہ السلام خدائے تعالیٰ را شناسد این سخن درست من راٰنی فقد راء الحق ای اللہ دو رکلام و اشارتے بکیفیت معرفت محمدیت قاضی در بیان عنایت معرفت زیادت آوردہ است

ہر کہ خود شناس نیست محمد شناس نیست پس خدائے شناس خود چگونہ باشد ۔ چون معرفت
نور محمد حاصل آید و بیعت اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ بستہ شود
کار این سالک . از دنیا و آخرت تمام شود اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ باوے گویند
نعمت معرفت تو کمالیت یافت بہ رسیدن و حاصل آمدن معرفت نفس محمدؐ کہ خاص
ہم بر تو نیست برائے عموم و شمول را آمدہ است. لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ
اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ بدین مرد سالک را شکر واجب آید

ف عارف خدا

قولہ ہر کہ خود شناس نیست محمد شناس نیست حقیقت انسانیت و احدیت مرتبۂ ذات
او گویند وحدت مرتبہ صفات و احدیت مرتبہ اسما . واحدیت در عالم لاہوت استعمال کنند و
وحدت را در عالم جبروت و واحدیت را در عالم ملکوت پس احدیت مطلق و وحدت اجمال واحدیت
تفصیل احدیت چون ذات آمد صرف وحدت اوست عالم اجمال و احدیت علم تفصیل چون محمد
علیہ السلام و آں شناسندہ یک نفس اند خود را شناخت محمد علیہ السلام را شناخت لَقَدۡ
جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ منشائے نفس و از نفس شما ست یعنے ہم از شما
است نفس محمد علیہ السلام و نفس عارف یکے باشد مِنۡ اَنۡفُسِکُمۡ مثل مِنۡ اَنۡفُسِکُمۡ
قولہ بستہ شود واین بیان دوم با بیان بالا ترقی ندارد ہماں بیان است بعبارت دیگر
محمد علیہ السلام با خدائے تعالیٰ یکے اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ آن کسانیکہ بیعت با محمد علیہ السلام
کردہ اند کردہ اند گویا خدائے تعالیٰ دست او دست او نبود و زبان او زبان او نبود محمد علیہ السلام
با خدا بود بلکہ خود بکل بود بلند تراز کجا رفت ہمان سخن بحقیقت یافت در بیعت عقد است
بدین نسبت می گویند کہ بستہ شود ہر آئینہ چوں با خدائے تعالیٰ یکے شوند اکمال دین ما شد
چگویند اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ **قولہ** لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ خدائے تعالیٰ منت نہاد بر مومنان کہ پیغمبرے را از نفس
ایشان بر ایشان فرستاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مِنۡ اَنۡفَسِہِمۡ خواندہ است خلاصہ ترین از خلاصگان آفریدہ است

ف خود

ف چہ گویند

شکر نتوان کرد از بہر وے شکر کنند معرفت رب مرد را چندان معرفت — د شکر شکر
دہند کہ در آن معرفت نہ عارف را شناسد نہ معروف را مگر ابو بکر صدیقؓ ازین
گفت العجز عن درک الادراک ادراک یعنے معرفت آن باشد
ہمگی عارف را بخورد تا عارف ادراک نتواند کرد کہ مدرک است یا نہ سبحان
من لم یجعل للخلق سبیلا الی معرفتہ الا بالعجز عن معرفتہ
ہیچ کس را راہ ندادند بمعرفت ذات بیچون او پس ہر کہ راہ معرفت او طلب
نفس حقیقت خود را آئینہ سازد و در ان آئینہ نگرد و نفس محمد را شناسد پس
نفس محمد را آئینہ سازد کہ رایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن

قولہ از بہر وے شکر کنند چون معرفت خدائے تعالی حاصل شود ہر آئینہ شکر گوید و
د مثل — شکر گزارند خود را خود شکر گوید قاضی می گوید چوں عارف بیند محمد علیہ السلام مستدل از نفس
بدین شکرے می آرند و شکر از وے می کنند یعنے خود را با خود می کنند قولہ چندان معنے ند
معرفت اسراریست و حقائقے است کہ بر آن مرد مطلع می شود پس گوئی معرفت سید
عارف با معروف یکے باشد عارف معروف باشد و معروف عارف گشت چندان
ن رفتن — د آن ہمہ بصفت ہاک وہاں رفتند تا یکے چند سخن دراز کنی ہر بار توحید می گرائی
د چکند — بکثرت می روی چند مسلمان بیان ہمی آید کہ از کثرت بوحدت آیند و از وحدت
گرایند قولہ مدرک است یا نہ معنے سخن این است کہ چیزے بدیہی بین الادراک
نتوانی از ان ادراک کہ خود را باز دارد معرفت عارف بدین رسد اگر خواہد او را شناسد
کہ شناسد قاضی در کدام باوید یا وہ نگردد اللّٰہم ادرکہ چنانکہ گویند القعد عاجز
د اصلا دائعن القعود — القعود ای عاجزاً احاداً تصادداً عن القعود قولہ سبحان من
للخلق سبیلاً الی معرفتہ کے راہ بدو ندارد مگر آن کہ آن پیش آید کہ عاجز شود از معرفت

اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ہر کہ در دنیا نابینا است از معرفت خدا
در آخرت نابینا است از رویت خدا از مصطفیٰ جاے دیگر بشنو کہ گفت یکے در
قیامت گوید یا رب ندا آید کہ مرا نخوان کہ تو در دنیا مرا شناختی لانك لم تعرفني
فی دار الدنیا پس در آخرت چگونہ شناسی -

ن شد — اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یگانگی و اتحاد باشد امروز چہ آنچنان باشد کہ ہر کہ امروز با معرفت فردا بارویت
باشد رویت شرکت در شرکت است معرفت کذلک محبت کذلک بعد ثبوت وحدت مساغ
سخن است کہ تو زبان درازی میکنی آرے رسم کار براین آمدہ است کہ چون در اخبار شنیدند

ن شیخون — الحدیث شیخون درمیان سخن از ہر جنس آرند قولہ ہر کہ امروز با معرفت است ازین معرفت کدام

ن یا معرفت کماہی — معرفت مرادست معرفت مائی کہ طلب مجہول مطلق روا نیست یا معرفت راوئی کماہی ہی اگر ازان
معرفت مراد جملہ مومنان و علمائے معرفت دارند چنانکہ برین وعدہ رفتہ است ہر آئینہ ہمہ را رویت
باشد اما معرفت خاصہ او ازین ورطہ کار بیشتر بردہ است اما ہمہ وقت نظارۂ خود از دیدار خود
اورا با معرفت و رویت جمع دارد قولہ کہ تو مرا در دنیا نشناختی آنکہ در دنیا خداے تعالیٰ را نشناخت
در آخرت نیز نشناسد زیرا چہ دنیا و آخرت ہر دو بر مثال دو خواہر اند از یک مادر و پدر زاد
یکے بزرگ و یکے خورد البتہ ہر یکے را با دیگرے نسبت درست ہست این فانی ازان باقی
قسمتے و نسبتے آوردہ است آنکہ بآن فنا ہم روے بقامی نماید و صورت وجود پیدا کردہ است
فعلی ہذا ہر کہ چیزے این جا یافت در آن جا یابد تا آن کہ گفت اند الدنیا المزرعۃ العقبیٰ

ن جنت — گویند راحت را فراغت نام کردہ اند المجاز قنطرۃ الحقیقۃ گویند مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ
اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی ہمین معنی است ازین اعمیٰ بصر مراد یا بصیرت مراد است آہ
دلے کہ این جا کور شدہ بود این کور مردار را باز بصیرت نیست ہم ہچنان کور مردار برکنند و اگر چشم

و بباید — و معرفت باشد عذاب بر دمحقق نشود د آن دلے است کہ حبیش شہو۔ جہان قدسی چنانکہ نیاز

نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم ہمیں معنی دارد ہر کہ نفس خود را فراموش کند او را فراموش کردہ باشد ہر کہ نفس خود را یاد دارد او را یاد آوردہ باشد من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ومن عجز عن معرفۃ نفسہ فاجزی ان یعجز عن معرفۃ ربہ سعادت آید در معرفت مربستہ اند بقدر معرفت خود ہر یک را از سعادت نصیب خواہد بود ومعرفت خدائے تعالیٰ این سہ نوع است یکے معرفت ذات دویم معرفت صفات وسیوم معرفت افعال واحکام خدا اما اے عزیز ترا معرفت افعال اللہ واحکام از معرفت نفس خود حاصل شود کہ وفی انفسکم افلا تبصرون سنریھم اٰیٰتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم ہر کرا معرفت نفس خود کامل تر معرفت افعال خدا

ز برسہ

دیدن آن دل را مرگ نیست حشر ہم نباشد شنیدی از مردمان عوام ہرین زیارتہا بروند بگویند سرہا خفتہ دلہا بیدار است یعنے دل مردہ زندہ است واگر او مردہ است قابل حیات نیست انکہ گوید ان ھی الا حیوتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین اگر ایشان را دلے زندہ باشد این سخن گویند نہ آن کہ بکلی مردہ است ہمہ بر مردار ئ خویش ماند قولہ نسوا اللہ فانسٰھم ایشان نفوس خویش را ہمان نسیان خدائے تعالیٰ بود نفوس ایشان را نسوا اللہ فراموش کردن خدائے تعالیٰ چہ باشد یعنے فراموش کرد خدائے تعالےٰ نفس ایشان را قولہ فاجزی ان یعجزہ عن معرفتہ ہدایت معرفت نفس معرفت بدیہی ومعرفت رب معرفت کسے آن کہ او معرفت بدیہی ندارد معرفت کسے کے حاصل توان کرد قولہ از معرفت نفس خود حاصل شود چنانکہ متکلمان گفتہ اند کہ افعال حادث را مثال سازند بر افعال قدیم دیا آن کہ چنان کہ تو باختیار خویش چیزے میکنی او ہم باختیار سکیند تا آن کہ طریقہ یونانیان کہ او خواہد از وی این آید آن حرکت وسکنے کہ از نفس مردم می زاید آن ہمہ بحکم طبیعت اوست از این جا معلوم شود کہ افعال او با قتضائے ذات اوست ودیگر تو در افعال واعمال خویش مشاہد خالق خود باشی افعال واعمال تو بعمل وفعل او باشد

کامل‌تر معرفت صفات خداے تعالیٰ ان گاه حاصل آید که معرفت[۱۸] نفس محمد[۱۸] که لقد جاءکم رسول من انفسکم حاصل آید و معرفت[۱۹] ذات او تعالیٰ کرا زهره آن باشد که خود گوید تفکروا فی آلاء الله ولا تفکروا فی ذات الله جز برمز معرفت خداے حرام[۲۰] است شرح کردن اے عزیز بدان که افعال خداے تعالیٰ دو قسم است ملک و ملکوت یعنے این جهان و آن جهان و هرچه درین جهان است ملک خوانند

این جا افعال او بشناسی تو آینے درمیانی در مظهر تو هرچه می کند او می کند چنانکه یکے گفته است افنا کالباب لا تحرک الا اذا تحرکت درین بیان یک نظاره است که هرچه می کند بمظهر تو آلات تو اما تو مباشر او مباشر نیست قوله معرفت[۱۸] نفس محمد علیه السلام مظهر صفت است هر صفتے فی الجمله معنی او را مناسبت است بمعنی که او را موافقت است او تجلی می کند چون محمد علیه السلام را شناختی معرفت صفات شد محمد علیه السلام بشکل معنی صفت رحمت بدان وما ارسلناک الا رحمة للعالمین حضرت کند شخصے خواب بیند که عورتے او را شکر ده وهر معبر تعبیر کند از دنیا شی چیزے برسد آرے او رسید دنیا را خداوند تعالیٰ بمثابه عورت وشکر کرده نمود محمد علیه السلام والذین معه صورت رحمت اند صفت رحمت است که بدیشان متمثل شده است قوله[۱۹] و معرفت ذات کرا زهره باشد اے قاضی معرفت ذات حاصل اما ادراک ذات حاصل نه بزرگ وردے است علینا حجاب است کثیف پرده ایست تاریک مانعے که حجاب ذات او جلال ذات او ست قدرت امکان نے که آن حجاب را زجهان برگیرد اگر کسے گوید او برگیرد من گویم ان الله لا یوصف بالمحال قوله حرام[۲۰] است شرح کردن تا قاضی بگوید شرح کردن حرام است گمان میرود اطلاعے هست اما گفتار دماغ نیست مرو حمل قابل اطلاع نیست۔

> اشهد ان الله علی ا نعم ؛ کضفدع یسکن فی الیم
> ان هی فاهت ملیت ما الحا ؛ وان سکتت ماتت من الغم

و هرچه در آن جهان است ملکوت خوانند و هرچه جز این[21] جهان و آن جهان باشد جبروت
گویند تا ملک را نشناسی و وا پس نگذاری بملکوت نرسی و تا ملکوت را نشناسی و وا پس
نگذاری بجبروت نرسی و خدای تبارک را در هر عالمے ازین عالمها سه گانه خزینها[22]

غوک خواست که از دریا خبرے دهد سر از دریا برون کشید فریاد برآورد اما درون دریا قابل گفتار نیست

قوله[21] یعنی آنجهان و این جهان ایها الهمدانی هرچه ترا در خاطر می آید بغیر ضبط و ربط در بیان می آری الغرض
سخن مضبوط گویم ملک است و ملکوت است و جبروت است و لاهوت ملک عبارت از عالم شهادت
است این را ناسوت هم گویند یعنی ظاهر که قوی مبنی اشیاے وجود است و کائنات که هستند ملکوت
باطن آن ملک است بدانچه این ملک بدان قایم است که آن ملکوت است این از عالم علوی است آن [illegible]
ربط داده اند که این بدان مانده است جبروت آنچه هر سه جمع آید هر سه را یک جا جمع کنند جبروت
نام نهند لاهوت خلاصة اللطف لطائف از عالم الهی و الوهیت چنانکه شیر و دوغ و مسکه و جغرات
و روغن مثال دوغ ملک است و مثال مسکه ملکوت مثال جغرات جبروت است و مثال روغن
لاهوت و این هر سه بیکدیگر مقبض اند هیچ یکے از دیگرے خالی نیست در دوغ قسم روغن هست در
مسکه خود ظاهر تر روغن خلاصهٔ خلاصه این هر سه در جغرات جمع اند دوغ همچو ملک مسکه همچو ملکوت
روغن همچو لاهوت جغرات جبروت است جوز هم همین مثال دارد پوست او مثال ملک مغزے
که درون دارد او را هم پوستے است آن مثال مسکه و روغن که درمیان اوست آن مثال لاهوت
و آن جوز با تمام خویش پوست و مغز و مغز مغز عبارت از جبروت است آمدیم بر بیان سخن
قاضی می گوید ملک یعنی اول مرتبه جهان است از [illegible] بملکوت رسند یعنی بر باطن اطلاع یا شد
ازین ترقی کنند بجبروت رسند تا که ملکوت بلاهوت ترقی کنند [illegible] نیست که مادام صاحب
دولت باشد که او را تعین تشخیص اطلاع [illegible] اگر ملک بلاهوت
نسبتے نبودے هیچ یکے را با ملک تیلا نبودے **قوله**[22] خزینهاست یعنی هر یکے جهانے عالمے تا که رسد

صاحب

است که وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ولیکن ہر کسے نداند اے عزیز بجلال و قدرت لم یزل که چندان[۲۳] سلوک می باید کرد که از ملک بملکوت رسی و از ملکوت[۲۴] اسفل چندان سلوک باید کرد تا بملکوت اعلیٰ رسی پس آنگاه سلوک باید کرد که تا جمال این آیت بتو روے نماید. فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ درین مقام جمال[۲۵] خالق ملکوت را بیند عرف ربه[۲۶] ازاروے نموده اما عرف ربه

ن بجلال و قدر.

وکدام محرم باشد تا برین خزینه اطلاع یابد معنی دیگر یعنے ہر یکے خزینۂ خداست عزوجل او را ہم در ملک یابی و ہم در جبروت و لاہوت و لاہوت است معنی لاہوت میدانی که چیست لاہوت جہانے است جز خدائے تعالیٰ نیست دایم اللہ خو و جزاو نیست اما علمے پیش افتد که صورت و شکل و جہت و سمت و عادت و رسم و حق و ناحق و کذب و صدق ندارد و جہانیست جہان نے قوله[۲۳] چندان سلوک می باید کرد که این چندان ہم چندان نہایتے ندارد قسم و تاکید شاید که قابل بجند براے تحقیق فہم سامع و حسن اصغاے او و تحقق تصمیم عزم او سخن ہمیں قدر است که تا البته سلوک بشرط آن نکنی از ملک بملکوت نرسی و شرط لفظے شامل و جامع است قوله[۲۴] از ملکوت اسفل ملکوت اعلیٰ گفته ام ملکوت کل شیے باطنه در عالم سفل ہم ملکوت ہست و در عالم علو این باطنے و ظاہرے وارد و او ہم ظاہرے و باطنے ظاہر این در غایت کسافت و غلیظ و باطن این در نہایت رقت و قلت ظاہر آن عالم روشن و صاف و منور چنین که باطن او از روے ظاہر او نموده است با این ہمه باطن است دو ئی دارد که بداں تمام اطلاع نمی شود قوله[۲۵] جمال خالق ملکوت را بیند می گوید بیدهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ بید او بدست او و باطن ہر چیزے است ہر رابطه که ہست آن نسبت بدو دارد ہمه در قبضۂ اوست و ہم شمار نیست بازگشت گر جز بدو فعلے ہذا اطلاع بر باطن ہر چیزے شہود او که بازگشت او بخداوند است تعالیٰ پس اطلاع بر باطن اطلاع بر تو شد که ہمه بواطن را نسبت بدو دارد قامی ہم ہی لطیفه می گوید قوله[۲۶] عرف ربه یعنے اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ

اے لاہو الاہو

دے جہانے

ن و ہمه در شمار.

ے بدو

تمام نباشد تا از[27] پردہ ربوبیت بہ پردۂ جمال الوہیت نرسد و از پردۂ الہیت بہ پردۂ عزت نرسد و از پردۂ عزت بہ پردۂ عظمت نرسد و از پردۂ عظمت بہ پردۂ کبریا نرسد چون در پردہ کبریا اللہ رسد دنیا و آخرت محو بیند کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ با او گوید انظر الی وجہ اللہ تعالیٰ ہمہ وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ باشد اینجا ہیچ از عارف نماندہ باشد و معرفت نیز محو شدہ باشد ہمہ معروف باشد اَلَا اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ہمیں می گوید درین مقام یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ یکے نماید[30] پس این[31] نقطہ خود را بر صحرا

ہمانست کہ عارف دیدہ واگفتہ ام قولہ[27] تا از پردۂ ربوبیت چند پردہ را قاضی می آرد و آن اعتبار است و ہر پردہ را نامے است کہ کبریائی جلال است و جلال کبریا است عظمت عزت است و عزت عظمت زیرا کہ بَیْنَهُمَا تلازم کلی است تا از صفات جمال و جلال نگذری محو ذات نشوی قولہ[28] کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ یعنے او جیست کہ ہمہ راہبین عیان در عرض فنائے حقیقی بینی و جز خدائے تعالیٰ را حق ندانی بقائے وجہ ربک این جا روے نماید بدان حسن و جمالے کہ آن وجہ دارد و ازین وجہ روشن می شود کہ این وجہ را دو روہست دانی کہ وجہ منہ الیہ و وجہ منہ اسلے وجہہ الکریم آن کہ بسوے اوست آن فانی و آن کہ از وبسوے کریم او باقی است تحفہ دیگر این ست در ہر چہ فنا از ناوابد در صدر بقا قولہ[29] اَلَا اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ بدان کہ کارہاے باز می گردد مگر سوے خدائے تعالیٰ ہر کارے کہ کنیم و کردیم آن ہمہ بخدائے تعالیٰ باز می گردد یعنی بدین باز می گردد کہ او می کند۔ قولہ[30] یکے نماید ہر آئینہ چون بدو محقق و بین شد یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ یکے شد ند فانی بفنائے خود رفت و باقی ببقائے خود ماند ضرورت یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ یکے باشد قولہ[31] پس این نکتہ گفتہ ام این صورت فانی بفنائے خود رفت و آن باقی ببقائے خود ماندہ است سالک نماند ہمہ خدائے تعالیٰ ماند این جا بایزید رضی اللہ عنہ بنیابت خدائے تعالیٰ ہمچنیں فرماید سبحانی ما اعظم شانی و بی تیزلو ... جبہ ... ہمیں ... است

جبروت جلوہ دہد حسین حلاج جز انا الحق و بایزید جز سبحانی دگر چہ گوید اینجا سالک شیخ نبود خالق تعالی
ورای این مقام چہ مقام باشد و بالاتر این دولت کدام دولت بود و از برای عذر
اوندا در ملک و ملکوت در دہند کہ وَ اِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا[۳۲] اَمْثَالَهُمْ تَبْدِیْلاً
دریغا[۳۳] ای عزیز چہ شنوی و اگر نہ[۳۴] آنستی کہ ہنوز وقت زیر و زبر شدن بشریت نیست

ز خطای باحسین منصور در بیان انا الحق ہمین معنی است و ہر کہ جز این گمانی برد وی و حکایتی کردہ باشد
وا ورا از حقیقت خبری نبودہ باشد بیت

چشمی دارم ہمہ پر از صورت دوست ❊ با دیدہ مرا خوش است چون دوست دروست
از دیدہ و دوست فرق کردن نہ نکوست ❊ یا اوست بجای دیدہ یا دیدہ خود اوست

اشال گفتار بایزید و جنید و حسین رضی اللہ عنہم بیانی دیگر کنند یعنی عکس انوار لاہوت بر آئینہ دل
متجلی گشت آن را در خود شاہد یافت و بس غلبہ شوق و شہود در خور این کلمہ بزبانش رود یا سبحانی و یا
ز گفتہ اند انا الحق و لیس فی جبتی سوی اللہ بدین معنی ہم گفتار نظم

دل در رہ وصل تو نبوید چکنند ❊ جان دولت وصل تو نجوید چکنند
ہر گاہ کہ برآئینہ تابد خورشید ❊ آئینہ انا الشمس نہ گوید چکنند

قولہ[۳۲] بَدَّلْنَا اَمْثَالَهُمْ تَبْدِیْلاً یعنی اگر خواہیم ایشان را بگردانم ہر انچہ بودہ اند ہم بدان باز آریم
بیت. تو اوشنوی گر شود معلومت ❊ آن روز کہ تو نبودہ او بودی -
قولہ دریغا[۳۳] کہ این دریغا بر محل تمنا و دریغا بر فوت چیزیکہ البتہ بدست نمی آید و یا حسرت
تمام چنانکہ افسوس گویند قولہ[۳۴] اگر نہ آنستی کہ ہنوز زیر و زبر شدن بشریت نیست۔
ہمان کہ گفتم در معنی بَدَّلْنَا اَمْثَالَهُمْ تَبْدِیْلاً از آن کہ زیر او زیر است و زیر او زبر چنانکہ
ز است زیر شریعت است عین حقیقت و آن کہ زیر شریعت است آن نیز حقیقت است زیر او زبر شود و او
زیر شود و او زیر باشد زیر او و زبر او باشد و آنکہ می گوید مغلوب شو و نیکو می گوید مسلوب نیست مغلوب آ

والا بیم آن است که حقیقت این معنی شریعت را مغلوب کند دریغا اے عزیز شنیدی که وَاِذَا اٰتَیۡنَا جَآءَ لَنَا اٰمَنَّا لَہُمۡ تَبۡدِیۡلًا[۳۵] چه معنی دارد یک ساعت مرا باش دانی که تبدیل چه بود نور الله که باشد که بر نهاد بنده پیدا آید هر چیزی که رسد تا بد از مرد چندان نماید که خود را باخود بیند بَلۡ نَقۡذِفُ[۳۸] بِالۡحَقِّ عَلَی الۡبَاطِلِ فَیَدۡمَغُہٗ فَاِذَا ھُوَ اِذَا ھِیَ زرشے[۳۹] کیمیا گری از کجا تا کجا فَہُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ نور با نور شود نار از میان برخیزد که چون شعاع آفتاب بتابد و محیط ستارگان آید ستارگان[۴۰] را حکمے نماند این جا سالک مراد خود را همه مراد ے در بازد و دیدهٔ خود را همه دیده

شئے بصفتے روے نموده بوصفت دیگر غالب آمد بوے، وگر روئے نمود معنی دیگر مغلوب شود یعنی بواده حقیقت به ثبوت توانی و تجدد تجلی کند ضرة آدم بجوا حقیقت او را در حطے و محطے و رفعے و وضعے کند هر آئینه غالبے که او را برین تغلبات میدارد۔ **قوله** دانی تَبۡدِیۡلًا[۳۵] چه باشد بیانے که گفتیم درین هر دو توان تو فکر صائب بکن و لعمری قاضی عامیانه و بتدریانه گفته است و ما سخنے بحقیقت گفته ایم و اگر چه خواهیم گفتار قاضی را بر بیان خود آریم هم می آید۔ **قوله**[۳۶] بر نهاد بنده پیدا آید نه آنکه خارج بعید مباین ابو حادث فانی پیدا آید نقدے که با اوست همه با او تجلی کند پیدا آمدن این نور قاضی درجات و مراتب نهاده است متوالی آید و مستدیم ماند تا او را نو بستاند یعنی آنکه او خود را بوهم خود وجودے و شهودے تصوری کرد و آنچه با وے بود وهم بر وے پیدا آید۔ **قوله**[۳۷] چندان نماید نمیدانم این چندان بر زبان گفته است این چندان نیست این چندان نیست این چندان است **قوله**[۳۸] بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ چون حق حقیقت خویش پیدا آید باطل هر آئینه برطلان .. فَاِذَا ھُوَ ذَاھِقٌ خود رونده است او را وجودے نبود حاجت نیست که می گویم حق آمد بعد آن او رفت و همے میش نبوده است نعت زهوق حقیقت اوست **قوله**[۳۹] زرشے کیمیا گری قاضی کیمیا گری گفته است چیزے را بچیزے دیگر برند مثلاً مس را زر سازند یعنی عزه کنند اما سخن ما درین است بوده را نابوده و بوده نابوده **قوله**[۴۰]

دربازدتا ہمہ دیدہ شود ابوالعباس قصاب درسماع پیوستہ این بیتہا گفتی **رباعی**

در دیدۂ دیدہ دیدہ بنہادیم ❊ وانرا زرہ دیدہ غذا می دادیم

تاگہ بسر کوے کمال افتادیم ❊ از دیدہ و دیدنی کنون آزادیم

ز دیدہا غذاے دادیم

رباعی

رو دیدہ بہ بند تا دلت دیدہ شود ❊ زان دیدہ جہان دگرت دیدہ شود

گر دیدہ و دل بذکر حق باز کنی ❊ بر پشت فلک انچہ بود دیدہ شود

رباعی

در دیدۂ دیدہ دیدۂ می باید ❊ دامن ز جہاں کشیدۂ می باید

تو دیدہ نداری کہ بہ بینی اورا ❊ عالم ہمہ اوست دیدۂ می باید

اے عزیز مناظر قالب بینی کہ با دل چہ می گوید از بھر آنکہ قالب چہ می داند کہ دل راچہ افتادہ است کہ بیشتر آنست کہ دل بر قالب بپوشاند و دل قالب را

بنماند — ستارگان را جلے بنماید آرے ستارگان باشند امانماید ایشان ہستند و نور دارند و نور ایشان با نور آفتاب یکے شدہ و جلاش تافتہ بدان ستارگان ہمہ را قیاس نکنی کہ او خود نورے دارد۔ **قولہ** در دیدۂ دیدہ حاصل ہر دو بیت چیزے کہ دیدہ شدہ بود جہاں را بدیدہ دیدیم آن دید و بدیدۂ خود آسودہ و از نیک و بد جہاں بیالہ **قولہ** مناظرہ قالب آن مناظرہ بچہ ماند چنانچہ شاعر مقالت و تیرو قلم و امثال آن می نویسد یعنی حالت آن دو صفت و آن دو این حکایت می کند بزبان حال این می گوید قالب با دل **قولہ** بیشتر آنست کہ دل بر قالب پوشاند قالب با دل می گوید ترا چہ افتادہ است کہ بالیکے چنیں و چنیں است و تو شوخی کنی و از من بگذری و این سوگرانی و می گوید اے دل بچہ زہرہ از طرف قالب خطاب مر قلب را اے دل بچہ زہرہ و اے آخرہ ہم مانند این ہست **بیت**

با دل گفتم مرا مبر بر در او ❊ کو محتشم است من ندارم سر او

ن: میدہم

چہ جواب گوید گوش دار رباعی

اے دل بچہ زہرہ خواستی یارے را ❊ کو چوں تو ہلاک کرد بسیارے را
دل گفت کہ تا ہمی شوم یکتائے ❊ این خواستم از بہر چنین کارے را

این سخن خود در جہاں کہ داند الا محرمانِ انس الہیت کہ از اوصاف بشریت باوصاف الہیت رسیدہ باشند وحقیقت ایشاں با بشریت این بیت ہا می گوید رباعی

دل گفت کہ این حدیث بیہودہ مگو ❊ یا در براو کشند با بر در او

دیگر ہم ہست بیت

با دل گفتم کہ راز با یار مگو ❊ زین بیش حدیث عشق زنہار مگو
دل گفت کہ این سخن دگر بار مگو ❊ جاں را بلا بسیار و بسیار مگو

این سخن عشق بازی با بیان حقیقت نسبتے ندارد واما محبان محقق عارفان عاشق با ہمہ معرفت وبا ہمہ اطلاع دقایق اسرار نقطۂ محبت بر سویدائے دل ایشان از لا وابدا منتقش است ہم برآں می آرند ہماں می کنند چنانکہ صاحب سوانح شیخ احمد غزالی رحمتہ اللہ ما وتابعان ایشان قاضی این رباعی را بر بیان حقیقت این چنین آرند واین مقالت را بر حقیقت برین صفت بیان کنند کہ این وجود وہمی را در خزانہ خیال خود صورتے منقش کن وا و را بیانے وکلامے واطلاعے دہ در ہم خویش حقیقت را با وے مقابلہ کن حال چہ آمد گوئی او چنین می گوید من وجودے دارم اُو مرا چرا فانی

ن: تو

وزایدے مید اری او می گوید ترا حقیقتے نیست ہمہ خیال محض ترا حقیقتے ومعنی با خود نیست قولہ باوصاف الوہیت اشارت باتصاف تخلق می کند ما سخن در فنا در تا گفتہ ایم قاضی ما اضطرا در کار بسیار دارد واگر ما را رابطہ کلام بدست نباشد بیان سخن قاضی نیک مشکل باشد۔

قولہ محرمان انس یعنے عمرے در مقام انس بسر بردہ باشد وانس بر ایشان غالب شدہ باشد وہر دقیقہ وخفیہ اطلاعے شود کہ اگر معشوق خواہد کہ چیزے از خفیہ ودقیقہ از عاشق نہاں دارد نتواند

ن: وتا آنکہ ہر دقیقہ

درعشق حدیث آدم و حوا نیست ❊ اے ہر کہ از آدم است واز ما نیست

ما را گویند این سخن زیبا نیست ❊ خورشید نہ مجرم ار کسے بینا نیست

زیادہ ازین ساعت نمی توان گفت بعد ما کہ جملہ تمہیدہائے خود بیان من عرف

نفسہ فقد عرف ربہ آمد است نیک طلب می کن و باز می یاب و نگ

می دار و از من شنیدہ می باش تا دانی۔

کہ او خود مطلع شدہ است موسیٰ علیہ السلام را برہنہ کردہ اند بہ بنی اسرائیل نمودہ محمد علیہ السلام

را برہنہ کردہ اند بقریش نمودہ اکنون این عاشق معشوقہ را برین صفت دیدہ است بعزت

یگانگی او این سخن نخواہم گفت لاحول ولاقوۃ الا باللہ قولہ آدم و حوا نیست۔ د گفتن

آدم علیہ السلام و حوا در فضاے الوہیت از کرہ ار صورتے بربست او را ازاں نام نہادہ

ہماں آب ست کہ بربستہ است آں ژالہ کہ گداختہ است ہماں آب بود ہم بدان بان

است حوا و آدم علیہ السلام صورتے بیش درمیانہ نمودہ اند لاحول ولاقوۃ الا

باللہ حالتے برسری آر دمی خواہم چند سخنے بگویم ہلہ خواجہ دستگیر ما باش وقتے چند بیتے گفتہ بو

مناسب این مقام است **بیت**۔

معشوقۂ ما ز نسل آدم نیست ❊ حور است فرشتہ یا خود آن ہم نیست

روح قدس است روح روح است ❊ نورے متمثل است مجسم نیست

در وصف چگونگی و چونی ❊ جز نقطۂ سر اعظم نیست

خال و لبا و شب است و روز است ❊ دیدی شب و روز را فراہم نیست

شادی ز پس غمش غم از پس او ست ❊ ہر یک ز دگر جدا و با ہم نیست

ما را ہمہ غم است شادی نیست ❊ او را ہمہ خرمی است غم نیست

تمہید اصل خامس در بیان علم و عرفان

اے عزیز مصطفیٰ ﷺ گفت طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ جاے دیگر گفت اطلبوا العلم ولو بالصین طلب علم فریضہ است طلب باید کردن اگر خود بچین و ماچین باید رفتن براے این علم صٓ بحر مکہ است کہ کان عرشہ علی الماء عرش الرحمٰن حین لا اللیل و النہار و الارض و السما کدام مکہ اول ما خلق اللہ نوری

تمہید اصل الخامس

قولہ طلب العلم فریضۃ و اطلبوا العلم ولو بالصین اطلبوا امر است فریضہ باشد و فریضہ صریح بدوست ولو بالصین اگرچہ حصول علم بمناسبات شدید و مسافرات بعید حاصل شود ہم بر مرد مومن طلب علم فریضہ باشد۔ قولہ این علم صاد صین با صاد است اگر علم صاد است عنایتے کردہ است از آیہ کلام اللہ کتاب اللہ ص و القرآن ذی الذکر و اگر صین است در حدیث آمدہ است ولو بالصین این سین بتشخیصے و تعینے در عنایت خویش می کند یعنے اور البحرے تصور کن کہ بحر را عبارت ازین کنند وکان عرشہ علی الماء وکان الرب فی عماء این علم درین بحر مثال بعضے و جزوے است۔ قولہ بحر مکہ است مکہ را سرۃ الارض گویند و این جہان را قرار بداں نور است کہ گفتہ است اول ما خلق اللہ نوری اول ما ظہر اللہ فی خلقہ نوری این علم را دراں دریا جویند و ازین دریا قطرہ است ہمی نام دریا یابد و با دریایکے باشد قاضی این جا نیکو مثالے خوب گفتہ است ... بیان نہادہ اے عزیز تحقیق بدانی ہرچند حقایق و معارف اکشادہ تر اند مشکل تر شود میدانی ازین سخن ہم فائدہ حسن سخنے باشد کہ می گوید بیت

تا دل تو از عوایق شستہ نشود کہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ دل پر از نور علم و نور معرفت اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ منور نباشد علم چنین علم صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ است قرآن در ارض کہ آمد تو نیز مکی شو تا تو نیز عربی باشی کہ من اسلم فهو عربی و قلب المومن عربی اکنون اے عزیز علم بر دو نوع است یکے آن ست کہ بدانی رضا و ارادت او در چیست و دوم آنکہ سخط و غضب او در چہ آنچہ مامور باشد

نسخہ: سلایق

نسخہ: صین

غیر نقش غیر در جہاں نگذاشت ⁂ لاجرم عین جملہ اشیا شد

ولیکن ہیچ کس فہم نکرد **قولہ** تا دل تو از علایق چنانستے کہ کسے از قاضی می پرسید کہ تحصیل این دولت و فوز این برکت بکدام رہ و بکدام سلوک دہد قاضی مرد مرشد رہ سلوک می نماید و مختصر کردہ می گوید تا دل تو از علایق شستہ نشود یعنے ہر چہ ماسوی اللہ تصور کن بیان حکیم برائے بیان ماسوا اگر جزئیات او بیان کنم شاید مجلدات شود این بدان حق نقطۂ و حقائق ہمہ وجودات است فلیتحد بها فلیتحد معها ان کنت نقدر علیها **قولہ** اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ دو احتمال میر و غسل دران علایق عبارت از شرح صدر است دوم بعد تہذیب اخلاق و تصفیہ دین دولت دست دہد کہ شرح صدر او کنند دل او را کشادہ کنند انچنان انوار الوہیت در آن گنجد این دل را عرش الرحمن نامند فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ محقق تر باشد او مستعلی باشد بر نور قادر باشد مسیطر باشد **قولہ** تو نیز یکے شو چون وحدانیت و فردانیت آمد کا کا ہندی با امام قریشی بیک مقعد جلوس فرمود ہر دو با ہم یکے گشتند اکنون ہر یکے عربی شد قلب المومن عربی گشت و ہر کہ بہ تحقیق ایمان رسید او با محمد عربی ہمدم و ہمقدم شد یکے بشنو گمان میبری کہ بابل ارض سحر است و مکہ زمین تعبد نہ این جا ہمہ یکے آمیختہ اند اسمے و رسمے درمیان نماندہ است من و تو رفتہ ایم خود چہ رویم نہ ایم نبودہ ایم **قولہ** علم بر دو نوع است قاضی علم بر دو نوع کرد یکے علم شرائع دوم علم حقایق تحقیق علم شرایع فرمود انچہ مامور و منہی است بدانی یکے مامور باشی

نسخہ: آن چنانکہ انوار

نسخہ: فردانیت بدرستی آمد

درعمل آری و آنچه منهی باشد ترک کنی پس هر علم[8] که نه این صفت دارد حجاب[9] باشد میان مرد و میان معلوم زیراکه حدِ علم این است که معرفت معلوم علیٰ ما هو به باشد چه گوئی[10] ذات و صفات خدائے تعالیٰ در علم آید یا نه بلکه جز بتخلق علم الٰہی[11] حاصل نه شود که تخلقوا باخلاق[ن] الله نصیبے از قطرهٔ که قطرت قطرة فی فمی فعلمت بها علم الاولین والاخرین در دهن دل او چکانند یا اٰتَیْنٰہُ[12] رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا پدید آید

واز دیگر منهی اینجا معلوم شد ارادت و رضا در چیست و غضب و سخط در چه رضا و ارادت در امر و سخط و غضب در نهی قاضی اینجا یک سخن از مذهب برون افتاده است می گوید ارادت و رضا دیگر داشته است دیکے نه اند بر فهم اهل تحقیق رضا. دیگر ارادت دیگر ارادت هم در منهی باشد هم در مامور اما رضا نه باشد مگر در مامور قوله پس علم[8] نه این حقیقت دارد یعنی اگر این علم باستسلام و انقیاد نیارد حجاب باشد و یا سبب حجاب باشد. اگر بعمل آرد حجاب باشد اما شاید سبب رفع حجاب شود این طریق را شناسد سلوک را باید بر حسب آن قدمے نهد سیرے کند محتمل که رفع حجاب شود اما او خود بے شبه حجاب است اما سبب میتواند که شود قوله حجاب[9] باشد میان علم مرد و میان معلوم یعنی معلوم او سلوک بود و سیر و عرفان طریق بود اگر این علم بدین عمل نداشت و هم بوهم مشغول شد چنانکه دیده که ره چنین و سلوک چنین گویند و کار نکند این علم مر این عالم را میان معلوم حجاب شد قوله چگوئی[10] سوال از امر امکان آن و جواب بر حسب آن معنی هست ممکن شخصے بمعرفت الٰہی رسد جواب میگوید آرے شود و بر حسب وسع طالب و امکان چون تخلق باخلاق شد و اتصاف بصفات ذات شد شیئًا مائی از علم آنکه بے جهت و بے کمیت و بے کیفیت و نقطهٔ وحدت است شئ مائی معلوم شد سوال قاضی و بلے قاضی هم برین مرتبه است. قوله علم الٰہی[11] نصیبے از قطره الی آخر ما نظره آرے الٰہی است و الٰہیات تجزیه و تقسیم ندارد و هر که قطره در کامش چکانیدند تو بدان که دل او معدن اسرار منبع انوار الٰہی شد چه بآن دریا یکے گشته است گفتم آن دریا تقسیم و تجزیه ندارد و علم الاولین و آخرین گفته ام و همین که خیال[ن] است که در دل تو ممکن شده است و اولین و آخرین در آن قطره گم شدند علم این حاصل شد ایشان متوهم و متخیل بوده اند گمان داشتم که مگر وجودے دارند و مائیم و ایشان نه چون این علم

[ن] از قطره آنست که قطره آ...

[ن] و همه خیال...

[ن] باخلاق الله

ان من العلم[13] کھیئۃ المکنون لا یعلمہ الا العلماء باللہ این باشد کہ آن را لدنی[14] خوانند این علم خدا باشد بر ہمہ خلق پوشیدہ باشد و مؤدب[15] این علم خدا باشد ادبنی ربی فاحسن تادیبی معلم این علم الرحمٰن[16] علم القرآن است اے عزیز بدانکہ مصطفیٰ می گوید۔ بنی الاسلام[17] علی خمسۃ و ایمان را پنج دیوار پدید کردہ است اسلام چیست و ایمان کدام ست

محقق شد نہ ما ماندیم نہ ایشاں ہمہ دریا بوجود و قرار خویش یافتہ است قولہ[12] آتیناہ رحمۃ کدام رحمت ازین نافع و کدام رحمت ازین رایج ترکہ علم اولین و آخرین بدامن دل او بربستند و علمناہ من لدنا علما چو برافعال مطلع شد علمے کہ او دارد خاصۃ بر آں وقوف یافت ہمیں عبارت از علمناہ من لدنا علما عبارت ہم ازین است قولہ[13] ان من العلم او تعالیٰ در حجاب عزت در پردہ غیرت لا یطلع احد الا ہو تعالیٰ چوں آں روزنہ با او یکے شد از و از خود چیزے یافت علما باللہ ہمیں کس است کہ خبر یافت ہمیں علم باللہ است۔ قولہ[14] لدنی خوانند عند و لدن نزدیک یعنی علمے کہ مخصوص بحضرت است بداں عالم گردد قولہ[15] مؤدب این علم یعنی معلم این علم قاضی برائے تطبیق حدیث ادبنی مؤدب میگردد۔ اگرنہ محل نفظ تادیب نیست ادب ہمیں آمد او را بر جفائے او اطلاع شد بداں ماند کہ گوئی مولانا حفص کودکے را پیش می دارند چیزے بترغیب چیزے بترہیب او را بر علم واقف می کند۔ قولہ[16] الرحمٰن علم القرآن آرے اگر عنایت ازلی رحمتے در باب طالب و سالک نکند۔ او کجا و اطلاع بریں علم از کجا ہر آیۃ علم القرآن ہمہ ایں کتاب باشد یعنی ایں کتاب کہ معلم حق ایں بندہ را ایں عنوان آں کتاب است قولہ[17] بنی الاسلام ایں جا بایستے پنج ستون گوید زیراکہ یکے را می گوید الصلوٰۃ عماد الدین پس او ہر پنج را عماد داشتہ است و قاضی بنہ دیوار ہا می گیرد۔ پنج دیوار پدید کردہ است یعنے اسلام بر مثال خانہ ا کہ بر پنج دیوار بر آوردہ باشد ایں جا چہار دیوار است اما قاضی پنج می گیرد۔ شاید برائے استقامت راہ و جایتے و گوشہ دیوارے دیگر باشد حاصل حدیث و عبارت قاضی بریں حکایت می کند کہ استقامت و بقائے دین بر پنج چیز است اما سخن در تعین استعارت رفتہ۔

نسخہ: میگردد

[۱۸] إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ دین خود اسلام است و اسلام خود دین اما مجمل متفاوت میشود [۱۹] وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً اسلام نعمت قالب و ظاہر است چوں نماز و روزہ و حج وایمان نعمت دل و باطن است چوں ایمان بخدا و رسول و کتاب و بفرشتگاں و بروز قیامت و آنچہ بدیں ماند۔ الیعزیز مگر مصطفیٰ ازیں جا گفت [۲۰] مَنْ اسلم فھو منی کار دل مسلمان دارد در قیامت ہیچ چیز بہتر از قلب سلیم نہ باشد یَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ [۲۱] إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ [۲۲] با ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ ہمیں خطاب است کہ دل مسلمان کن در یعا إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ [۲۳] لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ گفت دل مسلمان کردم الیعزیز۔ قَالَتِ الْأَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا　وَلٰكِنْ قُوْلُوْا أَسْلَمْنَا ہمہ مومناں مسلمان باشند

---

[۱۸] قولہ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ دین تواضع است خضوع است بقال وان الرجل اذا خضع واسلام استسلام و انقیاد است علیٰ ہذا دین و اسلام ہر دو یکے باشد دین شامل است مر ایمان را و اسلام شامل است مر ایمان　و دین را ایمان اصل ہمہ است اکنوں اعتبارات مختلف است گہے بسر بری گہے ایمان را بالا تر نہی باختلاف اعتبارات [۱۹] قولہ اما مجمل متفاوت میشود اسلام و استسلام در اعمال و افعال آمد و دین ہمیں تواضع مجرد ہر یکے محل خویش ظاہر میشود [۲۰] قولہ أَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ نعمت ظاہر اسلام نعمت باطن ایمان سلام استسلام انقیاد گفتہ ایم اعمال و افعال است ایمان عمل قلب است تصدیق و اقرار را مراتب است یکے باعتقاد ایمان دارد و یکے بمعائنہ ایمان دارد دیگرے دل برآں داشتہ است و یقین درست دارد آں نیز ایمان درست دارد آنکہ بآخرت و قیامت تحصے است کہ آخرت روے بجمال خود تجلی کردہ است و دیگرے آنکہ از مخبر صادق شنیدہ است [۲۱] قولہ مَنْ أَسْلَمَ فَهُوَ مِنِّيْ ایمان دارد اسلام باو جمع گردد ہر آئینہ او بر سیرت رسول علیہ السلام باشد چوں از وے کسے بہتر باشد کہ او در مشاہدۂ حق است و در محاضرۂ ربوبیت است [۲۲] قولہ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ وے سالم باشد از عوارض و حوادث و از وساوس و ہواجس صافے و شغلفے نورے منورے جز آں دل دراں حضرت کہ نفع گیرد کہ سود مند آید و دیگر سلیم بمعنی دریغ باشد یعنی مضطرب مشتاق چوں مار گزیدہ باشد [۲۳] قولہ أَسْلِمْ بگفت مسلمان نشوی گفت بدیں صفت کہ ہستی براں باش ابداً و از لا گفت ہمینم و ہم بریں دائم باشم [۲۴] قولہ دریغا ایں دریغا دریغ

محاضرہ

اما ہمہ مسلمانان[25] مومن نہ باشند۔ ایمان کدامست و اسلام چیست فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا باشد ہر کہ از ما دون[26] اللہ سلامتی و رستگاری یافت مسلم باشد و ہر کہ از ہمہ مرادات و مقصودہاے خود ایمن[27] گردید در دو جہاں امن یافت او مومن است مگر نشنیدۂ از آں بزرگ کہ گفت جملہ خلائق[28] بندۂ ما آمدند مگر بایزید فَاِنَّہٗ اَخِیْ کہ او برادر ما آمدہ است المومن اخ المومن العزیز شمۂ از آں بشنو کہ خدا مومن[29] و بندہ مومن العزیز مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ

افتادہ است قاضی را دریغا ہمچنیں شدہ است چنانکہ یکے را دل گرفتہ شود آہ آہ بگوید قولہ[25] ہمہ مسلمانان مومن نباشند ہر جا کہ مسلم موجب استسلام او ایمان اوست ہر جا کہ ایمان است تحقیق خویش اسلام در ذیل مومن مسلم است اما یحتمل میان ایں مومناں کسے باشد افضل ما شیئت فانك معفو مسلمانے محققے مومنے بحقیقت اما ظاہر بیناں نظر بظاہر او کنند بگویند ایمان ہست اسلام نیست قولہ ہر کہ[26] ما دون اللہ سالم است یعنی ملوث بہوائے وہمے و لذت خیلے نگشتہ است قولہ[27] ایمن کردند یعنے ایمان بمعنی امن و بمعنی تصدیق ہم است میان رستگاری و میان امان فرق چیست رستگاری یعنی تصور گرفتاری میباید ہمہ رستگاری گرفتاری است آں کہ رستگار است اما دوام و خلود اوست بروح و راحت و شہود و عیان اینہمہ عنانہا است کہ میگویم ہماں مسلم است مسلم ہماں مومن اما اعتبار گردان کارے دیگر است قولہ خلایق[28] بندۂ ما آمدند کہ متصف بصفات اللہ ایم علی ہذا ہمہ بندۂ ما آمدند کہ خالق ہمہ ما ایم تحقیق بعد سقوط جملہ اضافات مگر بایزید رحمۃ اللہ علیہ کہ برادر ماست یعنی ہم قدم ماست ازیں حال ما او خبرے[خبرے] دارد الحق ایں سخن نزدیک اہل تحقیق بہ تکلیف راست آرند پس آنکہ ترا ہمہ خلق بندہ شد بایزید رحمہ اللہ چرا آمد کہ بندہ نشد اتصالے و اتحادے گوئی پس بایزید چہ یکے از میان اینان بایزید است و اگر بدیں معنی گوید کہ مشاکل و مماثل است خود ہمہ خلق بندہ اند نہ اند لہ بسیارے ہم چو بایزید باشند علی ہذا ہمہ برادر باشند و ایں سخن روا نباشد زیرا چہ اوئی او وجود بایزید در میاں نیست قولہ[29] خدائے تعالی مومن و بندہ مومن یکے از صفات باری المومن آمدہ است المومن المہیمن و بندہ ہم مومن بدیں معنی کہ مصدق و شاہد و متوجہ آنحضرت است و اللہ تعالی بدیں معنی کہ بینندہ امن دہندہ و قرار بخشندہ است و تجلیات و کشوفات رسانندہ المومن مرآۃ المومن مومن اول بندہ ثانی رب تعالی خداوند سبحانہ و تعالی جمال لایزالی خود را خواست تا نظارہ کند و خود را خود دیدن نظارہ نیست آئینہ میبایست ساخت۔ دل مرد مومن آئینہ است دریں دل مومن کہ صاف و شفاف عکس پذیر است خداوند سبحانہ دریں آئینہ صاف عکس پذیر جمال خود را نظارہ کرد۔

حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ گفت مومن نہ باشد مرد تا خبیث را از طیب پاک گرداند خبیث جرم آدمیت و بشریت و طیب جان و دل کہ از ہمہ طہارت یافتہ است۔ دانی کہ جمال اسلام چرا نمی بینیم[۳۱] آنکہ بت پرستیم و ازیں قوم شدیم هٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اٰلِهَةً بت نفس امارہ را معبود خود ساختہ ایم اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ ہمیں معنی دارد جمال اسلام آنگاہ بینیم کہ رخت[۳۲] از معبود ہوائی بمعبود خدائی کشتیم عادت پرستے را مسلمانی چوں خوانی اسلام آں باشد کہ خدائے را منقاد باشی و او را پرستی بندہ[۳۳] ہوا نباشی چوں نفس و ہوا را پرستی بندۂ ہوا باشی از مصطفیٰؐ بشنو کہ چہ گوید اَبْغَضُ[۳۴] اِلٰهٍ عُبِدَ فِی الْاَرْضِ الْهَوٰی دشمن تریں خدائے در زمین پرستندۂ ہوا و نفس ایشاں باشند و جائے دیگر گفت۔

قولہ[۳۰] حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ از اصل حساب بدر شود ایں قید از پائے او بگسلد چنانکہ پرندہ در قفس افتادہ است فرجہ خلاص یابد در فضائے ہوائے خویش پرواز کند خبیثے بادے است کہ آں خبث پا را دست چوں آں خبث پائے بند او ست بخبث رود ہر آئینہ نفس پاک شود روح از قفس خلاص یابد کہ باوے بند نماند۔ یا ایں چنیں است خیال کہ پرندہ بپرد در پائے او ریسمانے بستہ باشد ہر چند کہ مزاحم او نیست اما با او متعلق او میرود با او ہر جا کہ بپرد و دیگر ایں قفس بآں پرندہ شدہ با او می پرد ہر جا کہ او می پرد ہمانجا رود آنجا کہ او رود قولہ[۳۱] چرا نمی بینیم زیرا کہ کورانیم پردہ کوری عبارت ازیں کرد کہ خدائے تعالیٰ را گذاشتہ و ہوا را درمیان مراد گرفتہ کسے ہوا را بخدائی گرفتہ باشد اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ درست ہمیں معنی است قولہ[۳۲] کہ رخت از معبود ہوائی یعنی چشم ما بینا و خداشناس آنگہ باشد کہ از بشر و بشریت بیروں آئیم۔ و باللہ و الوہیت مشغول شویم۔ قولہ[۳۳] بندہ او باشی بندہ حقیقت ایں است کہ دل در پس او و خواہان او ست و بہ ہمہ ہمت خویش جویان او ست بطوع و رغبت ایں بندگی است چوں خدا پرستی اختیار کردہ با خدا پرستی ہوا پرستی جمع نشود و شیخ من ایں دو بیت بسیار گفتے بیت :۔

باد و قبلہ در رہ توحید نتواں رفت راست یا رضائے دوست باید یا ہوائے خویشتن

قولہ[۳۴] الْهَوٰی اَبْغَضُ اِلٰهٍ یُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ یعنی ہوا شریک است خدائے تعالیٰ را کہ بطریق بہترے بندگاں را مشغول از و میدارد ایشاں ہوا پرستند و میدانند کہ ما مقرب خدائے تعالیٰ و بندۂ اوئیم پس شرک خفی باشد۔

تعس[35] عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالزَّوْجَةِ ابراہیم خلیل را بین که از بت[36] پرستی شکایت میکند وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ازآں می ترسید که مبادا شرک شود وَمَا[37] كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اورا بری کرد از نفس و ہوا پرستی تا شکر کرد اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ چوں مسلمان شد اورا حنیفا[38] مسلما درست آید مگر که مصطفیٰ ازیں جا گفت مَنْ[39] اَسْلَمَ فَهُوَ مِنِّيْ اے عزیز خدائے تعالیٰ ہمہ اہل اسلام را باخود می خواند که وَمَنْ[40] اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وجائے دیگر گفت يٰاَيُّهَا[41] الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً واز جملہ مومناں یکے حارث است گوش دار روزے پیغمبر حارث[42] را گفت كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ

حارثہ

قوله[35] تعس عبد الدراہم ہلاک شد بندهٔ درہم یعنی آنکه در بند درم است و معنی دوم آنکه تعس بمعنی دعا باشد ہلاک باد بندهٔ درم الی آخره قوله[36] از بت پرستی شکایت می کند بت پرستی و شرکت بدو معنی است یکے جلی ویکے خفی ہمانکه ہنود و کفار بتاں را می پرستند و باآں معتقداں که کافران دیگر ایشاں را خدا می دانند ایں ازیں اجتناب کنند و یگانگی خدائے تعالیٰ آرد و خدائے تعالیٰ را بیگانگی پرستند ایں شرک جلی این ایمان جلی دیگر است بت پرستی خفی ہوا پرستی است خود بینی است و خود وہمی و خیالی است اکنوں ـــــ ایں وہم و خیال را نہایتے نیست ایں شرک آں شرک نیست که کسے ازیں شرک نجات یافته باشد تا باقتضائے ذات او وجود غیرے شد بضرورت دوئی و اینیت بثبوت یافت و ہرگز نرود و شده و بوده را عذرے نیست و ابراہیم علیه السلام ہمیں شرک خفی داشت و انبویہ ہمه اصنام بوده اند بحسب حال او و البته از شرک ایں شرک فرج رخ نمود بضرورت بدعا پناہید گفت وَاجْنُبْنِيْ قوله[37] مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی او گواہی مید ہد که شرک جلی نداشت و اما از شرک خفی خلاص نبوده اما در خلوص و صفا می جست قوله[38] حنیفا یعنی مسلمانے خاضع خاشع مطیع منقادے قوله[39] مَنْ اَسْلَمَ فَهُوَ مِنِّيْ ہر که از شرک جلی و خفی مہما امکن خلاص یافت مومن کامل شد قوله[40] وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا یعنی بہتر بہترین کارہا این است که بندگان خدائے تعالیٰ را سوئے خدائے تعالیٰ خوانند پس ایشاں را بسوئے خود خوانند قوله[41] يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا ناقص و کامل و متوسط و ہمه را می گوید در سلم در آید در سلامتی کشاده است راه سلامتی کشاده است تو بسلامتی در آئی ـ قوله[42] حارث رضی الله عنه گفت كَيْفَ اَصْبَحْتَ رسول الله حارث را روزے پرسید بچه صفت صبح کردی گفت بدیں صفت که مومن

انبویہ

حارثہ

حارثہ

قال اَصْبحت مؤمنا حقاً مصطفیٰ صلعم اورا آزمودن کرد گفت ما تقول فان لکل حق حقیقةً فما حقیقت ایمانك یا حارث حارث بلسان قالب این جواب داد عرفت نفسی عن الدنیا غزلت
واسهرت لیلی واظمات نهاری واستوی عندی ذهب الدنیا ومدرها وحجرها
این نشان صورت بود از حقیقت واز جان چه نشان داد گفت کانی انظر الی عرش الله بارزاً و
کانی انظر الی اهل الجنة یتزاورون واهل النار یتغادرون مصطفیٰ صلعم چون این نشان
ازو شنید دانست که مؤمن است گفت اصبت فالزم سه بار گفت محکم دار و ملازم ایمان باش این
حالت خود هنوز مومن مبتدی را باشد و مومن منتهی را ازین ایمان با ایمان دیگر میخوانند که
یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ [۴۳] مومن منتهی [۴۴] مرغے است که در عالم الٰہیت میرود و بے

حقے بودم رسول علیہ السلام فرمود که اندیشه کن که چه میگوئی هر حقے را حقیقتے هست حقیقت ایمان تو چیست بحقیقت موجب
کشف راه سلوک طریق را بیان کرد گفت عرفت نفسی فی الدنیا واسهرت لیلی شبها بیدارم واظمات نهاری
روزها صائم بودم این عمل برای او دیدم دانستم که عرش پروردگار خویش را آشکارا می بینم رسول الله فرمود نیکو کارے کردم
دره کارے ترا بیش آمده است امید وار و منتظر میباش و هم برین کار ملازمت کن شبلی می گوید سکینے حارث نظر ش از عرش
نگذشت قاضی هم می گوید که ایمان مبتدیان شیخ روزبهان شیرازی رحمة الله میگوید اصبت الطریق والسلوک فالزم
هذا الطریق حتی تصل المقصود من می گویم کلام حارث اشارت بر عین کشف مطلوب و ظهور ... کرده است
ادب را نگاه داشت نگفته الیٰ ربّی بارزاً گفت کانی انظر الی عرش ربی خصوص در حضرت سرور انبیاء و مرشدان
کبار که سر ایشان رسول علیه السلام گفت کانی انظر الی عرش ربّی بارزاً شنیده باشی مردمان گویند در حضرت
سخن چنین بود و پیش تخت گذشت و مراد آن پادشاه باشد و گویند رایت اعلیٰ آمد نزول کرد مراد پادشاه باشد د ...
هم برین کنایت گفت کانی انظر الی عرش ربّی بارزاً قوله [۴۳] اٰمنوا بالله تمام ایمانے که قاضی میگوید ایمان حارث نیز
آورده است که مردم خاص بدو مخصوص اند یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمِنُوْا باعتبارے توان گفتن که ایمان آورید همچون ایمان حارث
که منتهی همان ایمان باشد قوله [۴۴] مومن منتهی حاصل سخن کار منتهی ساخته است و آثار او باد و سے است که مرغے است که پرواز

سببے وحیلتے روزی بدو میرسد از مصطفی علیہ السلام بشنو کہ گفت المؤمن بمنزلة الطیر فی اوکارھا واللہ یرزقھا بغیر حیلۃ این رزق چہ باشد لقاء اللہ باشد[45] کہ لا راحت للمؤمنین دون لقاء اللہ[46] با تصدیق باش العزیز اول درجات[47] این تصدیق آن باشد کہ باعث باشد مرد را امتثال او امر و اجتناب نواہی چون مایۂ این تصدیق حاصل آید مرد را بدان وارد کہ حرکات و سکنات خود بحکم شرع کند چون[48] در فرمان شرع محکم و راسخ آید او را بجودی خود راہ نماید وان تطیعوہ تھتدوا[49] و از طاعت جز ہدایت نہ خیزد

کس ندارد مرغے است کہ در بال او جز یک خیال صورت نہ بستہ است کہ ہوائے او فضائے اوست این جہان و آن جہاں ہم برائے اوست قولہ لقاء اللہ[45] باشد او خود بخود شد با ہمہ جہان یکے شد و این ہمہ کاہہا می چشد و ہمہ دستہا میگیرد و ہمہ پایہا میرود فہم کن چہ می گویم محی الدین اعرابی این جا بسیار سخن کردہ است قولہ لا راحۃ للمؤمنین[46] تا بکلیۂ خویش ہمہ باللہ تعالیٰ نہ شدہ باشد راحت نہ باشد بیت :-

زیر و زبرت سازم زیرا کہ تو از مائی   با ہر کہ تو می سازی میدانکہ نیاسائی

قولہ اول درجات[47] این تصدیق عمل بر موجب آنست در ایمان چند چیز را تصدیق ضروریست وحدانیت باصفات کمال و صدق نبوت نبی و قیام قیامت با ثبوت حساب و صراط و بہشت و دوزخ و دیدار چون این ہمہ در دل محقق شد آنچنان شد کہ ہمہ کالشاہد الواقع می بینند ہر آئینہ بموجب آن عمل کند کہ ازاں محذورات بحذر باشد و ازاں ملذوذات و مرغوبات متلذذ و محظوظ بود پس عمل ضروری آمد قولہ چون[48] در شرع صوم تقلیل طعام و آب است و لذت حس دیگر و آن ہمہ مصفی دل و مزکی نفس است و صلوٰۃ قیام بین یدا اللہ بتمام خود توجہ بدو علیٰ ھٰذا از زکوٰۃ اخراج مال کہ نفوس الرجال بداں متعلق است ہم برین یکے است قصہ درازے است پس چون دل مصفی شد و نفس مزکی شد حق بحقیقت خویش بداں دل تجلی کرد و شرط سالک آنکہ ہم ازاں حقیقتے کہ شارع بر تو فریضہ کردہ است تو ہماں را زیادہ کن او رہبری کردہ است تو ہم بدین رسی ہمیں راہ را پیشتر بر کوش نہ کہ رسول علیہ السلام آن را حکایت می کند لا یزال العبد یتقرب بالنوافل و نوافل آنچہ بر فریضہ زیادہ باشد قولہ ان تطیعوہ تھتدوا[49] یعنی اگر آنچہ خدائے تعالیٰ فرمود بکنید رہ راست بیابید ـــ

[۵۰] وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا چوں ایں ہدایت پدید آید تصدیقِ دل یقین گردد علی ابن
ابی طالب کرم اللہ وجہٗ ازیں حالت خبر چنیں داد لو کشف[۵۱] الغطاء ما ازددت یقینا ایں ترتیب صورت
باشد اہل دین را در راہِ دین و اہل سلوک را التصدیق چنداں باعث شدہ کہ عمل صالح موثر شد عمل خود
مرد را بہ یقین رساند چوں بہ یقین رسد یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ بر دیدہٗ او عرض کنند آخرت
واحوال آں عالم وعلوم ومعارفِ آں جہاں او را ذوق گردد تااکنوں[۵۲] در تشبیہ بود کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ
مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ چوں از شک وتشبیہ فارغ شد نفس را برنگ دلِ او گردانند ازیں
قوم شود کہ ابدانهم فی الدنیا وقلوبهم فی الآخرة تنش وقالب در دنیا باشد کہ چوں او را دنیا برفت
علم الیقین نقد باشد وہرچہ[۵۳] در آئینہ بیند عین الیقین باشد باش تا آخرت نیز گزاشتہ شود تا خود ہمہ

---

[۵۰] قولہٗ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا بیانِ بالا کردہ ام اما ایں جا قدرے بگویم گفت بر شرع رو ایں جا گفت وَالَّذِیْنَ
جَاهَدُوْا فِیْنَا یعنی آنچہ بر شرع او گفتہ اند ہماں را زیادت کن کہ آں مجاہدہ است [۵۱] قولہٗ ما ازددت یقینا ایں سخن
چنداں احتمال وارد یعنی امروز بوجود اخراوی وبشہود صفات آنچناں دل را محقق ومتیقن است آں حجبے کہ امروز ہنوز
کشفِ آں حجب نیامدہ است چوں آں روز بیاید ازانچہ امروز میدانم فردا ام ازیادت کشفِ حجاب نباشد معنی دیگر آنچہ
مردماں را موعود است آں ما را نقد وقت است آں حجبے کہ بر روے دل مردم است اگر وجود آں حجب ایشاں پیشِ دلِ
ایشاں است و وجود آں حجب و عدم آں آنجا کہ منم یکسانست کہ من در عین عیانم و دیگر ازدیاد ونقصان در مقامِ
خویش تلوین باشد من در مقام تمکینم آں نماندہ است کہ مرا مزیدے شود [۵۲] قولہٗ تااکنوں در تشبیہ بود ہرچہ در حجاب ویرد
بود از شبہہ مائی خالی نبود چوں بذوق وعیاں رسد تشبیہ از میاں خاست و آنکہ قاضی میگوید قالبِ ایشاں در دنیا و دلِ
ایشاں بعقبے ایں عین تشبیہ است نہ ہم چنیں می باید دنیا ایشاں آخرت شد وآخرت ایشاں دنیا شد ہم در دنیا ایشاں در آخرت
اند واگر یوم تبدل الارض غیر الارض نبود [۵۳] قولہٗ ہرچہ در آئینہ بیند وسخن جامع است باتو می گویم شریعت عبارت از
گفتہ انسانِ کامل است طریقت عبارت از کردنِ انسانِ کامل است وحقیقت عبارت از دیدنِ انسانِ کامل است و
حق الحقیقت عبارت از ... وکہ انسانِ کامل است وحق الحق از بود لبود است حق الحق است لا یخطر بها نبیٌ

حق الیقین باشد و حق الیقین کارے عظیم و مرتبتے بلند حملہ علمہا با حق الیقین ہمچناں باشد کہ چنین باشد مرد مخیل با صورتہا کہ بواسطہ آئینہ با غیر آں باشد رباعی :-

کہ خیال مرد متخیل با غیر بیند

در دیدہ رہے از تو خیالے بنگاشت[54] بر دیدن آں خیال عمرے بگذاشت

چوں طلعت خورشید عیاں سر برداشت در دیدہ غلط نماند و در سر پنداشت

ایعزیز از یں حدیث چہ فہم کردہ کہ مصطفیٰ گفت الایمان[55] تسع وسبعون بابا ادناھا اماطۃ الاذی عن الطریق و اعلیہا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ گفت کمتریں درجات ایمان ترک کردن دنیا باشد و اعلیٰ و بہترش گفتن لا الہ الا اللہ باشد ایعزیز مصطفیٰؑ فرمود ند خلق و مردم را کشند تا لا الہ الا اللہ قبول کنند چوں این کلمہ گفتند مال و خون ایشاں معصوم شد ایعزیز ہر کہ بدنیا مشغول باشد و ایں کلمہ را از زبان گوید فائدہ از یں لا الہ الا اللہ جز[56] نگہداشت مال و تن نباشد از کشتن شمیر

مرسلٌ ولا ملکٌ مقربٌ ولا یجری علیہا قلمٌ ولا یجری خطٌ ولا قدرٌ ولا وقتٌ ولا حالٌ

قاضی دیوانہ سخن مرتبط و عزیب و بے نظیر میگو یدا اما این گفتار مرا با مقال قاضی مقابلہ کن ہر سخنے را بر محل من باتو گفتہ ام حق الیقین عبارت از بود است چوں بود آمد اکنوں چہ کم شد و چہ زیادہ اما قاضی مسلمان از جہت خویش دست و پائے میزند مرد مذکر است شیوۂ مذکراں ہمیں است قولہ در دیدہ[54] غلط نماندہ آرے عمرے بود در وہم و خیال کہ مگر او را وشوا ہد او را وجودے وہمے و خیلے و یا حقیقتے آں آفتاب بطلعت خویش جمال حقیقت خود نمود ایں ہمہ پنداشت خاست کار بجائے کشید کہ گفت و شنید ہمہ رخت بربست قولہ الایمان[55] نصف یک معنی حدیث این است کہ قاضی گفت معنی دیگر لطیف کہ فہم کہ تا آنجا رسد اماطۃ الاذی عن الطریق اذی نفس از راہ حقیقت بدور انداز د چنانکہ خار از رہگذر و بالاتریں مراتب ایمان حاضر شدن لا الہ الا اللہ است یعنی لا الہ الا اللہ شاہد وقت او باشد ترجمہ مذہبی شہادت از لا الہ الا اللہ شاہد شد آں لا الہ اللہ یعنی لا الہ الا اللہ لا الہ نفی ما استحال وجودہٗ الا اللہ اثبات ما استحال عدمہٗ ایں معنی شاہد وقت او باشد بے شبہ اعلیٰ مراتب ایمان بود قولہ و نگاہداشتن[56] تن از کشتن نجات از دوزخ -

ایعزیز دروغ[57] گفتن شرط نیست و دروغ خود حرامست و ہر کجا که از دروغ عصمت ملے و خون مسلمانے حاصل شود که بطریق دیگر حاصل نشود آں دروغ گفتن واجب باشد دروغ نه نهند در شرع لا اله الا الله گفتن بزبان که دل ازآں خبر ندارد[58] دروغ باشد و دروغ حرام است اما عصمت مال و خون جز بدیں کلمات حاصل نمی آید ایں دروغ مباح باشد دریغا نزدیک مختصر ہمتاں و قاصر دیدگان مصور شده است که ایں کلمات گفتن بزبان راست آید گوش دار و بشنو که ایں کلمات نزدیک ارباب بصائر چه ذوق دارد و گفتن ایشاں چگونه باشد ایعزیز ندانم که تو از لا اله الا الله چه ذوق داری جهد آں کن که لا اله[59] الا الله واپس گزاری و تحقیقت[60] الا الله رسی امن یابی و ایمن شوی لا اله[61] الا الله

قوله[57] دروغ باشد معنی دروغ چه میگوئی حکایت از خدائے تعالیٰ و واقع و امثال آں اگر بزبان یکے را براستی آنچه اوست می گوید اما دل از او غافل است قاضی چه می فرماید باید کرد که او دروغ میگوید و اگر او را پرسند و او بدل خویش بازآید ہمیں جواب دل او گوید و آنکه قاضی گوید یقین با دیدن برابر باشد بہتر نیکوتر ہمیں مطلوب و ہمیں مقصود اما گویند دروغ چرا باشد که ہم از ہمیں حکایت می کند ہم ازیں محقق شد قوله[58] دروغ باشد نمی گوید مگر می گوید بدیں وصف بگو و اگر در ابتدا ایں وصف نباشد ہم می باید گفت تا بدیں رسد مگر دروغ بدیں معنی باشد که چوں صادر آں تحقیق دل بعیاں نیست پس دروغ نماند قوله[59] لا اله واپس گزاری یعنی نفی می باید کردن ہر آئینه نفی نه مقصود است ایں را واپس گذاری چه مقصود نیست قوله[60] و تحقیقات الا الله رسی که جز مشہود و مقصود و موجود نه بینی قوله[61] و تحقیقت لا اله الا الله حصنی ہر آئینه چوں ایں چنیں باشد که او دیگرے را نه بیند چه جائے خوف است تا گوئی که او ایمن شد ایں را جز ایں عبارت نیست که گوئی قرار در قرار و سکون در سکون ایں کلمات چه ذوق دارد گفتن چیزے که تو مباشر آں چیزی مثلاً شکر در دہن داری حکایت از شیرینی و لطافت و خنکی او میگوئی لا اله گفتن نفی ما سوی الله است ہر آئینه تصور ما سوی الله کنی سبب آں نفی کنی پس آں منفی را باں نفی واپس کنی الله را بغیر مزاحمت اثبات فرمائی یعنی نفی را بریں فرض توان که ایں نفی با ایں منفی ازلاً و ابداً نیستند آرے الله را بریں ثبوت کن ازلاً و ابداً ہموست جز او نیست یار ما و دوست ما جمال الدین مغربی دو بیتے نکو گفته است بیت

القائل والسامع والباصر هو	العالم بالباطن والظاهر هو
الغائب ماسواه والحاضر هو	الاوّل والدائم والآخر هو

تحقیق کرده شد

حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی العزیز چوں نقطہ کبریائی اللہ از ذات احدیت درد ور لم یزل و لایزال نہاد بہیچ نزول نہ کرد تا بصحرائے[63] صفات خود در عالم ذات باز گسترانید و آں نیست[62] الاجمال وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وجلال وان علیک لعنتی الی یوم الدین دریغا از دست خود نمیدانم کہ چہ گفتہ می شود لا[64] الٰہ عالم عبودیت است و فطرت است و الا اللہ[65] عالم الٰہیت است وولایت عزلت دریغا روش[66] سالکاں در دور لا الہ باشد کہ ان اللہ خلق الخلق[67] فی ظلمۃ پس چوں[68] بدور الا اللہ رسند در دائرہ اللہ آیند ثم رش[69] علیہم من نورہ ایں بادیے بمناجات در آید لا دائرہ نفی است اول قدم دریں دائرہ باید نہاد لیکن متوقف و ساکن نباید شد کہ اگر دریں[70] مقام سالک را توقف و سکون افتد۔

قولہ و ایں نیست[62] الاجمال اللہ را سبحانہ باقتضائے ذات خود ارادت شد اول وجود وجود محمد علیہ السلام بود گفت اول ما خلق اللہ نوری قاضی ہم بدیں اشارہ کرد وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین قولہ تا صحرائے[63] صفات اختیار وجودے شد اظہار صفت خود کرد اول ظہور مشتمل شد صفت او بمثال جمال اولیت ظہور ہمیں بود قولہ لا[64] الٰہ عالم عبودیت ہر آئینہ لا الٰہ نفی است از ماسوا اللہ مقصود و ماسوا اللہ ہمیں بندہ و بندگی است قولہ الا[65] الٰہ عالم الٰہیت اثبات یک معبود بایک مقصود و بایک مشہود و بایک موجود قولہ روش[66] سالکان سالک سلوک در موجودات می کند یعنی وجودے بوجودے واز موجودے بموجودے ہر بار کہ از طرفے اعراض کردہ بود بار دیگر اقبال ہماں سو کند وہر سو کہ اقبال بود بار دیگر اعراض کند کہ از و و آں در ماسوی اللہ باشد قولہ خلق الخلق[67] فی ظلمتہ ہمہ در تاریکی اند اگر در تاریکی نہ بودندے عبد و عبادت نبودے ہم دریں دور لا الٰہ الا اللہ گردندے۔ قولہ پس چوں[68] بدور لا الٰہ الا اللہ رسند سالک نفی ماسوی اللہ را اثبات کرد و یک حقیقت بہمہ اعتبار و فردانیت تحقیق کرد از وجہ عبارت شد قولہ ثم رش[69] علیہم من نورہ ازیں ظلمت کہ در دائرہ بود بخود راہ دارد قولہ اگر دریں[70] مقام سالک را سکون من ایں فہم نہ کردہ ام طالب یک چیز را بچیز دیگر سکون و قرار گرفتن چہ معنی دارد پس او طالب نیست و اگر ہمچنیں گویند کہ ازیں مراد ہست کہ مطالب بسیار است از دوست بسیار حظ گیری دہو اچسپے بیک دو نماند نیکو سخنے است اینکہ او چشید و آنکہ او دید مقصود او بود زہے نقصان بہتر

خود نفسی

زنار و شرک روئے نماید وازالا اللہ چہ خبر دارد و صد ہزار سالک و طالب الا اللہ یابی کہ در دائرہ لا قدم نہادند
بطمع گوہر الا اللہ چوں بادیۂ مادون اللہ بپایاں بردند پاسبان حضرت الا اللہ ایشاں را بداشت سرگردان
وحیراں بماندند دانی کہ پاسبان حضرت کیست غلام صفت قہر است کہ قد الف دارد ابلیس در پیش راہ
آید کہ راہ بر ایشاں بزند تا ایں بیچارگاں در عالم نفی لا بمانند ہوا پرست و نفس پرست باشند
اَفَرَاَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰٮهُ ہمیں معنی دارد مگر ایں بیت نشنیدۂ - رباعی

گر آب زنی بدیرہ ایں میداں را ردبی بمژہ درگہ ایں سلطان را
صد جان بدہی بر شوت ایں درباں را گوید خطر چہ باشد ایں جاجاں را

ایعزیز دانی کہ دائرہ لا چہ خطر دارد عالمے را در دائرہ لا بداشتہ اند و صد ہزار جاں را بے جاں کردہ دریں
راہ جان آں باشد کہ بالا آلہ رسد آں جائے کہ گذرش نہ دہند بالا اللہ کمالیت ندارد چوں کشش

از ہمہ کار اینست واگر نہ ماندن او چہ نسبت دارد صفت طالباں نشنیدۂ - بیت

عجبے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست عجب اینست کہ من واصل و سرگردانم

قولہ زنار و شرک روئے نماید ہر چہ از دوست بازمانی زنار و شرک باشد قولہ صد ہزار سالک درباں وزحمت
صورت قہر است و بدست چوبے راستے درستے ہمچو الف است اکنوں ابلیس صورت آں قہر و غیرت دور بلئے
بدست آں ابلیس چند نوع وسوسہ میکند او را جمال است بر ہمہ جمالہا از جمال اوست نظارہ نقد را باش کجا افتادہ
تا چہ پیش آید بارے جمال الٰہی پیش آمدہ است اندکے برخور تا آنکہ جمعے دیدیم مرداں و صوفیاں و مشائخ کہ بدیں مبتلا
اندوایم اللہ جز او نیست کہ بدبخت چوبے الف صفت را پیش داشتے یعنی اگر ہمچو ایں الف راستی توانی مرا بایدن
وسوسہ دیگر کند کہ من عبادت ہشتاد ہزار سال بباد دادہ ام عزت قربت فروختہ ام و درد خریدہ ام اکنوں درد نقد
است پیش تو بوادی و مہامہ و خنادق است بیا با من بساز درد را باش کجا تو کجا وصال گفتہ اند النقد خیر من النسیہ

بیت :- درماں طلباں زدرد او محروم اند کیں درد بطالبان درماں ندہند

آں بیچارہ طالب تحمل بدینہم فریفتہ شود عجبے دیگر بعد از چندگاہ ایں قدر ہم رود در آں درد است باہمہ وجدان و توحد و تخائل

در زحمت

اتحاد

جذبة من جذبات الحق درآید مرد از دست او خلاص یابد وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ نصرت گراو شود توقیع نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ باو دہند۔ رباعی

افگند دلم رخت بمنزل گاہے	کانجا نبرد بصد دلیل آں راہے
چوں من کہ ہزار عاشق اندر راہے	میکشتہ شود کہ برنیاید آہے

دو ہزار

سلطنت او بر نااہلاں و کاہلاں باشد واگرنہ با مخلصاں چہ کار دارد اِنَّمَا سُلْطَانُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ہمیں معنی دارد بندگان مخلص آنگاہ باشند کہ ازو برگزرند کہ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ وعبادت مخلص پس ازیں باشد وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ایعزیز سالک مخلص را بجائے رسانند کہ نور محمد رسول اللہ برو عرضہ کنند کہ سالک دریں نور اِلَّا اللّٰہ بیند چہ باشد یعرف نفس محمدؐ حاصل شود عرف ربہ تقد وقت او گردد ایعزیز اگر نور محمد رسول

سوز طالب از سینہ اش کم نشود وسوسہ دیگر کہ تشکلے وتمثلے پیش آمدہ ناگہاں مثالی آں درجہاں شاہد شد ہمہ چیز گذاشت دنبال او شد اور اگو ید مقصود است تو کجا میروی لبستاں کہ در بر تو خود آمدہ است اگر من جمیع بنویسانم مختصر مطول گردد قولہ عالمے را بدارہ لا بداشتہ است ہوا از آنہا نیست کہ ہر کسے ازوے خلاص یافتہ است ہزار در ہزار ہمہ درو ہلاک شدند تا یکے خلاص یافت قولہ توقیع نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ ہر استعارتے کہ قاضی میکند حاصل ہمہ استعارات ایں است از ماسوی اللہ بگزرد و در وحدانیت ثبوت یابد وایں سخن مختصر شرح او نہایتے ندارد زیرا چہ ماسوی را اندازہ نیست قولہ من دو ہزار عاشق حاصل این است کہ فانی الاصل کم بصورتے بالغرض می نمود آں عرض ازمیان برخاست ہمہ یکے آمد کم شد و ہیچ نماند دلیل را کجا برد اگر صد سرفدا شود چہ برآید چہ نماند ایشاں کجا اند۔ قولہ اما سلطنت او بر کاہلاں است استغفر اللہ بر کاہلاں چہ سلطنت او را سلطنت بر ہیچو قاضی ہمدانی باشد ویا احمدے ومحمدے کاہل از کجا اینجا آمد وقاضی بیچہ در خطرہ گذشت تا بزبان آمد قولہ مخلصین ہر آئینہ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اخلاص بر عبادت باشد از جملہ ریا و شائبہ درجات ومثوبات وغیرہ بود قولہ محمد علیہ السلام ہرچہ بر سالک تجلی کرد خداوند تعالی محمد علیہ السلام ہم از آں نور ہم دراں نور ہم بداں محمد نور عرفان محمد شود بفرمان محمد علیہ السلام عرفان خدا تعالی باشد من عرف نفسہ فقد عرف نفس نیز علیہ السلام۔

نور محمد

الله بنود الا اللہ[79] مقرون و متصل بیند این شرک باشد لئن اشرکت[83] لیحبطن عملك از شرک در باید گذشت این جا ترا معلوم شود که مصطفیٰ علیہ السلام چرا گفتے اعوذ بك[80] من الشك والشرك دریغا[81] ایعزیز دانی که شرک چه باشد بعضے خدائے را در آئینہ جان محمد دیدن باشد رایت ربی فی لیلة المعراج فی احسن صورت[84] مبتدی[85] را آں باشد که جز در پردۂ[82] محمد رسول اللہ خدائے را نتواند دیدن چوں منتہی شود

قولہ[79] بہ الا اللہ متصل بیند در اذن استیذائے ما دونے ہمہ شرک در شرک است قولہ[80] اعوذ بك من الشرك والشك شرک و شک از مکرہائے باری است چوں از مکرہائے او بودہ باشد ہر آئینہ از شرک و شک پناہ بدو گیرد قولہ[81] دریغا دریغا قاضی بسیار می گوید ما معتقد قاضی و خلق از ما می پرسد که این دریغا چه معنی دارد ما از جواب این عاجز می آئیم دریغا دریغا قولہ[82] در پردۂ محمد علیہ السلام چوں در پردۂ محمد علیہ السلام خدائے تعالیٰ را دید از چه تا این خطاب باد شود مقصود کتاب از دیگر آں ست یعنی باین مرتبہ که تو داری اگر تصور کنیم ہم چو توئی شرک آرد ہمہ عمل او ضائع شود خصوصاً آں که تجلی یعنی ہمہ رحمت در مظہر محمد علیہ السلام نظارہ کرد. قولہ[83] لئن اشرکت لیحبطن چه کمان کمان در یں باب اوست تا این خطاب باو شود گویند مقصود ازیں رابطہ نیست لئن اشرکت لیحبطن عملك اگر شرک آری ہمہ عمل ضائع شود زیرا چه عمل برائے دفع شرک بود تو شرک آوردی عمل ضائع رفت در ہر مقامے خود را موحد و مخلص و مشرک خالص دید تا آنکه از اں ترقی کرد آں عملے که نه این جا بود ضائع رفت عمل بیشتر آمد تا کارش کجا شد حاصل مشرک بہ ہمہ وجہ از مرد عارف فرض محال است چناں ممتزج و مختلط و متحد شود که دوئی تصور ندارد گفته ام فردے حقیقے از دے فردے دیگر نتیجہ شد اکنوں آں را که ارادت گوئی و با اقتضائے ذاتی گوئی سخن دیگر است قولہ[84] فی احسن صورت شرک جلی است تمثیل و تشکل شرک جلی آں است اما این شرک اہل حقیقت و وصول و مقربان حضرت است قولہ[85] مبتدی را آں باشد این سخن فرما ہر که دید در پردہ محمد علیہ السلام دید اگر منتہی و اگر مبتدی مبتدی را چه در میان آورد تا ہاں بحصۂ نصیب شود.

نور محمد از میان برداشتہ شود [۸۷] وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي [۸۸] نقد وقت او شود لا تعبد وا الا ایاہ قبلہ
اخلاص او شود زیرا کہ نور محمد رسول اللہ خود متلاشی شود مقہور بیند در زیر نور اللہ العزیز اگرچہ فہم
نخواہی کردن اما سالک منتہی را دو مقام است مقام اول نور لا الٰہ الا اللہ در دیدہ نور محمد رسول
اللہ ہمچناں بیند کہ نور آفتاب در میان ماہتاب مقام دوم آں باشد کہ نور محمد را نور اللہ چناں بیند کہ نور
کواکب [۸۹] در نور مہتاب العزیز تو از لا الہ الا اللہ [۸۹] حرفے گوئی و یا شنوی بایزید رحمۃ اللہ علیہ ازیں توبہ
کند آنجا کہ گفت توبۃ الناس من ذنوبھم و توبتی من قول لا الہ الا اللہ العزیز دانی کہ ز لا الہ
الا اللہ چرا توبہ می کند مصطفیٰ ؑ ازیں جا گفت [۹۰] افضل ما قلت انا والنبیون من قبلی لا الہ

قولہ [۸۷] برداشتہ شود چہ باشد کہ برداشتہ شود آں نور را او نور محمد میدانست و نور خدائے تعالیٰ را میدانست ایں جا سخن است
کہ ایں وہم دوئی از میان خاست و نور محمد بنور رب تعالیٰ یک صورت نمودہ یک معنی داشتہ اما نصیب تو ہماں است
ایں جا ذوق تو ہم درست از من ایں سخن یاد داری شور صوفیاں و نعرہ و شور ایشاں بے تابی و بیخودی شدن ہمہ در
مقام دوئی است ایں ہمہ وہم بازی و خیال سازی است و ایں نہ دانی کہ از کسے رفت و رود دریں جہاں و در آنجہاں
و ایں رفتنی نیست اینست باقی و اثبات ثابت دوزخ و بہشت و حساب و صراط ثابت آمنا و صدقنا قولہ [۸۸] وجہت
وجہی نقد وقت او شود چوں جز یک توجہ نماندہ است قاضی بجان و سر بہ برخود کہ ہم دریں کلام وجہت
وجہی چند پردہ است و ازیں چارہ نیست نہ مرانہ ترانہ او را قولہ [۸۹] نور کواکب را قاضی در تمثیل صورت ظاہری نگاہ
داشت ماہتاب از آفتاب نور کمتر دارد و ستارہ از مہ نور کمتر دارد اما در حقیقت ماہ را نورے نیست فیض از آفتاب می
گیرد و عکس آفتاب بر وے می تابد اما ستارہ بذاتہ روشن است اما ستارہ عکس آفتاب نمی گیرد ایں ظل است او
بذات خود روشن است اگر ایں چنیں بودے کہ ستارہ فیض از ماہتاب و ماہتاب فیض از آفتاب میگیرد ایں تمثیل نیک
درست آمدے روزے کسوف شد جہاں ہمچو شب تاریک گشت ستارگاں ہمہ پیدا شدند قولہ [۹۰] از الا اللہ حروف گوئی یا
شنوی از صورت لا الہ الا اللہ ہمیں حرف گفتہ و شنیدہ بیش نیست اما بحقیقۃ معنی او آنست بایزید علیہ الرحمۃ
ازیں صورت حروف استعارہ میکند و کہ می پندارد اگر معنی باشد چنانکہ مرداں را فاحشہ کردن ذنب عظیم است عارفاں
را صورت ماندن و از حقیقت محجوب شدن کفر است بضرورت از گفتن لا الہ الا اللہ بایزید توبہ کند قولہ [۹۰] افضل

الا الله چه گوئی لا اله الا الله پیغامبران و اولیا را این گفتار زبان باشد و با گفتار دل لا اله الا الله[91] گفتن دیگر است و لا اله الا الله دیدن دیگر و لا اله الا الله بودن دیگر بعزت خدائے لم یزل که اگر جمال[92] لا اله الا الله ذره بر ملک و ملکوت تابد بجلال قدر لم یزل که همه نیست شوند باشی تا الا الله الا الله راه رفته باشی پس لا اله الا الله را بینی که نصیب عین تو شده است پس لا اله الا الله را شوی اُولٰٓئِكَ[93] هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا مومن این ساعت باشی ای عزیز چون جذبه جمال الله در رسد از دایره ها برون آمدن سهل باشد ای عزیز دانستن و گفتن و شنیدن این ورقها نه کار هر کسے باشد و زنهار تا نه پنداری که بعضے ازین کلمات خوانده و شنیده اما از لوح دل که كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ شنیده است و لیکن وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ این جا ترا معلوم شود که من قال لا اله الا الله دخل الجنة[94] چه باشد گر شنیده که روح اعظم[95] تا در وجود آمد۔

ن رہرو

ن پس الا الله شوی

تا گفت انا مصطفٰی گفته است افضل چیزے و افضل بمقابله فاضل باشد آن بهترین قول انبیا و ازان قول تو بیکند او بجز ذات او کار ندارد پس راست آید زیرا چه این صورت گفتار انبیا علیه السلام و گفتار اگر بدل و اگر بزبان هردو بر شرط تبرک قرارے درست دانند قوله[91] لا اله الا الله گفتن دیگر است بر المحدے بود آخر وقت او گفتم فلان بگو لا اله الا الله گفت همین گفتن سهل است لا اله الا الله میباید بود و میباید شد اینک بدل بگویند و لا اله الا الله باید بود میان ایشان بسیار فرق است قاضی را تا ملے میباید کرد قوله[92] اگر جمال لا اله الا الله من میگویم آن جلال و عظمت را بهمه عظمت و جلالت او حجابے نیست دیافتن و گرد آمدن نیست و لیکن آنرا که برین سر اطلاع داده نیز گفت تا شبے تافته من و تو و همه جهان ذره ذره شد یعنی نیست و نابود بود و انچنانکه بود هم چنان نمود قوله[93] اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا اینان اند که مومنان حقند و حق بحق همانچه بود همان مومن حقیقی همین قوله[94] دخل الجنة عبارت از دخل الجنة قرار و آرام و فراغت چون با خداوند سبحانه و تعالی ایکے گشت در بهشت فراغ و در دار قرار در آمد یا و ے ساخت قوله[95] که روح اعظم عبارت از فیض قدسی است از گفتار او از صورت انقطاع و انصرام جاودانه بیزاری داده اند پس چه باشد عبارت ازین که روح اعظم چند سال چیزے گفت و انتها نرسید صدو ریکے از یکے باشد الواحد لا یصدر منه الا الواحد

ن شرک

ن بگوید

ن شرط ن الم

الله آغاز کردہ است وی گوید تا قیامت برخیزد ہنوز نکنہ و انتہاے اللہ نرسیدہ باشد ہرچہ ایں عالم
خداست ہمہ در طیّ الٓمٓ[96] است دریغا کہ خلق بس قاصر فہم آمدہ اند و مختصر ہمت و از حقیقتِ خود
سخت غافل ماندہ اند و حقیقت[97] ایشاں از ایشاں غافل نیست وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِيْنَ
رکن[2] دوم نماز است کہ حق تعالیٰ بیان و شرح میکند کہ حَافِظُوا[98] عَلَى الصَّلٰوةِ وَالصَّلٰوةِ
الْوُسْطٰى مصطفیٰ علیہ السلام بیان کرد کہ الصلوٰۃ عماد الدین و نیز گفت المصلی یناجی ربہ
اما شرط صحت نماز موقوف است بر طہارت کہ بے طہارت نماز حاصل نیاید از مصطفیٰ بشنو مفتاح
الصلوٰۃ الطہور و درجہ اول طہارت پاک کردن اندام و اعضاء است از نجاست اما بآب و اما بخاک
ایں طہارت اعضا است و درجہ دوم پاکی جستن اندرون است از خیال ذمیمہ چوں حسد
و کبر و بخل و حقد و حرص و مانند ایں خصلت چوں ازیں خصلتہائے بد درون خود پاک کردی

او احد باختلافِ معنی دیگر یافتہ است ہماں کہ یک چیز است کہ گفتہ است کہ اول ما خلق اللہ نوری بریں معنی کہ
نور ظاہر و مظہر است باز گفتہ است اول ما خلق اللہ الروح ازیں روح اعظم است حس و حرکت و علم و معرفت
بریں متعلق است عروج و الوج ہمیں راست و اگر کسے دیگر را باشد طمع باشد قولہ الٓمٓ[96] اللہ الف لام میم منطوی
است و ہم ازاں مستنبط و مستخرج است الٓمٓ ہر حرفے را یکے نگری۔ فرض کنیم الف از الف کہ ازاں چارہ نیست
اصل ہمواست بنیاد عارف ہم بداں است آں نقطہ است جز لا یتجزی ہم بریں صفت لام و ہم بریں صفت میم پس جملہ
علم در نقطہ ہر حرفے از حروف تہجی باشد جملہ آں ا لٓمٓ است ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ہم بریں اشارت کردہ است کہ ہر
سترے کہ ہست ہم بریں نقطہ و آنکہ گوید الف اللہ لام ملک الی اللہ الٓمٓ الملک جز ایں دیگر ہزار و صد ہزار کتب در
تفاسیر بنشتہ اند و آنکہ اسم صورت گویند در یک طے منطوی اند قاضی بر ایشاں گزرد کہ قاضی راسخ باشد الٓمٓ است
چیزے کہ ما گفتیم و چیزے دیگر آں انشاء اللہ تعالیٰ متفرق گفتہ شود قولہ حقیقت[97] ایشاں از ایشاں غافل ہر آئینہ
حجاب بروے او نیست خلق محجوب اند کہ بریں مطلع نیند کہ او ظاہر و پیدا است او از حجاب منزہ است چوں بریں
اطلاع شود گویند کہ او مرد عارف است قولہ حَافِظُوا[98] عَلَى الصَّلٰوةِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صلوٰۃ عصر را

(حاشیہ: ن لہ گویند؛ رکن دوم صلوٰۃ است)

به توبه و ریاضت و مجاہده است تجدید الوضوء حاصل آید من جدد الوضوء جدد الله ایمانه از شبلی مگر نشنیده که گفت الوضوء انفصال والصلوٰة اتصال فمن لم ینفصل لم یتصل اگر انفصال ما دون الله در وضو حاصل نیاید اتصال لی مع الله وقت در نماز حاصل نیاید لا یمسه الا المطهرون خطاب باکسانی شد که جز طهارت صورت فہم نکند لا یقبل الله صلوٰة بغیر طهور ہیچ مقبول نباشد تا گر با چنین وضو وطهارت که شنیدی و چون وضو وطهارت تمام شد نماز حاصل آید اقم الصلوٰة لدلوک الشمس

گویند و فجر ہم گویند و مغرب و عشا ہم اما مقصود صلوٰة الوسطیٰ صلوٰة معتدلی مستقیمی که بحضور دل قوام نفس وشهود روح این صلواة وسطیٰ باشد این صلواة را شرطی ہست وتطهر است و آن بر دو نوع است تطهر ظاہر دو معنی یکی از آنچه فقیه می فرماید از حدثی و نجسی بآب و بخاک دوم تطهر ظاہر از حسد و حقد و شہوت و آنچه مانند آنست ازیں ہم نفس پاک کند تطهر باطن تصفیه دل با ریاضت و مجاہده التزام توجه تا آنکه بدیں کار کشد که جز یک خطره در دل قرار گیرد یا خطره ساذج یا با او تصدیق چون صلواة بدیں شرائط موجود شود الصلوٰة معراج المؤمنین روی ترقی نماید قاضی تطهر حسد و حرص و شہوت با تطهر باطن نهاد بدیں معنی معنوی تفسیری خوب است چنانکه حدث و خبث اما ایں نیز نزدیک اہل تحقیق نسبت بظاہر است پس آنکه دل متجلی گشت شفاف و صاف لاجرم سر لاہوت و جبروت بر آئینهٔ دل او تجلی کند قوله و بتوبه و ریاضت یعنی یک پاکی آں بود از حدث و خبث پاک گردی و یکی پاکی دل از صفات ذمیمه پس وضو حاصل شد قوله الوضوء انفصال والصلوٰة اتصال وضو انفصال از جمله پلیدیہا و از ماسوی الله و از خصال ذمیمه والصلوٰة اتصال بحقایق و معارف قوله لی مع الله وقت ہماں اتصال بالله وقت ایں الجزء نکره برائے عظمت را است قوله لا یمسه الا المطهرون ایں را مساس نکنند و بدیں دولت نرسند مگر پاکاں که از خبث ماسوی الله پاک شدند و مردم پاک شدن ہمیں از نجاست و خباثت دانند قوله نماز حاصل آید بمباشرت ایں فعل صوری نماز معنوی حاصل شد قوله اقم الصلوٰة یعنی نماز را بپای داشته و چنانکه بایستی ایستاده کردو در صلوٰة معنوی است قول عثمان رضی الله عنه نحن فی الصلوٰة اشاره بصلوٰة معنوی است نه صوری۔

مسعود

ای عزیز نماز را شرائط بسیار است ازان یکے قبلہ است اگرچہ قبلہ قالب این آمد قد نری تقلب
وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضها فول وجهك شطر المسجد الحرام اما قبلہ جان این
قبلہ باشد کہ لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد چہ گوئی کہ باشد یا مدینہ ولیکن
آن مکہ کہ می بحر مکہ کان علیہ عرش الرحمن حین لا لیلة ولا نهاراً دانم کہ ترا در
خاطر آید اللہ اعلم کہ صلوۃ چہ باشد اشتقاق صلوٰۃ از صلت دانی کہ صلت چہ باشد مناجات وسخن
گفتن بندہ باشد با حق تعالی کہ المصلی یناجی ربه این باشد الذین هم علی صلواتهم
نہ باشد دائمون این نہ آن نماز باشد کہ از من و تو آید از حرکات قیام و قعود و رکوع و سجود ازین نماز
نہ نیاجد عبداللہ نیاجی بیان میکند کہ استحلاء الطاعت ثمرة الوحشة من اللہ تعالی گفت حلاوت یافتن طاعت
ثمرہ وحشت باشد حلاوت از زایندہ طاعت باید یافتن نہ از طاعت ای عزیز شنوی کہ فویل
للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون از مصطفی بشنو کہ گفت سیاتی علی الناس زمان
نہ مومن یجتمعون فی المساجد ویصلون ولیس فیما بینهم مسلم[106] این نماز کنندگان ما باشیم کہ شنیدی
نماز آن باشد کہ ابراهیم خلیل طالب آنست رب اجعلنی مقیم الصلوۃ

قولہ[105] ولیس فیما بینهم مومن تحیل کہ مراد ازین آن دارند کہ آخر الزمان قیامت قایم شود بر قومے کہ اللہ
نمیگویند و حدیثے دیگر قیامت قایم نشود مگر بر بدترین مردان و آن کہ میگویند یصلون نماز میگذارند اما معتقدات
نماے دارند و چہ میگوئے قومے ہستند تعبد بسیار کنند و در حق اہل و والدان و زن و فرزندان مباہی باشند
نہ تبرس این اباحت ثبوت نفی ایمان باشد یا ازین مؤمن مومن کامل مراد دارند نمازے برسم و عادت گذارند ایمان تبرا ز
لفرد یگانگی خدائے تعالی و ثبوت رسول علیہ السلام آرند مومن کامل آن است کہ بحقیقت ہر شئے مطلع باشد و اگر ازین
نہ ایمان نماز مراد و داری علے ہذا مساجد بدین مومنان برآند قاضی در بیان خویش مومن کامل مراد داشتہ یعنی مومن کامل نہ ایم

قولہ[106] مقیم الصلوۃ دوام مشاہدہ بود و ابراهیم طلب کردہ است بیت

آن بہ کہ نظر باشد و گفتار نباشد — تا مدعی اندر پس دیوار نباشد
میخواہم و معشوق زمینی و زمانے — من باشم و او باشد و اغیار نباشد

العزیز صلوٰة خدا آنست که با بنده مناجات کند و با بنده راز گوید، صلوٰة بنده آنست که با حق تعالیٰ راز گوید آن شب که مصطفیٰ را بمعراج بردند جائے برسید که با او گفتند که قف گفت چرا گفتند لان الله یصلی گفت نماز وے چگونه باشد گفتند صلوٰته الثناء علی نفسه سبوح قدوس رب الملائکة و الروح باش العزیز تا این حدیث که الانبیاء یصلون فی قبورهم ترا روی نماید آنگه بدانی که چرا اصوات الدیك صلوته آمد و ذکر اسم ربه فصلیٰ همین معنی باشد از براے خدا که این کلمه را گوش

سکین شاعر چه میگوید من باشم و او باشد یعنی بودن او بود چون بود من بود او شد غیر را جو نماند یعنی اغیار نباشد همی آمد قوله صلوٰة خدا تعالیٰ آن است که رسول علیه السلام در شب معراج از ورائے سرادقات عزوجب کبریا داشتند قف یا محمد فان ربك یصلی قال یا رب کیف یصلی فنودی صلی و یثنی علی نفسه تاضی مجموع این را در پارسی ترجمه کرده است المصلی یناجی ربه مصلی با خدا تعالیٰ راز میگوید و خدا تعالیٰ با مصلی راز گوید مناجات مفاعله شار که تقاضا کند و خدا تعالیٰ با مصلی چه راز میگوید مدح یثنی علی نفسه و بنده با خداے چه راز میگوید مدح یثنی لو به فیض قدسی میان بنده و رب ربطے داد بدان ارتباط او باد سے راز میگوید او با او راز میگوید قوله سبوح قدوس ثنا را و چه همین سبوح قدوس است هیچ ترا هیچ نیست جز این قدر که از جمله علویات منزه گردانی قوله الانبیاء یصلون فی قبورهم انبیا علیه السلام را دو صورت بود یکے صورت معنوی دوم صورت صوری و آن امر معنوی ایشان عبارت ازین کند الموجود لا یصیر معدوما بل ینتقل من جوهر الی جوهر ومن مادة الی مادة ومن صورة الی صورة ایشان در قبور اند اما مصلیاً نند سورت ظاهر از تو پوشیده اند یعنے باطن قایم اند جاے بازگشت نیست اگر باز گویم کر تجلی شود و در کر تجلی هم آن الوهیت است قوله آنگاه بدانی که چرا اصوات الدیك صلوٰة آمد چون امر معنوی همه تنزیه تقدیس ثابت شد هر حادث که باشد و هر موجودے که لون پدید آن تسبیح خدا تعالیٰ باشد و آن دلیل وحدانیت و آیت فردانیت بود فعلے نیز اصوات الدیك صلوٰة اعتبار سے مرتب باشد قوله ذکر اسم ربه همان تسبیح او و ذکر اسم ربه و صلوٰة او همان آوازے که او کرد نام خدا تعالیٰ را استد و همان نام خدا تعالیٰ استعدن نماز او شد ذکر اسم ربه فصلیٰ

دار روزے شبلی برخاست تا نماز کند فیبقیٰ زمانا طویلا ثم صلی فلما فرغ من صلوته قال یا ویلاه[۱۱۲] ان صلیت جحدت وان لم اصل کفرت گفت اگر نماز کنم منکر باشم و اگر نماز نمی کنم کافر میشوم پنداری که شبلی ازیں باعث بود الذین[۱۱۳] هم علی صلوتهم دائمون صلیت[۱۱۴] را شرح شنیدی صلیت را نیز بشنو چون نماز کننده گوید الله اکبر بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فاذا هو زاهق اورا بجز د و صلیت خود را در آتش افگندن باشد چه گوئی در آتش فیدمغه تود هیچ جز از مصلی باقی نماند کان رسول الله یصلی و فی قلبه[۱۱۵] ازیز کازیز المرجل همین معنی باشد کلا و حاشا که هیچ نه ماند پس اگر از باطل هیچ نماند همه حق ماند ابی الله[۱۱۶] ان یکون لصاحب النفس

اکنون صلیت

---

[۱۱۲] قوله قال یا ویلاه ان صلیت جحدت صلوٰة که عبارت از وصول رب است تعالیٰ و دران صلوٰة رسوم و عادات از رکوع و سجود و از جست و سمتے و از ابتدائے و انتہائے از جلسه و قومه منزه و صلوٰة همان صلوٰة است اکنون شبلی ازان حکایت کند اگر نگذارم همان را به بدر یا عرق باشم بظاهر تعلق نکنم شرائع را منکر شده باشم او امر و نواهی را نیز ازگشته باشم و اگر گذارم ضرورت که از دریا سر بردن باید کشیدن آنگاه فریاد و نعره برقی آید او بضرورت گوید وان صلیت کفرت لسے جحدت قوله[۱۱۳] الذین هم فی صلوتهم دائمون همان گفتیم صلوٰة دائم که استتار و زوال اندر وا نیست بوم که از آفتاب بے سر و درش از ضعف خویش ست نه از روز قوله[۱۱۴] صلیت را شرح شنیدی یعنی صلوٰة را دو لغت است یکے بمعنی صلت دوم از صلی اما قاضی همان معنی که در صلت گفته بود بعبارت دیگر همان معنی در صلی هم میگوید یعنی چنانکه یکے مثل آهن یا مثل از چیزے دیگر در آتش افگند هم او بسوزد بریزد و خالص از بماند همچنین بنده در نماز همانچه خلاصه اوست همان ماند قوله[۱۱۵] و فی قلبه ازیز رسول علیه السلام در نماز بودے در سینه او آوازے خاستے چنانکه دیگ مس در جوش آید چگونه آواز خیزد همان مثال قاضی برائے اجزای آرد که در نماز گوئی در آتشے افتاده بوده و اندرونش میسوخت ازان آوازے همچون آواز جوش دیگ مسین می خاست در سرائے حرقت حرقے هست هر چند که بسوزد ریم هر چه زیلوتی افتاده است خالص خالص باشد قوله[۱۱۶] ابی الله ان یکون لصاحب النفس الیه سبیلاً صاحب نفس آنکه خود را بنظر هستی دید خود را بود وجودے دانست این چنین راه بخدا تبر د خدائے تعالیٰ راضی نیست که این چنین کس بخدائے تعالیٰ ره برد مردم متعلم چنیں هم گر بعلم خویش مغرور شده بعلم خویش نظر دارد

ن بے نیرو

الیہ سبیلاً پروانہ کہ عاشق آتش است قوت از آتش خورد چوں خود را برمیان آتش زند آتش فیدِ مغہ اورا قبول کند نفی غیریت دہد ہمہ از آتش قوت خورد تا چناں شود کہ قوت او خود از و باشد بلا زحمت غیر وجود پروانہ ہمہ غیر است[117] ایعزیز نہ دانم[118] کہ چہ میگویم اندریں مقام جہت بر خیزد[119] و ہر چیز کہ جان روے بدان آرد آں چیز قبلہ[120] او باشد فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ آں جانہ شب[121] باشد نہ روز و نہ پنج اوقات

قولہ[117] وجود پروانہ ہمہ غیر است وجود پروانہ ہم غیر است وجود پروانہ برآتش کہ عاشق است خود را زد مرد گر نہ وجود پروانہ چوں قوت یا بد تقویت قوت ہم از تعبیر گیرد عشق را ہم بسوزد تا آنکہ خود را ہم بسوزد اینجا ید مغہ خوردن یا نمودن تمام شدہ است عجب قہر است دارد ایں عشق کہ قہر چیز بر خود کند وجود پروانہ ہمہ غیر است وجود پروانہ بر آتش خود را زد تا سوخت از دو دے و نورے خاست آں نور باں نور شمع یکے شد آنگہ ید مغہ قوت او گشت نفی غیریت عبارت ہم ازیں شد وایں سوختن ہمیں چوں نفی غیریت بود کار سالک بسیار باس وامان انجامید قولہ[118] نمیدانم کہ چہ میگویم یعنی گوید من نہ ام دیگرے بر زبان من میگوید دیگرے مرا می گویاند اختیار درمیان نیست ان الحق لینطق علی لسان عمر ایں چنیں ہم باشد کہ در خیال شہود غرق زبان من میرود بحسب عادت و فہم او قولہ[119] حجب بر خیزد فہم چیزے اعتماد و اعتقاد ایں بر چیزے بدلیل و حجت بود معقول و منقول منسوخ محسوس ایں جا عین عیاں شد حجب برخاست دیگر کسے را بر دے حاجت جہت نماند و ہر چہ کند با لہام کند کہ حجت برخاست احتیاج بوضع نبی و شرع او باشد خود میرود و پاے خود میرود است محتاج بر سیر سے دا شائے نیست قولہ[120] ایں چیز قبلہ او باشد در ہر چہ تجلی او باشد توجہ بسوے او ضرور و لابد باشد قسرے و الجائے بود و آنکہ او قہر را بلطف بدل کند او کسے است ہر لحظہ ایں سخن میگوید اللّٰھم انی اعوذبک منک و چوں در شے تجلی او شد ہر آئینہ توجہ قبلہ او شد اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ہم اینجا ثبوت یافت بہر چہ رو آورد ہماں قبلہ او باشد قولہ[121] آنجا نہ شب باشد آں پنج نمازے کہ تو عدد آوردی بحساب لم یزل و لا یزال لاصباح و لا مسا قاضی بچہ اشکالیست کہ می گوید نماز پنج وقت چگونہ دریابد ایں جا صباح و مسا نہ ایں را وجود اعتباریست و بحقیقت لاصباح و لا مسا آنکہ حسین منصور گوید

بیت:۔ وَقَدِّمِ اماماً کنتَ انتَ امامہ　　وصلِ صلوٰۃ الفجر فی اول العصر

موحداں محقق وقت مستحق تجلی استجابت بر پا دارند ازیں وقت واذاں ادا ہم محو نیست و نا لود باشد زیر چہ لاصباح و لا مساء عند اللّٰہ ۔

نماز چگونه دریابد لیس عند ربی صباح ولا مساء ہمیں باشد ایعزیز از دست راه زنان روزگار عالمان باجہل طفلان نارسیده که راه راست را از نمط وحساب[۱۲۲] حلول شمرند جانم فدای[۱۲۳] خاک قدم چنین حلولی باد ایعزیز شرط[۱۲۴] دیگر نماز را نیت است که نماز بدان منعقد شود و توچه دانی که نیت چه باشد از سہل عبدالله تستری بشنو که چه میگوید النیت نور[۱۲۵] لان[۱۲۶] حرف النون اشارة الی النور وحرف

ف عباده الیا ید الله علی عبده وحرف التاء هدایت الله تعالی فان النیة نسیم الروح والریحان فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ انما الاعمال بالنیات این معنی باشد نیت از عالم کسب نباشد۔

قوله[۱۲۲] وحساب حلول شمرند لاحول ولاقوة الا بالله قاضی را در خاطر از کجا آمد که اینجا وہم حلول برند سخن در فنا است سخن در نیستی ونابود سخن در محو وطمس است مانه ایم ونیستیم اوست تعالی بذات خود باقی و دایم حلول نه اتحاد کجا درین کلمات وہم حلول نیست قوله[۱۲۳] جانم فدای خاک قدم این چنین حلول باد قاضی را اعتقاد بر وجه کسے را که این حلولے بگوید تو چه فدای خاک پاے او میگردی موحد حرفے میگوید از اعلی مراتب مقامات نبوت است مردک حلولی کجا و آن مقام ومقامات کجا قوله[۱۲۴] شرط دیگر نماز را نیت است ولب کار این بود اول ذکر نیت بودے زیرا چه نیت اول عقد است بعد از ان فعل او واحوال او اما قاضی دیوانه است چنانکه می آید میگوید قوله[۱۲۵] النیت نور بالجموع کلام سہل است یعنی شیخ عبدالله تستری میگوید النیت نورٌ ویقینٌ وهدایةٌ کان الحرف النون اشارة الی النور والیاء یقین العبد وحرف التاء هدایت الله فان النیت نسیم الریح الروح دیا ہمین مقدار بیان میکرد قوله[۱۲۶] لان حرف النون اشارت بر نور آمد یا دلیل بر قربت و ہای دلیل بر ہدایت است زیرا که یا اول حرف ندا است چون اول حرف ندا باشد ہر آینه منادی از مناد قریب تر باشد تا آنکه سخن شنیده شود و دیگر شبارت از ضمیر متکلم وشخص یا روح قرب قربت دارد دیگر شدت اتصال با مضاف دارد بے مضاف الیه دیگر راست ولہذا مضاف او مبنی است بر قول اصح بر سبیل وجوب پس دلیل بر کمال قرب باشد علے ہذا سه چیز جمع آمد نور و قربت و ہدایت چون نیت حرف القاء من الله باشد ہر آینه از خزینه روح آید تو ہمے باشد تا کدام بندۂ نیک بخت را بدہند۔

ازعالم عطا باشد و خلعت الٰهی باشد و ازین جا بود که ابن سیرین بر جنازهٔ حسن بصری نماز نه کرد
گفت لم یحضر النیة[127] گفت نیت هنوز حاضر نیامده است و طاؤس را گفتند از بهر ما دعا کن
فقال فقوا حتی اجد له نیت گفت بایستید تا نیت دعا کردن یابم ای عزیز تو ازین
چیز چه فهم کردهٔ که لیس بین العبد و بین الکفر الا ترک الصلوٰة[128] الله اکبر نیت را شرح شنیدی
فاتحة الکتاب را گوش دار که مصطفیٰ گفت لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب ای عزیز هرگز در
استقبال انی ذاهب الی ربی[129] رفتی هرگز در الله اکبر[130] گفتی وجود ملک و ملکوت محو دیدی هرگز

---

[127] قوله لم یحضر النیة عجب سخنے است این برائے امر سنت و فریضه را به اجماع مستحسن باشد نیت مخصوص می باید اگر باشد بکنید و اگر نه نکنید مگر این معنی میگوید نیتے که من تعیین کردم که نور و قربت و هدایت این نیت شاهد وقت این سیرت نشده [128] قوله الا ترک الصلوٰة یعنی در صلوٰة بنده در عین کشف و عیان است پس فرق میان کفر و ایمان آنست که ترک صلوٰة باشد یعنی او از خدایتعالیٰ محجوب است [129] قوله هرگز از استقبال انی ذاهب الی ربی قاضی رفتی و دیدی دیدی و شنیدی شنیدی بسیار میگوید حاصل کلام قاضی امروز و دی فردا یکے می آید چندین عبارت مختلف و چندین آیات و حدیث مختلف قاضی آورده است مقصود همین سخن است که گفتم بگویم جا بجا مفصلا اکنون[ن] انی ذاهب از خود رفتن بدر شدن است ذوالنون مصری بر بایزید مصلے فرستاد سلام گفت خادم ذوالنون مصری آمد بایزید را آواز داد میفرمود بایزید را می جویم نمی یابم گفت شیخ برائے شما مصلے فرستاده است گفت کار ما از مصلے در گذشته است برائے ما مسند باید خادم بذوالنون خبر رسانید که بایزید میگوید بسی سال است که بایزید را می جویم و نمی یابم ذی النون مصری گفت اخوان[ن] ابویزید ذهب مع الذاهبین الی الله مسند فرستاد گفت کار کسے که از مصلے گذشته باشد او بر مسند نشیند [130] قوله الله اکبر افعل التفضیل اکبر من کل کبیر موجودات ملکوت و جبروت باشد چون اکبر باشد ایشان[ن] نیستی محو باشند۔

[ن] اکنون مفصلاً هم جا بجا بگویم

[ن] اخونا

[ن] نیستی

در تکبیر اثبات[131] بعد المحو دیدی هرگز در الحمد لله حمداً کثیراً شکر کردی و نعمت اثبات بعد المحو دیدی هرگز در سبحان الله[132] منزهی او دیدی هرگز در بکرةً بدایت[133] آدمیان دیدی هرگز در اصیلاً نهایت[134] مردان دیدی تا به سُبْحٰنَ اللّٰهِ[135] حِینَ تُمْسُونَ وَحِینَ تُصْبِحُونَ باتو بگوید یُولِجُ[136] اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُولِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ چه معنی دارد هرگز بعد ازین احرام گرفتی که وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ را دیدی. هرگز یائے[137] وَجْهِیَ را دیدی که درمیان[138] دریاے لِلَّذِی غرق شد هرگز در قطرهٔ خود راگم دیدی هرگز در سمٰوٰت والارض دو مقام را دیدی فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ این باشد هرگز در حنیفاً ملت[139] ابراهیم خلیل را دیدی که گفت وما انا من المشرکین

---

[131] قوله اثبات بعد المحو را محو کردی و خدایتعالیٰ را اثبات دیدی و دست برآوردن در تکبیر و گرد آوردن هم برین اشارت میکند برآورد همه را نفی کرد فرود آورد همه در فنا هم داشت جز یکذات اثبات نشد [132] قوله در سبحان الله منزهی او دیدی کلمه سبحان الله کلمه تنزیه یعنی بتعبد او از عیوب و هم جهان اعتبارات او را منزه دانی [133] قوله بدایة آدمیان دیدی یعنی از مبداء و معاد ن جهات و چیزے یافتی [134] قوله نهایة مردان وایم الله که سخن عامیان است این سخن از زبان قلندران و مولهان وحیدریان و اشباه ایشان بسیار شنیده ام [135] قوله فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِینَ تُمْسُوْنَ وَحِینَ تُصْبِحُوْنَ بکرة واصیلاً عنایت از مبداء و معاد کردیم [136] قوله یولج اللیل فنا را در بقا و بقا را در فنا اثبات شده است ازلاً و ابداً و به ازل آمیخته دایم کار هم برین صورت مستمر است [137] قوله یائے وجهی را دیدی قاضی باوجهی اضافت بیان ستری بینا و نهاد از دنیا و جهت و یاء انی راچرا فراموش کردکه هرسه را یک قبیل اندچون وجه بتوجه در وجه حاضر غائب و سائر گشت وما انا من المشرکین درست نشست [138] قوله درمیان دریائے للذی ملکوت و ملک از خود بدر آر از روح بستر و سر بجفی ما لا یبصرون لاهوت وما ینبصرون ملک و ملکوت و جبروت و نحن اقرب

[۱۴۰] اینجا بدانی کہ مصطفیٰ را چرا گفتند فَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ہرگز در سلمًا استغفار
از اُفولی کردی ہرگز در وَمَآ اَنَا [۱۴۱] مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ خدائے را دیدی کہ دست [۱۴۲] بر تخت
وجود تو زند فانی گردی دراں حالت پس در مشرکین صادق شدی چوں مرد در وَمَآ
اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ نیست شد اینجا چہ کند كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ مشرک کجا باشد پس
دیدی قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ بیش ازیں ناطق وقت آمد و دل
تو زبان او آمد و چوں [۱۴۳] دل تو زبان او آمد پس [۱۴۴] زبان مستنطق و گویا آمد پس [۱۴۵] در گفتن رب العالمین

اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ دیوانہ اینچنین گوید ولکن لاتحبون قوله [۱۳۹] ملت ابراہیم خلیل علیہ السلام
دیدی ابراہیم چہ بود ہمیں وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ قوله [۱۴۰] فَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ بدیں معنی نمود کہ اورا
اتباع کن و ملت در تو بنو جمعیت خلیل با ہمہ اندر بلکہ اشارۃ بدیں است کہ ملت داشت و دایم بریں باشد
کہ کار تو ہمیں است و تو ہمراہی قوله [۱۴۱] در وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ خدا یتعالیٰ را دیدی نفی و اثبات
فیمانحن بصدد ہ از قبیل نقایض اند ہر یکے مستلزم دیگر است النقیضان لایجتمعان ولایرتفعان
ترک نفی توحید آمد نفا شد بقا شد بقا شد فنا شد وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ نفی است نقیض این نفی ثبوت
وحدانیت است پس در نفی آں این ثبوت را نظارہ شدی قوله [۱۴۲] کہ دست بر تخت وجود تو
زند یعنی وجود ترا نیست کردہ اند ظہور را و تہید او مستلزم نیستی است او آمد تو رفتی بے شبہ
كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ہم ایں است قوله [۱۴۳] لِلّٰهِ چند معنے دارد برائے خدا یتعالیٰ راست
بنام خدا یتعالیٰ راست و خدائے است چوں صلوٰۃ و نسک و محیی و ممات مر خدائے را
باشد قوله [۱۴۴] پس زبان مستنطق و گویا آمد پس اگر وسایط اعتبار کنی ہمیں آید کہ قاضی میگوید
اما صدق سخن آنست کہ التوحید قطع الاضافات اے قطع الوسایط اوست کہ بہمہ چشمہا می بیند اوست
کہ بہمہ گوشہا می شنود اوست کہ بہمہ پایہا میرود اوست کہ بہمہ دستہا می گیرد فبی یسمع و بی یبصر و بی
یبطش و بی ینطق اشارہ کردہ است ۔ قوله [۱۴۵] پس بگفتن رب العالمین روئے تقلید دیدی

(نسخہ: قلب) روی تقلید دیدی لا شریک لہ معنی ایں حدیث خود با تو گوید اگر گوش داری تمامی ایں ہمہ در وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ معلوم کنی ہرگز دیدی وَ اَنَا[146] اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ترا مسلمانی آموخت یا نہ پس اعوذ[147] باللہ دریں مقام درست باشد بدایت بسم اللہ[148] گفتن ضرورت باشد الرحمٰن[149] الرحیم صفات اوست کہ بر ذات نہاد (ن نہد) کہ چون[150] وے نقش (ن نفس) بود کار تو کند ازاں مہر نہاد پس[151] الحمد للہ شکر است بر ترتیب

تحقیق را بر تقلید باز آوردہ است یعنے تقلید وقتے معلوم می شود کہ تحقیق محقق شدہ باشد رب العالمین ایمان تو بریں مرتبط است تعکلید تو بریں مستقیم است آں روزے کہ اجمال ایں تقلید بہ بینی مسلم حقیقی باشد (ن باشی) چنانکہ در بیان قاضی معلوم خواہد شد یک معنی را عبارت مختلف اتفاق افتادہ است البتہ می کردہ اند واگر لفظ تقلید باشد بہتر بود قولہ[146] وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ہمانچہ بالا . . . وحاصل ایں ہر دو سخن ہمانست بعد آنکہ جمال وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ہماں یقین تحقق شد ہمہ جمال و کمال کہ بود ظاہر آمد قولہ[147] اعوذ باللہ واگر از بد وپناہ گرفتن است خود از عالم تحقیق است واگر از غیر خدا یتعالیٰ بد وپناہ گرفتہ سخن متوسطانہ است اگر از ان شیطان واز غضب بر رحمت پیوستی کار عوام ومبتدیان است اما قاضی ز انچہ قاضی است از وید وپناہ میگیرد قولہ[148] بسم اللہ گفتن ضرورت باشد چون از و بد وپناہ باشد واسم با مسمی یک است صفات رحمت ورحمانیت در ذات مندرج ومندمج اند بصورت چنہ از و بد و اسم مسمی پیوست مدد با روح پاک قاضی باد سخن از حد گذشتہ میفرماید قولہ[149] الرحمٰن الرحیم مہر صفات اوست من صفت رحمت ورحمانیت بالا گفتہ ام کہ با ذات چہ نسبت دارد ہماں نسبت مہر ہم بداں معنی است قولہ[150] کہ چون وے نقش بود چون ہماں وجود باشد ہماں نقش باشد کار تو ہماں میکند اگر ترا بجائے رساند کہ ترا تربیت کند وبجاے تو باشد وتو بدو قایم باشی کار تو کند قولہ[151] پس الحمد للہ شکر است اکنون در رحمت ورحیم تربیت بود پس آں الحمد گفت الحمد شکر تربیت او آمد بجان سر خود قاضی سخن مذکران میفرماید مارا از بیان تحقیق حکایت بقصہ گویان (ن نوازان) و دقاران میرساند۔

الرحمٰن الرحیم و بجز ان اللہ یعنی[152] صفات و ذات رب[153] العالمین مہرے دیگر باشد کہ با اللہ زیبا باشد[154] چنانکہ الرحمٰن الرحیم با اللہ زیبا باشد پس اللہ[155] و با اللہ یکے گردد پس الرحمٰن الرحیم اینجا تکرار ضرورت باشد اے عزیز فہم نخواہی کردن ملٰلک یوم الدین دنیا را در آئینہ آخرت بیند و آخرت[156] را در دنیا جائے نیست۔ اے عزیز اگر از سورۂ فاتحہ شراب طہور نوش کردہ از دست وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا آمکن باشد کہ

---

[152] **قولہ** بجز ان اللہ خدا یتعالیٰ ترتیب میکند در ذات صفات ترتیب نیست آنجا عقب و ہلاکت ترتیب در صفات فعل بود نہ صفات ذات [153] **قولہ** رب العالمین مہرے دیگر ہر یک مہر است ن ترتیب کہ از ذات بازمیدارد و آنرا عین تصور کن وغیر را در پس انداز پروانہ وار بسوز نار گرد نور علیٰ نور باش یا نور فی نور گرد [154] **قولہ** زیبا باشد چوں صفات ذات باشد و ذات صفات صفات را ذات کن و ذات را صفات و باعتبار چند از بہر اعتبار آنچہ قاضی میگوید تطبیق بدہ بیان جملہ صفات است چوں نفی صفات شود جمال چہ کہ ہمہ امور نسبتی[ن] [155] **قولہ** اللہ اللہ ن نسبی یکے گردد یک اللہ را عبارت از صفات او کن از آنچہ ماخذ ے دارد و صفات اعتباری میگیرد ن ماجرا اللہ دوم عبارت از ذات صرف کن بریں نمط ایں اللہ و آں اللہ یکے باشد پس تکرار الرحمٰن الرحیم تکرار ضرورت باشد [156] **قولہ** آخرت را در دنیا جائے نیست یعنی نگنجد ایں آں نتوانند شدن او خلود دارد اگرچہ در دنیا از و نصیبہ ہست نسیتے و قسمتے داد ندا ما در حوصلۂ او نیست [157] **قولہ** شراب طہور ہم از سورۂ فاتحہ باشد مقصود اینست کہ شراب طہور ہم از سورت فاتحہ باشد پس حسنات و مبرات علی العموم ہمیں اثر دہد کہ ہر یکے بقدر حوصلۂ خویش شراب نوشد کہ عبادات خمیر مایہ آں دولت است شراب طہور مطہر است چہ تطہیر میکند از تو و از وجود تو و از کائنات با سرہا ذرہ حقیقی را مطہر و منزہ میکند و شراب طہور ایں است بجمال او بہ تجلی او مستان شد دراں حالت یک وجود را شہود نیست ہر آئینہ را شراب طہور نہاد اکنون فاتحہ شراب طہور باشد کہ ریم وجود ترا بیکبار شستہ و پاک گردانیدہ

بدانی که چه گفتیم پس[۱۵۸] ازاں مست شوی پس ازاں هشیار گردی اِیَّاكَ نَعْبُدُ را کمر عبودیت
ن بربایدن گذشته را بندی اگر حال گذشتگاں بیاد آری اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ[۱۵۹] بگفت درآید پس[۱۶۰] طمع ترا در رباید
که روے جمال وفضل دیده باشی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بگوی پس ازآں رفیقان
را که باتو آں شراب میخوردند یاد آری گوئی صِرَاطَ[۱۶۱] الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ پس محروماں ومحجوباں
بینی بر در مانده چوں حلقه بر در وتو دروں خانه نشسته غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ بگوی
پس[۱۶۲] معلوم ترا شود که لاصلوٰة الا بفاتحة الکتاب[۱۶۳] چه معنی دارد نماز بے فاتحه درست

ن است در فاتحه تحمید است و دیگر صفت ترتیب و رحمت و رحمانیت ندیدن و احاطت امور بدوست هر که سورة
را متوجه شد خود را بدیں حضور داد آں نقد نصیب عین او شد حقیقت آں برد تجلی کرد خود را از خود
رفته دید سکر فنا او نمود شراب طهور هم بریں معنی درست شد قوله[۱۵۸] پس ازاں مست شوی صحوے وسکرے
وفنائے وبقائے را عبارت است چوں از مستی باز آمد هشیار شد هر آئینه کمر اِیَّاكَ نَعْبُدُ
بست ایں مقام جمع الجمع است قوله[۱۵۹] وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ بگفت درآید گفته ام از صحو سکر آمد واز
درآمدورفتن جمع بجمع الجمع آمد کمر بندگی محکم بربست اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ باتو ذوق درآمد رفتنی است بعد آنکه
از سکر بصحو آمد بسیار باشد تمنائے سکر کند گذشته را یاد آرد وباز خواهد همگی برائے آں را زبان استعانت
کشاید اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ره راست همانجا برد مقر وماوے همانجاست قوله[۱۶۰] پس
طمع در رباید می خواهد از صحو بسکر رود وحالت گذشته باز نمیگردد اما تجدید امثال هست
قوله[۱۶۱] صِرَاطَ الَّذِیْنَ باکیاں شراب خورد هیچ می دانی حریفان تو کیانند لاحول ولا قوة الا بالله
قاضی نیکو خیال بازے است وعجائب مدهنے وعجائب شراب خوارے است شرابے درمیان نه پیاله
درمیان نه حریف وساقی درمیان نه شرابے ونقلے درمیان نه آں بنده خدایتعالیٰ را خود درخیال
خود هذیانے میدارد حریفاں را پیش می آرد وایشاں را برسم تذکیر خویش درمقال نهاد از لاباس به انه
من ابا ریز السلام قوله[۱۶۲] پس معلوم شد که لاصلوات اے دوست صورتے کن که مجلس خانه اصحاب

نباشد و فاتحة الکتاب انیست کہ شنیدی چرا باخود لاف زنی کہ من نیز نماز میکنم هیهات هیهات عمر خود بباد بیگانگی برآمده آشنائی را ساختہ کن رباعی

بستر نیست ہر آنچہ ہنگاشتہ ایم — بفگند نیست ہر آنچہ برداشتہ ایم
سودا بود ست ہر آنچہ بنداشتہ ایم — دردا کہ بعشوه عمر بگذشتہ ایم

رکن سوم زکواة ست مصطفیٰ بیان کرد وگفت الزکواة قنطرة الاسلام آن طایفہ کہ مال دارند زکواة مال بر ایشان واجب آید خود علم آن وکیفیت آں دانند اماندانم کہ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينَ ازیں ہشت گروه توجہ فہم کرده کہ [۱۶۴] درعمرے یکے بدست نیاید ایں جماعت ہشتگانہ کہ علما گویند دیگر باشند [۱۶۵] وآنکہ ایشان را

عزیزے عاشقے ومعشوقے را شمرلبے را تصور کن وکسے را پاسبان ساز وکسے را محرم کن کہ ایں حکایت عارف بدیں ماند قربت او بر اسرار واطلاع او بر خفایائے ربوبیت بدیں مثال باشد چوں ہمہ بر درانده ہمہ محروم اند مگر شخص واحد **قولہ** [۱۶۳] **الا بفاتحة الکتاب** ہمیں معلوم شد کہ ہرکہ بدیں اسرار رسید مصلی او ست **قولہ** [۱۶۴] **دیگر باشد** ایں احتمال لفظی است ہرکسے بحسب فہم خویش وحال خود بر معنے برد ومناسب آں حاصلے گوید لا مساحت فی الالفاظ لکن ایں قدر باشد تو از شیراز بیروں آئی خواہی در بغداد روی اول چیزی کہ قطع کنی بہ نسبت اگر آں را بغداد نام نہی شاید وہم چنیں ہرچہ قریب تر شود تا آنکہ بعیان آں رسی اما اعتبارات ہست درمیان **قولہ** [۱۶۵] ایں گروه ہشتگانہ یکے ازاں فقرا اند و در اصطلاح ایں طائفہ فقیر آں است الذی لا یفتقر الی نفسہ والا الی ربہ ایں چنیں عزیز کجا دریابی تا ایں صدقہ در مصرف او بری والمساکین اگر از سکون است عبارت ازیں باشد کہ او را با خدا تعالی سکونے وقرارے شده است اضطرابے وبازگشتہ باوے نمانده است واگر مسکین آنست در شان او ایں آمده است اذا تجلی اللہ لشیٔ خضع لہ خشع ایں کس کجا یابی کہ بہ تجلی حق خضوع وخشوع شده است والعالمین عاملاں را حقیقت حقوق اہل حقیقت کہ بجمع می آرند حقوق اہل

محققان خوانند دیگر این جہاں اگرچہ از برائے اولیائے خدا آفریدہ اند اما این خود را با
دنیا وکسب دنیا نہ دہند از زکوٰۃ خدائے کہ اصل و فرع ہر دو خود از بہر وجود ایشان

حقیقت را بمصرف می برند این چنین کجا یابند والمولفۃ قلوبہم آنکہ دل ایشاں بہمہ خویش با اہل حقیقت
تا لُفے یافتہ واز موارد و مواہب ایشاں قسمتے می گیرند و ہنوز بایں طائفہ یکے نشدہ اند این آ ں
طائفہ اند کہ حقیقت وا رتد کجا جویند وفی الرقاب آں کہ گویند المکاتب عبد ما بقے علیہ درہم ہمہ
او بخدا یتعالیٰ فنا رفتہ وبقا باد ے ماندہ است تا این قدر ہم با او بقیہ شود اگر در شان او صدقہ
بدہد با بقیہ او نفقیہ شود اور ا تو کجا جوئی ادراک او چگونہ دہد والغارمین وام زدہ گان این راہ و
گرو کان ماندگان این کار نہ آنند کہ ہر کسے ادراک ایشاں تواند کرد معرفت تواند بر دوفی سبیل اللہ
کیست او کجا است آں کس کہ ہگی در ملک او باشد در راہ خدا یتعالیٰ باشد و طالب ومتوسط ومنتہی کہ
بر آں بگذرد وحظے ونصیبے گیرد وابن السبیل گذریاں این راہ ہیچ وقتے بر چیزے قرار نگرفتہ و ہمہ
وقت در سیر وسلوک اند با ہم مراتب و قربات کہ ایشاں راست خوب طبعے بدیں معنے اشارت
کردہ است **بیت**

عجبے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست عجب انیست کہ من واصل وسرگردانم

باشد کہ بمعشوق رسد ہمہ او دریا بد غلبہ استسقا دارد بیاشامد وسیر نگردد اینجا محل گفتار بود نمی دانم
کہ قاضی را چہ مصلحت بود کہ بیان نہ کرد آں کہ از زکوٰۃ این فہم کرد کہ از دویست درم پنج درم بدہند
و مصارف ہمہ ہشتگانہ ہستند این را دانست وبعمل پیوست این اول منزل است بآں منازل کہ
محققان گویند زکوۃ این است اما این ہمہ از آں تحقیق نصیبہ دارد ہیچ مگو از مولانا استاد مجتہد پرس
کہ مال از خود جدا کردن حقیقتے ہست یا نہ اکنون بیان این سخن محققان ازیں زکوۃ نکردہ اند و
ازیں مصارف معنے گویند وازیں مصارف اشخاص مراد دارند لیس کنز انفع من العلم ہیچ
گنجے نافع تر از علم نیست بہ چند اعتبار ہمیں علم است کہ زکوۃ دادن وستدن بیاموز و اگر این نباشد

فنا از او بقیہ

بدان

آفریدہ شدہ نصیبے بہر یک باید دادن تامدار و قرار قالب ایشان باشد اما ایں گروہ کہ مال در زکوٰۃ دادن نعت ایشان باشد خود بیں نباشد ایشاں را علم آخرت باشد کہ لاکنز انفع من العلم از آں کنز علم و رزق ایشاں را دہند [۱۶۶] وَمَن رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا ہم محبان و مریداں را ازاں زکوٰۃ نصیبے دہند کہ اَلْعِلْمُ لَا یَحِلُّ مَنْعُهُ [۱۶۷] آں بر قدر حوصلہ خلق نثار کنند و ایں آیت در کار بستند کہ [۱۶۸] وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ خلق را از معرفت [۱۶۹] گنج کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف نصیبے دہند و مر ہمصحبتاں را اما عموم خلق را از دعاے ایشاں

ف ظاہر
ف ایشاں را خود فائدہ

آں زکوٰۃ ضایع باشد ہر کہ زکوٰۃ دہد ہر آئینہ از دویست درم پنج درم کم شود و نفع او بجہ باز نہ آید یا بد و نفع دنیاوی کہ آں فقیر گیرد اما دادن زکوٰۃ دہندہ فقیر نشود بلکہ زیادہ تر شود و فقیر را کہ دہند آں درمے کہ او را دادہ است وقتے کم نشود و ہماں باوے ماند اکنوں نبینی کنزاً انفع من العلم باشد یا نباشد مرد از جہاں رود زکوٰۃ او باقی ماند استادے است شاگرداں از وے نفع گرفتہ اند شاگرداں پرسیدند بیان کرد او از جہاں برفت زکوٰۃ او در جہاں ماند صدقہ بروے جہاں باقی است مشایخ رضوان اللہ علیہم اجمعین ارشاد کردند از مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الی زماننا آں ارشاد و دعوت باقی و آں اتصال و انفصال باقی و ایں ہمہ در حیات مرتضیٰ بودند میبرید او خود بہ ایشاں محتاج است اما در باب فقراے امت میکند ایں بدانی علما جملہ مشایخ جملہ حکما و عرفا امت مرتضیٰ اند فافہم و اغتنم علی رضی اللہ عنہ اطراف دیں را گرفتہ است با جمعہا و خود رخ است بر ہمہ او ست باز میگویم فافہم و اغتنم [۱۶۶] **قولہ وَمَن رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا** رزق دو آمد حسنہ و سیئہ رزق حسن آں باشد کہ نوع و جنس ترا ازاں نصیبے باشد و آں تو ہم طالب مسترشد و آں کہ خود را انفساً نفساً متوجہ متعلق کردہ داری براے او ایں آید کہ العلم لا یحل منعہ [۱۶۷] **قولہ بر قدر حوصلہ خلق** آں کہ گفت لا یحل منعہ ہاں عنایتے کن کردم طالب صادق مسترشد متوجہ

و از برکت ایشان را از بلاہا و رنجہا خلاص دہند و در قیامت نیز زکوٰۃ رحمت خدا نثار کند ہر یکے ہفتاد[170] ہزار محجوب و مستحق عقوبت را اہل بہشت گردانند تو چہ دانی کہ زکوٰۃ کنت کنزا[171] مخفیا فاحببت آں گنج رحمت است کہ کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ پس زکوٰۃ ایں کرا دہند و کہ خواہد ستدن العزیز و ما ارسلناک الا[172] رحمۃ للعٰلمین خود گواہی میخواہد مرا ایں سخن را پس مصطفیٰ

ضد میدہد

باید قاضی ہماں را بیان می کند قولہ[168] و مما رزقناھم ینفقون وایں معنے کہ گفتہ اند من برائے بعض است اے بعض ما رزقناہم ینفقون وایں معنی بروفق بیان قاضی است زیراچہ میگوید کہ ایں بر قدر حوصلہ خلق نثار کند بعضے کہ لایق ہر کسے باشد نثار او کند ہمہ نشاید بدو سبب یکے پیشینہ تحمل آں ندارد دوم کیسہ خالی ماند قولہ[169] کنت کنزاً مخفیاً میگوید گنجے نہانی ام دوستدارم کہ عارف گردم یا معروف گردم اگر بدیں معنے کہ عارف گردم یعنی عالم بوجود اشیا قبل وجود اشیا و آنچہ بر ایشاں برسد او باشد خواستم تا خبیر گردم بوجود اشیا بعد وجود اشیا آں چیز یکہ آں قابل آں اشیاست و اگر بدیں معنی باشد کہ دوست داشتم معروف گردم کسے را از من شعورے بنود دید بر یکچہم ویکچونہ از روئے وقبولے نشان نہ دینے و کفرے و اسلامے و وجودے نبود دوست داشتم و خواستم تا معروف گردم محبوب گردم کسے را بجو درہ دہم و کسے را از خود برانم قولہ[170] ہشتاد ہزار محجوب یعنی مومنان کہ بسبب فسق و فجور ایشان از رحمت نصیب ندارند بر ایشاں رحمت را زکوٰۃ ایثار کند یعنے بغیر آنکہ آن استحقاق باشد حق تعالی بر ایشان تفضیلاً رحمت کند قولہ[171] کنزاً مخفیاً خداوند سبحانہ خود بر نفس خود واجب کردہ است کہ رحمت بر بندگان کنم پس چنانکہ زکوٰۃ بر ما واجب شد اللہ سبحانہ باختیار خویش بر نفس خویش زکوٰۃ ہم واجب گرداند کہ البتہ البتہ بر محتاجان رحمت نثار کند چنانچہ بالا گفتہ بود الرب یصلے او خود نماز میگذارد ایں جا گفت زکوٰۃ خود میدہد قولہ[172] و ما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین محمد علیہ السلام

چنیں کہ

آن رحمت را قسمت کند[۱۷۳] بر خصوص است که هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ
الْمُؤْمِنِیْنَ تا ایشان[۱۷۴] قسمت بر عموم خلق کنند که اَشَرُّ النَّاسِ مَنْ اَکَلَ وَاحِدَةً
تا ہر که در عصر او بود در دنیا و آخرت از نصیبے از آن رحمت خالی نباشد پیش از این
زکوة این کلمات ایعزیز شرح نتوان دادن که دلہا در نیابد و خاطرہا در ورطهٔ ہلاک
افتد این ہنوز[۱۷۵] یک نصیب است از صد ہزار نصیب ما صبّ الله شیئاً
فی صدری الا و صببته فی صدر[۱۷۶] ابی بکر اما نوش میکن و ہل من مزید

این رحمت که او بر نفس خود واجب کرده این رحمت مخصوص و تخصیص یکے است محمد علیه السلام
که او عین رحمت است تمثل رحمت است خلاصهٔ رحمت و مخ رحمت است تا آنکه حصر کرد وَمَا
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ محمد علیه السلام جز رحمت خاص نیست محمد علیه السلام
از روے لغت چه معنے دارد چه آنکه مجتمع جمیع خصال حمیده باشد آن را محمد نام علیه السلام (ان محمد علیه السلام)
گویند قوله[۱۷۳] آن رحمت را قسمت کند ہم بر آن معنی که بالا گفته بود که بر قدر حوصلهٔ ہر کسے دہند
اینجا نیز قومے مخصوص کرد که هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ و لے مخصوص کرد در
نزول سکینه است محمد علیه السلام رحمت قسمت آن دل کند قوله[۱۷۴] تا ایشان قسمت کنند
و عموم اہل سکینه مقر و مستقر رحمت محمد علیه السلام آمدند از ایشان این رحمت قسمت بر عموم خلق
رسد ایشان قسمت کنند و عموم اہل سکینه حبس نکنند البته به دیگران دہند لان شر الناس من اکل
واحدة قوله[۱۷۵] و این ہنوز یک نصیب است از صد ہزار نصیب. نیکو می کنی اما بر قدر حوصله گفتی
بر اندازهٔ حوصله بده قوله[۱۷۶] فی صدر ابی بکر ہم برای آن آورد که هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ
فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ چون دل ابی بکر مقر سکینه بود آنچه خداوند سبحانه در دل محمد علیه السلام
ریخت ہمان چیز را در دل ابو بکر ریخت الا و صببته ہمین میرود از آنچه ما را داد نداز ان ابو بکر را نصیب
کردیم شیئاً در موضع نکره عموم تقاضا کند یعنے از ہمه که در صدر رسول علیه السلام ریختند از آن چیز

نعرہ می زن[۱۷۷] رکن چہارم صوم است وصوم در شرع عبارت ست از امساک طعام و شراب کہ روزۂ قالب است اما صوم در عالم حقیقت عبارت است از خوردن[۱۷۸] طعام و شراب کدام طعام: ابیت[۱۷۹] عند ربی یطعمنی و یسقینی کدام طعام کدام شراب[۱۸۰] وکلم اللہ موسیٰ تکلیما این را صوم معنوی خوانند روزہ جاں[۱۸۱] این باشد این صوم

نت: می طلب

صدر ابوبکر را ہم نصیب ہست و آں کہ میگوید نوش میکن وھل من مزید می طلب۔ ہمیں دلیل میکند کہ قسمتے از قسمت ہائے رسول اللہ چیزے با بوبکر دادند تطبیق فضل ابوبکر بریں آورد چنانکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حوصلہ خود از رسول علیہ السلام شئے یافت ما نیز بر قدر حوصلہ تو شئے مائی نصیبہ کردیم قولہ[۱۷۷] می طلب اینجا میگو مناسب تر است و در بعضے نسخہ میگوید میگو قولہ[۱۷۸] این صوم معنوی باشد اگر صوم عبارت از امساک است خود چہ معنی دارد کہ نزدیک اہل حقیقت عبارت از خوردن و آشامیدن است قولہ[۱۷۹] ابیت عند ربی چند معنی احتمال می برد یعنی من با خدائے خویش وقتے و ذوقے دارم کہ چنداں من غذا ازاں میگیرد و دیگر طعام مخصوص کہ خاصہ آدمی است از غیب برآمن آں طعام می آید ماکولے مشروبے محبوبے دیگر مع با حضرت می باشم مرا طعام خیال است و آں خیال بجائے حسے است از انچہ ہماں غرض ازو حاصل است دیگر مرا آں قوت آں بنیہ دادہ است در اصل خلقت و جبلت اگر من عمرے بے آب و طعام خواہم بمانم و توانم تا آنکہ قاضی ازیں جملہ احتمالات یک احتمال بیان کردہ است یعنے مرا طعام معنوی آں طعام ماکول من و آں شراب مشروب من است قولہ[۱۸۰] وکلم اللہ موسیٰ تکلیما از کلم اللہ موسیٰ معلوم شد کہ طعام معنوی داشت چنانکہ شراب اما میدانم بکدام معنے کلم اللہ موسیٰ تکلیما شراب داشت اگر شراب معنوی خود طعام معنوی ہم تواں گفت اکنوں از خوردن و ایں آشامیدن را بکدام معنے صوم نامند مگر بدیں معنے کہ نفس از حیات[۱۸۱] امساک کردہ است متوجہ معنویات شدہ قولہ[۱۸۱] روزہ جاں باشد یعنے توجہ جان بحضرت و اعراض از جملہ کائنات ایں روزۂ جاں باشد ایں صوم خدا یتعالیٰ باشد

نت: محبوبے

نت: حیات

خدا باشد جو اے این جز خدائے نباشد ان الصوم لی و انا اجزی بہ ہمیں معنی باشد
چوں صوم خدا باشد جزاے این صوم جز خدا نباشد و انا اجزی بہ یعنی انا الجزا
و از آں بزرگ شنیدہ کہ گفت الصوم[۱۸۲] هو الغیبة عن[۱۸۳] رویة ما دون الله
لرویة الله تعالیٰ صوم ما دون اللہ را بیان میکند مریم[۱۸۴] میگوید کہ انی نذرت
للرحمٰن صوما افطار آں جز لقاء اللہ نباشد کہ مصطفیٰ ازیں جا گفت للصائم
فرحتان فرحة عند[۱۸۵] الافطار و فرحة عند[۱۸۶] لقاء ربه

یعنے روزہ براے خدا یتعالیٰ راست یعنے صوم خدا یتعالیٰ باشد کہ از ہمہ اعراض شد و از براے
رویت او آں توجہ چناں کہ نماز خدا یتعالیٰ گفت زکوٰۃ ہم خدا یتعالیٰ گفت صوم خدا یتعالیٰ ہم گفت و دیگر
او تعالیٰ از ہمہ موجودات منزہ بدیں امساک شد از جملہ وجودات او بذات خود بخود موجود این
امساک شد اوست الصوم لی صوم مراست یعنی صایم منم و جزا ہم منم الصوم لی تخصیص کرد
انا الجزا ر اثبات در اثبات است عزیز صوم ایں قوم را فہم کن قولہ[۱۸۲] الصوم الغیبت عن رویت
ما دون اللہ ما گفتیم ہر آنچہ گفتیم آں بزرگ ہم بریں اشارہ کرد یعنے رویت خدا کند
و ما دون اللہ غایب کند قولہ[۱۸۳] عن رویت ما دون اللہ دو احتمال دارد شئی ہست از بس حقارت
ذات خویش در نظر نمی آید و دیگر آں شئی باو ست او معین است و در بیان ایں معنی موافق تر است
قولہ[۱۸۴] انی نذرت قاضی از کلام ماضی اعراض میکند استقبال بحال دیگر کردہ است میخواہد رہ
سلوک و اسباب وصول در بیان آرد باز باصل معنے باز گردد صوم صوم عزیمت او در نیت او بدیں نذر
باشد کہ از ہمہ اعراض کردہ است و توجہ او بخدا یتعالیٰ آوردہ البتہ تا آنکہ بمقصود رسد و روے
مقصود بیند آں نمی گوید پس آں کار باید کرد البتہ از ہمہ روے گردانیدہ ہم بدو قرار گرفتہ ہموارہ
مقر و ماوی ساختہ قولہ[۱۸۵] فرحة عند الافطار یعنی از آنچہ کارے بسر شد و فرحت عند لقاے
ربہ براے چیزے راکہ کارے بسر شد آں چیز نیز آمدہ فرحت عند الافطار روزہ داشت تا وقت

از خبر صوموا[۱۸۷] لرویتہ وافطروا الرویتہ چہ فہم کردہ از اں صوم چہ خبر شاید کردن کہ ابتدائے
آں صوم از خدا باشد و آخر افطار آں بخدا باشد الصوم جنۃ سپر و سلاح صوم بر
گیرد و گاہے[۱۸۸] صایم باش و گاہے مفطر کہ اگر ہمہ صوم باشد محرومی باشد و اگر ہمہ افطار
باشد یک رنگی بود مگر کہ مصطفیٰ علیہ السلام ازینجا گفت من صام الابد فلا[۱۸۹] صام ولا افطر
صایم ابد خود یکے آمد کہ الصمد[۱۹۰] نعت او بود وَھُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ ایں معنی بود صایم

افطار رشد پس روزہ کہ آخر او با فطار کشد فرحتے باشد وقت افطار روزہ داشت تا آنکہ روزہ روا
باشد بہ ضرورت ہم افطار رشد رمضان بسلامتی تمام شد روز عید آمد روزہ داشتن بماند افطار مستحب
(ب نماید)
گشت فرحت عند الافطار درست شد قولہ[۱۸۶] فرحت عند لقاء ربہ یعنی ہر چہ از رب فرحت خواہد
یابد بموجب روزہ قربت خدایتعالیٰ باشد دل مصفی شود عکس پذیر گردد و نور قدس درو منعکس
شود فرحت عند لقاء ربہ باشد قولہ[۱۸۷] صوموا الرویتہ مرد محدث و فقیہ بر حکم حدیث فرمایند
کہ رمضان بینند روزہ گیرند شوال بینند افطار کنند صوموا الرویت شہر رمضان وافطروا الرویت
شہر شوال متصوفہ بحسب فہم خویش از آں عبہاں کہ ایشانند چنیں گویند روزہ دارید برائے دیدن
دیدار او و افطار کنید بنا بر دیدن دیدار او صوم شما امساک از طلب ماسوی اللہ باشد و افطار
شما اثبات ذات فرد واحد باشد صوموا الرویتہ روزہ دارید برائے آں راکہ او را بینید و افطار
کنید بنا بریں کہ او را دیدید قولہ[۱۸۸] گاہے صایم باش قاضی اختلاف احوال تنوعات تجلیات
را مقصود کارے فرماید در افطار تجلی و کشفے سکرے و جمالے نظارہ است و در صوم تنزیہے و تقدیسے
است و ترک ہر چہ نہ بر وصف ذات او باشد پس ہر دو لابدی است اگرچہ انطار باشد ہمانکہ قاضی
میگوید ہمارہ یکے در راحت و خرمی و خوشی و اکل و شرب و تمتع و تلذذات از درد و سوزے
و از آہے و شکایتے و دردے نصیبہ نیست ہر دو جمع باید گاہے چنیں گاہے چناں و آں کہ ہر دو
بہم باشد کہ باہمہ مراد باشد درد و سوز برقرار زہے کار اما نیک نادر است قولہ[۱۸۹] لا صام ولا افطر

الدہر او بود جل جلالہ دیگر آں را فرمودہ است صوموا یوماً وافطروا یوماً تا خود
صوم ہر کسے از چیست و افطار ہر کسے بچیست شنیدی کہ صوم چہ باشد رکن پنجم[191]
العزیز حج است وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا العزیز
کہ راہ خدا نہ از جہت راست است و نہ جہت چپ و نہ بالا و نہ زیر و نہ دور و نہ نزدیک
راہ خدا در دل است راہ خدا یک قدم[192] است دع نفسك وتعال مگر از مصطفیٰ صلعم

زیرا چہ از یک قسم بکلی محروم شد صوم شد ولکن لرویۃ نشد و اگر شدہ بودے وافطروا الرویۃ شدے
فلا صام ولا افطر درست آمد **قولہ الصمد[190] نعت** او بود صمد او را گویند کہ لا جوف بہ الصمد آں بہتر
کہ او را بطعام و شراب بہ حاجت نباشد پس صوم ابد و ازل او را باشد **قولہ رکن[191] پنجم حج است** از روے
لغت قصد است و قصد عمل دل است قصد و نیت یک معنے و نیت دل بحسب تاوے منقسم باشد بر
اقسام مختلف یکے را سفر اختیار است خواہد البتہ مسافر باشد بہترین سفر ہا حج است و حرم اللہ و بیت المقدس
است او را سفرے می باید کرد بہترین سفر ہا ایں است ایں اختیار کرد در ضمن ایں نور برکت ہم لفقہ شد
و دیگر گفت وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا نجاتے بجوید ہمہ ہیں ہوس برغبت و آرزوے سوے
کعبہ میپوید و دیگر احادیث بر صفت کثرت دریں باب وارد ہر کہ بدیں دولت رسید مقر و ماواے
او جنت عدن باشد و دیگر گویند محقق است ہر کہ در حالت حج و در طواف آں از خدایتعالیٰ بخواہد
بدامنش دہند مرد طالب ہر درے کہ ہست صلوتے و صومے در آمدہ است و جستہ است
یکرہ دریافت قبول حج است دیگر عارف محقق باشد خواہد نظارہ تجلیات بر حسب از دحام و اجتماع
کند و ایں مجمع و مزدحم کہ در کعبہ است جاے نباشد ایں نظارہ آنجا با حضوری فرماید دیگر تجلی
جدیدے است در صوم تجلی در زکوۃ تجلی در صلوۃ تجلی در حج تجلی مظہر کعبہ تجلی دارد کہ جز بہ درد نباشد ہر
آئینہ بر نور نظارہ آں تجلی قدمے زند و دیگر بسیار است الکلام ما ہوا خصر و اولیٰ و انفع **قولہ یکقدم[192]**
است آنکہ او در راہ خدایتعالیٰ پوید بدل پوید و اگر جوید بدل جوید و اگر یابد در دل یابد و اگر

رکن پنجم حج است

نشنیدۂ او را پرسیدند کہ خدا کجا است ؟ فقال صلی اللہ علیہ وسلم فی قلوب عبادہ المؤمنین[193]
گفت در دل بندگان خود و قلب المومن بیت اللہ[194] این باشد دل طلب کن حج حج است
ولست دانم کہ گوئی دل کجا است دل آنجا است کہ قلب المومن بین اصبعین من[195]
اصابع الرحمٰن العزیز حج صورت کار ہمہ کس باشد اما حج حقیقت نہ کار ہر کس

بیند در دل بیند فعلی ہذا حج اکبر ہمیں دریافت دل باشد و آں کہ او در بنائے مخصوص کہ از سنگ و چوب
برآوردہ اند گرد او میگردد و سر بر آں در نہد بجاں سر خود ایں ہمہ کار دل است ہم دل میکندو
آں طالب ہماں چیز را بداں اعمال در دل میجوید ہر چہ پیغمبر علیہ السلام کرد و ہر چہ خدا فرمود ہمہ
برائے تصفیہ دل راست در صوم و صلواۃ و زکوۃ و حج و تصفیہ دل بیاں ہر یکے القصہ بطول میکند
قاضی میفرماید خدا یتعالیٰ حبیب و راست نیست ہمیں در دل است در دل ہم نیست یک قدم
است یک قدم ہم نیست اما دریافتہ و تنبیہے تعرفے را مقرے وحدے پیدا کردہ است تمام
از یگانہ تمام ازیں حکایت دع نفسک و تعال آمدہ است قولہ[193] فی قلوب عبادہ ازیں بیان اشارہ کرد او را
مقرے نیست در یافت او در چیست و بچہ دریابند فرمودند در دل بندگان او باشد دل را
آئینہ گفتہ اند و ایں آئینہ بیں اصبعین من اصابع الرحمٰن فرمودہ اند در ازل کہ آں ہیولا
و اصل است ایں صورت حادث راکہ فانی اصل است آئینہ خود ساخت آں اصبعین مجازی
وجہ داشتن ہر ساعتے و زمانے جمال خود را در آئینہ بحسب اختلاف آں آئینہ بصفتے دیگر میبیند
قولہ[194] قلب المومنین بیت اللہ عجائب خانہ و عجائب خصم خانہ ایں خانہ مراین خصم خانہ را محیط
نہ چنانکہ رسم خانہ و خداوند خانہ آمدہ است و ایں رب البیت محیط اینخانہ و ایں خانہ در
حضرت آں رب البیت ہیچے و بنا چیزے قرار دادہ اکنون اینچنیں خانہ و آنچنیں خداوند خانہ
ہست قلب المومن بیت اللہ قلب را قلب گویند از آنچہ صفت او تقلب است آنچہ
صفت او تقلب باشد و مقر و ماوی شئی چگونہ تواند شد مگر ایں شئے آں چنانکہ او میگردد و ایں

باشد در راه حج زر و سیم باید فشاندن در راه حق دل و جان باید فشاندن این کرا مسلم باشد آنرا که از بند جان برخیزد مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا[196] این باشد ای عزیز[197] این کلمه را گوش دار عمر خطاب رضی بوسه بر حجر اسود میداد و می گفت انك حجر لا تضر و لا تنفع لولا انی رایت رسول الله علیه السلام قبلك فما قبلتك گفت مصطفی را دیدم که برین سنگ بوسه میداد و اگر نه ندادمے امیر المومنین علی رض گفت مهلًا یا عمر بل هو یضر و ینفع آن عهد آن بندگان خدا در میان آنست اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا

ن۔ رستہ باو میگرد چنانکہ ماہی بموج دریا خدا در دل است و دل از خداست بتدلک او ہوست چند ہذیان می گویم ترا فہم می شود یا نہ انشاء اللہ تعالیٰ مردے باشد کہ سخنان ما در حوصلہ او گنجد قولہ[195] من اصابع الرحمٰن این سخن معلوم کن کہ قلب دستے دارد تا آنکہ میگوید یقلبها کیف یشاء او ہرگز ترا نگردد ترا رد عبارت ازین است چنانکہ مقصود میگردد او ہم چنان باد میگردد چنانکہ حرکت خاتم و اصبع قولہ[196] مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا مرد فقیہ مسلمان صحت تن و امن طریق و زاد و راحلہ و رد مظالم باید قاضی میگوید ہر کہ از جان خیز و قدم در دل نہد قولہ[197] اے عزیز این کلمہ را گوش دار قاضی میخواہد سخن در میان رکن حج گوید اما با لا ربطے نیست عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود را بوسید و گفت اگر نہ آنستے کہ رسول علیہ السلام را دیدم ترا بوسیدہ است من نبوسیدمے زیرا چہ سوے تو نفعے و از تو رنجے نیست از آنچہ نہ تو زیان توانی کرد و نہ سود توانی داد علی رضی اللہ عنہ فرمود خاموش کن حجر اسود ہم زیان کند و ہم سود کند نظر عمر رض بر حجر بود ایں قدر نیامد بوسیدن رسول علیہ السلام چہ ستر داشت کہ بوسیدن رسول علیہ السلام سرے اصلی و غرضے کلی نیست مرتضی ہم بران تنبیہ کرد کہ رسول علیہ السلام

دنا۔ تستر بوسیدہ و بوسہ زدن او بے تیسیری و اشارے در مزے نبودہ باشد چہ سخن او و او فعل او را بہرزہ و ہزل میدانی پس اعتقاد کن بے شبہ در او سرے است کہ آن سر ہم نافع است و ہم ضار اکنون چون این معنی اثبات یافت ازینجا اشارت شود بہ آنکہ ہر چیزے سرے دارد نظر بر ذات و بر وجود او نیست بچیزیکہ او قایم است بہیجے کہ او نام شخصی خویش یافتہ است بدان نظر ہم ضار و ہم نافع و کسے است و چیزیست اگر اطلاع

وآن بوسہ[۱۹۸] بر عہدنامۂ ازل میدہند بر سنگ ان الحجر یمین اللہ فی ارضہ - اورا دست[۱۹۹] خداخوانند وتو اورا سنگ بینی اے عزیز آنچہ موسیٰ[۲۰۰] طالب ومشتاق کوہ طور آن کوہ سنگ بنود حقیقت آن سنگ بود وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا جمال کعبہ نہ این بنا و سنگہا است کہ حاجیان بینند جمال کعبہ آن لعبت است کہ بصورتے زیبا در قیامت آید بشفاعت از بہر زایران خود اے عزیز ہرگز در عمر خود یکبار حج روح اعظم کردہٗ

خود بدانی قولہ[۱۹۸] آن بوسہ بر عہد ازل میدہد قاضی ابر سخن اہل ظاہر نیز نظرے میکند در حدیث است کہ در عہدنامہ بندگان را بحجر اسود دادند وآنرا درون خود اترد بر او بوسہ بر عہدنامہ میدہند نہ بر سنگ چہ معنے دارد بارک اللہ یا ایہا الذکر نکو دقیقہ فرو خواندہ واگر از روے تذکیر این سخن گویند کہ این سنگ بر آستانہ نہادند حضرت بوسہ دادہ است تعظیم مر خداوند تعالیٰ را سنگے بر آستانہ نہادند بوسہ زنند اما اہل تحقیق کعبہ را بوسہ زنند سنگ را بوسہ زنند یا شاہد را ہم بوسہ زنند و این ہمہ یکے باشد نمیدانم کہ ازین شاہد ن زنند چہ فہم کردہٗ انشاء اللہ ترا روزے پیش آید کہ گوئی رایت ربی فی احسن صورۃ این سخن ہم کنی قولہ[۱۹۹] دست خداے تعالیٰ خوانند ہرچہ رہ بخداے تعالیٰ برد یمین اللہ گویند وہرچہ از خداے تعالیٰ باز دارد اورا یسار اللہ گویند وآنکہ گویند کلتا یدیہ یمین اللہ بدان معنی است کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ منہ بدأ والیہ یعود بیان او است اینست پارسی عربی است چنانکہ ید اللہ گویند دست اللہ ہم گویند در تاج الاسلامی گوید الدست دست قولہ[۲۰۰] موسیٰ علیہ السلام طالب کوہ طور بود موسیٰ علیہ السلام ترددے واختلافے بر کوہ طور کردے نہ آنکہ از آن سنگ بان سنگ غرض داشت ولکن محل تجلی وکشف ومحل عبادت بودہ است وجاے سجدہ گاہ موسیٰ بود جاے فانی شدن موسیٰ وباقی شدن بخدا بودہ است ن عبادت عبادت است موسیٰ را ابتلا ہم از آن بودہ است قاضی ہم بر آن تطبیق میدہد کہ حاجیان جمال کعبہ سنگ وخشت ن صورت کعبہ است بینند این کعبہ نیست کعبہ است صورت اونیست معنی آنکہ زدا آمنا وصدقنا خداوند سبحانہ آن رحمتے کہ نازل بر بنا و کعبہ شدہ است اورا بر صورتے زیباتر صور تہا کند متمثل متشکل کند او بصفت تمثل وتشکل در

المجمع[۲۰۰] حج المساکین مگر نشنیدہ کہ شیخ ابویزید می آمد شخصے را دید گفت کجا میروی گفت الی بیت اللہ تعالیٰ گفت چند درم داری گفت ہفت درم گفت بمن دہ و ہفتاد بار گرد من بگرد زیارت کعبہ کردی چہ می شنوی کعبہ نور اول[۲۰۲] ما خلق اللہ نوری در قالب بایزید بود زیارت کعبہ حاصل آید۔ رباعی

محراب جہاں جمال رخسارۂ ماست ❊ سلطان[۲۰۳] جہاں در دل بیچارۂ ہست

شور و شر شرک و کفر و توحید و یقین ❊ در گوشہ دیدہای خونخوارۂ ہست

در راہ حج سرے و حقیقتے باشد اما کسے بینا باشد خود بداند کہ طواف کعبہ و

در حضرت بایستد و از مخلص خویش در دار قرار باخود قرارے دہ ساعۃ فساعۃ چون ازاں رحمت پروری اثبات ن برد شود ایں صورت و ایں معنی است و تقاضی صورت ازمیان برگرفتہ ہمیں را اعتبار داد قولہ[۲۰۰] المجمع حج المساکین روح بزرگے روح نبی و یا روح ولی او زیارت کنی یعنی ملاقات او شود مشاہدہ او شود باوے مراد را مجادرا و باشد بدین ماند کہ المجمع حج المساکین یعنی درجہ ایں ثواب است در دریافت طواف کعبہ است و روح آن بزرگ آں تجلی دآن ست دارد چہ تو او را زیارت کنی گوئی کعبہ زیارت کردہ باشی فیما نحن فیہ ازیں مساکین چہ مراد مساکین را از سکون گرفتہ اند یا از کین کہ از راہ توحید و کشوفات گرفتہ ایشان تجلیات استواری یافتہ اند ن۔آیا از۔ف استقرار ایشاں بداں مانند کہ ہیچ آن سبب اجتماع برکات و خیرات کہ در ایشان است پس دریافت آن جمع ایں چنیں باشد کہ بجائے حج مشائخ و اولیا باشد و ہم مشائخ کشوف و تجلی ست ہر کہ را این تجلی باشد زیارت این روح ہمیں کشف و تجلی است بایزید رضی اللہ عنہ ہم بدین نشان داد گفت زاد و راحلہ مردہ گرد من یا حجرہ من بگرد ترا حج میسر شود زہے سودان خدائے تعالیٰ و زہے بے باکی ہم ایشان را مسلم باشد۔ قولہ[۲۰۲] اول ما خلق اللہ نوری چہ میگوید قاضی مخلوق سزاوار آن نباشد کہ گرد او گردند و او را کعبہ خود سازند نور احمدیہ و حرف زدا انیۃ نیران کہ از آن است کہ گرد او گردند و فدائے او شوند کعبہ را اعتبار بدو کنند کہ او نور و تجلی است مگر آنکہ طریقہ محی الدین اعرابی مطلقہ و شیمہ سے کریم

سعی و حلق و تحری الحجر و قارن و مفرد و احرام و احلال و تمتع در ہمہ احوالہا است[۲۰۲]

قوله[۲۰۳] سلطان جہاں در دل بیچارۂ ماست رباعی از زبان محبوب است ہر جا کہ لطفے و جائے است وضعے و کمالے است ہمہ مختصر نمود میکند آنچہ بایزید دیدے ہم انان است کہ با دوست **قوله**[۲۰۴] حلق و تجرید الی آخرہ تا ضی غدرے فرمود بایستے ہر چیزے را شرے بیان فرماید اما بقدر وسع خویش چیزے گویم نخست می باید دانست خداوند سبحانہ ہر چیزے را اشارت کردہ در صوم و صلواۃ و در زکوۃ اما در حج اشارت بطلب و محبت و عشق کردہ است آنکہ او را قصد بہ بیت کعبہ شود نخست دل از اہل و ولد و از جملہ محنات و ملذات اعراض کند و بضرورت اختیار اغتراب باشد ہمانکہ خوب میگوید **بیت**

> دوست اوارہ گی ہمی خواہد ☆ رفتن حج بہانہ افتادہ است
>
> چند گوئی کہ خانہ کعبۂ اوست ☆ کار با خصم خانہ افتادہ است

مشقتہائے سفر بہر دز منزلے و ہر شب جائے شبہا بیدار بودن روزہا بے آبی و بے طعامی کشیدن ہر گاہے دشت بدشت ہمہ مشقت و محنت نزدیک تر شدن و ہمہ خویش و اپس گذاشتن تا آنکہ بدو قرب شدن گفتہ اند **بیت**

> ابرح ما یکون الشوق یوما ☆ اذا دنت الخیام من الخیام

چون نزدیک شدن شوق زور آور د طلب توت گرفت موج عشق بآسمان رسید دیوانگی در کار شد سرہا برہنہ کردند جامہا انداختند برائے رضائے محبوب ستر عورتے بر خود نگاہ داشتند ہمہ چیز بر خود حرام کردند سر نشویند خوشبوئے نما کنند پیراہن زوجات نگردند تا آنکہ حرام شد ہمیں دیوانگی لبیک لبیک گفتہ است بارے روایت شوق را و غلبۂ طلب را یکے گشتے گرد او گردند اکنون در جمرۂ عقبہ میروند کلوخے را با انگشتے و ز انگشتے گرفتہ بیرون می اندازند یعنی این ہمہ کردیم مشقتہا و زحمتہا دیدیم بسبب دریافت مقصود و قربت و بدو برین خصہ ہم نیز زدہ و کمتر از خسیسے ہم نباشد و ساعت ساعت لبیک لبیک گوید تصور حضور و قربت بدین آوردہ است گوئی کہ او میگوید تعال تعال اتے اتے

ایں بیک بیک زباید ازیں سوے رود ازاں سوے پوید چہار طرف این کار میکند چنانکہ رسم طالب
و عاشق مبتلاست ہر سوے جوید و از ہر رہے انتظار او دریافت او کند بر عرفات برآمد و از توجہ و
نظرے از دور چنانکہ شرط آمدہ است اول مواجہت از دور نظر است ثم و ثم تا کار بجائے کشد کہ
دوئی از میان برخیزد بر رسم اینکار نخست بایستاد متوجہ مدح و ثنا گویان ہر بار کہ نظری اند مدح
و ثنا بیشتر میگوید کار تنگ است و غلبہ وقت است چہ دانم قریب بوصلت معشوق حقیقۃً و مجازاً شود
یا نہ اگر وقتے چنین بودہ است این سخن ما را نیکو فہم کنی چون این چنین بیگانہ شد و نماز را بیکوقت گذارند
فرصت بزنیگر و بیت

دریاب اگر تو عاشقی بشتاب اگر صاحب دلی ٭ باشد کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

سپس ہانکہ بمعشوق رسید اکنون وصال عبارت از چیست گرد برگرد کعبہ میگرد و خود را در روے فانی
میساز دیکبار بلکہ کرۃً بعد کرۃٍ اگر روزے صد بار فنا شود صد بار بقا ہر فنائے و بقائے لذتے و ذوقے دارد
کہ آنرا نہایت نباشد اما از نیفہ یکبار است کہ فانی شود زیادت ازاں بفضل اللہ و لطفہ ہر چہ نصیبہ تو باشد اکنو
نشان آن چیست سری باید باخت بے آن باختن این دولت میسر نیست بجاے آن حلقے و کسرے کردند
و تن و قالب قربان و فدایش کنند بجاے آن اضحیہ باشد این قصہ از ابراہیم و اسمٰعیل صلوات اللہ علیہما
محقق تر است اکنون سپس آن کہ بدین مقام رسید فنائے درستے شد و ہمہ خود با خود و بقائے محقق
تمنائے استوارے شد کہ من وصل لا یرجع و یرجع من الطریق مہمان خداے تعالیٰ باشد و در خوان ازل
نشیند من لا زال الی الابد و بتمتع و تلذذ باشد اشارۃ از ایجاب روزے یقین شد تا معلوم شود کہ
مرد و اصل محقق کہ ہمہ موجودات او را حلال شود مالک الملک گردد تمام سترا آنچہ بود بقدر
ماحضر در کتابت آمد اما قران و افراد دو حالت است صوفی را جمع و جمع الجمع یکے اشارۃ بجمع دارد
آنرا افراد گوئی و جمع الجمع اشارت بقران باشد و اگر عکس نسبت کنی افراد الجمع باشد و قران الجمع
ہم درست بود —

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا[205] مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ہنوز تا لبہا بنود کہ روحہا[206] بکعبہ زیارت میکردند وَاَذِّنْ[207] فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا اے عزیز بشریت نمی گذارد کہ

بکعبہ ربوبیت رسیم و بشریت نمیگذارد کہ ربوبیت رخت و صحرا صورت کہ نزد کعبہ گل رود خود را بیند — ن الوہیت

وہر کہ در کعبہ دل رود خدا را بیند انشاء اللہ کہ بروزگار دریابی کہ چہ گفتہ می شود انشاء اللہ

کہ خدا ما را حج حقیقی روزی کناد واللہ اعلم۔

قوله[205] فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ یعنی الاجلیہ است منظم شعائر اللہ موجب تقوی القلوب است یا این

شعائر اللہ ہمیں تقوے القلوب است درین سخن بیانے نیست باشارتے وبعبارتے وبیان سرے نیست

ابزبان منظم این امور است قوله[206] روحہا بکعبہ زیارت میکردند متوجہ الیہ ازلی است ابدی — ن وبیان

است کعبہ درجہاں باشد یا نباشد بیت المعمور بود یا نبود آنچہ متوجہ الیہ است ابدًا ازلًا ہم برقرار

خود است چنین بنیاد او مستقیم ومستدیم قوله[207] وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ چون دعوت حج

شد و دران حج دریافت مقصود ہر آئینہ مردان خدائے تعالیٰ دوان بہ پایاں آن سو خواہند

آمدن تو خبر دہ کہ جمال محبوب این سو است نظارہ شود کہ بسوے آن شمع چہ پروانہا جانہا — ن شو

فدا خواہند کردن میان بشر درین نیست قوله[208] کہ بکعبہ الوہیت رسم بشریت حجاب نیست

میان بشر و ربوبیت اگر بشر را بشریت حجاب نبود و ربوبیت خود محجوب نیست اما محجوب حجاب

تو او محجب از تو شدہ است ہمانکہ قاضی میگوید در بند بشریتم و از ربوبیت محروم انچہ او در بیان

کعبہ گفتیم قاضی در بیان آخرین ہمانرا عنایت کردہ است قاضی ہمدانی ہمہ دان نیست و لہذا تبیین

صلوٰۃ خدائے تعالیٰ اگفت وصوم وزکوٰۃ نزائے تعالیٰ اگفت و حج خدا نگفت میخواستم بگویم

اما ابہم ما ابہم اللہ۔

تمہید اصل السادس عشق است

ای عزیز این حدیث را گوش دار از این حدیث را که مصطفیٰ علیہ السلام گفت

من[1] عشق و عف و کتم فمات مات شہیداً گفت ہر کہ عاشق شود و آنکہ عشق را پنہان دارد و بر عشق بمیرد شہید شد اندرین تمہید عالم عشق خواہم گسترانید ہر چند کہ میگویم کہ از عشق در گذرم عشق[2] مرا شیفتہ و سرگردان میدارد و از ہمہ او غالب میشود من مغلوب با عشق کہ تواند کوشیدن۔

رباعی

کارم اندر عشق مشکل می شود ☆ نام و ننگم در سر دل می شود

من ہمی خواہم کہ بگریزم ز عشق ☆ عشق[3] پیش از من بمنزل میشود

تمہید اصل سادس

قولہ[1] من عشق فعف ثم کتم فمات مات شہیداً۔ قاضی این حدیث را بیان نکرد ابتلای گرفتاری خود را کہ در دام عشق است بدان اشارت کرد و آنکہ قاضی میگوید او برمن غالب است و من مغلوبم چنانکہ صاحب سوانح ولمعات عشق میگویند و از و ذاتے معین موصوف بصفات کمال مرادمی آرند و حب آن بیانے میگویند در لمعات دیدہ کہ عاشق و معشوق میگوید عشق عنایت از ذاتے میکنند کہ ظہور عاشق و معشوق از وے است قاضی ہم بران عشق را بنیاد نہادہ است۔ **قولہ[2]** عشق مرا شیفتہ و سرگردان میدارد انکار و میخواہد از خدا تصبرے کند میسر آید و اگر خواہد از و تجذر باشد انکہ استفہام بطریق انکار توان بجذر بودن و از و بدیگرے سکونے یافتن فعلے ہذا بدام عشق اسیر باشند و صید او گردند۔ **قولہ[3]** عشق پیش از من بمنزل میشود چون عشق عبارت از ذات واجب الوجود

ن بیداند

عشق[۱] فرض راه است همه کس را اے عزیز اگر عشق خالق نداری بار عشق[۲] مخلوق مهیا کن تا قدر
این کلمات بدانی دریغا از عشق چه توان گفت واز عشق چه نشان توان دادن وچه عبارت
توان کردن در عشق قدم نهادن کسے را مسلم باشد که خود نباشد وترک[۳] خود بکند وخود را ایثار
عشق کند وعشق آتشے است هر جا که باشد جز او دیگرے رخت نه نهد هر جا که رسد

باشد بغایت ایشان هر آئینه کارها همه از دوست واول همه از وے رسد لا بدے هر قدمے که مینهی
اول قدم اوست بعده قدم تو وبهر چه نظرے میکنی اول ید اوست عشق مخلوق مهیا کن چه باشد که صورتے
تجمل رحمت حق سبحانه بروے تجلی کند در وقت او عاشق او گردد این عشق مخلوق است نه آنکه مردم گمان
برند وبدان در ضلال افتند نعوذ بالله منها از امن تقریر مخدومنا تو نه گفته اند اوست که بهمه چشمها می بیند و
بهمه زبانها گوید **قوله[۱]** عشق فرض راه است آرے چون عشق نزدیک ایشان ذات واجب الوجود باشد
از وکس را چاره نباشد **قوله[۲]** عشق مخلوقے مهیا کن چون مهیا کند عشق آید یا آرند گرد خرابات برآید اگر
گرد خرابات عشق بیائی و خراب گردی دیگر چه میباید اما این که گرد خرابات آئی وعشق حاصل کنی شکل ...
است اما خراب وآواره شوی این معنے باشد اگر این خراب وآواره شدن را اعتبارے کنی عشق نام ...
آن تو دانی اما عشق چیزے دیگر است **قوله[۳]** وترک خود بکند اے دوست چون جہتے نیست وسمتے ...
وابتدائے نیست وانتہائے نیست از وچه بیان کنی وچه تعبیر بیان گوئی وچه تغیر کنی اما که گرفتاری ...
بیچاره مبتلا حاصل اینست که همه خود را فدا کند وبا اینهمه هیچ نرسد اما از طرف این کس همین قدر ...
بیش نیست

بیت

ابجد عشقت چو بیاموختم　*　پیرهن محنت وغم دوختم
حاصل عشقش سه سخن بیش نیست　*　سوختم وسوختم وسوختم

آنکه با خود گمان برند که ما به تحقیق رسیدیم وایم الله که دهیات در دهیات است باز آیند وباند ...
که آنکه بهمه اعتبار یکے است با او چه نسبت دست بروتوان داشتن وآنکه قاضی گوید عشق مجازی ساخته ...

بسوزد و اورا برنگ خود گرداند

رباعی

در عشق قدم کسے نہد کش جان نیست ٭ باجان بودن بعشق درسامان نیست
درماندۂ عشق را ازان درمان نیست ٭ انگشت بہرچہ برنہد عشق آن نیست

اے عزیز بخدا رسیدن فرض است و لابد ہرچہ بوا سطۂ آن بخدا رسند نزدیک طالبان فرض باشد عشق[9]

ازیں چہ مراد است یعنی چنانکہ سیکنے بر مسکین ہمچو خود سے میلے و رغبتے میکند اگر نیابد در پس او جان برود این چنیہا بسیار دیدم یا این چنین مراد دارد قاضی و یا تجلی بروشدہ وظہرے برآمد و شخص در پس آن و تجلیات کر زیست بیچارہ می سوزد و مینالد و میزارد ناگہانی صورت کسے بیشے مائی مثل آن اثاث و اورخت وجود خویش ہمبران آستانہ اونہا د و دیگر یکے ازان خود باخود دار د با او انفعے و نسبتے است انچہ گویند خود کر د نی بدتر از عاشقی است این آتشی ہمہ خود را عاشق داند و نعرہ دہ مرد برآرد شورے نماید کہ بہر بیابانے کہ گردیم در عالم حقیقت نقصان کامل است **قولہ** برنگ خود گرداند عجب نظارہ است زنبورے سبزے لعلے زردے است سر سرزی سرار باید در زمین برد و اورا بجان آرد باندک مدتے ہمچو خودے بکند بیرون آرد حمارو در شورستان افتد نمک گردد بلکہ ہرچہ افتد نمک شود عشق بریں قیاس کن ہر ہر کہ سلطان عشق تجلی کند برنگ خود سازد **قولہ** انگشت بہرچہ برنہد عشق آن نیست او بے نشان است از ہرچہ نشان دہند او آن نیست ۔ **بیت**

در عشق کسے قدم نہد کش جان نیست ٭ باجان بودن در عشق سامان نیست
واماندۂ عشق را ازان درمان نیست ٭ انگشت بہرچہ منہی عشق آن نیست

ہرچہ تصور کنی در خیال آری او آن نیست **قولہ** عشق[9] بندہ را بخدائے تعالی میرساند ہرکہ را عشقے کہ ماغایت کریم بدان متصف شود ہر آئینہ بخدائے تعالی رسد و ادراک کما **ھو** ممانیسر للعبید السالک العارف الھالک ہمدین شود و برے دیگر نیست طلبے بندت و آنرا عشق نام نہ و رعایت اسباب وصول مقصود بمقصد رساند ۔

ن بہر بیابانے کہ گردیم

بندہ را بہ خدای رساند پس عشق از بہر این معنے فرض راہ آمد۔ اے عزیز مجنون[۱۰] صفتے باید کہ نام لیلی شنیدن جان تو اند و رباختن فارغ[۱۱] را از عشق لیلی چہ پاک وچہ خبر وچہ کار دآنکہ عاشق لیلی نباشد آنچہ[۱۲] فرض راہ مجنون بود او را فرض بنود ہمہ کس راآن دیدہ نباشد کہ جمال لیلی بیند وعاشق لیلی شود آن دیدہ باید کہ عاشق شود کہ این عشق خود ضرورت باشد کار آن عاشق وارد کہ چون[۱۳] نام لیلی شنود گرفتار لیلی شود بمجرد اسم عشق عاشق شدن کارے طرفہ وعجوبہ باشد

قولہ[۱۰] مجنون صفتے باید یعنی اگر ہیچ مجنون کسے را در دل این طلب بیابند کہ بنام محبوب جانرا فدا کند تا بندہ را این ذوق نشود کہ بذکر او جان دہد ازین رہ نصیبہ نباشد۔ قولہ[۱۱] فارغ را از عشق لیلی چہ باک فارغ گفتن ازین فارغ مرد بے غم وبے طلب مراد است۔ قولہ[۱۲] آنچہ فرض راہ بر عاشق فریضہ است کہ او را از ہمہ وجودات اعراض باشد ہرچہ بد وقریب وہرچہ نفس را از و لذت بیشتر وہر چیزے کہ بے او میسر نشود ومحتاج او باشد ازین ہا ہمہ اعراض یک زبان لطیف دل او از خیال واز تصور پرواز حضور معشوق فارغ نباشد حالت ظاہر وباطن او قرارے او نگیرد واگر تسلی کند بنام او باشد وبخیال او۔ قولہ[۱۳] چون نام لیلی شنود از نام شنیدن کہ عاشق شود اما اگر جمالے کہ او دارد وکرشمۂ وشیوۂ کہ او دارد اگر بر عاشق تمام عرض شود او خزانۂ خیال خویش صورتے متخیلہ منقش کند بخیال خویش خود را بدو بے عشقے بازد الاذن تعشق قبل العین احیانا وانکہ میگوید کہ آن عشق خود ضروری است باشد لازم نیست بسیاران خوب را بینند وعاشق نشوند اما گویند آرے چیزے خوبے ہست فردا امنا وصدقنا در مقام رضوان چون ہمہ را رویت شود آہ عاشق نشوند باز گردند ہمہ باکلے وشربے وجائے مشغول گردند چہ گویم یا قاضی این قدر نمیدانی کہ مردان را تجلیات کشوفات شد وہیچ عاشق نگشتند میان این قوم باز عاشق دیگر است قاضی جوانست تمام کار را احاطہ نکردہ است برائے این رضیہ وبایزید رضی اللہ عنہما باید کہ این عشق را او نیکو بیان کنند

رباعی

نادیدہ ہر آن کسے نام تو شنید ❊ دل نامزد تو کرد و مہر تو گزید
چون حسن[۱۳] و لطافت جمال تو بدید ❊ جان بر سر دل نہاد و پیش تو کشید ن شنید

کار[۱۵] طالب آنست کہ از خود جز عشق نطلبد وجود[۱۶] عاشق از عشق باشد بے عشق چگونہ زیدکہ حیات از عشق می شناسد و ممات بے عشق می یابد۔

رباعی

روزے دو کہ اندرین جہانم زندہ ❊ شرمم بادا اگر بجانم زندہ
آن لحظہ شوم زندہ کہ پیشت میرم ❊ وآن دم میرم کہ بے تو باشم زندہ

سودائے عشق بورزکہ از زیرکی ہمہ جہان بیزار زد و جنون عشق بہمہ عقلہا افزون آید ہر[۱۸] کہ عشق ندارد مجنون بے حاصل است ہر کہ عاشق نیست خود بین و خود رائے باشد

ابن محی الدین کہ در معنے ممیت الدین است البتہ در تخریب دین کوشیدہ است عشق را بیان کند چنانکہ در فصوص میگوید ہر جا کہ طالبے است دست از سلوک بدارد و پا دراز کند بخسپد و ہر چہ خوش آید کند

قولہ[۱۳] چون حسن و لطافت جمال تو شنید ہمانکہ گفتیم الاذن تعشق قبل العین احیانا بیان کند قولہ[۱۵] کار طالب آنست یعنی فکرے کن کہ عشق با بالا عنایت کرد و بلو دیم سخن ہم بدان باز گردانید قولہ[۱۶] وجود عاشق از عشق باشد گفتیم ممکن از واجب الوجود پیدا است و ہم چنین حیات و ممات ہم بدوست۔

قولہ[۱۸] ہر کہ عشق ندارد مجنون بے حاصل است یعنے جنون از خشکی دماغ و مجموع اخلاط سوداوی کہ در معدہ مجتمع گردد موجب آن کسے را از خوردن مخدرات شود کسے را غموم دنیاوی بروے ہجوم کند سودا بروے غالب شود کسے بدیدن خوبے دل متعلق شود و متعطش او شود کار بہذیان و جنون کشد قاضی میگوید

او مجنون سودائی و از مخدری و از خارجی ذکر بروے طاری است۔ ن۔ مخدری

عاشقی[18] بیخودی و بے رائی باشد اے کاش[19] ہمہ جہاں عاشق بودندے تا ہمہ زندہ و با درد بودندے۔

رباعی

عاشق شدن آئین چو من شیدائیست ‌ ‌ اے ہر کہ نہ عاشق است او خود رائیست

در عالم پیر ہر کجا برنائیست ‌ ‌ عاشق[20] بادا کہ عشق خوش سودائیست

اے عزیز پروانہ[21] قوت عشق از آتش خورد بے آتش قرار ندارد و در آتش وجود ندارد تا آنگاہ کہ آتش عشق او را چنان گرداند کہ ہمہ جہان آتش بیند و چون باتش رسد خود را درمیان زند زیرا کہ نداند فرق کردن میان آتش و غیر آتش چرا زیرا کہ عشق خود ہمہ آتش است۔

قولہ[18] عاشقی بیخودی و بے رائی باشد و عاشق کار خود را بمعشوق گذاشتہ ہرچہ او کند و ہرچہ فرماید ہمان کند قولہ[19] ہمہ جہان کاشکہ عاشق بودے ہمہ جہاں عاشق شد توجہ شدی این سخن از حقیقت میگوئی و یا از طلب و عاشقی و معشوقی اگر از حقیقت میگوئی از خود مکشوف و محجوب و یا از طالبی و عاشقی و معشوقی جاہل و عالم در یک مقعد و دریک قدم نشستہ اند و قرار گرفتہ اند و اگر عاشقی و معشوقی میگوئی عاشق را این باشد کہ ہمہ جہاں عاشق معشوق من شود غیرت ابلیس چیزے خواہی گفتن آن چہ حکایت میکند۔ قولہ[20] عاشق بادا کہ عشق خوش سودائیست نکو میگوئی اما من میگویم اگر عشق است حکایت از این است کہ عاشق را از چشم خود غیرتے تمامے است چہ کند کہ او آلت ابصار است و اگر نہ دل بدان راضی نیست

بیت

من چون توانم دیدنش آخر بچشم دیگران ※ کز چشم خود در غیرتم بر آنچنان رخسارہ

قولہ[21] پروانہ قوت از عشق آتش خورد بقاے عاشق بخیال معشوق است زندہ ہم بدان و ہم است قوت از و خورد یعنی قوام ہستی از غذا است صورت حکایت این است چراغ نور افروختہ ہم دو پیہ سر از حجرۂ خویش بیرون کشید از دور شدہ نظر بروشنائی شمع میدارد دیگرے بیرون آید از دور شدہ بہرچہ باشد باشی نظر او بروشنائی شمع است سوختنی ہست کہ او گرد برگرد شمع میگردد چنانکہ احساس کردہ باشی کہ او

رباعی

اندر تن من جاے نماندے بت بیشش ❊ الا ہمہ عشق تو گرفت از پس و پیشش
گر راشے کنم کہ برکشایم رگ خویشش ❊ ترسم[۲۲] کہ بعشقت اندر آید سر نیشش

گرد بر گرد او بعضے دوبات میگردند اما پروانہ بشمع نزدیک میشود نزدیک تر میگردد والبتہ صبر آن ندارد کہ از و ماند و جدا شود خود را بر و میزند والم احتراق احساس میکند باز بطبیعت رہ فرار میگیرد و بیچارہ عاشق خبر ندارد باز ہر چند کہ دور رفت باز یکبار دیگر بروے زد باز آن یارا ندکے تحمل کرد و بیشتر سوختہ باشد بار دیگر رہ گریز میکند ہمہ بے شمع میکند بے شمع میزیست مشتاق تر گشتہ از انچہ باحتراق آن ذوق یافتہ بود باز خود را بر وے میزند بکذا کرات و مرات تا آنکہ ندید چارہ جز انکہ تمامی سوزد و دمار از وجود خویش برآرد تا بعین آتش گردد والبتہ ہمان تشکیبایست شنیدہ باشی کہ صفورا چند گہے موسیٰ برقعہ بر روے افگندہ بودے سبب نعمتے کہ در چشم موسیٰ بودہ است مگر تسم از فیض تجلی گرفتہ بود تجلی جلال[ن] بر کوہ طور کرد چشم موسیٰ ازان فیض گرفت قسمے یافتہ سبب آن برقعہ بر روے افگندہ بودے کہ مردمان تاب دیدار روے موسیٰ ندارند صفورا دختر شعیب[۲۳] حرم موسیٰ گفت دیر باز است کہ جمال روے تو ندیدم اضطراب شوق جمال تو ام مرا در قلق و اضطراب میدارد برقع بہر خدا از روے برافگن بیک نظر محظوظ گردم موسیٰ فرمود اے عورت تو تاب دیدار من نداری گفت آرے ندارم اما چہ کنم دل بے دیدن دیدار تو نمی ماند موسیٰ رضا داد صفورا برقعہ از رخ بالا گرفت اول نظر صفورا بر روے موسیٰ کرد چشمہاش ترقید موسیٰ برقع برو افگند دعا کرد چشمہاش بازگشت صفورا باز عرض پیوست گفت اے موسیٰ این بار مشتاق ترم دل نمی ماند یکبار دیگر روے ترا بینم موسیٰ ہم چنان کرد ہمان روز پیش و نشاید چشمہاش ترقید موسیٰ باز از حق تعالیٰ بازگشت بصرا و دعا کرد باجابت پیوست صفورا عرضہ داشت بعد ازانکہ موسیٰ بحق حسن و جمال تو کہ من نمی توانم کہ بے روے تو مانم یکبار دیگر برقعہ برگیر تا روے تو بینم گفت اے عورت حضرت بے نیاز است در دو چشم می بینی و کور میگردی چہ دانم دعا بار دیگر قبول شود یا نشود صفورا گفت اے موسیٰ اگر روزے ہزار بار چشم بتر قدو صد چندان دیدم من بے روے تو نتوانم ماند بر موسیٰ عتاب آمد کہ عشق از عورا آموز یکبار کہ با چیزے از جمال تو خود ترا نمودیم بر و افتادی و زبان تو بکشادی و تہمت گفتی این ہمہ حکایت و گفتار برای آن آوردم کہ عاشق را قوت از عشق است و قوام و بقا بدوست۔

قولہ[۲۲] ترسم کہ بعشقت اندر آید سر نیشش چون پروانہ عاشق شمع شد پروانہ مینالید بنا بزار آرے بشمع رسد۔

ن۔ جلال کہ بر

چون پروانہ خود را در میان آتش زند سوختہ شود ہمہ نار گردد از خود چہ خبر دارد تا با خود بود در خود ہمہ عشق میدید و عشق قوی قوتے دارد کہ چون عشق سرایت کند بمعشوق معشوق ہمگی عاشق را بخود کشد و بخورد آتش عشق پروانہ را قوت میدہد و او را می پروراند تا پروانہ پندارد کہ آتش عاشق پروانہ است بدین طمع خود را در میان زند آتش شمع کہ معشوق باشد با وے بسوختن درآید تا ہمہ شمع ہوا آتش شد نہ عشق ماند و نہ پروانہ و پروانہ بے طاقت وے بے قوت این میگوید۔

ف ہمہ شمع و آتش

رباعی

اے بوالعجب از بس کہ ترا بوالعجبیست ❊ وے بر ہمہ عشاق جہان از تو غمیست

مسکین دل من ضعیف و عشق تو قویست ❊ بیچارہ ضعیف کش قوی چون بایذ زیست

ف ہدایت عاشق با کمال عشق

ہدایت[۲۳] عشق بکمال عاشق را آن شد کہ معشوق را فراموش کند کہ عاشق را حساب با عشق است با معشوق چہ حساب دارد مقصود وے عشق است و حیات وے از عشق باشد و بے عشق بمیرد درین حالت وقت باشد کہ خود را نیز فراموش کند کہ عاشق را وقت باشد کہ از عشق چندان درد و غصہ و حسرت بیند کہ نہ در بند وصال باشد نہ غم ہجران خورد زیرا کہ نہ از[۲۴] وصال او را شادی آید و نہ از فراق او را رنج رسد و غم نماید ہمہ ہمت خود را بعشق بدادہ باشد

رباعی

چون[۲۵] از تو بجز عشق نجویم بجہان ❊ ہجران و وصال تو مرا بیند یکسان

بے عشق تو بود غم ندارد سامان ❊ خواہی تو وصال جوے خواہی ہجران

قولہ[۲۳] ہدایت عشق عاشق معشوق را مصدر است چنانکہ شناختہ کہ مصدر اصل است افعال و لواحق او اند متفرع چون این معنی محقق شد از فعل و لواحق او در رود بر مصدر رسد ہر آئینہ معشوق فراموش گشت عاشق نیست و نابود گشت زیرا چہ فرع با اصل بر نیاید و فرع در اصل گم باشد قولہ[۲۴] نہ از وصال او را شادی آید شادی و غم وصال و فراق باتفاق اہل وداد اعتباریات است التوحید قطع الاضافات چون اعتبارات برخیزد شادی غم چہ معنی دارد فراق و وصال چہ صورت نماید قولہ[۲۵] چون از تو بجز عشق نجویم بجہان شاعر گفتن نمیداند کہ از کرمی جوید فراق و وصال با کہ می طلبد کہ ہمہ یکے بیکے باز گشت۔

اے عزیز نمیدانم که عشق خالق گویم یا عشق خلق گویم عشقها سه گونه آمد هر عشق درجات مختلف دارد عشق صغیر است و عشق کبیر و عشق میانه[26] عشق صغیر[28] است با خداے تعالی و عشق کبیر[29] عشق خدا است با بندگان خود و عشق میانه در نمی آرم گفتن که بس مختصر فهم آمده ایم اما ان شاء الله که تمۂ بر مزگفته شود. اے عزیز معذور دار که هر گه کهیعص[29] با تو غمزه زده است تا قدر عشق

قوله[26] عشق میانه وسط و اوسط مناسب است میانه و درمیان از کجا آمد. قوله[27] عشق کبیر عشقے که از خدا تعالیٰ با بنده است عشق کبیر قاضی تام نهاد زیرا چه معلول بعلتے نیست ابتدائے و انتهائے ندارد و از لاً و ابداً و سرمداً آن عشق مستقیم است

بیت

عشق که نه عشق جاودانی است ❊ بازیچۂ شهوت جوانی است

قوله[28] عشق صغیر عشق معلول و ضعیف که بنده با خداے تعالی دارد سوائے و هوائے و هوسے میبرد ره کارے یا بدیا نیابد بر سندی طلبند و یا نمی طلبند یا چگونه و چونه و دیگران که می طلبند برین که او تعالی القاے طلبے در دل کرده است قطعے نظر این صغیر مرتبط هم بدان کبیر است هم از و آمده است اما عالمے بعالمے و از صورتے بصورتے و انکه قاضی عشق میانه گوید آنرا بیانے کنیم حاصل کلام قاضی از بیان ما معلوم شود میگوید قوله[29] کهیعص با تو غمزه زده است درین متحیات از هر جنس سخن گویند کاف گفته اند من اول کتاب الله الی هذا السورة بخوا استدام ۴ السورة بیان متحیات کنم نگرچند محلے مخصوص از انچه معارضه بمثله است در بیانے دیگر از حرفے بلفظے می توان رفتن علی هذا ثبوت خصوص نباشد هر کس بوهم و فهم خویش سخنے گفته است سبب آن بیانے پیوسته نویم کهیعص معناه کن هاکًا یا محمد فی عیننا و صورتنا چون میانه با خدا ابتدا یعنی صورت بود و مرد محب ناظر و مالک باشد در نظاره آن عین و آن صورت شنیده مقال شعر اغمزه را [illegible] نسبت کنند قاضی میگوید که از عشق وسط که با طرفین اعتبار دارد کهیعص با تو غمزه زده است یعنی از ین عشق وسط ترا چیزے نیست. در ان فنی و مالک گشته ترا از عشق میانه چه اطلاع رباعی می نویسد۔

رباعی

چشمے دارم همه پر از صورت دوست ❊ با دیده مرا خوش است چون دوست درو ست

حاصل آمد اے عزیز آفتاب در کمال اشراق خود جلوہ کند عاشق را ازان قوتے و حظے نباشد و چون خود را در سحاب جلوہ دہد قرارے و سیرے نیابد از مصطفیٰ بشنو کہ میگوید

از دیدہ و دوست فرق کردن نہ نکوست ❊ یا اوست بجاے دیدہ یا دیدہ ہموست

این رباعی اشارتے بعشق اوسطی کند اے عزیز بسیار روندگان را این عشق وسط در بند داشتہ است نخواستہ است کہ کسے قدمے بیشتر نہد اینجا مجمع سہ چہار چیز است نفس حظے تمام میگیرد و دل ذوقے بکمال می ستاند روح ضربے بحجب وے میکند سر گم گشتہ می باشد خفی رو در پنہائی کشیدہ است سبب این مجمع ہر کہ ہست اینجا گرفتار ماندہ است چگویم شیخ روز بہان و احمد غزالی و قاضی ہمدانی در گرداب کہ لا بدمنہ و لا سبیل الیہ گم گشتہ اند بیانے دیگر کن ھمک یا حبیبی الی عیننا وصورتنا فان صورتک صورتنا وعینک عیننا این عشق وسط ہر دو طرف را ہم ابتدا و ہم انتہا را اگر این عشق بروے غمزہ زدہ است تیر وحدانیت از سویداے دلش گذشتہ کار بجان افتادہ است مرد در میان نماندہ است جز عشق صورت او را وجودے نہ **قولہ آفتاب کہ باشراق جلوہ کند** مبتلاے آفتاب را خواستے دارا دستے حظے از جمال او افتد پگاہ ضحی وقت اشراق کہ او در عین جلاء و غلبۂ شعاع است باصرہ از و حظے نمی تواند گرفت خیرہ می شود از روشنائی بتاریکی نمی آید اما چون در پردۂ سحاب میباشد یا گاہ غروب اوست ناظرہ را حظے و لذتے ہست کہ تواند دید برین مثال میگوید کہ او را پردۂ صفات بیند از ذات او قسمے و حظے نتوان گرفت آنجا ہمہ ہلاکت است پس اینکہ در پردۂ سحاب آفتاب را بیند این مثال را قاضی عشق بیانہادہ است حقیقے منزہ است از کون و مکان و صور و اشکال در پردۂ صور نماید نہ آنکہ او در آن تشبیہ بودہ باشد من گفتہ ام با تو کہ اینجا مجمع است از مجمع بسیار از محققان اینجا وقفہ کردہ اند ہیچ سخنے است در آن استہلاک استیفائے والتذاذ بے ہست ہر چند پروانہ را اتصال شمع احتراقے و الم احساس میکند تا از وے پرس کہ دران احتراق او را چہ لذت است اینقدر ہست کہ بے آن نمی تواند ماند تا آنکہ با او یکے شدہ است سوختہ است ہیچ از وے باز نماندہ است اما آرزو ماندہ است باز بگرد د

ان لله تعالیٰ[۳۱] سبعین الف حجاب من نور و ظلمة لو کشفها لاحرقت سبحات وجهه کل من ادرک بصره این حجاب از نور و ظلمت[۳۲] خواص را نباشد خواص را حجابها صفات خدا باشد و عوام را جز این حجابها اندہزار حجاب باشد بعضے[۳۳] ظلمانی و بعضے نورانی ظلمانی چون شہوت و غضب و حقد و حسد و بخل و کبر و حب مال و جاه و ریا و حرص و غفلت الی سایر الاخلاق الذمیمة و حجابہا نورانی چون حب نماز و روزه و صدقه و تسبیح و اذکار و سایر الاخلاق الحمیدة و ربنا ندانی که چه میگویم آفتاب[۳۴] اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بے آئینہ نور محمد رسول الله دیدن دیده را بسوزد و بواسطہ آئینہ او مطالعہ جمال آفتاب احدیت توان کردن علی الدوام چون بے آئینہ جمال معشوق دیدن محالست در پرده دیدن ضرورت باشد عاشق منتہی[۳۵] را پرده جز کبریا و عظمت خدا دیگر نباشد از مصطفےٰ صلی الله علیه و اله وسلم بشنو۔

قوله[۳۱] ان لله سبعین الف حجاب ہمین آیت تجلی ذات نیست تو در حجابی آن قدر که حجاب تصور کنی میشاید سبعین الف حجاب مراد ازین کثرت است اگر ظہور ذات شود جز آن ذات حجاب نماند قوله[۳۲] از نور و ظلمت حجاب صفات و افعال حجاب عوام است و حجاب صفات مجرد حجاب خواص است و حجاب اخص خواص ہمان ذات او سبحانه و احرقتاه والماء این حجاب است که وقتے از میان برخاستنی نیست او ہمان محجوب و این بیچاره ہمان محجوب ہیچ سوز و اندوه مارا گوش نمی نہی با اینہمہ حقایق و معارف که بیان کردیم خود را محجوب می شناسیم قوله[۳۳] بعضے ظلمانی نور ظلمت حجاب خاص و اشتی ایندم حجب حجاب ظلمانی را حجاب عوام میداری ظلمانی حقد و حسد و غضب ظلمانی را اخلاق ذمیمه نامیدی و نورانی نماز و روزه و صدقه آن ظلمانی و آن نورانی که خاص را بر آن کدام است قوله[۳۴] آفتاب اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی برای دیدن آفتاب را عکس باید چنانکه آئینه و آب صاف عکس آفتاب را ز ان صاف شفاف افتد مطالعه جمال آفتاب توان کرد رسول الله را استعارت با آئینه کردنیکو اعتبار رسے هر چه گویند در مظہر مصطفےٰ نیکو آید نے باشد قوله[۳۵] عاشق منتہی را پرده جز کبریا و عظمت نباشد این را عظمت و کبریائی او مانع آید دل عاشق از پس عزت او نمی تواند که طرف او نظاره کند یا خود دور باشی عزت و عظمت این تقاضا کرد آنجا گفت کل تو مانع راه حجاب دیدار او شده اند کس تواند این عزت و کبریا را از میان راه

دنہمارو دنہماره

خدا انچه

[۳۶] ما بینهم و بین ان ینظروا الی ربهم فی الجنة الا رداء الکبریاء علی وجهه در یغا
گویی محمد مصطفیٰ را در عشق آئینه چه بود گوش دار و از حق تعالیٰ بشنو لقد رأی من آیات ربه
الکبریٰ ابوبکر صدیق پرسید یا رسول الله این آیت کبری چیست فقال رأیت ربی عز وجل
لیس بینی و بینه حجاب [۳۷] لا حجاب من یاقوتة بیضاء فی روضة خضراء جانم فدای
آنکس باد که این سخن را گوش دارد آن نشنیده که رسول علیه السلام جبرئیل را پرسید هل رأیت الرب

برگرد در نظارهٔ ذات شود بدین سخن نوری از بے تہایت دوری این راه بیش نشان میدهد حکایت این است هفت روز
برآمد پیش در مسجد شونیزیه بر سنگی الله الله می گوید و می جهد و هیچ جا هم او تعلق نه این حکایت به جنید کردند که ابوالحسن
یو بیجے پیش گرفت گفت برادرم ابوالحسن را العیاذ بالله به العجبی کند صدق حالیت که اگر این برآه رده بودو قومنا
امانقیدکه او نستفید لا برابوالحسن جنید آمد گفت چه حال برین آورد ابوالحسن گفت ای برادر لم از ین غم بیابان شد
اگر اوست من نه ام و اگر منم او نیست جنید گفت ای برادر هست مکن که تو با شی گفت نه پس از لا امکان این شوریده
معنی دارد ابوالحسن سکون کرد گفت لمو دب انت نایا جنید این کبر طرد این غلت دیده را نگذاشت که نظر بذات بغیر
اتصاف و اتحاد کند **قوله** [۳۶] ما بینهم و بین ان ینظروا الی ربهم یعنی تجلی الله را از کشف و جلال و
رار حق و بهاء و دار قدرت و ضیاء ذاما الا حجاب لا هل دار القرار و العزت و الکبریاء
و لا یعرفونه بالظنون و الخیال آنچنین گفته اند از داء منا و صلت ومنا تجلی شود یک لک بست و
چهار هزار پیغمبر ندانند جز محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم از آنچه درشان او این زمود لقد رأی من آیات
ربه الکبریٰ ابوبکر پرسید این آیه کبری چیست فرمود من دیدم خدا خود را میان من و او حجاب نبود یعنی در پردهٔ آیت از اشیاء
کرده درآن مشاهده نبود حجاب درمیان مگر حجاب لطیفی نازکی تنگی صافی نمایم که آن محتجب را از دیدار او مانع نیاید بلکه در آن
آن زیباتر و لطیفتر و خوشتر نماید چنانکه گفته اند در آئینه دیدن جمال دیگر دارد و روی او را بمعنی عیان مطالع کردن
وقتی و فضیلتی دیگر دارد **قوله** [۳۷] الا حجاب من یاقوتة بیضاء فی روضة خضراء همین معنی را
مرتب گشته ام انکه رسول الله جبرئیل را پرسید آرا و ندیگفت میان من و او هفتاد هزار حجاب از نورست یکی از آن

ای جبرئیل خدای را تبارک وتعالی دیدی جبرئیل گفت بینی وبینه سبعون حجابا من نور
لو دنوت واحدا لاحترقت گفت میان من که جبرئیلم میان لقاء الله هفتاد حجاب باشد از نور
اگر یکی ازین حجاب نور را نزدیک شوم سوخته شوم ای عزیز نبینی که با موسیٰ چه میگوید وقربناه[۳۸]
نجیا مجاهد در تفسیر این آیت میگوید که بالای عرش هفتاد حجابست از نور و ظلمت موسی سلوک
میکرد درین حجابها جمله را واپس گذاشت تا یک حجاب بماند میان موسی و میان خدای تعالی
گفت رب ارنی انظر الیک موسی آوازی شنید نُودِیَ مِن شَاطِئِ الوَادِ الاَیمَنِ فِی البُقعَةِ المُبَارَکَةِ
مِنَ الشَّجَرَةِ اَن یَا مُوسٰی اِنِّی اَنَا اللهُ رَبُّ العٰلَمِینَ این درخت نور محمد[۳۹] آن که کلام و رویت بالواسطه
او توان دید و شنید در نیابی که چرا این همه او پها حجابها در راه نهاده اند بهر آنکه تا عاشق

نزدیک شوم سوخته گردم ان کدام حجاب است که رسول علیه السلام ورای حجاب نظاره کند و اگر جبرئیل نزدیک شود
سوخته گردد محمد تمثیلی از نور خاصه است همان نور است بدین شکل متشکل گشته همین شکل و تمثل او حجاب اوست درین شکل
و تمثل نظاره کند جز متمثل و متشکل را نه بیند و همین پرده تمثل و همین شکل و تمثل را یا قوتی سپیدی و روضه سبزی میماند
جبرئیل مخلوق از نور بسیط نور بسیط را تصویر کردند جبرئیل ساختند پس جبرئیل را با محمد چه نسبت که حجاب او دیگر باشد
حجاب این دیگر قوله[۳۸] وَقَرَّبنٰهُ نَجِیًّا موسیٰ را بصفتی که او همراز باشد برین صفت او را قربی دادند حجبه که
فوق العرش است و آن از سبزی و نوری و ظلمتی هرچه عنایت باشد گفته اند تا آنکه موسی را جز یکی حجاب نماند گفت
رَبِّ اَرِنِی اَنظُر اِلَیکَ فعلی هذا موسیٰ مشاهده در ورای حجب نبود اطلاع بر تشکل و تمثل خود نه موسیٰ هنوز در کناره
بوادی در بقعهٔ مبارکه در پردهٔ درختی خدای را نظاره خواهد و انکه بران تازیانه او را ادب کند یا نکند[۳۹]
لَن تَرٰنِی قاضی میگوید این درخت از نور محمد میدان که بواسطه او کلام او توان شنید اگر نور محمد دیده شد کلام و دیدار
ورای آنست پس موسیٰ را اَرِنِی گفتن زیادت بود لَن تَرٰنِی هم ازان شنید اما استماع کلام
بضرورت دوری اقتضی کرده اما ذکر درخت نور محمد شد۔

روز بروز دیدۂ او پختہ گردد تا طاقت[۳۹] بار کشیدن لقاء اللہ دارد بے حجاب لے عزیز جمال لیلی

را دانۂ میدان بر دامے نہادہ چہ دانی کہ دام چیست و صید کیست ضیاد ازل چون خواست

(ن. برائے) کہ از نہاد مجنون مرکبے سازد از عشق[ن] خود او را استعداد آن نبود کہ بدام جمال عشق ازل افتد انگاہ

تا بشے ہلاک شدے بفرمود تا عشق لیلی را یک چندے از نہاد مجنون مرکبے ساختند تا پختہ

قولہ[۳۹] تا طاقت بار کشیدن لقاء اللہ دارد نیکو سخنے است از روے حکمت و عقل اما یک خرابے سوختہ

(ن. جہان) چنین میگوید کہ جانم بیکبار در بوتہ عشق انداخت پختے تمام دارد مرا ازین پردہ جان جانہا[ن] مرا خاک خاکستر کردہ

(ن. تربیت) مرا باخود یکے ساخت خود خود را نام نہادہ پیدا شد انجا ترتیب[ن] کجا تدبیر کجا و خامی کجا و پختگی کجا اما رہ بیان

ہمیں آید کہ قاضی میگوید آرے در مجاز این صورت نظارہ شدہ است یکے عاشق کسے شود سخت تر دد ے و

اختلافے در آن کو باز تا کار بہ پیامے و سلامے و بدیدے کار بجائے کشید کہ او را وصال نامند و چنین ہم

دیدہ ایم چنانکہ عاشق طالب معشوق را بیشتر باد افتاد طرفین کار آسودہ و آرامیدہ بیک طرفۃ العین شد۔

قولہ[۴۰] جمال لیلی دانہ میدان نیکو سخن است این ہم اما بود چنین کسے ہم کہ اول عشق مجاز باخت پس آن

بحق و حقیقت رسید اما اگر این مثال برین باشد کہ عرضہ میداریم صوفی را سخت حق طلب او بدان کشید کہ عاشق

نام یافت او را بارات نور او باضادت شمسے و قمرے و نمودن صورتے و شکلے و بجلوہ کردن بشکلے و تمثلے بصورت

خوبے و حسنے و زیبائے این مبتلا کالمتاع را درین بازیچہ بدارند کہ او تاب کشف حقیقت یکبار نتواند آورد این را

معنے است یکے آنکہ سوختہ گردد و البتہ لقاء اللہ باو سے نماید خام رد و پختگی کار نباشد یا خود برون افتد کمات

(ن. از مجاز) تا فرجام گوید برائے این را قصہا بسیار است شنیدہ باشی اگر آن مجازے[ن] گوئی از سخت باید تا بحقیقت رسد

(۴ جوہری) مجنون عشق لیلی را مرکبے ساخت کہ در رہ عشق بدان سلوک کرد تا بحق حقیقت رسید تا گویند سخت جواہر[۴] ے

(ن. پختے) جوہر شمن را بدست شاگرد دہد تا پختے[ن] کند و شاگرد تمام کار باید چنانکہ خواہد بتیر و زور خویش مروارید سوراخ کند

استاد پختہ نتواند دستش بلرزد عشق مجاز بدین مثال سخت عشق مخلوقے [illegible] ادہ آید تا در حالت آن عشق پختہ

شود آنگاہ بحق الحقیقت رسد این دگر ہمیں گوید کہ اسپے لطیفۂ زیبائے است اما اندک ہر وے در وے ہست

عشق پیلے شود آنگاه بار کشیدن عشق الله را قبول تواند کردن اے عزیز آن ندیده که چون مرکبے نیکو باشد که جز سلطان را نشاید اول او را رایضے باید که بر نشیند تا توسنی و سرکشی دے براستی وکون بدل کند این خود رفت مقصود آنست که ذات آفتاب نوازنده است و شعاعش سوزنده است این آن مقام باشد که عاشق بے معشوق نتواند زیستن و بے جمال او طاقت حیات ندارد و با وصال و شوق معشوق هم بیقرار باشد و بار وصال معشوق کشیدن نتواند که طاقت فراق و هجران دارد نه بار وصال معشوق کشیدن و نه او را تواند بجمال دیدن که جمال معشوق دیدهٔ عاشق را بسوزد تا بزنگ جمال معشوق کند ن - بجمال

رباعی

غمگین باشم چو روے تو کم بینم ٭ چون روے تو بینم بغم بنشینم

کس نیست برین صفت که من میکنم ٭ کز دیدن و نادیدن تو غمگینم

او لائق سواری بادشاه نیست برائے تعلیم را برایض دهند تا ساخته سواری و لایق مرکب بادشاه باشد این همه امثله که گفتم بر معنی اول مستقیم است که گفتیم اما اینکه گویند در مجاز عشق سوری رسند و بدان ره بحق یابند استغفر الله اگر این صورت آمده باشد که آن بزرگان گفته اند خدا بدان بنده رحمت کند تنبیہے بخشد قوله که چون مرکبے نیکو باشد این سخن در سوانح خواجه احمد غزالی گفته است - قوله ذات آفتاب نوازنده است عجب سخنے آفتاب عبارت از ذات باشد و شعاع عبارت از صفت ذات را سازنده و صفت را سوزنده برین اصل بیانے تمهید کرده است قوله بے جمال او طاقت حیات ندارد بدانکه حقیقت وصلت صورت نه بندد و تحقیق بدانکه و اصل اعتباری وهمی است و بوهے خود را و پندار و بوهے خود را نزدیکے اند هر آئینه همیں آید اگر نه بیند در رانده و در تا یا کے و در عذاب بے اگر بد و رسد قرار ے و اضطرابے -

۴ بیقراری

بیت

بوالعجب کاریست بس طرفه رہے ٭ گاه من او باشم و او من گہے

در غایتی صورت قراری و آرامی نیست همه اضطراب را اضطراب است و بیقراری در بیقراری آرام و انجام عاشق جز بدین نیست عاشق صورت وجود خود را از وے نامے و نشانے نماند چنان گم گردد از ابتداے و انتهاے او کسے خبر ندارد و تماشا نیست از آسمان افتاد بار ید گداختہ گشت روان شد چون عاشق را انجا تیغ افتاد نه عاشق ماند نه معشوق نه عشق همه یکجا با هم یکی شوند هر یکے مرد یگرے ایفته شد قوله غمگین باشم چو روے تو کم بینم موجب این تردد و اختلاف مقدم بیان

ای عزیز یاد دار که آن روز که جمال اَلَستُ بِرَبِّکُم بر تو جلوه می کردند سماع وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْهُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰهِ می شنیدی هیچ جان و چشم نبود که دیرانندید و هیچ گوش نبود الا که از و سماع قرآن شنید با حجابها بر گماشت تا بواسطهٔ آن حجابها بعضی را فراموش شد و بعضی را خود راه بدین تا مقام اول و کار بعضی موقوف شد تا قیامت و بعضی بجز آن نمی گویند

رباعی

اول که تم شراب صافی بی درد	میداد دلم زمن بدین حیله ببرد
وانگاه بدام هجران بسپرد	باز ارچنین کنند با غرجه و کرد

دریغا شغلهای دینی و دنیاوی نمیگذارد که عشق لم یزل رخت بر صحرای صورت آرد

کرده ایم **قوله** هیچ گوش نبود الا که از وی سماع قران شنید آری شنید اما دیالکلام فیما الست گفت همه شنیدند اما تحمل که درو پای پرده مقال باشد از گفتار قاضی این غرض است همه ورکشف جلا بوده اند و رعین و عیان و رویت بوده اند چون در دنیا آمده اند بحسب اصطفا بهر چیزی حجب ظلمانی و نورانی پیش روی ایشان افتاده در **حتی یسمع کلام الله** همه در آیت اثبات سماع شد نگفت حتی یری وجه الله و یسمع کلام الله وانکه میگویید اما حجابها برگماشت گماشتن معنی ندارد اما هما نچه گفتیم بحسب اصطفا و اکتساب حجب واسطه شد قاضی حجابها برسه نوع بیان کرده یکی آنکه عهد الست را فراموش کرد و بعضی ازین عالم اعتقادی و شعوری بخشید و بعضی ازین عالم اعتقادی بالقیاس نصیبه ایشد **قوله** رباعی اینست اول که تم شراب صافی بی درد ای آخره خوشش رباعی است اگر می قبل شعور بودی چنانکه قاضی راست آخر حجاب مبتلا گشتی **قوله** دریغا شغلهای دینی و دنیائی هما نچه گفته بودیم بحسب اصطفاب حجابها در پیش افتاده ما را اثبات کرد و گماشتن همین معنی باشد گماشت یعنی پیدا ز اصطحاب پیدا ن داد **قوله** عشق لم یزل رخت بر صحرای صورت آرد یعنی خود را بشکل صورت جلوه کند مرد طالب مطلع گرد د گویم با تو اگر ترا شعوری از خود بودی از شهود سر وی را اشاره برمزی میکردم اما تو مرد ناقص آن چشم نداری از توهم و خفاش صفتی تو در حجاب تاریک افتاده مانده در چه پیش تو تاریکی بیشتر آید خوشتر آید و آن بفهم تو نزدیک تر بود

ف از وجود

مگر کہ مصلحت در آن بود کہ اگر بصحراے صورت آوردے ہم سوداے عظیم بودے وجنون مفرط غفلت دیگر است وسہو ونسیان دیگر بیگانگان خود را و نا اہلان عشق را حجاب غفلت وبُعد در پیش نہادتا دور افتادند لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا از این جماعت جاے دیگر حکایت میکند یَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ عشق کار زمین است خود ہمہ کس دارند اما سرور کار معشوق ہیچ کس ندارد این غفلت نشان بدبختی است اما غفلتے کہ از سعادت خیزد کہ آنرا سہو خوانند کہ در راہ او نہند آن خود نوعے دیگر باشد سہو را در راہ مصطفیٰ نہادند گفت انی لا اسہو ولیکن اسہی۔

ف: عظیم
ف: درو
ف: مدہوشہ

قولہ مگر کہ مصلحت از آن بود یعنی ورادرین مصلحت نگاہداشت کہ سوداے عظیم بود اگر بصحراے صورت ہم جمیع است ادمی توانست کہ صورتے در صحراے آرد و نظارگی را از دراشتے در جستے وہمہ ایشانرا بر لذت ذوق ہمانا دہد گرکارے بطبیعت است کہ اگر چنین شود قاضی محقق است در مذہب وفہم اوست کہ کارے بطبیعت نیست اوست کہ خواہد خود را جلوہ کند وجمال خود بر نظر خود عرض دہد پس ہذا سوداے عظیم وجنون مفرط یعنی دار وسہو ونسیان بیگانگان ہر آئینہ عاشق را این حجاب نباشد قولہ لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا خطاب می شود بر رسول علیہ السلام کہ ازین صفت باہر سلیقے وشہیدے ہست اما ہیچ یکے را بران اطلاع نیست و تو ہم ازین غافل بودی ما ترا بدان اطلاع دادیم فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ امروز نظر تو تیز وجملہ چیز را بینا کہ آن چیزہا بہ بینی و بشناسی قولہ وَيَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ازین ہمہ جہان در غفلت است وجز این حیات نمیدانند وازو جز این بکلی غافل اند۔ قولہ عشق کار معشوق خود ہمہ کس دارند یعنی ازین اہل غفلت عشق ہوا نفسانی ایشانست واین غفلت نشان بدبختی است قولہ کہ آنرا سہو خوانند یعنی ایشان در حفظ و دعا اند و در تذکار و شہود اند واز ان سہو سہوے طاری بر ایشان می افتد از شاہد غائب شوند و نظر بر غیب وغیب الغیب افتد ازین شاہد ساہی گردند این سہو اخص خواص است رسول علیہ السلام گفت من سہو نمی کنم ولیکن سہو میکنانند ہم ازین کہ شاہد نظر بر غیب وغیب الغیب افتاد از ان سہو شد کہ ابوبکر گفت لیتنی ذلک السہو اے کاشکے کہ شاہدے بر من طاری شدے ونظر بر غیب الغیب افتادے واز

گفت مرا سہو نیفتد اما سہو در راہ من نہادند تا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گفت یا لیتنی کنت ذلک السہو گفت اے کاشکے آن سہو محمد بودمے که اگرچہ سہوے خوانند اما یقین جہانیان شد حبّبت الیّ من دنیاکم ثلاث ہمین معنی دارد که اگر نماز و طیب و نساء محبوب او نکردندے ذرہ در دنیا او را نگرفتے این محبت سه گانه را بند قالب او کردند تا شصت و اند سال زحمت خلق اختیار کرد. دگر نه دنیا از کجا او از کجا و خلق از کجا و ہمت محمد از کجا مالی وللدنیا وللدنیا ولی ولیکن ہر کسے را بمقامے باز داشته اند و آن مقام مقصود و قبله او کرده اند ہر یک را بدان راضی کرده اند چون وقت الناس نیام اذا ماتوا انتبہوا بکار دارند ہمه را از حقیقت خود آگاه کنند آگاه بدانند که جز این ہیچ نبوده اند جز سودا و غفلت و دو را نما و فی نبوده است --

---

شواہد چنین ساہی می شدم قوله حبّب الیّ من دنیاکم ثلاث ہر سه شاہد اند صفت تجمل و تشکل بر محمد ظاہر شده اند ہر سه را محمد علیه السلام بیک نظری بیند و میگوید چو نظر من بر غیب الغیب است ازین شواہد بغرامی اما و مراد درین تیه بمصلحت میداد و نمیگوید احببت میگوید حبب من دوست نمیدارم اما دوست گردانیده اند من سہوی کنم ولیکن او سہو میکنند قوله این محبت سه گانه را بند قالب او کردند اگر درین سه چیز آن غایب بصورت شہود پیدا نامدے محمد را این ہر سه بندی نشونه خود را با آن شاہد ربطے تمامے دارد تا محمد ہم درین شاہد ماندے آنکه آن غالب را درین شاہد مشاہده و مطالعه میکند و اگر فیض او درین دنیا ندیدے محمد کجا و دنیا کجا محمد خود را بتمثل و تشکل دیده درین سه گانه ہم در پرده این سه گانه آن متمثل و متشکل را نظاره کرد اگرچه قالبے و حجابے درمیان بود اما از مقصود و مطلوب بیگانه نبود مالی و للدنیا اگر چنین نبودے مرا با دنیا چکار گوینده ہیچ و خیالے میگویم روے او بدین وہم بدین خیال لحظه کرد فحمن مجمم وملا علی اذلم نفهم الحمرة قوله زحمت تصحیف رحمت است رحمت خلق اختیار کرد یعنی خواست تا رحمت او بہ بیندگان او برسد و مشاہد اگر دند برائے آن ارشاد و ہدایت شصت و چند سال ماندیکدے را بدان بدولت رسانید از خود این خبر داد الکملت لکم دینکم اکنون وقت بازگشت رسید قوله الناس نیام اذا ماتوا انتبہوا این لفظ دو معنی دارد مردمان بحس ظاہر و بغفلت حاضر جہان مستغرق و مشغول اند و از حق که

ف. شد

رباعی

زان یک نظری نہان کہ ما از تو ندیدیم ٭ دو راز تو ہزار گونہ محنت دیدیم
در کوے ہوس پردہ خود بدریدیم ٭ تو عشوہ فروختی و ما بخریدیم

عاشق مبتدی را کہ دنیا حجابش آمد ہنوز پختہ نبود و عشق ازلی در میان جان و دل وے پنہان بود
و چون درین جہان محجوب آمد

کما جلے و اظہر است یعنی غافل مثال ایشان بدان ماند چنانکہ خفتہ باشد و از چیزے و سرے آگاہ نبود چون از ان
غفلت بمیرد یعنی آن حس و آن غفلت با ایشان نماند و آن حجاب از میان برخیزد بیدار شوند ہر چیز را چنانکہ آن
چیزاست ببیند بدانند معنی دیگر چنانکہ سوفسطائی گوید جہان و ہیچ خیالے و ہرچہ مردم در آن جہان می بیند
و از ان لذتے و شعورے دارد بدان مثال باشد چنانکہ خفتہ در خواب بیند مثلا کہ پادشاہ شد است و آن
برعکس آن چیزے بیند چون بیدار شود ہیچ باوے نماند و گوید جہان ہمچنین است بدین سخن محی الدین ابن اعرابی بیان میکند
و شہود و ہم را بیا را عتبار مید ہد صوفیان ہم چنین گویند فیض او تعالی ہمہ متعلق است کتعلق الملک بالمدینۃ تعلق العاشق بالمعشوق
سمع و بصر و فہم ہرچہ است ہم بدان فیض است آن قالب صورت است آن مقال کہ گفتہ اند اما کا باب ـ لا تحرک
الا اذ احرکت بر ہر سہ چہار بیان درست شیند تا بیان صوفیان گوییم یا محی الدین ابن اعرابی دبراستہ داغ کردہ ایم و باسلطانی
کاز نداریم الناس نیام فاذا ماتوا انتبہوا الی آخرہ چون حیات طبعی مردم میر بحیات حقیقی زندہ شود آن زمان
این انتباہ موت خلقت طبعی عبارت از نوم شد و زندہ شدن بحیات حقیقی این انتباہ شد چنانکہ عیسیٰ علیہ السلام میگوید لن یلج ملکوت
السموات والارض من لم یولد مرتین الناس نیام یعنی بغفلت گرفتار اند چون ازین بمیرند بحیات حقیقی برسند آنگاہ ازین
انتبہوا است این سخن بسیار مکرر است اگر تو میری بحیات حقیقی رسی این نمو از شو کہ تو وجود ہمین فانی است حقیقی و ہادی حقیقی بود و زندہ
و آخر تمہیدات مطالعہ کنی ہمین سخن یابی مگر کیمیائی از ہر صنف زہر نوع اکسیر بیان کند مطلوب ہمان یک چیز باشد گفتہ اند الطرق شتی
والمقصود واحد **قولہ** ہنوز پختہ نبود زیرا چہ اگر پختہ بودے دنیا حجاب نیامدے مقصود از وے نہایت نشود تا
خود این دنیا از میان بکلی برگیرد آنگہ شہود مقصود باشد اما این سخن نازکتر است کہ با وجود دنیا دنیا مزاحم نباشد

ن ۔زدانست راه باسر عشق نبرد وعشق خود او را شیفته و مدہوش میداشت و او خودی ندانند که او را چه بوده است پیوسته باحزن و انده می شد اے عزیز این مثال را گوش دار که کودک ده ساله زنانرا دوست دارد اما هنوز اهلیت فراش ندارد و تا بوقت بلوغ چون بالغ شود قصد مراد خود کند اگر مرادش حاصل شود فهو المراد و اگر نه شود آن حب و اقتضاے شهوت بلوغ سر از درون او بر کند

ن درطلب مقصود خود آید و در طلب قوت شهوت بمقصود خود آید و بعضے باشد که ازین مقام جز اضطراب و بے شکیبائی حاصل

ظاہر با باطن جمع باشد این سعادت را جمع و جمع الجمع خوانند حضه زہے ذوق زہے شوق **بیت**

معشوق بسامان شد تا باد چنین باد ❊ کفرش ہمہ ایمان شد تا باد چنین باد

عجب کارے نیست عمرے در طلب جست وجوے گذشت ہیچ کس نشان ہم نداد و چنان بود گفتند که اگر چنین بودے رضا بحرمان شدے اما البتہ آن دغدغہ در بلا میداخت تحفه تر آن بعیدا ہم درون خرقه گلیمنہ خود یافت ہم درمیان تر زند خود دیدار ازخود بخود فریاد برآوردا نامن اہوے و من اہوے انا تمام این بیان قاضی بعبارتے دیگر گفتم بین العاشقین تفرقه ہر جا که سخن کشاده یابی ہمازا بیشه ساز گفته اند الطالب ظالم و جاہل والعارف عالم و عادل طالب چرا ظالم است زیرا چه تحصیل حاصل میکند و عارف چرا عادل است زیرا چه وضع الشی موضعه کرده است **قوله**[59] راه باسر عشق نبرد اگر بسر

ن طلب عشق ره بردے محجوب نبودے نطلبید کسے بشرط طالب که نیافت و انکه بشرط طلبید بیافت و در نایافتن به از صد وجدان شد سخن تحقیق این است که اینجا حرمان و خذلان نیست ہمه وجد و جدان است **قوله**[60] پیوسته باحزن و انده باشد سخنے بالا گفته ام فراق و وصال درد و لذت اعتبار نیست اینجا ہمه ہمان سخن میرود **قوله**[61] کودک ده ساله زنان را دوست دارد اما ہنوز اهلیت فراش نباشد کدام کودک ده ساله زنانرا دوست میدارد ما بارے ندیدم مگر حکایت از تجربه باشد و انکه در بعضے نسخ افتاده است ده ساله معنی ندارد حاصل کلام ابتدائیت و توسط است و وجدان مقصود بے نخست طلب است اگر با اضطراب و بیقراری نخشیده است و در مقامات شاق نیفتاده است وابسته شب و روز جست و جوے نمیکند ہوس نامند اگر این مرتبه ترقی کند اضطراب و بیقراری زیادت گردد و ہر بار در رفتن و از رفتنے در شفقتے کردن پیش گیرد طلب نام یابد **قوله**[62] بعضے باشد که ازین مقام جز اضطراب بیقراری و بے آرامی کرس است یکے

ایشان نباشد ونداند که او را چیست مرد را اول مقام از مقام رونیان باشد که درمانده ومتحیر باشد داگر اندک او را حالت الستُ بربکم بوده است اما جز خیال از ان با او نمانده باشد و درین خیال متحیر وشیفته مانده باشد

رباعی

یک[۶۴] روز گذر کردم در کوے تو من ٭ ناگاه شدم شیفتہ روے تو من

بنواز مرا که از پئے بوے تو من ٭ ماندم شب و روز در تکاپوے تو من

طالب[۶۵] گوید که کاشکی یکبار دیگر ره بر این حالت افتادے تا نشان راه خود بدست آوردمے که راه خیال چنان نباشد که راه عیان و آن راه از سر فراغت بخود کنند چنان نباشد که بمعشوق وعشق کنند اگرچه فترتے از راه صورت وحجابے از راه بشریت دامن گیر شود این خود[۶۶] بلاے راه همه بود یا خود گوید اگر این بار با سر حقیقت افتم عهدے بکنم که دیگر بجز از عشق ومعشوق پرواے دیگر کس ندارم وجان را بعد ازین فدا کنم

رباعی

روزے باشد که باز بینم روئیت ٭ در دیده کشم چو سرمه خاک کوئیت

گر قدر تو دیروز ندانستہ رہے ٭ امروز همه جهان فداے تار موئیت

که کما حصلا نیافت دوم چیزے نصیب اش شده است ذوق واضطراب ما زیادت کرده است وسوم یافته ولکن نا یافته بهم پیری ندارد این طلبی واین سختی که در ابتداے طلب داشت بعد وجدان مطلوب زیادت ترو بیشتر گرفتار شد اکنون این گرفتاری ما ست که رو نمود خلاص ندارد این مرضے است شفاے ندارد این بلائیست که انتها ندارد قوله[۶۳] حالت الستُ بربکم بوده طلبے که او دارد اگر از ازل او سر برزند تا ابد رسد و یا بچیزے قرار نگیرد و بصورت حیران و هیمان ماند قوله[۶۴] یک روز گذر کردم در کوے تو من مرو سے شوخ سخن گفته است علی العموم از خصوص طلبے اشارے کرده است از ان هر سه تا گفته که گفتیم بحال خود تجلے کند قوله[۶۵] طالب گوید که کاشکے یکبار دیگر آنکه بالا گفته بود اما جز خیالے با این زمانه با تند این خیال ها بازآورد و برو تا بدان ره سلوک را بدانه و بر آن رود آنحالت که الستُ بربکم میگوید که از راه خیال عیان نباشد که راه عیان هیچ در میان ندارد مقصود این است که این زمت بود اگر ره تحقیق بدست آمد جز این نبود قوله[۶۶] این خود بلاے راه همه بود هر کفر

دانی[67] ای عزیز که جمال لیلی با عشق مجنون شیفته چه میگوید که ای مجنون اگر غمزه زنم صد هزار مجنون صفت باشند که همه از پای درآیند و افتاده غمزهٔ ما شوند گوشدار که مجنون چه میگوید که فارغ باش

بیت

گر غمزهٔ تو فنا دهد مجنون را ❊ هم وصل کنی بقا دهد مجنون را

عاشق را اگرچه همه فنا از معشوق باشد اما بقا هم از معشوق یابد دل فارغ دار **رباعی**

گر رنگ رخت به آب بر داده شود ❊ آب از طرب رنگ رخت باده شود

ور تو بشکل بکوه بر بوسه دهی ❊ کوه از لب تو عقیق و بیجاده شود

محرمان[68] عشق خود دانند که عشق چه حالت است اما نامردان و مخنثان[69] را از عشق جز ملامت نباشد و خلعت عشق خود هر کسی را ندهند و هر کسی خود لایق نباشد هر که لایق عشق باشد خدا را شاید و هر که عشق را نشاید خدا را نشاید سخن عشق با عاشقان توان گفت و قدر عشق خود عاشق داند فارغ از عشق جز افسانه نداند و او را نام عشق و دعوی عشق خود حرام باشد **رباعی**

آن زه که من آمدم کدام ست ایدل ❊ تا باز روم که کار خام ست ایدل

قوله[67] ای عزیز که جمال لیلی با عشق شیفتهٔ مجنون تصویری خوش میکند اگر حضرت صمدیت با طالبان از عالم کبریایی ایشان عشقها زند چیزی از آن جمال بر ایشان عرضه شود که قهر با لطف آمیخته گردد و ... دوستی با یگانگی سررشتهٔ طالب با درجهان بقا نماند ناظری را وجود نباشد طالب را این معامله است که خود جز این آرزو نیست که تو غمزه زنی و من بجان شوم چون من بجان شوم بجان زنده نمانم اینجا عاشق با دل خویش میگوید از این جان مترس که اگر این جان برود جانان جان تو باشد بی غم باش که آن خود جان تست این رباعی که می آرد همیدان اشارت میکند قوله[68] محرمان عشق خود دانند محرم عشق اوست که از آن می قطره در کامش چکیده باشد یا بوی بمشامش رسیده این چنین مرد راه عشق باشد جز آنچه گفته شد نامشد قوله[69] اما مخنثان نامردان را مقرر داشته اند که از عشق جز ملامت نباشد زیرا چه این کار بیهوده کار ست و آنکه از عشق حکایت کنند چنانکه بعضی صوفیان حکایت های این مقام گویند

در ہر نفسے ہزار دام است ایدل ❊ نامردان را عشق حرام ست ایدل

علیکم بدین العجایز سخت خوب گفت اے عاجز کہ تو سر و طاقت عشق ماندار ی ابلہی اختیار
کن کہ اکثر اھل الجنۃ البلہ وللمجالسۃ قوم آخرون ہر کہ بہشت جوید او را ابلہ میخوانند ہمہ طالب
بہشت شدہ اند و یکے طالب عشق نیامد از بہر آنکہ بہشت نصیب نفس و دل و عشق نصیب
جان و حقیقت بدانکہ ہزار کس طالب مہرہ باشند و یکے طالب در و جوہر نباشد

و از سلوک نامند چہ افسانہ نگویند ندانند خوش وقت آن بزرگوار کہ این رباعی از زبان او برون آوردہ است

رباعی آن رہ کہ من آمدم کدام است اے جان الی آخرہ **قولہ** علیکم بدین العجایز

باحتمال چند معنی است یعنی دلیل و برہانے مطلع مکن ہر چہ از محققے و عارفے بشنوی دل ہمیدان بنہ ہمبران قرار گیر و ہم
بران متوجہ باش دیگر عجائز را مسکنت و بیچارگی و احتیاج و درماندگی ملازم حال ایشان است با ہمہ تحقیقے کہ ترا است
آن مسکنت بیچارگی را چنانکہ عجایز دارند لازم دان دیگر عبارت است از فرط حاجت خصوصًا زال بیوہ کہ احتیاج
ذاتی دارد تا آنکہ او را مال و اسباب ہمہ چیزے باشد بدین مثال مرد عاشق بہر مرتبہ عشق کہ رسد بہر مطلوبے
کہ فائز شود اما عشق با وے باقی ماند احتیاج از معشوق نخیزد معنی دیگر عجائز را عادت باشد ہمارہ در تعہد باشند
روزہ دارند نمازے گذارند آنکہ صوفیان گویند مثل پیوزنے و زالے زنے کہ کارش جز نماز و روزہ نیست اکنون کار
طالب بجائے رسد کہ فارغ شود بنشیند تا آنکہ مردمان گویند کہ او عاشق نیست فارغ است او آشنا نیست بیگانہ
است و او خود بہ انتہاے مقامات دوستی رسید **قولہ** اکثر اھل الجنۃ البلہ دو معنی احتمال دارد
یکے آنکہ قاضی در حق گفت یعنی خداوند سبحانہ را گذاشتہ بہشت اختیار کردہ نہ آنکہ ابلہ و احمق باشد
معنی دیگر المدقق بالحقائق والمستغرق بالبوادۃ یری کالا و بلہ لا یھدی الی قسیمہ ایا ۔۔۔ فالمدرق
الی شی فھو المحاطۃ بالحقایق فلا جرم یری کالابلہ و الجنۃ دار القرار والاطمینان
فھذا الرجل فی ھذان ھذیان فی فرح و ریحان فلاجرم یکون ابلہ **قولہ** بہشت نصیب
نفس و دل باشد این جا نصیب نفس و دل باید گفت دل مشترک است میان جان و نفس بلکہ عاشق را

آنکس که قدم مجاز درراه عشق نهد چون بمقام عشق رسد گوید من میدانستم که قدم درغمی پای بست
نهاده لاجرم بباید کشید بار که آن عاشق بزور کراهیت خود را درراه عشق آورده باشد اما عشق
رانشاید و آنکس که طاقت بارکشیدن عشق ندارد گوید۔ رباعی

بادل گفتم که ای دل ازرق فروش ❊ کم گرد بگرد عشق و باعشق مکوش
نشنید نصیحتم بمن برزد دوش ❊ تا لاجرمش زمانه می مالد گوش

ای عزیز مگر جوهر جانت را عرض عشق نیست که هیچ جوهر نیست که از عرض خالی باشد و بی عرض
تواند بود جوهر عزت را عرض عشق است این حدیث را گوش دار مصطفی گفت اذا احب الله عبدا
عشقه و عشق علیه فیقول عبدی انت عاشقی و محبی انا عاشق لک و محب لک ان اردت
او لم ترد گفت او بنده خود را عاشق خود کند آنگاه بر بنده عاشق شود و بنده را گوید که تو عاشق

بدل نسبت کنند و مجاز ابشاهد عاشق و آئینه دل قوله آنکس قدم مجاز در عشق نهد عشق مجازچه باشد مجاز در معنی است
مجاز بجوز است فعل بر امکان یعنی محل جواز حقیقت بینهما علاقه یا بد تا مجاز عنایت توان کرد و دیگر مجاز بمعنی گذشتن باشد
محل قرار و استقامت نیست فعلی هذا عاشق مجاز چون بمقام عشق رسد از ین صورت گذشتن بدان معنی رسیدن بیابان جبال
و خنادق را قطع باید کرد پس خود را درین انداخته درگردابی افتاده لابد منه و لا سبیل الیه معلوم است اگر حرارت آتش عشق بردریا
افتد ما از دریا برآرد بیچاره که اینجا مبتلا شد جز غم بر غم روبرو بود جز ستوه اندوه جز کوه بلا بر سینه اش نباشد اما اینقدر باید دانست این
دردمندی است که بمقابله صد هزار درمانست قوله جوهر جانت را عرض نیست و قومی از صوفیان ذاتی بی عرض
تصور کنند و این اختلاف که میان قوم مشهور است قاضی جوهر عبارت از ذات میگوید و عرض عشق را بطلب تصور میکند قوله او
بنده خود را عاشق خود کند آنرا که عاشق خود کند او کسی است که او خود عاشق است این عبارت از نیست که عاشق می خود
معشوق می شود و معشوق میباشد قوله اذا احب الله عبدا اعشقه این لفظ از روی عربیت چه معنی دارد
دیگر این میگوید که خدا آرا ارادت بعشق بنده باشد اینجا او را عاشق کند و خود عاشق او بود اگر این چنین نباشد اینجا عاشق صورت
نه بندد محی الدین ابن اعرابی مطلبی و مقصدی که او میگوید اینجا سخن دراز کرده بیانی باطولی و عرضی بنیاد نهاده و در قدسی دیگرا است
در عوارف آورده است که عشقنی و عشقته قوله ان اردت او لم ترد این کار باختیار آنکس نیست خواه دیا مخواه

ومحب ما ئی و ما معشوق و حبیب توام اگر تو خواہی و اگر نہ دانستی کہ جوہر عزت ذات یگانہ از عرض است
و عرض جز عشق نیست اے عزیز ہرگز فہم نتوانی کردن کہ چہ گفتہ میشود عشق خدائے تعالیٰ جوہر جان ما آمد
و عشق ما جوہر وجود او را عرض آمد عشق ما او را عرض و عشق او جان ما را جوہر اگرچنانکہ جوہر بے عرض متصور باشد
عاشق بے معشوق و بے عشق ممکن باشد و ہرگز خود ممکن و متصور نباشد عشق عاشق و معشوق درین حالت
قایم یک دیگر باشند و میان ایشان غیریت نشاید جستن مگر کہ این بتہا فکنید و مرب آئیے

چون آب و گل مرا مصور کردند ٭ جان را عرض و عشق تو جوہر کردند — ن. حاصل ذات ما

تقدیر قضا را چو قلم بر کردند ٭ عشق تو و جان ما برابر کردند — ن. عمر

اگر مردی و عشق مردان داری این سہ نوع عشق کہ برمن گفتہ شد درین بیان کہ خواہم گفتن — ن. کہ گفتہ شد

او را عاشق کرد و خواہد او معشوق تو شود دریا شود و سیلاب عشق تمام او را محیط شدہ است و او را در غرقاب آب انداختہ است او
طعمۂ ماہیان و نہنگان گشتہ است **قولہ** عشق خدائے تعالیٰ جوہر جان ما آمدہ گفتہ ام وجود را سہ چیز باید فعلے و فاعلے
و قابلے عشق بے سہ چیز نباشد عاشق و معشوق و عشق این عبارت کہ قاضی میکند کہ جوہر جان و عرض عشق او حاصل این چنین
است نکرے باید کردن **قولہ** جوہر جان ما آمد یعنی بقاء او و قیام ما بدو گفتند عاشق و معشوق و عشق ہر سہ بمعنی یکے است
و آنکہ گفتند فاعل و مفعول و فعل ہر سہ بہم پر بودہ اند ہمین بیانست **قولہ** و میان ایشان غیریت نشاید جستن
ہر آینہ جوہر یکے با ہمہ نسبتے تمام کردہ اند فرق جز بہیئتے و صفتے و شکلے و اعتبارے نباشد صوری باشد معنوی محی الدین
ابن اعرابی کہ او ممکنات را غیر متناہی میگوید مطلق و مقید را بیانے مید ہد حاصل بدین و ہمہا است رحمت خدائے بر
قاضی باد حقیقت را بر صورت عشق بیان میکند آن بد مذہبی و بیدینی کہ در بیان دیگران می آید از بیان او کسے را این وہم
میرود **قولہ** چون حاصل اصل ما مصور کردند یعنی شی کہ قابل مصور و تعینے و تشخیصے ندارد او وہم تصور کرد و آنرا شکلے و صورتے و
ہیئتے پیدا آمد آنرا اعتبارے برین میکند چون حاصل اصل ما مصور کردند **قولہ** جان را عرض و عشق تو جوہر کردند مرض از
جوہر خبر عشق ما از آن جوہر تنزیہ عشق و نقش **قولہ** عشق تو و عمر ما برابر کردند یعنی بمبدا و منتہا برابریم یکجا آمدیم
یکجا می باشیم یکجا رویم ۔

بازیاب که قطعه سخت با معنی آمده است ای عزیز مطرب[۸۴] شاهد بایستی و سماع تا این بیتها بر نمط اَلَسْتُ بِرَبِّکُم بگفتی و من[۸۵] آن عزیز حاضر بودمی بی زحمت دیگر آنگاه آن عزیز را سماع معلوم شدی شاهد بازی[۸۶] پیشه تو شدی و بت پرستی ترا قبول کردی مستی از تو صادر شدی کون و مکان ترا خادم آمدی آنگاه راز در بسم الله[۸۷] بر تو کشاده شدی پس[۸۸] ترا نقطهٔ با بسم الله کردندی و درین مقام شبلی را معذور داری آنجا که گفت انا[۸۹] نقطة با بسم الله گفتندی ورا تو کیستی گفت من نقطهٔ با بسم الله ام و نقطهٔ با بسم الله از اصل بسم الله نیست و غیر بسم الله نیست اصل بسم الله[۹۰] را بنقطهٔ با حاجت باشد که اظهار بسم بدان باشد اما از نقطهٔ بای اسم بهین چه باشد این بیتها بخوان۔

رباعی

بر بهین سر بر سر شاه آمد عشق ✿ بر کاف کلاه کل کلاه آمد عشق

بر به هم ملوک ملک ماه آمد عشق ✿ با این همه یکقدم ز راه آمد عشق

قوله[۸۴] مطرب و شاهد بایستی می گوید حاضر بایستی یعنی غیبی بر ما شاهد شدی و آن شاهد بزبان اَلَسْتُ بِرَبِّکُم این قطعه خواندی قوله[۸۵] و من و آن عزیز حاضر بودمی بی زحمت دیگری همین معنی است قوله[۸۶] و شاهد بازی پیشهٔ تو شدی آری چون غیبی شاهد شود و شاهد مر آن مشهود را بتی گردد او را بضرورت بت پرستی پیش آید قوله[۸۷] در بسم الله بر تو کشاده شدی نخست گفتم یک شی که جز ولا یتجزی و لا ینقسم و آن خود بسبب شکل و تصویر حقیقت معشوق پیدا آورده است آنهم خدائی و بندگی است خدائی و بندگی در بسم الله محقق است قوله[۸۸] پس ترا نقطهٔ با ر بسم الله میکردند بدان آمدی که بیک شی صفت او گفتم ترا هم چنان میکردند شبلی رضی الله عنه این معنی گفت انا نقطة با ر بسم الله گفته اند العلم کلمة بل حرف بل نقطة هم بدین معنی مرتضی کرم الله وجهه گفت العلم نقطة کثرها الجهل قوله[۸۹] انا نقطهٔ با ر بسم الله نقطه بسم الله غیر بسم الله نیست چنانکه در صفات گفتند ایشان بمعنی دیگر اما این بدین معنی میگوید که آن وجودات عین آن وجود نه غیر آن وجود نه عین آن وجود نه چرا زیرا چه او منزه از صورت و شکل پس او عین وجودات نباشد و جودات غیر او نباشد زیرا چه همان وجودات که همه صورت و اشکال ظاهر شده است قوله[۹۰] اصل بسم الله را بنقطهٔ با حاجت باشد

ای عزیز دانی که شاهد ما کیست و ما شاهد که آمده ایم شرح[91] عشق عشق به نهایت انجامید اگر شد از روایت شاهد و مشهود
بیان این دو شاهد نموده است میانه عشق را فرق توان یافتن میان شاهد و مشهود اما نهایت عشق
آن باشد که فرقی توان کردن میان ایشان اما عاشق چون منتهی عشق شود و عشق شاهد و مشهود یکی بود ن شود و هم توان
شاهد و مشهود باشد و مشهود شاهد بود و تو این[92] را از نمط حلول شماری این حلول نباشد کمال اتحاد و
یگانگی باشد و در مذهب محققان جز این دیگر مذهب نباشد مگر این بیت نشنیده — رباعی

آن را که حیات از بت شاهد نیست ⁂ در مذهب[94] کفر زاهد و عابد نیست
کفر آن باشد که خود تو شاهد باشی ⁂ چون کفر چنین ست کسی واحد نیست

تمامی[93] شرح شاهد و مشهود در تمهید دهم گفته شود ان شاء الله اما درین اوراق اول گفتم که مذهب و ملت

منزه از صورت و اشکال است **قوله**[91] عشق عشق میانه گفته ام و بالا که عشق کبیر خالی از علتی و نهایة است و عشق میانه
خالی از علتی نیست مقام عشق کبیر و عشق میانه چنانکه بالا گفته ام بسیار برابر این میانه تا آن زمان میانه است که بهمان انتها
نیست چون به انتها رسید همان عشق کبیر شود و ترا له تا ادام نام ترا نهج یافته است که گداخته و با آب یکی گشته چون آن
ترا له میان دو آب پیدا شده گداخته با اصل خود پیوست عشق میانه رفت عشق کبیر چنانکه شرط او ست بر مکان الامکان
خویش مستقیم و مستدیم است در دنیا که دریا را این است با انتها رسد و یکی گردد اما در دوئی و اندوه فراق در میانه بود
آن باقی فعلی هذا ایشهم گفت و شنید جز وهمی و خیالی نیست اگر آن ژاله عین آب شد انگه غم و اندوه چیست و اگر نشده
است میانه چه باشد **قوله**[92] تو این را نمط از حلول شماری درین بیان وهم حلول نباشد اما قاضی البته هر باراین
لفظی فرماید از جهان برگزیدم جز یک وجود و مشهود نماند آن بلا از کجا آمد این حلول را که تصور کرده وقتی که در خاطر ما نگذشت
این سخن اما قاضی میگوید **قوله**[93] تمامی شرح شاهد و مشهود و احتمال سه معنی دارد شاهد خداوند مراد باشد تعالی و مشهود
بنده که او تعالی برین شاهد است و دیگر بنده شاهد و مشهود خداوند تعالی خدا بر بنده شاهد شده است و دیگر شاهد
که مشهود است و مشهودی که شاهد است اگرچه عطف مغایرت تقاضا کند اما باعتباری جمع هر دو هست جائز فی زید و عمرو
در مجیء یکی اند هرچند که شاهد دگر و مشهود دیگر اما در شهود هر دو یکی اند **قوله**[95] شرح آنکه شرح نتوان کرد رمزی ازین گفتم چون شاهد
شد و مشهود شد هر آئینه عشق میانه شد چون شاهد شد و نه مشهود شد هر دو یکی شد هر آئینه عشق کبیر شد و احمری اگر فکری کنیم
همان سخن محی الدین ابن اعرابی است که مطلق و مقید میگوید **قوله**[94] در مذهب کفر زاهد و عابد نیست دو احتمال دارد یکی

مجان خدا چیست و کدام است ایشان[۹۵] بر مذہب و ملت شافعی و ابوحنیفہ وغیرہما نباشند ایشان
بر مذہب عشق خدا باشند تبارک و تعالی چون خدا را بینند لقاے خدا دین و مذہب ایشان باشد
چون محمد را بینند لقاے محمد ایمان ایشان باشد و چون ابلیس را بینند دیدن ابلیس نزد ایشان کفر
باشد معلوم شد کہ مذہب و ایمان این جماعت چیست و کفر ایشان[۹۶] چیست اکنون ہریک را ازین مقامہا

درین بیتہا بازیاب **بیت**

دین ما روے جمال آن بت جانانہ است | کفر ما آن زلف و ابروے سیہ ترکانہ است
از جمال خد و خالش عقل ما دیوانہ است | از شراب عشق آن ہر دو جہان پیمانہ است
روح ما خود آزر است قلب ما بتخانہ است | ہر کرا ملت نہ اینست او ز ما بیگانہ است

شاہد را شنیدی کہ کیست خد و خال و زلف و ابروے معشوق را گو شد ارے عزیز چہ دانی کہ

کفرے کہ اہل شرع گویند یعنی اگر ایشان شنوند کافر خوانند دوم کفر اثنینیۃ وانیت مراد باشد تا اثنینیت
نخیزد کفر باقی باشد بسیار جا است کہ ازین کفر بی نامند و این حاجب و محجوب می نامند قولہ[۹۵] ایشان بر مذہب
شافعی و ابوحنیفہ نباشند ازین مذہب و معاملات و عبادات مراد ندارند و ازین معتقدات مراد دارند ہرچہ ایشان را
بمشاہدہ و مکاشفہ و معائنہ معلوم شود از خدا و مصطفے مذہب ایشان را این بود اما ایشان چنین گویند الحمدللہ
ہرچہ ما را مشاہد شدہ ما آنرا معائنہ دیدیم بفضل اللہ با معتقدات شرع برابر آمد آن شرع از ان من و تو
نیست انچہ مرتضے و مصطفے مشاہدہ و معائنہ دیدند و بدان وعدہ کردند خلق را ہمان معتقد و ہمان سلوک
شد صوفیان ہمین میگویند کہ انچہ ما دانستیم یا دیدیم و دانش مصطفے و مرتضی بودہا بود و اگر نہ خوف فساد عقیدہ بابو مے
قولہ[۹۶] کفر ایشان چیست تحقیق شد کہ کفر ایشان باز ماندن از خدا یکساعت باشد و ایمان ایشان
مشاہدہ حق بیعن و عیان انچہ ما گفتیم قاضی در رباعی کہ آوردہ است گفتہ کہ در باب ہمان بود وہمانست
اگر تہر و جمال و غمزہ و کرشمہ نباشد اول آنرا اعتبار کن بعد از ان عشق شیخ روز بہان در حکایت عشق
قدیم و حدیث اشارتے کردہ موافق این تمام است ۔

خدوخالش وزلف وابروے[۹۷] معشوق باعاشق چہ میکند چون بری بدانی کہ خدوخال معشوق جز چہرۂ[۹۸] نور محمد دان کہ اول ما خلق اللہ نوری[۹۹] نور احمد خدوخال[۱۰۰] شدہ است بر جمال نور احد اگر باورت نیست بگو[۱۰۱] لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ دریغا[۱۰۲] اگر دل گم نیستے درمیان خدوخال این شاہد دل بگفتے کہ

قولہ[۹۷] وابروے معشوق با عاشق چہ کند تجلی جلال میکند ذرہ ذرہ میگرداند نیست و نابود می سازد صورت حسن وجمال می نماید از نابود بہ بودی آرد غمزہ را و کرشمہ را ناز و نیاز ہم برین فہم بر طریق شاسوان عنایتے کن قاضی ہمین گفتہ است **قولہ**[۹۸] جز چہرۂ نور محمد دان آرے چو تمثیلے و شکلے را گویند بارے چہرہ محمد کہ ہر جا کہ حسنے است معار و مستعار از جمال اوست کما قیل شعر

کل الجمال غدا لوجہک مجملا ※ لکنہ فی العالمین مفصلا

اما این نور مطلق باشد اما در صور و اعیان و اشکال مفصلا بہترین تفاصیل و زیباترین اشکال انور و لطیف چہرۂ محمد است **قولہ**[۹۹] اول ما خلق اللہ نوری اول ظہورے کہ نور اللہ شد بصورت محمد شد و از ان صورت بحکم فیضان بہر کسے قسمتے رسید اول ما خلق اللہ نوری اضافت کردہ است او خلق اللہ گفتہ است و اول گفتہ است بضرورت باشد کہ این تحدان وجود محمد را کفر و حجاب نامند چنانکہ وجود ابلیس را لاحول و قوۃ الا باللہ کہ انتادم این حجاب نورانی است آن حجاب ظلمانی نقیضین جمع نشوند اما ازین رو کہ حجاب اندرونگان تسویہ دہند **قولہ**[۱۰۰] خدوخال شدہ ست. بجمال نور احد و احدیت واحد و احد است آنجا میگویند کہ بہم اعتبار ز دحقیقی باشد چون احد را احمد کردند میم درمیان آوردند چنانکہ سنائی گوید بیت

از احمد تا احد یسے نیست ※ میمی بیان حجاب معنی است

پس احد شد **قولہ**[۱۰۱] بگو لا الٰہ الا اللہ دو معنی را راست میہ د اگر باور نمیداری این حقیقت را علی ہذا کافری دم محمد با لا الٰہ الا اللہ ضم کردند بینہما اتصالے و استحادے میر و دہمین کلام پیدا آورد گواہی دہد بران بیانے کہ یاکردیم **قولہ**[۱۰۲] دریغا اگر دل گم نیست حاصل کلام قاضی برین باز می آید کہ طالب درصفات باری کہ ہر یک از وجوہے بسوے ظاہر ضد و نقیض می نماید و جملہ وجودات محاط صفات او اند و صفات او محیط مثلا طاؤس و طوطی و امثالی این

ن خال آن خد و خالش معشوق با عاشق چه سرها دارد آن دل که نهان شد و در میان خد و خال متواری
ن کی که وگریخته شد این گم دل را کسے باز یابد اگر باز بدست[۱۰۳] آید بگوید انچه گفتنی است رباعی

ان بت که مراد او ہجران مالش ✻ دل گم کردم میان خد و خالش

پرسند رفیقان من از حال دلم ✻ آن دل که مرا نیست چه دانم حالش

اے عزیز اگر بدان مقام رسی کافر ایجان بخری[۱۰۴] که خد و خال دیدن معشوق جز کفر و زنار دیگر چه
فائده دهد باش تا رسی و بینی آنگاه این بیچاره را معذور داری در گفتن این کلمات ہرگز مسلمان
کافر را دیدی از حسن و جمال محمد رسول الله جمله مومنان کافر شده اند و ہیچ کس را خبر نیست تا این
کفر نیابی بسر حد ایمان و بت پرستی نرسی لا اله الا الله[۱۰۵] محمد رسول الله تمام این وقت باشد و کمال

ہمہ نسبت بلطف و جمال دالله مارہ کرد م کرشیمہ و گرنسبت بقہر دارند جمیع اوصاف بدین دو صفت باز گردد جمال و جلا
و لطف و قہر چون دانستی اکنون بدانکه در فہم آن گم و در احاطہ این گم و در اطلاع اسرار آن گم تو اینچنین گم و تو نہ بینی کجا
دریابی و چگونه دریابند خد را عنایت از جمال کرد و خال را از قہر متواری زلف را بدین وضع کن کرشمه و شیوه و غمزه
برین رو د خنده در رفتار نسبت بالا برند قاضی میگوید دل در ورطات گم شده الوصفته بفوزان خویش وجود دل با
گرفت بیچاره گم شده را کجا یابند و که نشان دہد قوله اگر باز بدست[۱۰۳] آید بگوید از خود رفته است ره
گم کرده است ضابطه از دست شده شاید معذور ہم باشد ان الله لا یؤاخذ بما یصدر عن العشاق قو
کافر ایجان خری او تعالی را دو حجاب است حجاب ذات و صفات و افعال ہمہ در آن مندرج و حجاب ذات آنکه او
صفات مانند محمد علیه الصلوات السلام منشاء و منتزع از صفات تشکل و تمثل ہم بدان تا آنکه حق تعالی ہم بدان اشارت کن
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ مرد مسلمان مومن ہم بخند خال محمد ایمان آورد ہم بدین کافر شد از ذات مح
شد محمد وسیله است میان حق و بندگان او تو آن روز که ہم بوسیله ما ذی مقصود گذاشته ہم بدو قرار گیری نه آنکه
شہود مقصود کلی محجوب در مانده یابی فافهم واغتنم قاضی سخن گرداینده ہمین نویسد ما سخن راست آورده می نویسیم
باید قوله لا اله الا الله[۱۰۵] لا آله نفی ما استحال وجوده الا الله اثبات ما استحال عدمه محمد رسول الله ہر دو طرف ر

دین وملت درین حالت نماید برخوان - مثنوی

معشوقۂ من حسن وجمالے دارد ٭ برچہرۂ خوب خدوخالے دارد

کافر شود آنکہ خدوخالش بیند ٭ کافر باشد[۱۰۱] ہر آنکہ حالے دارد

خدوخال این شاہد شنیدی زلف وچشم وابروے این شاہد دانی کہ کدام است اے عزیز مگر نور سیاہ[۱۰۱] پرتو بالاے عرش عرض نکردہ اند این نور ابلیس است کہ ازان زلف این شاہد عبارت کردہ اند و زلف[۱۰۱] نسبت بانور الٰہی ظلمت خوانند

است محمد نفی یا استحال وجود رسول اللہ اثبات یا استحال عدم باشن تمثل وتشکل تقضاے ذاتی است پس محمد اثبات یا استحال عدم باشد رسول اللہ از آمدہ است او برسالت دعوی کردہ است إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ ہم ازین حکایت میکند تو گوئی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جملہ صفات وافعال را باذات ہم اثبات کردہ باشی مرد مومن اگر ختم کار برین آید کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اختتام کار او ہمہ برخیر وسعادت باشد **قولہ** کافر باشد[۱۰۱] ہر آنکہ حالے دارد حال از تحول است پس آنکہ او حالے دارد بے شبہہ او کافر است کہ ہنوز در مقام تحول است **قولہ** مگر نور سیاہ[۱۰۱] بالاے عرش نور دو معنی دارد یکے آنکہ روندگان در ابتدائے حال انوار متلون بینند سپید وزرد وسرخ وسبز ہمہ این ہمہ انوار از نور سیاہ بینند نور را باسیاہ چہ نسبت چنانکہ دیدۂ درون سنگے سیاہی در روز بجا نماید وہمہ آئینہ اصل آہن رنگ او سیاہ است بران صفا شدہ کہ روے می نماید دوم نور سیاہ عبارت از ظہور قہر اوست وآن وراے عرش است زیرا چہ عرش یکے از مخلوقات است واو صفتے خاصۂ ذات است از عرش بگذرند وراے عرش شوند وہمہ برکسے تجلی کند آہ چہ صفت کنم چگویم کہ ہرچہ درآن نور افتاد وہر وجودے کہ بود ہمہ گم شد اگر وجود خواہش افراختہ باز آرد محمد باشد احمد باشد ویا آنکہ چیزے از فیض او نصیبہ یافتہ باشد چنانکہ بعضے انبیا وقاضی عنایت از نور سیاہ [illegible] کردچون من نور سیاہ . عنایت قہر کردم وابلیس سرہمہ مقہوران ہر آئینہ نور سیاہ نسبت بنحر ای او تاریکی [illegible] لباس ابلیس است **قولہ** وزلف[۱۰۱] نسبت بانور ظلمت خوانند ہر آئینہ ہر جاکہ روشن است بآفتاب نسبت کنند وہر جاکہ تاریکی است بشب بعضے روندگان را در بہشت ودوزخ برند براے تحقیق ارسال ودعوت را

ولیکن نہ ظلمت باشد دریغا گر کہ ابو الحسن بیتے با تو نگفتہ است و تو این بیتہا نشنیدہ رباعی

دیدم نہان گیتی و اصل دو جہان ❊ و از علت و عار برگذشتم آسان

آن نور سیہ ز نقطۂ لا برتر دان ❊ زان نیز گذشتم نہ این ماند و نہ آن

دانی کہ این نور سیاہ چیست وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ خلعت او آمدہ است و شمشیر فَبِعِزَّتِکَ لَأُغْوِیَنَّهُمْ أَجْمَعِیْنَ کشیدہ است در ظلمت فِیْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ فضولی و خود رائی اختیار کردہ است و پاسبان عزت آمدہ است و دربان حضرت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم شدہ است دریغا از دست کسے کہ شاہد را بیند یا این چنین خد و خال و زلف

ہر جا کہ تعذیباتے است او را آنجا برند تا بعین الیقین آنرا مشاہدہ کند یک دادیہ در دوزخ نامند درین در آمدن طالب نتواند از نظارۂ او پاپس گیرد اما چون نمود نش ضروری است دیگہ بزنند و یا برگیرند در میان آن باندازند در جملہ نظارہ دوزخ دشواری نمود مگر درین نظارہ حالش بجان رسد دلش نعان در آید سراسیمہ شدہ وہ ندارد کہ چہ در ظلمات است **قولہ**[109] و اگر نہ ظلمت باشد این سخن کہ نہ ظلمت باشد این رباعی مناسب نیست زیرا چہ میگوید نہ این نہ آن اگر گویم کہ بہ نسبتے از آن افتادہ نسبتی ابلیس این نشان دادہ است این نور سیاہ ز لا نقطہ برتر دان ازین بیت اشارت بنور سیاہ باشد **قولہ**[110] دانی این نور سیہ چیست یعنی منبع کفر این نور سیاہ است **قولہ**[111] خلعت او آمدہ است وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ این را خلعت نام نہادہ از آنچہ از دوست آمدہ است و ایشان چنین گویند کہ ہر چہ از دوست نکوست **قولہ**[112] شمشیر فَبِعِزَّتِکَ سخنے در افعال و اعمال ابلیس آغاز کرد و آن کار شمشیر فَبِعِزَّتِکَ لَأُغْوِیَنَّهُمْ أَجْمَعِیْنَ در ظلمات فِیْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کشیدہ است معنی فَبِعِزَّتِکَ لَأُغْوِیَنَّهُمْ من قبل گفتہ ام **قولہ**[113] دربان حضرت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم شدہ است از مردود و از مقہور او کہ نسبت ناپدید با نور او و با صفت او دارد نتوان پیہ گرفتن گر ہم و دیگوئی اعوذ باللہ من بندہ مرحوم لعینت قریب میکند مرحوم کہ خود را مرحوم ی شمرد بدین صفت چون ہم از آن اویم ہر چہ دارم از وہ ام ہم با اویم۔

وابروکافر و بت پرست نگردد حسین[۱۱۴] وار جز انا الحق نگوید باش[۱۱۵] تا بایزید بسطامی با تو
این معنی در میان نهد و ترا از حقیقت این کار آگاه کند این بیتها نیز گوش دار ۔ رباعی

آنرا که حیا تش از دل دلبر نیست ⁂ وز خال و خدو از لب شکر نیست ن۔ لب
جان و دل من دو ابرو و زلف ببرد ⁂ اندر دو جهان مشرک[۱] هم کافر نیست
از کفر بکفر رفتنت باور نیست ⁂ زیرا که از و جز او دگر در خور نیست

توے[۱۱۶] را هر لحظه در خرابات خانه فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا شریت قهر و کفر میدهد و توے را

قوله[۱۱۴] حسین جز انا الحق نگوید یعنی در خود آن ابرو و حسن و خد و خال و زلف و چشم خویش در خود دید هر آئینه
انا الحق گوید زیرا چه خود را باین یافت این سخن دو احتمال دارد یکے ان که متکلم مثالے در اثبات توحید
وصفات می آرد و این مثال ایشان است علے ہذا چون آن مثال او باشد انا الحق گفتن درست آید دوم
هر عضوے و جسمے را ابروے و خدے و خالے و هر عضو که هست بهر جملے وصفتے که هستند هم از فیض اوست
چنانکه بالا گفته بودم اوست که بهمه دستها میگیرد اوست که بهمه پاها میرود انا الحق گفتن چنین منصور
درست آید قوله[۱۱۵] باش تا بایزید بسطامی این معنی یعنی انکه گوید سبحانی ما اعظم شانی اگر اینهم کلام را حکایت عن الله
داری درست تر و تمامتر باشد ابیاتے که قاضی میگوید نظم است ساعے تا کدام معنی برد اما قاضی برین معنی
برده است صورت رنگ آمیزی این جهان بلکه یکے رنگست چنانکه بایزید و حسین منصور از ان اشارت
کردند قاضی انا الحق و سبحانی را بدین معنی تطبیق داده است سمعے و بصرے که مراست سمع و بصر اوست
مرد عاقل این جا گوید آن باصره بصرامت قوت ابصار دارد پرتو فیض اوست و فیض او قایم بدو محقق و محقق
وسایط از میان برگیرد هم بدو اضافت کند سبحان الله تا چه تصریح میکنم میترسم نباید آن تسریح من ترا مشکل
شود و بدو ر انداز د قوله[۱۱۶] توے را هر لحظه در خرابات خانه یعنی نهایتست که خرابات توحید و قمار خانه وحدت.
جز یک باز نده نباشد همه اوست که الهام فجور در نفوس و قلوب کرد شرابی بر پریشانی خرابی بهمو دن انکه او را از ن۔ بهمود
سبوئے و یا از خمے بکوزه یا قدحے برگرفت خود خورد بدانی شرابیے بر خمے غرقابی گرفته اند غوطه خورانیده اند

در کعبہ انا مدینۃ العلم علی بابھا[118] کہ شربت ابیت عند ربی میدہد و تقویٰھا این حالت باشد ہر دو[119] شربتہا پیوستہ درکاراست و ہر دو[120] طایفہ ھل من مزید را جویانند مستان[121] اور در کعبہ عند ملیک مقتدر پراز شراب و سقیھم ربھم شرابا طہورا مستی کنند و طایفہ دیگر درخرابات فالھمھا فجورھا و تقویٰھا بے عقلی کنند مگر ہر کز یو سوس

فالھمھا فجورھا اینجا درست آید نخواہم درخاطر رود کہ این مذہب فساق باشد لاحول ولاقوۃ الا باللہ اینہمہ سوختن و افروختن باقی است قولہ[118] انا مدینۃ العلم وعلی بابھا این علم کدام علم است علم باللہ معلوم علم چیست خدا تعالیٰ محمد میگوید من شہر علمم اگر گفتی من بحر علمم ہمیں نغنے بودے علی ؓ در آن شہر باید دانست ہر چہ از شہر برون آید ہم از رہ در برون آید و ہر چہ در آید ہم از رہ در در آید و اگر بحر گفتی علی ؓ ہمچون شہر بودے ہمین صفت است در بحر از رہ نہر در می آید و آب نہر از بحر میرود کہ در بحر میرود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین رحمت و علی ؓ چشمہ او پس چہ معنی باشد چنانکہ فجور را گفتم تقوی را ہمان بیان است قولہ[118] شربت ابیت عند ربی میدہد شربت تقوی صاحب بیت است قولہ[119] ہر دو شربتہا پیوستہ درکار است یعنی شربت فجور و شربت تقوی قولہ[120] ہر دو طایفہ ھل من مزید را جویانند دو معنی کافر فاجر ہمہ روز در کفر و فجور مستغرق و مبالغ مصر و مبتلا گوئی زبانا فرمانا نعرۂ ھل من مزید میزند زاہد طالب عارف محقق مطیع صادق در انب او خود ظاہر و باطن با نعرۂ ھل من مزید گوید شنیدۂ اگر طالبے در رہ قدمے بصدق زند ابلیس برو بریں تلبیس او را اغوا کند کہ بدان دور و دراز است کہ کسے کہ نرسد جا نہا فدا کردند ہزاران یکے رسید یا نرسید عبادت چند ہزار سال بدست ساقی غیب نوختہ ام و قدمے از درد خریدہ ام بیا با ما ساز کہ لذت فراق کم از لذت وصل نیست ہمہ نعرۂ درد و شور او ہست پس آنکہ رسی بدانی کہ آن طالب شور و ذوق داشت طالب او را گوید مرا از کار باز مدار خذلان در قدم من مزن و مرا وا پس از رہ مکن البتہ نیایم ہر رہ خود رفتنی ام آن بدبخت چشمے پر آب کند گوید ہلہ چون انجا برسی سخن ترا رواجے وادچے شود یک لعنتے نامزد حال ما کنی و او را گوئی داغ ان علیک لعنتی الی یوم الدین بجبین تو شتی تر نویس تمامی عبارت ھل من مزید ہم ازین کردہ است قولہ[121] مستان در کعبہ وسقیھم ربھم مستی میکنند

فی صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ باتو حرب[۱۲۲] نکرده است از شیخ واسطی بشنو این بیتہا

رباعی

زلف بت من ہزار شور انگیزد ✤ روزے کہ نہ از بہر بلا برخیزد

وان روز کہ رنگ عاشقی آمیزد ✤ دل دزد دو جان رباید و خون ریزد

خلق[۱۲۳] از ابلیس نامے شنیده نمی دانند کہ او را چندان ناز در سر است کہ پروائے کسے ندارد اے عزیز چرا او ناز در سر دارد از بہر آنکہ ہمقرین آمده ست با خد و خال چہ گوئی[۱۲۴] ہرگز خد و خال بے زلف و موے کمال دارد لا الہ و اللہ کمال ندارد نہ بینی کہ در نماز اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

یعنی ہر دو بخیال خویش معاملے دارند یکے سرمستی دوم بیعقی کنند مست محبت کہ از شراب بیاقی ستانہ شده است مستی کند دوم در خرابات حرمان و خذلان سرنہ فراز دو بدان اعتبارے نکند اما اعتبارے او میگرد اگرچہ درست می آید اما ذوق را نا میگرد باشی یک سخنے گویم با تو درچہ باشد منع در وچیست نہ آنکہ طالب وصال است نہ آنکہ در دا و سوختنی او ہمہ بے وصال استیان بی ہرگز نیافتہ باشد نایافتہ است قدرے دوری در میان افتادیا با ہمہ اتصال و اتحاد سیری در میان نیست با ہمہ مرادات نامرادی کار او ست پس نہ آنکہ منع در دہین وصل وصال باشد قولہ[۱۲۲] با تو حرب نکرده است اینجا دو وسوسہ است یکے از و باز میدارد دوم طرف او میکشد ہمانکہ گویند مصرع

از طرفے تو میکشی وز طرفے سلاسلم ✤ اینجا مرد طالب عاشق را حربے تمام ہست

قولہ[۱۲۳] خلق از ابلیس نامے شنیده اند و ایم اللہ من ابلیس را دیده ام چنان زار و خوار و حیانست کہ تقریر نیاید یعنی چنان او بدرد و سوز و اندوه و غم ہجران مبتلاست کہ پروائے کسے ندارد جوانمرد او سر طائفہ شد نہ آنکہ ابلیس ابو الجن ہمہ شیاطین از دزاد نہ پیشوا و سرور ہمہ او پادشاہی میراند بر تختے نشستہ و ہمانے را دعوت بسوے خود میکند در پرده قہر صورتے را می نماید کہ این بدبختان از بدبختی ہرگز باز نیایند بلکہ مزید تر خواہند

قولہ[۱۲۴] چہ گوئی ہرگز خد و خال بے زلف و ابرو کمال دارد الضد یظہر حسنہ الضد شعر

الوجہ مثل الصبح مبیض ✤ والصدغ مثل اللیل مسود

گفتن لازم آمد از بهر این معنی ناز وغمزه در سر گرفته است واو[125] خود سر متکبران وخود بینان است
خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ همین ناز است این بیتها بشنو **نظم**

گوئی دو زلف یارم در سر چه ناز دارد ٭ گر دلبری و شوخی کاری دراز دارد
با گل حدیث گوید بالا لب پاے کوبد ٭ با ماه خشم گیرد با زهره ساز دارد

ضدان لما استجمعا حسنا ٭ والضد یظهر حسنه الضد

مشاهده کرده باشی اگر بر سپید روئے برگندم رنگے خالے سیاه در غایت سیاهی جمع شود نمکے بیفزاید حسن
بکمال روے نماید چنانکه نظامی گفته است **بیت**

حبشی سپید نبود ختنی نمک ندارد ٭ تو سپید با حلاوت نمکے تمام داری
سخن از حبش رها کن علم از ختن برآور ٭ که هزار چون نظامی حبشی غلام داری

مقصود این داشت اگر با سپیدی نقطه سیاهے جمع شود ملاحتے و حسن افزاید اما اینجا چند سخنے است باید دانست آرے خال سیاه
روے سپید را نمکے بکمال دهد ولیکن بشرطا آنکه روے همه منور و بیض و سرخ است یک نقطه خالے لطیف نازکے بر لب یا بر بینی اگر تقسیمے
آرزوے باشد مثلا اگر ثمنے و یا عشرے و یا سبعے سیه شود بدان زشتی باشد که نتوان دیدن جز اینکه نگوئی لے خدا چنینها
بر روضه رضوانی کنند چه خوش میگوید جان را تازه میکند **بیت**

کو جمال طلعتے تا مرا رخصت دهم ٭ بهر دفع چشم بد خالے ز عصیان داشتن

اکنون برای نمط که گفتیم ابلیس و محمد نیز ربوبیت سیاه و نبی سپید نه اند چهرهٔ جمال ربوبیت محبوب مطلوب سافی و دیگر
گویم نه اینچنین است که هر جا که سپیدی بر سیاهی جمع شود جمال باشد جز در چهرهٔ انسان مخصوص و اگر نه انسان سیاه رنگ است
در غایت سیاهی آن سیاه ترکند زشت تر سازد اما در چهرهٔ محمد خالے و خدے میگویم خال روے این آمد که بار گفتند لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ بر چهرهٔ نبوت تصویر ذنب کردند خال رخسار او آمد زیبائی بر زیبائی او و جمال بر جمال زیادت
شد مجرمان یا بندهٔ خدائیان شناسند تا این سخن ما را با همه وجود خویش سجود کنند **قوله**[126] واو خود سر متکبران وخود بینان
است خود بینی او نه آنکه از سبب آنست که یک چشم او کور است ولکن اگر ربوبیت را حق دیدن دیده بودے
تکبر نکردے او خود را با همه وجود خویش فانی و زائل دیدے چونکه چشم نبود یکطرف نظر افتاد و از طرف دیگر غافل شد اگر کور
نبودے این نگفتی خلقتنی من نار و خلقته من طین نه آنکه هر دو از معدن الوهیت رسته اند همانکه شیطان است

اگر باورت نیست از خدائے تعالیٰ بشنو الحمد للہ الذی خلق السموٰت والارض وجعل الظلمات والنور در دنیا سیاہی بے سپیدی و سپیدی بے سیاہی چہ کمال دارد ہیچ کمال ندارد حکمت الٰہی اقتضا چنین کرد حکیم دانست کہ بحکمت خود چنین باید و چنین شاید بدین درگاہ جملہ بکار است ؎ در اگر ذرہ نقصان در آفرینش او در باید نقصان حکیم بود و منافی عقل حکمت باشد موجودات و مخلوقات در نور ہا نزین و شرف آمدند و این بشنو رباعی

ابروے تو با چشم تو ہم پہلو بہ ❊ ہمسایۂ طرار یکے جادو بہ

آن خد ترا نگاہبان گیسو بہ ❊ داند ہمہ کس کہ پاسبان ہندو بہ

اے عزیز آن بزرگ را گوش دار کہ چہ گفت مرا این دو مقام را گفت ان الکفر والایمان مقامان وراء العرش حجابات[۱۲۷] بین اللہ و بین العبد گفت کفر و ایمان بالائے عرش ؎ فوق دو حجاب شدہ اند میان خداوند و بندہ زیرا کہ مرد باید کہ نہ کافر باشد و نہ مسلمان آنکہ ہنوز

قولہ[۱۲۶] خلق السموٰت والارض وجعل الظلمات والنور گفتم ہر دو از معدن ربوبیت رستہ اند و از روے خلقت تسویہ است بے شبہہ و از روے اعتبار تفرقہ و از سبب وجود کثرت غیرت. تو اینچنین ؎ غیرت بدانی جہان ہمہ تاریک ہمہ ظلمات سیاہ بکند اندر اینچنین تاریکی در اینچنین اضطلامی نور محمد با تشکلے و تجلے کہ از اضدا دادہ بود پیدا آمد چون از این جہان پیدا آمد چون ہمہ ظلمت و کدورت بود ہر آئینہ نقطہ بر رخسارش افتاد قولہ[۱۲۷] حجابان بین اللہ و بین العبد در بعضے نسخہ فوق العرش است ایمان و کفر نسبت با نکارے و اقرارے دارند انکار و اقرار در حجاب دوئی باشد اما در مشاہدہ و معاینہ انکار و اقرار رخت وجود خود بر بستہ اند یعنی یک حجاب عرش است وراء آن این دو بالا تر از واند دوم معنی از عرش در گذری این دو حجاب باقی ماند یکے این کفر دوم ایمان تو گوئی کفر با وراے عرش چہ نسبت آرے ہم از انجا آمد چون از انجا آمدہ باشد وراے عرش بود کفر و ایمان از صفات او باشد یکے از قہر دوم از لطف و ہر دو نسبت بصفات ذات دارند آنجا کہ اعتبار ذات و صفات او عرش چہ وزن کند۔

درین دو حجاب باشد و سالک[۱۲۸] منتہی جز در حجاب کبریاء اللہ و ذاتہ نباشد شنیدی کہ چہ میگوید لی مع اللہ وقت لایسعنی ملک مقرب ولا نبی مرسل خود گواہی میدہد بر اسرار این مقام ہا تا ابدالاباد این مقام ہا کہ خواہد جستن۔ رباعی

ازعشق نشان و دل باختن است ‌ ‌ ‌ واین کون مکان ہردو بر انداختن است

گہ مومن وگاہ گاہ کافر بودن ‌ ‌ ‌ با این دو مقام تا ابد ساختن است

تو چہ دانی اے عزیز کہ چہ گفتہ میشود دریغا[۱۲۹] از عشق اللہ کہ کبیر است ہیچ نشان نمی توان داد تو چہ دانی کہ آن چیست کہ نشان ان چیز نتوان دادن کہ بندہ در آن باقی تواند ماند اما آن چیز کہ ہر لحظہ جمالے خوبتر زیباتر نماید و عالم تمثیل را بکار دارد و ہیچ عبارت و نشان نتوان داد جز لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ وَّھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ دیگر عبارت و شرح نباشد لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک چون عذر بے ادراکی و بے نہایتی خواست دیگر آن چہ بیان کند کہ بیان آنجا قاصر آید و فہم آنجا گداختہ شود و ہر دو آنجا از خود برسد اے عزیز این بیتہا بشنو رباعی

اے عشق کہ بے نشان جمالے داری ‌ ‌ ‌ در اصل وجود خود کمالے داری

ہر لحظہ تمثل و خیالے داری ‌ ‌ ‌ ای عشق دریغا کہ کہ چہ حالے داری

قولہ[۱۲۸] و سالک منتہی جز در حجاب کبریاء اللہ و ذات نباشد یعنی منتہی ہرچند کہ اتحاد شد اما عظمت و عزت ازو دلش نخواست بالا بلکہ درین حجاب اند والبتہ این سخن گفت۔ مصرع

تعریف تو بقاعدہ خواجگی خوش است

آنکہ این دو حجاب ایشان را ہمانست رہ بر عبور دن از ذات او ندارد و نہ مرد اگر وقتے تسلطے و یا بعیدے ازان ذات خواہند خطے گیرند و یا اگر قضا صد ہزار توبہ و دریان نہند والبتہ خواہند کہ ہم چنین مانند حجاب ذاتہ و این جا ب رانتوان برگرفت و دانکہ بقصدے نمود او زندیق و بدبخت و دوزخی شد اللہم انی اعوذ بک منک جز این تدبیر نیست

قولہ[۱۲۹] دریغا از عشق اللہ کہ عشق کبیر است من اول کلام الی کلامنا ہمین سخن رفتہ است اما نہایت تامی

اگر عشق[۱۳۰] حیله و تمثل نداشتے همه روندگان کافر شدندے از بهر آنکه هر چیزی که او را اوقات بسیار بر یک شکل و بر یک حالت بیند از دیدن[۱۳۱] او وقت وقت ملالت آید اما چون هر لحظه

یا هر روز سے جمالے زیادت و شکلے افزون تر بیند عشق زیادت شود و ارادت دیدن

مشتاق آن زیادت تر بیچ هم هر لحظه تمثلے وار بیکجو نه را باهم چیز نبود همگی تمثلے دارد

پس درین مقام عاشق هر لحظه معشوق را بجمالے دیگر بیند و خود را در عشق وے کمال تر و

تمامتر بیند

رباعی

هر روز ز عشق تو بحالے دگرم ؛ وز حسن[۱۳۲] تو در بند جمالے دگرم

بعبارتے دیگر پیش آورده است اعوذ بک منک دیگر چیست همین او احصی ثناء علیک بک منک الیک

یا رب حکایت هم ازین درماندگی است و تمام رباعی هم ازین عبارت است ادراک او نهایت ندارد **قوله**[۱۳۰] اگر عشق

حیله تمثل نداشتے چون ظهور حقیقت بصورت تمثل است و او بصور متضاد و اشکال مختلف متجلی تحقیق تمثل پس هر جا که — نـ حیله

صورتے است و شکلی است تمثل آمد بچیزے که کافر روآورده بتمثل او روآورده است بعلے هر کافر نباشد تا همی ابچنین — نـ شکلے

می‌فزاید **قوله**[۱۳۱] از دیدن آن وقت وقت ملال آید آرے ملال آید و اگر مرد مهوس باشد اما بجان مرحود

از عاشقان بپرس یعنی اگر تصور کنیم عاشق معشوق را بهم در شد خواهد هم ازین صورت تفرقه شود اگرچه ازل ابد بران

گذرد مگر که عاشق نیست تا همی بگوید چون عشق انواع تمثل دارد بسیری نمی آرد بکل جدید لذت گفته اند اما ازین

قدر باشد چون آن دیدار گرچه بصفت تضاد تکرار باشد بجانے و آن از علیحده که نخستین بود آن نماند مرد را دیدن روے خوب و

مباشرت با ایشان معتاد او شد اگر درین معنی باشد هم اعتبار باشد **قوله**[۱۳۲] ز حسن تو در بند جمالے دگرم آرے این

ذوقها بتقلبات و احوال متفاوت رو نماید مرد مدمن شراب لفظ جز سکنجبین خالص نمی اشامد تا انسان نمی یابد

این چنین حالات از تکرار تجلی پیش آید انجا یکے شکلے هست صورتے بر تو تجلی کرد و تو عاشق او شدی پس آن صورتے

دیگر تجلے کرد اکنون از اول اعراض میکنی و یا بهر دو روے می آری و یا کرا متوجه الیه ساختی این شد اگر گوئی ان که

معشوق من است این خود نیست برین صور ظاهر می شود قلندر بیرون شده امنا و صدقنا گوید لیکن صورتے

او بنمود بدان عاشق شدی دوم بار بدین صورت می شوی فافهم و اغتنم اینجا عشق بازی نیست دیکن نظاره

تو آیت حسن را جامے داری ٭ من آیت عشق را کمامے دگرم

ہرگز[۱۳۳] دانی کہ قوت وحظ معشوق از چیست و عاشق نصیب از چہ یابد عشق خود بچہ زندہ است و از عشق نیز بیان نتواند کرد جز برمز و مثالے کہ از عشق گفتہ شود و اگر نہ از عشق چہ گویند و چہ شاید گفتن اگر عشق در زیر عبادت آمدے فارغان روزگار از صورت و معنی عشق محروم نیستندے اگر باور نمی داری ازین بیتہا بشنو نظم

اے عشق در بغا کہ بیان از تو محالست ٭ حظ تو زخود باشد و حظ[۱۳۴] از تو محالست

انس تو بابر و ست و بان زلف سیاہت ٭ قوت تو زخدا ست و حیات تو زخالست

اسم تو شریعت ست و عین تو گناہ است ٭ جان و دل ہائی دیگر ہمہ قالست

جمال مطلق است و عشق تعین طریقہ طلب اگر تجلے ییلے ظہور ر نبودی مجنون عاشق نشدی قولہ[۱۳۳] ہرگز دانی کہ قوت حظ معشوق از چیست معشوق قوت از عشق عاشق گیرد و عاشق قوت از حسن معشوق و اگر عشق عاشق نبودے حسن معشوق روے جمال ندیدے و اگر حسن معشوق نبودے عاشق را صفت کمالات دست ندادے ہیچ از خود بر خورداری نگرفتے تو میدانی کہ عشق چگونہ چیزے است گدا را بادشاہے بہ بہترین حالت میرساند زہے قہر عشق زہے سلطان عشق قولہ[۱۳۴] وحظ از تو محالست ہرکہ گوید کہ من از او ہیچ چیزے برخوردہ ام واجب باشد کہ برو گویند لاحول ولا قوۃ الا باللہ این حظ خود است کہ باد ے است ہمہ از خود حظے گرفتہ است اما درین پردہ ازان فیض ہم لمعانے است گرکہ والشمس و ضحیٰہا سوگند روے موے خود ہد اگر بیگانہ شناسد ایگانگی درمیان است این عاشق جعد او را ہمہ جور و ستم گیرد باہمہ بے رضائے او از وخلعی تمام گیرد **بیت**

دست برم ہر نفسے سوے گریبان بتے ٭ یا بحز اشد رخ من یا بدر د پیرہنم

والضحیٰ سوگند بر شمار مصطفیٰ واللیل بموے مصطفیٰ باشد قرینہ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ہم برین تقریب میدہد ہم ازان جعد لود رمیان محبوب را تعصبے پیش افتادہ گرد دوست من زراعت گیرد او بگوید بجان دسر خود و بحرمت روے تو یکے اثبات وحدت یکند و اثبات تو امجت قرینہ وَمَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی باشد

اے عزیز ہرگز دانستۂ کہ عاشق چون سوگند خورد بچہ یاد کند بدانکہ چون معشوق با عاشق
خود غمزہ زندہ وسوگند یاد کند باشد کہ گوید کہ بجان من چنین کن فورب السماء والارض بدین
ماند وباشد کہ چون معشوق بعاشق سوگند یاد کند گوید بموے وروے من نگر وَالشَّمْسِ[۱۲۵] وَضُحٰهَا
وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ہمین معنی دارد ودانی کہ آن افتاب
چیست نور محمدی[۱۲۶] باشد کہ از مشرق ازلی بیرون آید وماہتاب دانی کہ کدامست نور سیاہ
عزازیلی کہ از مغرب ابدی بیرون رود رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ این سخن را بغایت رسانیدہ
است وبیان این ہمہ شدہ است ہرگز[۱۲۷] این سوگندہا ترا رو دادہ است والطور والتین
واللیل والضحی این ہمہ بر آن ماند کہ میگوید بجمال تو وبروے زیباے تو لعمرک بجان

قولہ[۱۲۵] والشمس وضحہا الی آخرہ ہمین مرتبط است کہ من در والضحی گفتہ ام قولہ[۱۲۶] نور محمد باشد نور محمدی
نور محمد ہم از نور خداست نور محمد فیض تمیم است این نور با آفتاب ماند وماہ دراصل سیاہ است اما فیض از ضیائے
آفتاب گیرد از وہم نوری نماید ہمہ بے این قوت اضلال ابلیس است اگر این نصیبہ نیست او ہیچ کسے را اضلال
کردن نتوانستے ہیچ چیزے درجہان لذتے وتنے ندارد وجائے کہ اے ندارد مگر فیض او این تعین درجات
اصطحاب این فیض میکند بیچارہ گرفتار شرما رشدہ آنجامی افتد مشرق ومغرب مشرق نسبت بروشنائی
دارد ومغرب بتاریکی ومغرب فرو رفتن است ومشرق بیرون آمدن است فرو درفتن است فرو د نماری
شدن نسبت با ابلیس دارد روشنائی وبر آمدن محمد وتربیت ہر دو از واست تعالی اینجا در خاطر تو
شبہتے بگذرد کہ او شر چگونہ پرورد چہ میگوئی چیزے مرو ہے پیش تو افتادہ است وتو آنرا بہر چہ ہست
کارہ بشدت کراہیت بایستی گذری تا اتفاق وماند وپیش تو قادرے حکیمے کہ ہیچ را دارد قادر است بر فعل آن نفع ندانی نہ شی
ترا ومرا برین سر اطلاع نیست وآنرا کہ ہست زبانش ازین گفتار کند است مرباعے

ای دل چو شراب معرفت کردی نوش ٭ لب بر بستہ ز سر آہی مخروش
ہر لحظہ چو چشمہ کو ہے مخروش ٭ دریا باشی اگر نشینی خاموش

قولہ[۱۲۷] ہرگز این سوگندہا ترا روے نمودہ است مثل این بالا ہم گفتہ شدہ است تا طالب محمد را طور تصور کند کہ

پاک تو وبقد و بالاے تو وچون گویدو اللیل[۱۳۸] بدان ماند کہ گوید بزلف عنبر بوے تو وگیسوے[۱۳۹]
چون ہندوے تو دریغا کہ این ہمہ را یک مقام دانستن عین جہل است ومحض ضلالت بود
این مقام ہا[۱۴۰] بسیار است تمامی عشق انشاء اللہ تعالی در تمہید دیگر گفتہ شود عاشق[۱۴۱] را عشق
ہنوز حجاب راہ شد وعشق حجاب است میان عاشق ومعشوق البتہ عشق باید کہ عاشق را
چنان بخورد وچنان فارغ گرداند کہ جز این بیت دیگر حالت نباشد س بیاعے

چندان غم عشوہ ماہ روےخوردیم ٭ کورا بمیان اندہش گم کردیم
اکنون ز وصال واز فراقش فردیم ٭ کو عشق وچہ معشوق کرا پر دردیم

پس[۱۴۲] از عشق عالم محبت پیش خواہد آمد وروے خود خواہد نمود اے عزیز یحبهم ویحبونہ گوشدار

بروتجلی بود اومحل ظہور تجلے کہ موسی تاب آن نیاورد قالب محمد است تجلی اورا ہمو تواند بکمال وتمام نظارہ کردن
یتن درخت است اورا سروے تصور کن آن نسبت بیالا وقد محمد دارد اما این قدر تفرقہ باشد آن یتن کہ بسروماند
دنہ بیکار درختے باگل وبار است سرواز نہال ابکار است قد محمد وبالاے محمد ہم بتازگی وتری وبلندی نصیبے دارد والضحی واللیل
بالا گفتم آنجا نظارہ کن قولہ[۱۳۸] واللیل بدان ماند کہ گوید بزلف عنبر بوے تو بنہایت قاصی یابد قولہ[۱۳۹] وگیسوے
چون ہندوے تو از کجا آوردی جدا سخن بیگانہ گوئی از مناسبت معنی زلف آوردہ است قولہ[۱۴۰] این مقامہا
بسیار است اما عاشق ہمہ را جمع است چون عاشق جمال معشوق را نظارہ کرد وبرین قرار واستقرار کرد ومعتاد
ن عاشق حال او شد ہر آینہ مطلع گشت قولہ[۱۴۱] عاشق را عشق ہنوز حجاب راہ شد یعنی آتش چندانش بسوزد کہ از عشق
ہیچ نشانے نماند ہمہ عشق گردد چنانکہ پروانہ سوخت بآتش شمع ہیچ با پروانہ انچہ بود نماند ہمہ شمع گشت مثال دیگر زنبور
م بیجان سرخ سرسری را بیجان کند پس آن فیض دہد اورا عین خود سازد واین خوردن عشق است مرمرد عاشق را
قولہ[۱۴۲] پس از عشق عالم محبت پیش خواہد آمد یعنی پس آنکہ این او بسوزد وبا وے ہیچ از وے نماند جمال
یحبهم ویحبونہ در چہرۂ این صورت نظارہ شود فہم کن من کشادہ میگنم نباید کہ ترا مشکل ترگردد یحبهم ویحبونہ
محبت خاصہ است بعد فنا مرد عاشق ودر عشق است تا تو از خود نرفتہ واز جملہ حظوظ خوش نیست نابود نگشتہ

یحبونه نیز آنگاه درست آید که همگی خود روی در یحبهم آری آنگه او را برسد که گوید یحبهم که همه در رسد آفتاب[۱۴۳] همه جهان را تواند بودن که روی او فراخ است اما سرای دل تو تا همگی خود روی در آفتاب نیارد از آفتاب هیچ نصیب او نتواند بودن ومن آیاته الشمس[۱۴۴] خود گواهی میدهد که یحبهم چگونه صفت[۱۴۵] واسعیت دارد همه کس را تواند بود اما یحبونه تا همگی او را نباشد از و شلع نیابد یحبهم خود در خلوت خانه یحبونه میگوید که محب[۱۴۶] چیست و محبوب کیست ای عزیز هرگز[۱۴۷] در خلوت خانه کهیعص هم سر فاوحی الی عبده ما اوحی بوده و شنیده هرگز این بیت را

بتحقیق بدانی جهان هنوز ندیده این گمان نبری که محبت از عشق بالاتر است همین محبت است که در ابتدا اسم محبت نام باقی است پس آن عشق شد پس فنا پذیرفت و محبتی دیگر روی نمود که یحبهم و یحبونه اشارت بدان است **قوله**[۱۴۳] آفتاب همه جهان را تواند بود و قاضی شارح میگوید که آفتاب بضیای خویش همه جهان را گرفته است اما خانه دل تو بدان دیوارها که آن دل ترا حجاب میدارد در روی آفتاب را بضیای نمیگذارد که بر وی زند تا این حجاب از میان برنخیزد و بتمامی خود با قیات متوجه نگردی چشم تو از ضیای آفتاب فیض نگیرد و رای آفتاب نتوانی دید تا آنکه همه جهان جامی بدین نسبت کرده است بیت

یکی خانه من خراب گردد ❁ تا مهر درآید از در و بام

این بنیه وجود غلافی است مر عرفان دل را شکستن و خرابی آن مطلوب کلی است **قوله**[۱۴۴] ومن آیاته الشمس تطبیق مساله مطلوب ندارد **قوله**[۱۴۵] چگونه صفت واسعیت دارد و چون من آیاته گفت آیات یا علامت باشد یا نسبت باشد یا شئ که ظهور او تعین کرده است چنانکه پادشاه آید علم دولتش افراشته بود و من آیاته تلک الاعلام گوئی او بادی است چو شمس چنین بود باشد وسعت را احاطه صفت لازم اوست تعالی **قوله**[۱۴۶] محب چیست و محبوب کیست این را دو اعتبار است همان حسن محبوب بود که محب را محب گردانید ... لازمه و همین محبت محب را که محبوب با حسن و جمال ساخت او از فیض گرفت دیگر محبوب محب هر دو یکی اند اما بتفرقه صورت یکی را محب نامند یکی را محبوب **قوله**[۱۴۷] هرگز خلوت خانه کهیعص بالا دو سه بیانی کرد اینجا آن بیان موافق ترا است

گفتہ بزبان حال رباعی

دوشش آن بت من دست درآغوشم کرد ٭ بگرفت بقہر و حلقہ درگوشم کرد
گفتم صنما زعشق تو بخروشم ٭ لب[۱۴۸] برلب من نہاد و خاموشم کرد

تخلقوا باخلاق اللہ درین خلوت خانہ حاصل آید دریغا اویس قرنی را بیتی کہ از فاوحی الی عبدہٖ ما اوحی چہ خبر میدہد میگوید اذا[۱۵۰] تمت العبودیۃ یکون عیشہ کعیش اللہ تعالیٰ گفت

نسخہ بین: کاف دلیل بر کفایت کرد ہا دلیل بر ہویت کردیا دلیل بر تعین کرد عین بر عیان وغنیت کرد و صاد دلیل بر صفات و

نسخہ بین: صفوت کرد کفاک ہویۃ عین عین صفاک فافہم واغتنم اکنون انجا بدان فاوحی الی عبدہٖ ما اوحیٰ چہ شد

از خود باخود راز گفت اگر ترا این خلوتخانہ وجود بودے تو ہم از اعیان وشہود نصیبے گرفتے قولہ[۱۴۸] لب برلب من نہادہ خاموشم کردہ دو معنی احتمال میبرد یکے آنکہ لب خود را برلب من نہادہ ہر آئینہ چون لب برلب من رسد گذار سخن بستہ گردد و مرد خاموش ماند یک لب من بردوم لب من نہادہ ہر دو را یکے ساختہ چو ہر دو را باہم پیوست سخن از کدام رہ بیرون آید و این ہر دو معنی در حقیقت اعتبارے درستے دارند یعنی چو وجود او باوجود من اتحاد یافت ہر آئینہ خاموشی لازمہ حال من گشت اتحاد و معنی است یکے آنکہ چونین شد او و من چگویم جائے گفتار نماند دوم پس آن ہرچہ گوید او گوید سخن من درمیان نماند قولہ[۱۴۹] تخلقوا باخلاق اللہ قاضی علیہ الرحمہ در کلام ماضی نسخے دیگر نبود بعد انکہ استغفار رجائے دیگر کرد از ان فروہ بخشیعی نزول نزمو چنین ہم آمدہ است تنزلے و ترقیے قولہ[۱۵۰] اذا تم العبودیۃ یکون عیشہ کعیش اللہ تمام عبارت از دو چیز است یکے آنکہ او نماند بصفتے دیگر متصف شد دوم او بکمال وتمام خود رسید اینکہ گویند فلان تمام شد یعنی مرد دوم فلان تمام شد یعنی بکمال خود رسید یکون عیشہ کعیش اللہ یعنی و یحیی و یمیت بغذو یندال بیت

تا ظن نبری کہ ہست این رشتہ دو تو ٭ یکتوست زاصل و فرع بنگر تو نکو

معنی دیگر کعیش اللہ یعنی طلبے دوردے در دے نماند سوزے از وے احساس نشود مردمان آمان برند کہ او فارغ بے نصیبے است بر بکار گشتہ اگر انا ردم کلاہ او گویند شاید انکہ گویند سخن ہرچہ خوش آید

چون بندگی تمام شود عیش بنده همچو عیش معبود باشد هرچه او را باشد که خداوندست آن نصیب تعلق بنده[۱۵۱] را نیز باشد از صفات او چون سمع و بصر و قدرت و ارادت و حیات و بقا و کلام ازان او قدیم و از جهت بنده باقی و دایم باشد ای عزیز کلمهٔ دیگر که ابوالحسن خرقانی گفته است چه گفت فقال انا اقل من ربی بسنتین[۱۵۲] گفت او از من بدو سال سبق برده است و از من بدو سال پیش افتاده است یعنی که من ازو بدو سال کمتر و کهتر باشم وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ این

بخند از خیر و شر این سخن اگر بدین معنی است که فاعل خیر و شر است صحیح و مسلم دا ما سخن دیگر که مردم ملاحده و زنادقه بدین تمسک کنند بمذهب خویش بر ندو گویند هرچه کنیم عینه کعیش الله باشد ازین عبارت این معنی وهم زند اما تو بدانی اگر خلق این افعال ترا مسلم است اما تو مباشر نباشی بجان سر خود خود را از خود محروم مکن در قدم فجار و فساق سر منه و خود را از ایشان بدتر و کمتر مکن باز آی هر آنچه هستی باز آی و سخن ما نظری کن و ازان ره گذری که ترا فهمی است بدان ره برابر برتا معلوم گردد بیرق هوای را با علم سلطان عشق برابر منه **قوله**[۱۵۱] **بنده را نیز باشد از صفات او چون سمع بصر** هم بدان اشارت کرد که رسول علیه السلام نبی یسمع و بی یبصر و بی ینطق از جهت او ازان او قدیم آن قدیم این صورت حادث را نیست و نابود کرد چنانکه گفته اند ان الحادث اذا قرن بالقدیم لم یبق له اثر **قوله**[۱۵۲] انا اقل من ربی بسنتین معنی ظاهر است در بر یکدرست می آید اما این عبارت عبارتی بیرون افتاده و شوریده مینماید که آمدن او از امکان بفعل بیک سال خود ازین باشد و دوم بازگشتن بدو این نعمت همه است اما قاضی در ما شق دستر دی می آرد بدلیل عبارتی که قاضی میگوید بیان و سر خود فلا ره کن قاضی هم عبارتی کرد ازان سخن ترجمه گفت ما هم ازان سخن عبارت ترجمه کردیم تو فکر خویش به بین که سالم تر و محیط تر کدام است و دیگر گویم انا اقل من ربی بسنتین من در صفت فعلم او متوحد بوحدت ذات خود است پس من بدین دو صفت عبارت ازان دو سال است ازو سه کهتر و کمتر باشد اجو ابت تو آید با تعلق صفت است یا بندگی در افعال او و اگر اتحاد با ... تو من گیا انا اقل من ربی ... درجهٔ مستقیم شد ... آمده است اما باز میگویم ...

ن مکن

ن یکے

سالہا سالہاے خدا باشد ہر ساعت روزے و ہر روزے[153] ہزار سال باشد وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اے عزیز درین[154] مقام حسین منصور را نیز معذور باید داشت کہ میگوید لا فرق بینی و بین ربی الا بصفتین صفۃ الذاتیۃ وصفۃ القایمۃ قیامنا بہ وذاتنا منہ گفت ہیچ فرق نیست میان من وخداوند من مگر بدو[155] صفت یکے صفت ذات کہ وجود ذات ما از و آمدہ حاصل ما از و حاصل شد و قوام ما از دست و بدوست چہ خوب بیان کردہ است مگر استاد[156] ابوبکر نورک ازینجا جنید کہ گفت الفقیر ھو الذی لا یفتقر الی نفسہ ولا الی ربہ گفت فقیر آن باشد کہ نہ محتاج خود نہ محتاج خالق خود بود زیرا کہ

سہیج است درویش درویشان است **قولہ**[153] ہر روزے ہزار سال چگویم سخن است لیس عند اللہ صباح ولا مساء ابتداے وانتہاے وزمانے ووقتے نہ اللہ یعلم تا چند ہزار افلاک ایجاد کردہ باز درکتم عدم بردہ این حکیم احمق نمیداند افلاک چہ باشد جز موصوف بدین صفت نہ اند عمرے دراز نیافت اللہ یعلم تا چند ہزار سال در ہزار در ہزار شجرۃ محیط الانسان تاریخ ابتداء عالم نبشتہ ام و ہر جا کہ محاسبے دعوے دار بودند ادم کہ موازنہ آنرا جمع کن بگو کسے نیارد بدان نہ قدر عمر عالم کہ میگویم بحسب تذکلمحۃ بالبصر بل اقرب این سال واین بعد این روز واین ساعت قاضی ازین سالے وماہے گوید کہ سال باری باشد ہمانکہ گفتیم عبارت از ارادت ظہور خدا ست شان او کہ او را ابتداے نہ وانتہاے ہم نہ چنانکہ ابوالحسن میگوید کہ دو سال خردم یعنی مرا ابتداے وانتہاے است پس من بدین صفت کمتر باشم **قولہ**[154] درین مقام حسین منصور را معذور باید داشت ہمان سخن کہ ما گفتیم حسین منصور ہمان زہود جز این نیست دیگر چہ رود **قولہ**[155] مگر بدو صفت ذات واجب است یکے از بحسب اقتضاے ذات او بانضمام ارادت شاد و تولد شود این ہمہ ترجمہ این سخن آمد کہ صفات ذات باوجود آمد یعنی آن صفات ذات کہ عین ذات است این اقتضا کرد کہ بحسب ارادت باوقتا بصفت ظہور متظلم گردد **قولہ**[156] مگر استاد ابوبکر نورک ازینجا جنید کہ گفت جاے دیگر این سخن را بمحمد حریری نسبت کنند **قولہ**[157] الفقیر ھو الذی لا یفتقر الی نفسہ ولا الی ربہ فقر عبارت از نیستی است فقیر مرد نیست گشتہ پس اندر صفت نیست گشتہ باشد او محتاج خود و رب خود نہ باشد لا یحتاج سلب مجموع است احتیاج

در ہزار در ہزار

احتیاج ہنوز صفت ضعف و نقصان باشد و فقر بکمال خود رسیده باشد اذا تم الفقر[158] فهو الله

او را نقد وقت شده باشد تخلقوا[159] باخلاق الله سرمایهٔ او آمده باشد دریغا این مرتبه بلند است

هر کسے را ازان توفیق ندهند که ادراک این تواند کرد اما با همه می باید ساخت اے دوست دانی که

قصهٔ یوسف[ع] چرا احسن القصص آمد زیرا که نشان[160] بیچم و بیچونه دارد از بیچم و بیچونه

نه نفس است ونه برب و یا با رب یکے شده است هر آینه از خود نیست شده نیست شده را با رب احتیاج نباشد

زیرا که با او یکے شده است معنی دیگر گویند فقیر اوست که از خود خاسته خود را در نیستی داشته است

و هیچ احتیاجے برب ندارد همه طلبها منقطع کرده با همه درد و سوز ساخته بلکه عین درد و سوز شده است

اینجا درست آید لا یحتاج الی نفسه ولا الی ربه **قوله**[158] اذا تم الفقر فهو الله اذا اکمل الفقیر

فی فقره یظفر بمعرفت ربه تمامی فقر اطلاع بر حقیقت نفس است و حقیقت نفس بر فنا و حدث و زوال

است بیشک او را بخود وجودے نیست چون معرفت نفس بکمال شد او را بحدوث و فنا شناخت پس او را

شناخت این کلام بدین ماند چنانکه تو گوئی اذا عبرت البحر فهو مکة چون از دریا گذشتی بکه رسیدی یعنی بسا نماند

بنده را در وجوب است ازان رو که او دست آن جهة فی زوائل و حادث دوم او طرف حق است

و آن باقی ابدی چون از صفت حدوث زائل شود که عبارت ازان اذا تم الفقر پس او خدا باشد زیرا چه

نسبت عبودیت رفت ہان نسبت ربوبیت ماند کل شیء هالک الا وجهه بدین معنی عبارت زده است۔

قوله[159] تخلقوا باخلاق الله میان باخلاق الله و میان اذا تم الفقر فهو الله آسمان و زمین تفرقه باشد

اما فی ره بیان درست نمیبرد مگر میگوید هر که متعدد است متصف هم هست **قوله**[160] چرا احسن القصص آمد

ازان نام یافت که تمام و کمال قصه عشق است درین محل چه نسبت دارد گویم زلیخا یوسف را نظاره میکرد نه بچشم

هستی خود یوسف را بجائے که یوسف آن جمال را عاریت آورده است بچشم فیض که باو است نظاره میکرد

اکنون تا نسبت تخلقوا باخلاق الله و اتصفوا بصفاته نسبتے بدین وجه دارد و احسن القصص چه است

زیرا چه مشتمل است بر بسیارے از اسرار طلاب و دقایق عشاق و انچه میان ایشان رود هر یکے را بر ره

تحقیق طالبان و متوسطان و منتهیان تطبیق دهم اما اختصار شرح متن است **قوله**[161] نشان بیچم و بیچونه دارد بیچم و بیچ

آنگاه خبر یابی که آیت وَمَا كَانَ[162] لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا
ترا روے نماید وبیان این جمله با تو بگویند یا در نقطه[163] طه ترا روے جمله بنماید وتو به بینی وبدانی که
بجهم وبجوه چیست انگبین[164] وشکر بزبان گفتن دیگر باشد وبچشم دیدن دیگر وخوردن وچشیدن
دیگر اے عزیز عاشق بودن لیلی دیگر است ونام بردن لیلی دیگر است در قصه[165] مجنون بروے
خواندن وشنیدن دیگر جوانمردان را بجهم وبجوه در خانه هم سر شده است الا رحمة فی ایّ حین

یوسف وزلیخا همیں دوستی بود که خداے بنده را دوست میداشت وبنده خداے را دوست میداشت زلیخا
بچشم خود جمال خود را در روے یوسف میدید این ابتلا هم از ان بود یوسف از نازی وبے نیازی که درمیان می نهاد
آن حرکت زلیخا بود که در یوسف ظاهر می شد زلیخا عاشق یوسف ویوسف عاشق عشق زلیخا بجهم وبجوه
درست هست **قوله**[162] وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ استماع کلام باری جز بوحی ویا پرده نتوان شنود
بدین قیاس جمال او را آنکه از علم اطلاق است جز پرده تقید وصورت نتوان دید **قوله**[163] یا در نقطه طه ترا
جمله بنماید در حساب جمل معنی طه او قسب چهارده پس حکایت از باری سبحانه سوگند بنور محمد میخورد وبجمال محمد
پس بجهم درست آمد که در وجمالے نهاده است که او جمال خود را دوست میدارد **قوله**[164] انگبین وشکر بزبان
گفتن اینجا سخنے میگویم علم بکیفیت وجود وشکر چیزے دیگر است وعلم بعین دیدار شکر چیزے دیگر است وعلم بحلاوت
او چیزے دیگر است وتو که حکایت آن شکر می کنی وشکر در آن حال در دهن تو باشد این چیزے دیگر است
عاشق باش ودر آن غرق باش اگر وقتے از دریا غوک وار سے سر بالا کنی وفریاد برآری بقدر وسع خویش این
حکایت از احوال واین بیان سلوک باشد والباقیات الصالحات **قوله**[165] در قصه مجنون بروے
خواندن دیگر با لیلے بودن دیگر وحظه از دگرفتن دیگر وبا لیلے یکے شدن ویکے بودن
دیگر تا مجنون عین لیلے نمی شود تو بدانی که مجنون بلیلے نرسیده است گر این غرق دریا بود
از شناسے باو دگر گفت لیلے ام این غرق محبت زیادہ برآور دگفت انا لیلے۔

رباعی

یا من بمیان رسول باشم با تو ❊ تنہا زہمہ خلق من و تنہا تو

خورشید نخواہم کہ برآید با تو ❊ آئی بر من سایہ نباشد با تو

[۱۶۶] یجھم و یجبونہ سوداے خود بایکدیگر میگویند چنانکہ لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یعنی نبی ازان آگاہ نباشد و خبر ندارد [۱۶۷] من کان للہ کان اللہ لہ کہ این نعمت دارد دریغا آفتاب در ہیچ خانہ نگنجد و درخانہا نتواند بود آفتاب صد و شصت چندان است کہ از مشرق تا مغرب رود در خانہ [۱۶۸] پیرزنے کجا گنجد اما ترا با ہمگی افتاب چہ کار و چہ شمار نصیب تو از آفتاب آن باشد کہ خانۂ ترا ہمگی روشن کند ازین آیت چہ فہم کردی [۱۶۹] فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ دانی کہ مقعد صدق چہ باشد مقعد صدق [۱۷۰] سر بسر است کہ محبان خود را

قولہ [۱۶۶] یجھم و یجبونہ سوداے خود بایکدیگر میگویند ہمانچہ گفتم قاضی تکرار میکند بعبارت مختلف

قولہ [۱۶۷] من کان للہ کان اللہ لہ ہر کہ مر خدا را بود خدا مر او راست صورت یگانگی بنماید قولہ [۱۶۸] درخانہ پیرزنے کجا گنجد کلیہ است ہرچہ مقابل آفتاب داری افتاب وراے آن بتابد در خانۂ زال زنے فتابد زیرا

آن کلبۂ شکستہ حجاب اوست ہرچہ از خداے ماند ہم بدان بیند کہ مبدا رحوانش است ہمین بنیہ خربہ سبب　ن خواص

شد براے بازماندن افتاب از مشرق بمغرب رسیدا ما صحرا کہ آنجا صفا و اطلاق است ہرچہ بدین صفت باشد　ن صف

خانہ وجود او خراب گشتہ بود آفتاب حقیقت بروی تجلی کند تحن کرابد کود ہ عبارت قاضی میگویم تا گمان چیزے دیگر در

مثال او نیاید قولہ [۱۶۹] فی مقعد صدق یعنی محل نسبت اہل صدق کدام مقام مقعد است و کدام مجلس عندا ملیک　ن کلام منعقد

مقتدر آن مقعد در حضرت پادشاہے قادر و مقتدر است قدرت از صفات ذاتی از امہات صفات است

دیگر صفات را شامل است این ترجمہ این بود قاضی این نسبت را و این حضور را تخلق با خلاق اللہ و توسل

بکمال اللہ و جلالہ گفت قولہ [۱۷۰] سر بسر است کہ محبان خود را بدان نشاند حضرت است نام نسبت بندہ

دارد ازین نسبت سر بسر بود رنش بود چون مرد عاشق بمشتوق رسید در خلوت خانہ وصلت بغراغت

بران نشاند واز مصطفی آ بشنو کہ با جابر عبداللہ چہ گفت آنروز کہ پدرش عبداللہ ابن رواحہ در
احد کشتہ شد روز احد شہید گشتہ گفت خدائے تعالی پدر ترا زندہ کرد واورا بر عرش
مجید با موسی بداشت وعرش مجید[۱۶۱] را مقام او کرد اے عزیز حق تعالی در خانہ ن[۱۶۲] والقلم صد وچہاردہ
ہزار بار کلام وکلم اللہ موسی تکلیما شنیدہ بود یکبار دردن کہیعص[۱۶۳] وحی خدا کہ فاوحی
الی عبدہ ما اوحی[۱۶۴] اورا از سر گفتن با محبان[۱۶۵] خود کہ امتان محمد اند آگاہ کردند کہ میگفت
یا احبائی من امت محمد ویا مساکین امت محمد ویا فقرا امت محمد از لذت استماع این ندا کہ

نشست ہر آئینہ بر اکثر خفایا مطلع شد اما این قدر باید دانست البتہ بیگانگی باقی است معشوق را
ن حقیقتے حقیقتے نگاہ داشتن واز عاشق نہان کردن رسمے مستمر است وعاشق را عربدہ وشور نمودن ویکے را بدہ کرد
نمودن عادتے معہود است این بیگانگی باقی است با ہمہ اتحاد ووصل اتصال میگویم اثنیت باقی است
ن قربت بجہات حال ن نشاند قولہ[۱۶۱] وعرش مجید مقام او کرد یعنی اورا بحضرت قربت حال عرش خاصہ مجلس اوست ہر کہ انجا رساند
بنو دیگر بدولت قربت رسیدہ است قولہ[۱۶۲] نون والقلم عبارت از ارادت وتقدس تقدیر
قدیم میکند نون بعین صورت ہلال ماند از انجا عنایت دوات کند سوگند بدوات وقلم وانچہ مسطور
باشد آن عبارت از تقدیر ازلی است اکنون میگوید موسی رادرین جہانخانہ چہاردہ ہزار بار کلام
شنیدہ بود اما انکہ او از سماع حکایت کرد گفت این گفتار واین شنیدن اگر تمام این باب شد خود اکثر اول
ہمیں است اگر حجاب بشریت ازین نظر ما نع منقطع گرداند قولہ[۱۶۳] کہیعص در کہیعص عنقریب گفتہ ام
ن درمیان کہ اہای ہویت است واو درمیان گیرد قولہ[۱۶۴] واورا از سر گفتن با محبان خود در ہائے ہویت سر
ن بوئے فاوحی الی عبدہ ما اوحی تجلے کرد ہمو بود کہ بوئے محمدی آورد ہمو خود وا میکرد ہمو خود می شنود
ہویت کہیعص انجا مستقیم قولہ[۱۶۵] با محبان خود امتان محمد آگاہ کردند چند نام است کہ او ایشان را
دوست دارد یکے فقیر دوم مسکین سیوم حبیب واین مسکین واین فقیر را حبیب نام نہند مسکین بدو سکون باقی
است ہر آئینہ حبیب اوست فقیر از ہمہ نیست شدہ بدو ماندہ است انجا فعیل بمعنی فاعل کرد خواہی مفعول ہر دو

بایشان میکرد آنکه همه کلام از و شنیده بود او را بیهوشی کرد فخر موسی صعقا از ینجا افتاد چون او را با خود داوند دعا کرد اللهم اجعلنی فی امة محمد رسول الله معنی و مطرب این جماعت که محبان خداوند خود او باشد فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُوْنَ بیان این سماع میکند که او[١٦٧] با بندگان خود باشد سخن و کلام با همه کس گویند اما سر با دوستان و گدایان امت محمد بگویند از سر وحی[١٦٨] تا کلام بسیار مراتب و درجات است اے عزیز در مقام اعلی شب معراج با محمدؐ گفتند که اے محمدؐ و قتہائے دیگر قایل من بودم و سامع تو و نمائنده من بودم بیننده تو امشب گوینده تو باش که شنونده من و نماینده[١٦٩] تو باش و بیننده من

درست است قوله[١٦٦] دعا کرد اللهم اجعلنی من امة محمد از ین سخن نسبت بغیرت بیند باز از غیرت باز آیند ره تدبیر وصالت گیر و موسی این سخن شنیده امت محمد را اجابی میگوید بیهوش نه افتاد چون به ہوش آمد اندیشه کرد رضا بحرمان کردن کار عاقلان نیست گفت اللهم اجعلنی من امة محمد یعنی چنانکه ایشان را خطاب کردی اجابی مرا هم الحاق بدیشان کن تو مرا بگفتار خویش فقیر نام و مسکین بگو قوله[١٦٧] او با بندگان خود باشد چون مرهم بر ریش زنند خنکے و راحتے در ریش افتد فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُوْنَ از ین حکایت کرده است مردم چنین حکایت کنند از ورائے سرادقات عزت ندائے اے اے بیپا آید بدان خنکی و نرمی و اولیا قسمت و نازکی ہمہ ان محن توان شنیدن تحمل کردن و اگر درین جہاں بر استعداد آنجہان یک ندا افتد زلس خنکی نیچ جانے زنده نماند و سیع اهل الدنیا لما اتوا المرئیا بعضے بر پریشانان بدن شدگان چنین هم گفتند او در سرود ما در سماع و رقص گہے ہیجان باشد کہ با ما حریفی ہم میکند و انجا تر اتحمل نیست قیض ارست این چنین شعبده گر ہا بکند در عشق بوالعجبہا باشد و الله علیم حکیم قوله[١٦٨] از سر تا وحی الکلام بسیار مراتب است بے شبه درجات ست نادحی ہم با کسے است کہ با او سرا است و سرا کسے است کہ با او وحی است یا خفی یا جلی کجا آنکه بر دست یکے خدم گوئی بفرستی و کجا آنکه گوش بگوش سخن گوئی و کجا آنکه به ایماد اشارتے بسنده باشد کجا آنکه بدالالت وہیت معلوم شد و کجا آنکه اقتضائے ذاتی این تقاضا کرد قوله[١٦٩] امشب نماینده تو باش بیننده من آرے یون بیگانگی نماست یگانگی آمد

اے عزیز[۱۸۰] مقام دیگر کہ معشوق مصطفیٰ[ص] بود و عاشق او کہ عاشقان[۱۸۱] کلام معشوق دوست دارند آن شنیدۂ کہ مجنون چون لیلی را بدیدے از خود برفتے و چون سخن لیلی شنیدے باخود آمدے این مقام خود مصطفیٰ[ص] را عجب نیست کہ ابوالحسن خرقانی[رح] ازین مقام نشان باز میدہد گفت مرا وقتے پدید آمدے کہ در آن[۱۸۲] وقت گفتے کہ اے خدا مرا از تو دردے پدید آمدہ است

گہی او نمایندہ این بیند و شنود خود باخود بازدہ بدیگرے نمی پردازد وقتے این بیت گفتہ بودم بیت

گاہ من او باشم او من گہے بوالعجب کاریست بس طرفہ رہے

قولہ[۱۸۰] دریغا درین مقام گر معشوق مصطفیٰ[ص] بود ہر آئینہ حکایت عاشق و معشوق ہم گفتیم ہمہ چگونہ معشوق گشت و او بچہ عاشق کہ زلک عکس بہ بیان مختلف با عبارات متنوع یک مقصود را بیان میکنم و میان ہر بیان آسمان و زمینے است قولہ[۱۸۱] عاشقان خود کلام معشوقان دوست دارند چون سبحات جلال الوہیت بر دل طالب عاشق اخذ اورا از وے بر دخواہد بنشاط و سکر باز آرد گوید احیی باذن اللّٰہ کہ او باز بصورت وہیت خود شود چون آن تجلی جمالی دیگر نظارہ شود این نظارہ قاضی این بیان کو کہ مجنون چون لیلی را دیدے از خود رفتے و چون آواز شنیدے بخود باز آمدے قولہ گفتم ای من معشوق تو از انچہ فیضے کہ با وے متعلق است با نور مطلق اتحاد یافتہ است و او در صورت ظاہر شدہ ہر آئینہ گوید اے من معشوق تو کہ او در اطلاق و او در تقیید قولہ اے تو معشوق من خود در اد رتقید میدو او خود بذات مطلق است ہمان آید اے معشوق من خلعت ہستی خود پوشاند او را عاشق خود گرداند بلباس و صورت او ظاہر شد معشوق گشت قولہ[۱۸۲] وقتی گفتم ای خدا اے مرا از تو دردے پدید آمدہ است آرے موجب درد دو چیز است یا بر غور و انتہا اطلاع نباشد یا البتہ انیت باقی است

بیت

تو او نشوی گر ارجہد کنی جاے برسی کز تو توئی برخیزد

سہ این عبارت و عبارت بعد این در متن صحیح یکے از نسخہاے متن زبدۃ الحقائق (تمہیدات) کہ پیش نظر من اند یافتہ نشدہ (ع-ح)

واز تو[۱۸۳] دردے دارم کہ تا خداوندی برجای باشد این دردمن برجا باشد و خداوندی ہمیشہ باشد پس این دردمن ہمیشہ خواہد بود از حالت فاوحی الی عبدہ ما اوحی جائے دیگر بیان میکند کہ گفت جان بلسنو یعنی ابوالحسن[۱۸۴] بزبان روستائی کہ جانم فدای او باد حاضر نبودے[۱۸۵] آنجا کہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی رفت پس چہ بلسنو وچہ عتبہ وشیبہ یعنی کافرم[۱۸۶] اگر آنجا حاضر نبودم اے عزیز اسرار وحی خبر نتوان دادن زیرا کہ این آن مقام باشد کہ مرد را بقربت جائے رسانند کہ در آن مقام سوال کردن[۱۸۷] حرام باشد مثلاً چون مقام او جستن

قولہ[۱۸۳] واز تو دردے دارم کہ تا خداوندی تو برجاے باشد این درد برجاے باشد اینست تا باقی است قولہ[۱۸۴] بزبان روستائی یعنی رسمے است میان روستایان البتہ در لقب و در اسم تصرفے کنند وبشکنند سخن گویند محمد را ممتا گویند محمد او ممن وممو ہم گویند ہمبرین قیاس در جملہ اسامی کہ رسم ایشان است قولہ[۱۸۵] اگر حاضر بودی خود تحقیق بود واگر نہ خود چہ عتبہ وشیبہ وابوالحسن یعنی ہر کہ اینجا رسید نبیاً او ولیاً ہمی گویند تو عاشق من معشوق ومن معشوق تو عاشق و با این ہمہ ہم دردے دہند کہ آنرا حدے و اندازہ نباشد یعنی در صورت ظاہر میگویم با تو شخصے عاشق یکے شد و ہر روز ابتلائش زیادت ترچہ گمان میبری کہ آن ہمان شخص است نہ ہر ساعت او گذشت اما تو او را کے بمی توانی کہ این تقلب وآن تحول او را باین ہمہ درد کہ داوہ اند وآتشے کہ در نہاد او نہادہ اند شب و روز بدان ہمہ آن می سوزد و زبانہا ز ناہیزم دیگری اندازد او بصفت دیگری سوزد و ی افروزد قولہ[۱۸۶] یعنی کافرم اگر آنجا حاضر نبودم این معنی دیگر است قاضی گفت واگر نہ راست باہمہ کفار برابر باشم قولہ[۱۸۷] سوال کردن حرام باشد در حضرت کہ باہمہ عزت وعظمت متصف باشد دران ورطہ سوال کردن حرام باشد زیرا کہ از فوت حرمت وبے ادبی است وخود را میان آوردن وحاجت بیشتر آوردن است و دوئی بیگانگی را اثبات کردن اینجا یک سخن بطریق تلویحے باشارتے بطریق انموذج میگویم محمد ملکوت وجبروت ولاہوت ہمہ با خود جمع وارد وچی یا او آید ہم از ان اوست کہ صورت افتراق نماید وپس آن او را بیگانہ گرداند و خود او را شبہہ وہر امرے دہنے د

فنا او دگر است

دہم سر مقصود او طلبیدن و مانند این و انچہ بدین تعلق دارد گفتن و پرسیدن حرام باشد
و خطرے تمام با خود دارد درین مقام اگر آنچہ او نداند معلوم او کنند کہ بہ بیند و بداند
و اگر نکنند سوال کردن قطعیت و فرقت آرد کہ اگر سلطان اسرار مملکت خود با یکے بگوید تربیت
عالی باشد اما نشاید کہ کسے از سلطان این اسرار پرسد ہیچ حال چہ اگر سلطان ترا گوید کہ
قیام پادشاہی من بہ تست ہیچ خطرے نباشد اما کہ اگر سلطان را گوید کہ قیام بادشاہی تو
بمن است و از من است کار بر خطر باشد والمخلصون علی خطر عظیم[۱۸۸] ہمین باشد اے عزیز مگر
بہ بہشت نرسیدہ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ با تو عمزہ نزدہ است آن بہشت کہ
عوام را وعدہ کردہ زندان خواص باشد چنانکہ دنیا زندان مومنان است مگر یحی معاذ رازی
ازینجا گفت الجنۃ سجن العارفین[۱۸۹] کما ان الدنیا سجن المومنین خواص با خدا باشند

حکمے و حیکمے و امثالے و غیرے درمیان آید بحق آن خدائے کہ ترا آفریدہ است زنہار زنہار زنہار درین بیان
درنیائی و خود را گمان نبری کہ درین بیان فہم کردم و اگر روزے فہم پیش آید کتمان ضرورت باشد اگر سوال
کند بحرمتی پیش آید و اگر نکند حرمان باشد اینجا در دو ضرورت دامن گیر باشد و کار بر خطر باشد این بدان
ماند کہ تو گوئی ظہور را نیست ووجود تو بد و و اگر من نبودمے ورا ظہور نبودمے و اگر او نبودمے مرا وجود نبودمے اکنون از ان ملک اگر تصور قیام بقاے وجود باشد ہمان آید کہ قاضی میگوید و اگر دوام و نفاذ

نظہور را نیست ن رواج

عنایت کنی آن ترا نی **قولہ**[۱۸۸] والمخلصون علی خطر عظیم مخلص آنست کہ خود را تیرہ کردہ است و یا میکند
و اگر در و تیرہ کردن است ہر آینہ فی خطر عظیم باشد اگر صفت خلوص او را مستمر و مسید یم و تیرہ بزہ
باشد **قولہ**[۱۸۹] الجنۃ سجن العارفین سخن مبتدیان و طالبان و مسکینان و خدا جویان است آنکہ
در فضاے توحید گم شدہ است بہشت و دوزخ در صحراے دل او بیرپشہ نیز و سجن العارفین
چہ باشد و سجن المومن چہ باشد آرے مومنے کہ نماز و روزہ و مجاہدہ دیگر میکند و ہیچ بدو نقدے نداد
اند درین زندان خانہ او جائے میکند تا نزد ثواب بہشت رسد ہر آینہ این دنیا زندان خانہ او باشد

چہ گوئی خدائے[۱۹۰] تعالے در بہشت باشد بلے باشد ولیکن در بہشت خود باشد در آن بہشت که شبلی[۱۹۱] گفت ما فی الجنة احد سوی الله گفت در بہشت جز خدائے دیگر کسے نیست و نباشد اگر خواہی از مصطفے انیز بشنو ان[۱۹۲] لله جنة لیس فیہا حور ولا قصور ولا لبن ولا عسل تجلی ربنا ضاحکا درین بہشت دانی که چه باشد آن باشد که ما[۱۹۳] لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر کسے را که بہشت این باشد او را بہشت عوام طلب کردن خطا[۱۹۴] باشد که این طایفه را بزنجیرہائے نور و لطف به بہشت کشند نروند و قبول نکنند کی یا عجبا لقوم یقادون الی الجنة بالسلاسل وهم کارهون همت عالی چنان ذ یقادون

جہان خانه اوکه عارفے ہنوز صور و اشکال مانده است ہر آینه الجنة سجن العارفین شد **قوله**[۱۹۰] خدا در بہشت باشد قاضی سخن خوب گفت در بہشت باشد وے نکو نگفته است از ان بہشت عنایت کرد لیست فیہا حور و لا قصور ولا لبن ولا عسل این بہشت عبارت از تجلی و کشف و ظہور عین اوست این بہشت ہم نقد وقت عارفان در آخرت است بدان عبارتے که قاضی میفرماید مگر ازین بہشت دواند گوئی بہشتے علا مده که خدا است چنین و چنین باشد **قوله**[۱۹۱] شبلی گفت ما فی الجنة احد سوی الله شبلی میگوید مرد عارف که غرق عین و عیان است او جز خدا را نه بیند در این جہان جز یک وجود دیگر نیست **قوله**[۱۹۲] ان لله جنة لیس فیہا حور یک معنی گفتم دوم معنی ہم گفته اند مردمان متعبد و متنزه یعنے وجدان اللذة فی طاعة الله الجلیل الجمیل مر و طالب در عبادت خدا ذوقے و لذتے یابد جمله نعیم بہشت را بمقابله او ہیچ گیرند تا آنکه گفته اند استحلا ر الطاعة ثمرة الوحشة من الله لذتے دارد و از مقصود محروم میگردانند برین قیاس شده طالب ذوق در دامہم بہشت مانند زاغت و توکل و تہذیب اخلاق و امثال این را بجنب در وجدان و ذوق ان لذت بہشت مانند **قوله**[۱۹۳] ما لا عین رأت ہر چه گفتم صوم و نماز از انہاست که لا عین رأت لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر حکایت از وی اند **قوله**[۱۹۴] خطا باشد خطا چه باشد نه طلبد ہر چه طلب قصر بادشاه بگذاشته خاکروبی گلخن تابے طلب کنه **قوله**[۱۹۵] و اعجبا لا قوام یقادون

باید کہ زن ارغون آسیہ را بود کہ در دعا ہمی خواہد[196] ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ
این عندک جز بہشت خواص نباشد اے عزیز فہو فی عیشۃ راضیۃ فی جنۃ عالیۃ
[197] قطوفہا دانیۃ چہ فہم کردہ اگر خواہی کہ بدانی در[198] نقطہ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ

الی الجنۃ این نیز حکایت طالبان است قومے ہمہ خود را بدل براے او کردہ اند ایشانرا بے عدول القصو
ایشان در بہشت فرستند قبول نکنند گویند ما براے تو طاعت کردیم نہ براے بہشت جزاے ما بدہ فرمان آید
وعدہ بہ بہشت است گویند خلف آن وعدہ انگہ شود در بہشت آئیم دیدہی و اگر وعدہ را نقد دہ کرم
دو زان لطف باشد فرمان شود ایشان با ما بحجت پیش آیند و ما تقدیر جز آنجا نکردہ ایم و زنجیرہاے نور
در گلوے ایشان باندازد کشالہ کردہ در بہشت برند **قولہ**[196] عندک بیتا فی الجنۃ عندیت میخواہد
جز خرقہ قربت. وحدانیت در میان نباشد خانہ[ف] مسکین و مقدس است البتہ تمکن و قرار مع اللہ او اعلا انتظار — ف خانہ مسکن و قرات
می طلبد **قولہ**[197] قطوفہا دانیۃ ہر آئینہ یکے مجازی و حقیقی دارد محی الدین ابن اعرابی مشاہدہ میشود
یکے آنرا شرح دیدار میکند و انچہ از الوان بہشت او حکایت کردہ است او ہمہ مجاز صفائے در بیطے
میدہد تو میوہ گوئی و ازان میوہ تسبیحے و تحمیدے و کاریکہ تو کردہ و ساغرے و جامے کہ از بہشت حکایت کنی
عنایت از اطمینان و آرام و قرارے اگر این سخن بدین بیان بازی آرد خود کارے نیست و اگر از عیان و عیان
میگوئی در ہر چیزے ہم صورت بیان است ما ترا ہر دو بیان ہنمایم اما تشطی[ف] نکنے و رہ دہن گم نکنی **قولہ**[198] — ف تشطح
در نقطہ سبحان الذی اسری بعبدہ گفت اضافت کرد و اضافت خصوصیت تقاضا کند فی عبادی نیز اضافت
است و آن اضافت بنفس او ست تعالی بعبدہ بعبدی فیما نحن فیہ بیک معنی میرود حاصل خصوصیتے
باو سے پیدا کن ترا بحقیقت. بندہ انش خوانند آخوند[ف] کار نسبتے تمامے دارد و اگر جز و بعضے گوئی ہم شاید نسبتے کہ — ف باخوند کار
مال مرد جز و مرد بعض او ست و از فقہا و حکما پرس بدین گرچہ میگویند زکوۃ بر بنی ہاشم روا نیست چنانکہ
ایشانرا ہر کہ با خداے این نسبت آورد کہ فیض او با و نسبت پیدا آورد اسریٰ بعبدہ براے اینچنین
بندہ قربت باشد و اسریٰ باشد تحفہ دگر کہ شب بروند و ہرچہ نہانی و خفی است در شب کنند با مصطفیٰ

عبودیت خود درست کن تا این خطاب با تو نیز باشد که یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً[199] مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ گفت در دل[200] بندگان من درآ تا در بہشت من توانی آمدن آن بزرگ را بیین که ازو پرسیدند ما فعل اللہ بک گفت ادخلنی ربی فی جنة القدس یخاطبنی بذاته ویکاشفنی بصفاته گفت مراد در بہشت قدس خود درآورد گاہے مکاشفۂ صفات میکنم و گاہے[201] مخاطبۂ ذات میا بم آخر دانی که فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ این مقام باشد قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ رزق دل باشد درین بہشت آخر دانی که جز از رزق معده رزقہاے دیگر است رزق قالب است و رزق[202] روح است رزق قالب ہمه کس را دہند قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اما رزق جان و دل ہر کسے را ندہند که وَمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا اے عزیز

رازے که درمیان نہاده اند ہر آیینه شب اختیار شده بندۂ خاص باشو بر اسرار مطلع شو بیت

بندۂ خاص ملک باش که با داغ ملک ❊ روز ہا ایمنی از شحنه و شبہا ز عسس

قوله[199] رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً عاشق و معشوق راضیه عاشق و مرضیه معشوق و ہر دو معنی را اعتبار بطریقه شیخ ابوالحسن خرقانی گفته است که گاہے من معشوق او عاشق قوله[200] در دل بندگان من درآے قربت او خصوصیت او جز بدل نیست پس فادخلی فی عبادی دخولے خصوصے که جز بندگان خواص را نباشد پس ہمچنین آید که فی قلوب عبادی وادخلی جنتی چه نقه که ازان لا فیها حور ولا قصور عبارت کرده است و آن جنت جز اہل ؛ لا را نیست پس درآن جنت درآے و ازان برخور قوله[201] گاہے مخاطب ذات می یابم چه معنی دارد مخاطبۂ ذات ہمان حکایت صفات است اما اگر چنین گوید و گاہے مخاطبۂ ذات ہما عبارت از صفات باشد قوله[202] رزق روح است از رزق لمنتفع به رزق تن آنچه بقاے او بدیست رزق دل حضور و مراقبه و بانچه او را تصفیه شود و رزق روح آنچه بدان قوت در طیران او دہند و مشاہده قربه سے باشد رزق بر حقیقت است که روح بدان حظ ندارد و رزق اخفے عنه که ہمه وجود ات یک

هرچند می نویسم بیشتر می آید و افزون تر می شود اما ای دوست از سعادت محبت خیزد و از محبت رویت
خیزد ندانم که هرگز از محبت هیچ علامت دیده یا نه علامت محبت آن باشد که ذکر محبوب بسیار
کند من احب شیئا اکثر ذکره العزیز والذین آمنوا اشد حبا لله حکمها بسیار با خود دارد
علامت محبت خدا آن باشد که محبوبات دیگر را در بازو و محبتها را تحریک کند و محبت
خدا را اختیار کند اگر نکند هنوز محبت خدا غالب نباشد زن و فرزند و مال و جاه و حیات و
وطن همه از جمله محبوبات است اگر راحت این محبوب غالب باشد نشان آن باشد که نگذارد که
زکوة و حج و صدقه از تو در وجود آید هر یکی محکی است تا خود به زیارت خانه خدا و رسول او تواند رفت که (ن حکے)
این همه محبوبات را وداع کند و محبت خدا را اختیار کند ماکولات و مشروبات همچنین محبوبات است
با مساک این محبوبات اختیار محبوب کند و زکوة و صوم را اختیار کند همچنین این علامت یک یک
می شمار اگر چنانکه حب این محبوبات غالب آید بر حب خدا بدانکه او را با خدا هیچ حسابی
نیست از خدا بشنو قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال
اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومساکن ترضونها احب الیکم من الله و
رسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره العزیز این آیت همه را

باشد تا از یک بلغ زد و بر دانیخیان که آرزو می برنیارد **قوله** از محبت رویت خیزد آری همچنین است
اما نخست رویت باید تا محبت شود **بیت**

همه چیز را تا بجوئی نیابی ※ جز آن دوست را تا نیابی نجوئی

اما محبتی که من قبل رفته است من وجه محبت نامند اما تمام این باشد که بعد رویت بود غلبه هوس مداومت
تمنی ساعت فساعت دل را بجان خواهش این را نسبت محبت نام کند **قوله** من احب شیئا اکثر ذکره
خداوند سبحانه وتعالی میفرماید واذکروا الله ذکرا کثیرا رسول علیه السلام میگوید من احب شیئا اکثر
ذکره حاصل کلام الله کثیرا ای احبوا الله میگوید واذکرونی اذکرکم شما مرا دوست میدارید دوستی
مرتبط چنانکه در یحبهم ویحبونه گفتم **قوله** اشد حبا لله یعنی همه روز در ذکر اوست بدین صفت که
همه چیز را فراموش کرده است بلکه از هر طرف نسیان و غفلتی کرده است بلکه همه را وداع بعبادت

ازخدا باز داشته است ترا اینجا درخاطر آید حبب من دنیاکم ثلثة ویا عائشة حبک فی قلبی کالعقدة علی الجبل وجائے دیگر گفت اولادنا اکبادنا محبت این اصلی نباشد این محبت[۲۰۷] خود مصلحت باشد که درراه نهاده باشد هم تاکید محبت خدا را امامحبوبات دیگر که اصلی باشد ترک آن واجب شد ومحبت خداے برآن غالب باشد مگر که حدیث دیگر نشنیده گفت لوکنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا اگر دوست گرفتمے ابوبکر را دوست گرفتمے اما دوستی خدا مرا با آن نمی گذارد که ابوبکر را دوست گیرم اینجا لطیفه عزیز دقیقه هست بدانچیزے را دوست داشتن بتبعیت درکمال عشق ومحبت قدح ونقص نیارد مگر این بیت نشنیده **شعر**

احب لحبها تلعات نجد | وما شغفی بها الاهواها
وماحب الدیار شغفن قلبی | ولیکن حب من سکن الدیارا
اطوف علی جدار دیار لیلی | اقبل ذوالدار وذوالجدارا

کرده است جز یک چیزکه آن محبوب است نزدیک او همه دشمن اوانند سلمان قاضی قریحت طلب در طلب از طریقه و دلداری طالبان و دلجوئی عامیان هم میکند می آموز و طالبان را که چنین کنند قاضی تذکیر هم گفتے از ذکران شدائی بسیار آمده است درین میان هم اشارتے خفیه کرده است چنانکه ابوف وشرد ب تو بگوئی نماز دروزه مجد ارحاصل اینست البته دربند چیزے نباشی **بیت**

عبارا نزا خار باشد مفرش | عیار شهر ے ازین راه بکش

[۲۰۷] **قوله** این سخن محبت خود مصلحت باشد آرے مصلحت باشد مجاز باشد اعتبارے هوس هم اسند دشفقت هم گویند ومیل طبع وخلقی هم نامند امامحبت خدا از همه معلومات منزه است نبیجته بدینها نارد اماچون این حساب وازان معنی دامے آن طریقت کرحجاب می آیند ازین موجب درحجاب شده اند

اگر مجنون را باسگ کوے لیلی محبتے وعشقے باشد آن محبت نہ سگ را باشد ہمہ عشق لیلی باشد گر این بپتہا نشنیدہٗ

رباعی

مجنون[۲۰۸] روزے سگے بدید اندر وشت | او را بنواز ید بدو شادان گشت
گفتند بوے برسگ این شادی چیست | گفتا[۲۰۹] روزے بکوے لیلی بگذشت

ہر محبت کہ تعلق بمحبوب دارد آن شرکت نباشد آن نیز ہم آثار محبت محبوب باشد اگر عالم قلم وخط وکاغذ دوست دارد نتوان گفت کہ ہمگی عاشق علم نیست محبوب لذاتہ از ینہا یکے باید کہ باشد اما چیزہاے دیگر کہ محبوب باشد از بہر محبوب اصلی زیان ندارد وہر کہ خدا را دوست دارد لابد[۲۱۰] باشد کہ رسول او را و شیخ خود را دوست دارد واز بہر طاعت نان وآب را دوست دارد کہ سبب بقاے او باشد وزن[۲۱۱] را دوست دارد وبقاے نسل منقطع نشود وزر وسیم را دوست دارد کہ

قولہ[۲۰۸] مجنون روزے سگے دید اندر دشت. این جا چیزے از بیکسی دوست دارند یا این است کہ چیزے ازان یادے ہست مثلا سرو را دوست میدارند بقد معشوق مینماید دیگر نسبتے بدو دارد وسگ کوے اوست رقیب ودربان؛ را دوست ہمسایۂ اوست چنانکہ میگوید. بیت

سلام علی جیرات لیلی فانہا اعز | علے العشاق ومن ان تسلما

گرچہ این نسبتے بعید است اما مسکین عاشق حالیا بقدر وقت خود دل جوئی میکند اما آنکہ چیزے نسبتے بدو دارد تاہم محتمل کہ چیزے تسلی شود یک لحظہ قولہ[۲۰۹] گفتا روزے بکوے لیلے بگذشت یک نظر ست واین شاید دراول حال چنین باشد اما اگر چنین اتفاق افتادہ بود کہ شئے نائی از جمال لیلے برخوردہ است بوے و خیالے آنکہ در کوے لیلے گذر دہ واو را تواند دید آنکہ بیشی پیرار شادانکہ درست است حکایت الکل بالکل[؟] بطریق خویش کند اما نو ورا از خود جدا کردہ وارند قولہ[۲۱۰] زیان ندارد دانستم اما بیک سخنے بابا گواورا لذاتہ دوست میداری ودیگران چہ قولہ[۲۱۱] لابد باشد کہ رسول اورا دوست دارد بدو اعتبار یکے آنکہ وسیلہ

بدان متوسل تواند بود تحصیل نان و آب لابد سرما و گرما برف و باران و آسمان و زمین را دوست دارد لاز آن معنی که اگر زمین نباشد گندم را سنگ نروید و بذر گررا ہمچنین دوست دارد آسمان و زمین را دوست دارد که صفت و فعل خدا یست ولله ملک السموات والارض مثال این چنان باشد که عاشق خط و فعل معشوق را دوست دارد که ہمه موجودات فعل و صنع اوست به تبع محبت او دوست داشتن شرکت نباشد و حجاب راه او نشود اما اصل و حقیقت کردن این محبتها شرکت و حجاب راه و باز ماندن از محبوب اصلی است گوش دار[۲۱۲] که چه گفته میشود و بالله التوفیق

است میان او و خدا تا این توسل بد و نکند رو بخدا نبرد دیگر این را دوستی نام نهند اما مصطفی و بعضے دیگر پیغمبر را تمثل و تشکل او می بیند او را بد و دوست میدارد و اینجا ہم دوستی او دوستی خدا تعالی باشد قوله[۲۱۱] زنان را دوست میدار د اینجا ہمه کار را جمع کنید سگے با زآیم بگوئیم انا لله وانا الیه راجعون و این آیت ہم خوانیم فَسُبْحَانَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ و اینست قوله[۲۱۲] گوش دار که چه گفته می شود گوش داشتیم از تذکیر قاضی این معلوم شد یک رابطه بربسته اند اگر آن رابطه بدست ہست بہر چه ادمی آرد بخدا رو می آرد و اگر آن رابطه بدست نیست فهم ہیموت فی کل واد

تمہید اصل سابع در بیان روح

اے عزیز گوشدار جواب سوال خود را کہ پرسیدہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اماندانم کہ جملہ چیزہا کہ در باطن تو پوشیدہ است بدانستی کہ آنگاہ پس از شناختن این ہمہ طالب حقیقت روح باشی دانم کہ تو گوئی من بجز از قالب روح دیگر چہ باشم اکنون گوشدار انشاء اللہ کہ بدان رسی کہ صفتے ہر لحظہ از صفات تو بر تو عرض کنند چون آنجا رسی ہفتاد ہزار صورت بر تو عرض کنند ہر صورتے بر شکل صورت خود بینی گوئی من خود کدام ہفتاد ہزار یکے بودن چون صورت بندد این آن باشد کہ ہفتاد ہزار خاصیت صفت در ہر یکے از بنی آدم متمکن و درج است و در ہمہ لطفہا تعبیہ است ہر خاصیت وصفتے شخصے وصورتے شود مرد چون این صفات را بیند پندارد کہ

تمہید اصل سابع

قولہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ بیان تفسیر تاویل این ایت کنم قاضی آنچہ گویہ بعضے از آن بودہ باشد گذشتہ ایم اقول و باللہ التوفیق از رسول علیہ السلام اہل کتاب پرسیدند کہ روح چیست فرمان آمد بگو اے محمد روح امرے از امور باری است یعنی شانے از شیون است کنایت ازین باشد کہ او چیزے خاصہ اوست جز او کسے نداند دیگر محمد را علیہ السلام این زمان شد تو این بگو البتہ ازین جا این می آید کہ او نمیدانست سرے است ہر کسے فہم نکند از حق وا ز پیغمبر این سخن بر نبی و بر متلمذان این تواند گفتن کہ مردم فہم کنند آن گو کہ در وسع فہم ایشان باشد معنی دیگر قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ امر باری عنایت ازین است اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ روح را امر گفت قُلِ الرُّوْحُ

خود اوست و او نباشد ولیکن از و باشد این صفات بعضے محموده صفات

مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ شان او چہ گفت اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ روح آن کسے است کہ احیا کند یا خود ہمین کن عبارت از روح باشد یعنی قوله کن روح باہر کہ متعلق شود آن چیزہا کہ دو در حس و در عقل آید این را روح نامند روح نامے از نامہائے خدا است در ماثور است یا روح یا روح الروح این روح را چند معنے گویند نفس ناطقہ را روح نامند روح اعظم را روح نامند فیض را روح نامند جبرئیل را روح نامند فرشتہ جز جبرئیل عظیم ترین فرشتگان است او را روح نام است و دیگر تمثل یعنی روح قدسی را روح خوانند با انسان روح حیوانیست روح نباتی است و ہر معنے کہ انسان دارد آن صفت چون متمثل شود بصفت کسے شود کہ مناسب آن صفت است مثلاً در تمالب صفت رحمت در رافت است بصورت آبے و درختے سبزے و صورتے خوب نماید اگر صفت قہر است و ہر چہ نسبت ایذا دارد چنانکہ مارے و کژدمے نماید و اگر بصفت اکلے و شربے و جماعے بقرے و بزغالہ نماید ہمبرین قیاس در آدمی اوصاف بسیار دارد و ہر صفتے صورتے و شکلے و آنکہ قاضی میگوید کہ تو دانی با ہمہ یک روح است انکہ او گفتہ است اگر بفہم گفتہ است راست است زیرا چہ ہمہ متعلق و منشا ہم از یک چیز اند ہم از و منتزع اند و ہم ازو رستہ اند قاضی سخن باہلی میگوید کہ از صفات و اوصاف چیزے ندارد وقتے از بندگی خواجہ می پرسیدم از مردم شے جدا می شود بعین آن مردم آوند آب بستاند نزدیک سبو رود و آبرا غلطاند بجائے قاضی شنید دنموے مروی کہ آمده است بکند مثلے از جائے گیرد بجاسے دیگر فراز کند و رو تمام بران گداز و پس آن مامن بیاید بامن یکے کرده و این گذاردن او از وظیفہ وردمن بحساب باشد شیخ فرمود نباشد آن تو نہ کسے است با تو این کارہا کند اما این قالبے کہ داری ترا بدین قالب دود خویش بجائے می باید آورد و بعضے صوفیان روح را ہمین صفت گفتہ اند ارادت الله حیات را روح ذوالروح است آنانیکہ قدیم گفتہ اند برین توہم گفتہ اند ۔

خیر باشد و بعضے مذموم و صفات شر باشد این صفات را بتمام نتوان عدد و شرح کردن این بروزگار دراز[۱] توان یافتن و دیدن اما در قالب تو چون گوئی تعبیہ کردہ اند و تو بحقیقت آن لطیفہ کہ در قالب حاصل آمدہ است اے عزیز ہرگز ندانستۂ کہ قلب[۲] لطیف است و از عالم علویت و قالب کثیف است و از عالمے سفلی است خود ہیچ الفت و مناسبت میان ایشان نبود و نباشد واسطہ و رابطہ میان دل و قالب برگماشتند کہ یحول بین المرء وقلبہ ترجمان قلب و قالب باشد تا آنچہ نصیب دل باشد دل با این لطیفہ بگوید و این لطیفہ با قالب بگوید اے عزیز الم نشرح لک[۳] صدرک

قولہ[۱] روزگار توان دریافتن و دیدن یعنی تصفیہ و تزکیہ مجاہدات شود آن صفات بر و تجلی کند معلوم تو گردد قولہ[۲] قلب لطیف است از عالم علو است اینجا سخنے بباید دانست شاید گفتہ ہم باشیم کہ قلب متولد از نفس و روح است چنانکہ فرزندے از مادر بزاید پدر مربی باشد و ملورش جوہریہ ہندیہ اکنون آن پسر چیزے مانند پدر رود و چیزے مانند جوہریہ باشد چون میان آن دو نسبت تولدی شد جوہریہ را و روح است از عالم سفلی نباشد با عالم علو نسبت برد و ازین رو کہ آن جوہریہ است ہر آئینہ خود معدن او ہمان قالب بودہ باشد قاضی میگوید کہ از عالم علو است بدین نسبت میگوید کہ از روح متولد است و نالفے و مناسبتے بمادر نیست ہر آئینہ نسبت بہ پدر کنند گویند کہ فلان ابن فلان سبب میان ایشان صورت مخالفتے باشد و اما باز خرد پرست فرزند را کنار مادر ماندن و با وے بودن و این رابطہ کہ میگویند بیان نکتے کہ ما کردیم ہمان رابطہ است حالے کہ از لطافت با قلب نسبت دارد و با قالب ہمین لسان است چنانکہ شاعر گوید ف۔ بالضرتہ مترجم میان قلب و مردم تا انکہ گفتہ اند المرء باصغریہ اے قلبہ واللسان لسان را با وے نسبتے است و لطیفہ

بیت

لسان الفتی نصف ونصف فوادہ   فلم یبق الا صورۃ اللحم والدم

قولہ[۳] الم نشرح لک صدرک چہ فہم کردۂ این فہم کردہ ایم چون شرح صدر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

چہ فہم کردہ اگر قلبش را مجرد در قالب تعبیہ کردندی قلب با قالب قرار و انس نگرفتے و قالب بالحوال قلب طاقت نداشتے گداختہ شدے این لطیفہ حقیقت آدمی را واسطہ و حایل کردند میان قلب و قالب اے عزیز این قدر بدانی کہ قلب ملکوتیست و قالب ملکی در ملک کسے زبان ملکوت نداند اگر زبان جبروتی نباشد اگر خواہی مثالش بشنو عجمی زبان عربی فہم نکند الا بواسطہ ترجمان کہ ہم عربیت داند و ہم عجمیت آخر معلوم شد

شد بر ہمہ خود اطلاع یافت بواسطۂ تصفیہ تجلیہ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْ ہمین عبارت شد کہ ہر ذمیمہ کہ ازان او بودے بکل شستہ اند و بران اطلاع کلی دادہ اند تا بر ہمہ اوضاع واقف گشت قاضی میگوید تا این صفت نشود و بر این اطلاع میسر نشود بعضے گویند قلب نہ این است کہ مضغۂ صنوبری جانب چپ اے اوآویختہ است میگویم راست است دل آن است کہ ایشان گفتہ اند ولیکن این لطیفۂ رحانی است و این سرحقانی متعلق بدین مضغۂ صنوبری کہ درون سینہ طرف چپ آویختہ است چنانکہ چشم ان پیغولہ پیہی کہ درمیان است و پلکے و جامۂ کہ درمیان نہادہ اند حفظ اوست آنصورت چشم است آن لطیفۂ ابصار آن تحفۂ رویت بربستہ نور است شفافے عکس پذیرے ولیکن آن متعلق بدین صورت ظاہر است ہم برین صفت دل اگر اینجا گویند چشم چہ گمان بری این پرکالہ پیہی و پیغولہ است چشم عبارت از نورست آن ہمہ است بودہ باشد اما مردم جمع الجمع آن ہر دو را بیک جمع آوردہ اند **قولہ اگر قلب را مجرد در قالب تعبیہ کردندی** آرے اگر قلب را نسبت با قالب نبودے در وقرار نکردے نگرفتے و قالب حمل او کردن نتوانستے آن لطیفہ کہ قلب است و آنچہ با دیست این قالب را مجرد گیرد تحمل آن نکند ذرہ ذرہ گردد **قولہ آن لطیفہ حقیقت آدمی را** کہ باز دواج نفس و روح نتیجہ شدہ است ان ملکوتی است و قالب ملکی ملک طاقت ملکوت ندارد کہ اگر ملکوت را ملک نسبت نبود زیرا چہ ملکوت باطن ملک است ہمہ و قایم است **قولہ اگر زبان جبروتی نباشد** جبروت عبارت از مجمع ملک و ملکوت و لاہوت است پس آنکہ جبروت داند سخن ملکوت شناسد چنانکہ عربی و عجمی ترجمانے کہ قاضی مثال گفت۔

فہ بردہ

جز این پنج حواس صوری پنج حواس معنوی در باطن هست اکنون همه در نهاد تو تعبیه است ای عزیز تو قالبی و این نهاد لطیفه که گفته شد نفسی و روحی و قلبی جز از روح اگر چیزی دیگر هستی چون آنجا رسی خود بینی که مصطفی علیه السلام طبیب حاذق بود و مصالح و مفاسد نگاه داشتن او را ضرورت بود زیرا که افشا کردن و ظاهر گفتن این اسرار بسیاری خلل و مفاسد گروهی را حاصل شدی و بیشتر خلق فهم نکردی لاجرم کلموا الناس علی قدر عقولهم بکار در آورد تا هیچ را بر جای بداشت ای عزیز ابن عباس رض در تفسیر این آیت میگوید أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ گفت اینست که در میان تابوت که دل انبیا علیه السلام در آنجا بود در آنجا داشتند باش تا این آیت ترا روی نماید

نسخه: هست

قوله پنج حواس معنوی و باطنی است یعنی حواس خمس که در مردم است یعنی جامعه و باصره و ذائقه و شامه و لامسه چنانکه این خمس است برین قیاس پنجی دیگر نیست که آن باد دل است مرتبط هم بدین ظاهر است هرچه او را احساس میکند درون بدان پنج حس که او دارد همه این پنج است باصره که هست که از او میگویند فلان مرا چشم دل کشاده همین باصره ظاهره عکس میشود با مرد دل میگردد هرچه بدین می بیند هم بدان می بیند هرچه بدان می بیند شمعی باشد که او را حواس باطن بصورت انفتاح روی نموده است ولیکن مراعی یا اصم است مبصرات را حس که باطنی اوست نمی بیند زیرا چه ها هر او کور است تنگ تک مرد اصم اگر نزدیک گوش او شوی فریاد کنی او بداند که چه گفتی ولیکن کسی که تو گوئی پنج حواس باطن او را شده است قوله چون آنجا رسی خود بینی چه بیند آنکه خود را از نفس و قلب و روح بیند انست یعنی را بعین دا مد بیند قوله بسیاری خلل و مفاسد گروهی را حاصل کردی آری چنین گویند آن مفاسدی که بکشف حقیقت شود آن مفاسد مفاسد نیست ولیکن تحقیق مقصد را خود کشف حقیقت بلای بزرگ است مبادا که کسی راشود مصلحت دین باب همراه این باشد که اگر بی اطلاع عیان در صورت فساد بدان علم شهود از اعیان محروم ماند و بعد که عیان صورت فساد و زیان هرگز ظهور نپذیرفته است اماره تا بالغ افتد کلموا الناس علی قدر عقولهم همین بیان که گفتم همین است قوله أن يأتيكم التابوت فيه سكينة گویند چنین سکینه عبارت ازین بود که چند نشان انبیا در آن بود در جنگها او را پیش می نهادند بر

نسخه: مفاسد مفاسد نیست

نسخه: مفاسد

یوم یکون الناس کالفراش المبثوث[۱۱] وجائے دیگر کانهم جراد منتشر این پروانها واین
ملخ که از گور بر آیند سیرت وحقیقت تو باشد چنانکه امروز صورت است فردا سیرت
رنگ صورت یابد این همه نهاده‌هاے خلق باشد مگر که مصطفیٰ[۱۲] ازینجا گفت ان الارواح   نباشد
جنود من جند الله لیسوا بملائکة لهم[۱۳] رؤس واید وارجل یاکلون الطعام هرگز شنیده که
روح دست دارد وپاے دارد وطعام خورد اگر آن عزیز میخواهد که تمام بداند ازینجا هم
بشنو که گفت ان فی جسد بنی آدم خلقاً من خلق الله کهیئة الناس ولیس من الناس گفت
در تن آدمی خلقے وصورتے باشد همچو آدمی صورت مردم دارد اما آدمی نباشد واز عالم
قالب وبشریت نباشد از عالم فتبارک الله احسن الخالقین[۱۴] باشد اے عزیز جاے دیگر از

هر که او فرو می آمدے فتح بودے قاضی میگوید که آن دل انبیا بود وبآن سکینه متعلق است دیگر سکینة من ربکم
یعنی دل داود را با دل ایشان یک ربط است او را سکینه وسکون حاصل شد ودیگر فیه سکینة من ربکم
یقینے واطمینانے وقرارے بحقیقت کار قوله[۱۱] کالفراش المبثوث زدا که بحث هر صفتے که کسے داشت بر صورتے
که مناسب آن صفت است همچنان مبعوث شود واگر صفت ایذا داشت بصفت مار مبعوث شود همبرین
قیاس تو مے باشد که نسبت ایشان بفراشتک باشد وچنین مبعوث شوند وقومے بجراد نسبت دارند همچنان مبعوث
شوند قوله[۱۳] لهم رؤس واید وارجل ارواح دست وپا ندارد آنکه گویند دارد عبارت از تمثل ایشان باشد
چون آن تمثل باشد اکل وشرب هم برین تمثل قیاس کن گفته اند ارواح را تمثل است هم ازینجاست که بر تر تنها گلے
دیر گے وشاخے وخوشبوئے انداختند همانکه مجاهد میگوید در تن آدمی صفتے هست هم بر صورت آدمی است اما آدمی
نیست یعنی آدمی مجرد این نیست وبا او آدمی است اگر با او نباشد این کلی باشد هیچ کار نیاید شخصے از خواجه من
می پرسید که شبها شخصے هم از تن من جدا شود الخ اخره الحکایة بالا گفته ام قوله[۱۴] فتبارک الله
احسن الخالقین هر جا که مخلوقست فتبارک الله احسن الخالقین آنجا مرتبط اما این احسن مخلوقات

اسنفه ـ

مصطفےٰ صلعم بشنو ان فی جسد ابن آدم لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب[۱۵] گفت در تن آدمی مضغہ است کہ آن چون بصلاح آمد قالب تمام بصلاح باشد چون تباہ وفاسد باشد قالب نیز فاسد باشد وآن نیست مگر دل قالب را شرح شنیدی ونہاد ولطیفہ خود بدانستی شرح[۱۶] نفس نیز بشنو نفسہا سہ گانہ است نفس امارہ ونفس لوامہ ونفس مطمئنہ درین مقام خود با تو نمایند وچون بدینجا رسی بے شنیدن معلوم تو شود وتتمہ دیگر در تمہید دیگر از نفسہا گفتہ شود ان شاء اللہ دریغا اے عزیز قلب نداری کہ آنگاہ وبیان[۱۷] آن قلب با تو گفتمے کہ قلب چیست کار دل دارد دل طلب کن وبدست آر بدانی کہ دل کجاست بین الاصبعین من اصابع الرحمن طلب بکن دریغا اگر جمال اصبعین من اصابع الرحمن حجاب کبریا برداشتے ہمہ دلہا یافتندے دل دانز کہ دل چیست ودل کیست منظور الٰہی دل آمد وخود لایق بود کہ ان اللہ لا ینظر

قولہ[۱۵] الا وھی القلب اگر در انسان این تحفہ نبودے انسان ہمہ سربسر فسادستے **قولہ[۱۶]** اکنون نفسہائے سہ گانہ بشنو نفس عبارت از اوصاف ذمیمہ است ہمین قلب اورا کہ بعبارت نفس خوانند واوصاف ذمیمہ او نفس است این چو بسبب کدورت خویش درکارہا موافق آن باشد ہرآئینہ امارہ نامند وآنکہ از قسمت ذکا وصفا تصفیہ گرفتہ است واز کدورت بشریت وقالب باو باقی اورا لوامہ میگویند وآنکہ از اوصاف ذمیمہ وقید بشریت واز خطرہ وساوس رستہ است اورا مطمئنہ خوانند یعنی بحقیقت رسیدہ است وبدان قرار گرفتہ است وخطرات پریشان باوے مزاحمتے ندارند **قولہ[۱۷]** کہ بیان آن قلب با تو بگفتمے چو اصابع مقلب است ودل در آن تقلب اگر در تقلب آن اصابع بدانی جائے کہ او دارد مشاہدہ شود وشغلے دلہا باشد چو دل را این صفت است ہرآئینہ نظر حق شاہدہ آنجا بکبریا است اگر آن حجاب برخیزد شغا در شغا باشد چون دل را این صفت است ہرآئینہ نظر حق ہم برین باشد حدیثے کہ آوردہ است ہم برین مرتبط است۔

الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم لے دوست دل نظرگاہ خدا ست
چون [18] قالب رنگ دل گیرد و ہمرنگ دل شود قالب نیز منظور باشد دریغا
لے عزیز ندانم فایدہ وخطہ این سخنہا کہ خواہد برداشت جانم فداے او باد معذور
دار مرا کہ مثل القلب کمثل ریشۃ بارض فلات یقلبہا [19] الریاح دلہا را باد رحمت الہی
در عالمہاے خود میگرداند، دلہا [20] در عالم دو انگشت جولان میکند از اصبعین جز این
دو مقام کہ مرکز و وطن سالکان باشد فہم بکن کہ این کدام باد باشد و دل را میگرداند از
مصطفے صلعم بشنو لا تسبوا الریح فانہا [21] من نفس الرحمن این وادی قلب المومن بین اصبعین

قولہ [18] چون قالب رنگ دل گیرد یعنی صاف ولطیف شود مثال دل گردد قالب از عالم ملک دل از عالم ملکوت این
ملکی ملکوتی شود ہر صفائی کہ در و بود در نہم شود و دل تبع روح کہ باوے نسبتے تمامے دارد معراج ہست چون
قالب برنگ دل شود تبع دل این را ہم معراج باشد ہم اینجا گفتہ است کہ قالب نیز منظور باشد این چہ گفتہ
است کہ میگوید جانم فداے او باشد کہ این سخنان فہم کند عادت مردم است ہم جنس خویش را ہم کار خویش
را دوست دارد والبتہ برین باشد کسے باشد کہ فہم کند و اشارت برین میکند کہ او نادر است و اگر باشد ہمچو من باشد
من فداے خودم و ہر چہ ہمچو من باشد جہان فداے او باشد قولہ [19] یقلبہا الریاح باد رحمت الہی عنایت کرد
معنی حدیث بدین مخصوص نیست یقلبہا الریاح در زمین قہر و زمین رحمت ہم انداز د اما قاضی بحسب محل باد رحمت
گفت قولہ [20] و دلہا در عالم دو انگشت جولان میکند میان این دو انگشت دو عالم است یک عالم قہر
دیگ عالم لطف و عالم جمال و جلال و عالم ردّ و قبول دلہا ہم درین دو عالم است گاہے باشد بر و تجلی جمال شود و گاہے
باشد تجلی جلال شود گاہے صورت جمال در آئینہ دل او پیدا آید لطفے روے نماید گاہے باشد عین جلال نماید ظہور او مستتر
شد صورت قہر نمود پیدا آمد چون جمال ظاہر کرد جمال پردہ جلال کرد جلال را پردہ جمال کرد قہر و لطف و خیر و شر طاعت و
معصیت ہم بدین یک گرہ بربند قولہ [21] فانہا من نفس الرحمن ترجمہ ریح را دشنام مدہید زیرا چہ باد از نفس
رحمن است و در حدیث عبارت از کثرت رحمت است نفس در ہر دو طرف است انفس الرحمت فتیقن براے نفس الرحمن

من اصابع الرحمن باشد این رحمن کدامست الرحمن علی العرش استوی دریغا این رحمن چرا جمال بخلق نمود تا بدانستی[۲۲] قلب المومن عرش الله چه باشد زہے دل که صفت واسعیت دارد دیگر سہیل عبد الله ازینجا گفت القلب[۲۴] هو العرش والصدر هو الکرسی گفت عرش دل باشد و صدر کرسی لے عزیز بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ ابن عباس گفت این لوح محفوظ دلہاے مومنان است مگر که مصطفی علیه السلام ازینجا گفت ان العرش یحول ما خلق الله یعنی عرش مجید محیط جمله مخلوقات و موجودات آمده است

ف الرحمن آنرا باشد و آنرا که اسرافیل نفخ صور کند و ازان باد جہانے زیر جہانے ہمان نفس الرحمن ف است عالم عبارت از وجودات اوست که فیض تمثل بچندین اشکال گشته است باد بے خیز دیا از جنبش دریا باشد ابر ہواز ند و ہوا بر ہواز باد خیزد چنانکه آبے با قرارے باشد سنگے درو بے انداز ند ہم برین مثال لشکرے چند ہزارے یکجا بجنبند ہوا بجنبد باد خیزد ف الرحمن این ہمه نفس نفس الرحمن ف باشد فہم کن چه گفتم **قولہ**[۲۲] **آن رحمن کدام است** غلطے نخفے زیرا چه جاے استفہام نیست در بعضے نسخ است این رحمت کدام است اما تطبیق اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی مشکل باشد گرانکه رحمن مشتق از رحمت است ازین رحمن رحمت عنایت کند بر عبد اشتقاق او **قولہ**[۲۳] **تا بدانستی که قلب المومن** ف نوار عرش الله چه باشد یعنی مقر اوست جاے فہم اوست تجلے اوست آئینه بقدار اوست اینجا واسعیت گفتی چه معنی دارد ف مفاز بصیرت مثال بصر ہست تو ببین چه قدر است پس آن نظاره شود که آسمان و صحرا و مفاز ہا منظور اوست که دل ہم ہمین واسعیت دارد **قولہ**[۲۴] **القلب هو العرش والصدر هو الکرسی** کرسی به نسبت جرم مختصر تر است برین مثال عرش بلندی زیاده باشد و پس آن عرش کرسی که بر آن پا ہند بر عرش بنشینند صورت ظاہر تمثیل ایشان این است قلب در وسعت بر و شیخ گوید قلب عرش و کرسی صدر و قضیه بر عکس میگوید از صدر گذرند بعد ازان بعرش رسند پس صدر کرسی باشد و دل عرش صدر ہمچو پیخوله است و دل نور چشم اکنون ازان صدقه که ف گذارند گذرانند انگه بر تیره حکایت بیاموه باشد و صدر یکے از القاب قلب است و صفتے که در دل باشد اورا صدر گویند پس او ہمچو کرسی باشد و قلب ہم عرش دل مومنان باشد چون گفت که قلب عرش است و صدر کرسی و قرآن گفت

بدانکہ لما وسعنی ارضی ولا سمائی ولکن وسعنی قلب عبدی المومن زمین مرا بر نتابد و آسمان
طاقت ما ندارد و عرش درخور ما نیاید دل مومن ما را قبول کرد تخت ما خود اورا قبول کردیم
روزے یکے از مصطفیٰ پرسید کہ این اللہ گفت فی قلوب عبادہ در دل بندگان خود
باید جست وھو معکم اینما کنتم این معنی باشد چون دل ترا حاصل آمد و دل باز تاز
یافتی. روح خود جمال عزت با تو نماید اے عزیز اگر شریعت بند دیوانگان حقیقت آمدہ
نیستے بگفتمے[۲۵] کہ روح چیست اما غیرت الوہیت نگذاخت کہ گفتہ شود عیسیٰ کمال
رفعت کہ داشت از ان ذات اورا خلعت روح القدس پوشانیدہ بود ند

در لوح محفوظ و لوح محفوظ متکائے عرش وہم چنان کرسی پس قرآن در دل ہائے مومنان باشد در واقع آن است
کہ قرآن در دل مومنانست یعنی ایشان حافظ و عالم و مطلع و عارف بر سر کلام اویند علی ہذا فی لوح محفوظ باشد
شنیدہ حکما میگویند جملۂ وجودات در عرش است با ہمہ بجملہ وجودات در شکم عرش پیما وسعنی ارضی ولا
سمائے ولکن قلب عبدی المومن قلب المومن عرش است و عرش محیط بہم الا بہ قلب المومن واسع تر آمد
قولہ[۲۵] بگفتمے کہ روح چیست روح نفس ناطقہ است مرتبط روح اعظم است و روح اعظم متوطن بفیض قدسی
است و فیض قدسی کالجزر من الکل است حکما گویند محی الدین ابن اعرابی مطلقے وعجیب سے گویند ما حق بیگرم
روح مدبر و محرک آن قالب است مخلوقے از مخلوقات باری است و جملہ موجودات را قیام بدوست تعالیٰ اگر ہمہ
وسائط از میانہ برگیری ہم بدو نسبت کنی می شاید و اگر مراتب گیری ہمہ را بیان است قاضی میگوید کہ اگر از آنچہ
عبارت از روح روح است حکایت کنم غیرت آلہی نمیگذارد و ایدناہ بروح القدس یعنی بفیض
قدسی است کہ منوط و مرتبط باصل خود است بیان او کما ہو ہو در فہم مرتفع نیاید یعنی علیہ السلام
احیاء اموات کرد سے ہمیں روح قدسی بود کہ اورا خداوند سبحانہ احیاء اموات دادہ است
چون تجلی کند سالک را تفرقہ نباشد و دران حالت لطیفہ کہ این تجلی رب است یا تجلی مخلوقے از مخلوقات
او موجب اشتباہ چیست نمی تجلی میکند جہت ندارد خود دعوی ربوبیت میکند انی انا اللہ میگوید

واورا[۲۴] ہمہ روح کردہ کہ اَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ آدم وآدم صفتان کہ کرامت وفضیلت
یافتند دیگران روح یافتند وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ روح ازعالم خدا بقالب[۲۷] فرستادہ اند
ونفخت فیہ من روحی[۲۸] این باشد تا این آیت وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا
ترا روی نماید انگہ با تو گوید کہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ چہ معنی دارد

وجودات را ساجد اوی بیند واو احیاءِ او اماتت میکند ہر آیینہ مسکین را در خاطر جز این نباشد کہ رب تعالیٰ واو جز
مخلوقی از مخلوقات خدا نیست عظیم غلطی است کہ سالک را پیش می آید پیر برای این روز میباید قومی بر ایشان روح
تجلی کردہ است واو را ایشان حق تعالیٰ دانستہ اند وہم ہمین ماندہ ترا در خاطر آید چہ باشد مخلوقی را چنین وجامہ
کہ بدان حضرت دارد واو را سپیدی وروی ورخی نتوان گفت وصورتی کہ معتاد صورت آن نیست دعویٰ
او ہست خدائی کند ومکونات ساجد باشند واو احیاء واماتت کند اینجا اینقدر باید دانست اِنَّ متاع ایست
یشبہ رب ایست ہرچہ از مقربان آنحضرت باشد ہمین گمان رود مثلاً وزیر از پادشاہ می آید تمام مثال پادشاہ
بلعوبات چتر باو است داروگیر با او است عزل ونصب باوی ہرکہ پادشاہ را ندیدہ باشد ہرگز بداند کہ ہمین پادشاہ است **قولہ[۲۶]** واورا
ہمہ روح کردہ چون روحانیت بر وی غالب شد ہمہ روح باشد یا خود بر اصل معنی رود وجودات تمثل است ودیگے تمثل روح است
قولہ[۲۷] بعالم قالب فرستادند این سخن خواہند بر اصطلاح حکمای یونانی دخواہند بر اصطلاح محی الدین ابن
اعرابی گو وخواہند بر اصطلاح کہ ما فیض قدسی گفتہ ایم ہم بالا گذشت **قولہ[۲۸]** من روحی اضافت ہم بدان
تشریف است اعتبار باشد کہ گفتیم مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ با این است مخلوق منشا مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ یعنی گفت کن روح را سلون باشد
دیگر مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ
چون امر را بدان نسبت دہد یعنی روح صفتی از صفات باریست چنانکہ از ان ابی عمر زجاجی است
من امر ربی شان من شیون ربی چنانکہ ربی چنانکہ شیبان گویند پردۂ غیرت بر رخ آن ذات
انداختہ اند کہ گویند رسول اللہ ہم مطلع نبودہ است ۔

ــــہ در ہر سہ نسخہ شرح تمہیدات عبارت این فقرہ ہمچنین است ومفہوم آن واضح نیست ۔ ع ح

اے عزیز از دست غیرت اللہ که ان الله غیور[29] ومن غیرته حرم الفواحش او غیور است واز غیرت او همه محرمات را حرام کرد و شرح جان کردن نیز از غیرت حرام کرد

نظم

اے دریغا جان قدسی در درون دو جہان — کس ندید ستش عیان وکس نداد ستش نشان
گر کسے گوید که دیدم در مکان ولامکان — بر درخت غیرتش آویخته شد پیش ازان

شب قدر که منزلت وقدر یافت از روح وملائکه یافت تنزل الملائکة والروح فیها جمال روح چو جلوه کند هر جا که پرتو این جمال رسد آن چیز را قدر دهد و چیز قدر یابد اے عزیز قل الروح من امر ربی خود شرح تمام داشت ولیکن اہل معرفت را زیرا که روح از امر باشد وامر خدا را ارادت وقدرت است از آیت بشنو انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون بشنو اے عزیز گر مقاتل از بهر این معنی گفت من امر ربی ای من نور ربی[30] اے عزیز مگر امام ابوبکر محطی از ینجا گفت الروح لا یدخل تحت ذل کن گفت روح در زیر ذل کن در نیاید چون در کن فکان نباشد از عالم آفریده نباشد

م محابی

قوله[29] ان الله غیور احتجاب هم از صفت غیرت است چه او باستار محجب شده است آن پرده که تو اندازو برگرفت ومن غیرته حرم الفواحش یعنی او نخواست که نفسے یا وه باشد از طرفین واز ینجا این غیرت خواست نه غیور مطلع باشد بر آن ونیز آنکه تو از غیرت کنی خود را خود پوشیده چه او ئی او لباس او باشد این لباس چونکه گیرد نه تو آن بیارتے بر شود باشارتے بتوان کرد این رباعی بهم موافق است اے دریغا جان قدسی الے آخره قوله[30] والروح بعضے گفته اند روح فرشته است جز جبرئیل که در شب قدر فرود می آید پس تب قدر شب منزلت که فیض او بر بندگان میرسد قوله[31] یعنی من نور ربی وخلق ارواح من نور جمال الله وجلاله وقیل خرج من جمال الله وجلاله الروح لا یدخل تحت ذل کن قول ابے عمر از حاجی شاید واسطی نیز گفته بود بالا گفته ایم چه ارادت احیا صفتے قدیم بذات او باشد تعالی و روح بحقیقت همانست که او صفت خدا است که با او یکے می شود فعلے بذا داخل تحت ذل کن نباشد اینجا بسیاران غلط کرده اند

[آفریدگار باشد نعت قدم ازلیت دارد العزیز چون او فرماینده و امر کننده اشیا د
[مخلوقات آمد و روح از جملہ آن باشد پس آمر باشد نہ مامور فاعل باشد نہ مفعول قاہر
[باشد] نہ مقہور از براے خدا این چیز را نیز گوش دار کہ عبداللہ عمرؓ روایت میکند از مصطفےؐ
[کہ میگوید کہ ملایکہ گفتند بارخدایا بنی آدم را دنیا مسکن و وطن کردی کہ در دنیا میخورند
[و میآشامند چون دنیا نصیب این کردی آخرت سراے ما گردان فاوحی اللہ تعالی
[الیہم انی لا افعل و لا اجعل من خلقت بیدی کمن قلت[۳۲] لہ کن فکان گفت بفرشتگان
آنکس کہ اورا بید قدرت خود پدید کردہ باشم چنان نباشد کہ آنکس کہ گفتہ باشم اورا کہ
[باش] آنگاہ باشد یعنی کہ خلقت بیدی مخلوقات یداللہ چنان نباشد کہ مخلوقات فعل
[اللہ] [و صنع] اللہ و انم کہ ترا در خاطر آید ان[۳۳] اللہ تعالے خلق الارواح قبل الاجساد بالفی

[گمان برده] اند کہ ہر چہ از ذل کن برون شد قدیم باشد اگر وجود سے غیر باری گفتند آنرا قدیم اعتقاد کردند
[غلطی] [فاحشہ] است گفتار و بیان فہم نہ کردند و آنکہ قاضی باری می فرماید ہم بران دو اعتبار کہ گفتم ہا نست
[اگر] ... از جملہ ثانیہ است غلط محض است **قولہ** کن قلت لہ کن فکان جملہ تصورات ہمہ بید
[قدرت] اند اما آنرا کہ گفت خَلَقْتُ بِیَدَیَّ نسبت اضافت تشریفے خاصے باشد و دیگر پرانکہ باوے این
اضافت کردہ برین مرتبہ نبود آنجا کہ کن فکان خلقت بیدہ اما این اضافت نیست حاصل یعنی آنرا کہ براے
[نور] [قدیم] و براے عکس تجلی خود ساختم دیگرے ہمچو او نباشد فرشتگان مقرب انوار بسایط اند بکلمۂ کن
[صورتے] کہ ارادت او شدہ است آن نور بسایط این صورت پذیرفتہ است خَلَقْتُنِیْ کہ و ہم مہا شرق و تصویری
باشد آن با ملایک نیست ہمین کن فکان است اما با ایشان ملک و ملکوت لاہوت و جبروت بجمع آمدہ است
موجب تشریف بیدہ ہمین است ملایک را با ہمہ شرف در مقعد انسان مقعود نباشد[۳۳] **قولہ** ان اللہ
خلق الارواح قبل الاجساد شبہ در خاطر گذرد کہ قاضی بالا قدیمی و ازلی براے روح اثبات کرد
[اینجا] خلاف این سخن آید قاضی از ین این عنایت کرد آن و خلقت روح را عبارت از اظہار و عرض آمد

الف سنة نزدیک محققان این خلقت روح عبارت از اظہار جوہر وعرض آمد صفت فطرت وارادت را بصفت قدرت وخلقت والفی الف سنة که رسد ہر سالے وانی خود که چند باشد که روزے ہزار سال باشد بلکه الفی الف سنة که رسد آنگاه که ادرا در عالم تقدیر کمیت وکیفیت آورد آسمان کجا بود زمین خود نبوده است شب وروز کجا باشد که الفی الف سنة پدید باشد جانرا چنان پندار که چون مخلوقات دیگر باشد جان عرضه ولطافتے دیگر دارد ابوبکر دقاق این بیت ها ازجہت این معنی گفته است **نظم**

شہر وطن ما ز نشان بیرون است   بر ہر چہ مثل زنی ازان بیرون است

این راز نهفته از نہان بیرون است   یعنی که خدا از دو جہان بیرون است

جانم ہمه حق است و حق ز جان بیرون است   آن با نقطه نقطه ازان بیرون است

ز نقطت

این روح را روح قدسی خوانند و دو روح دیگر ہستند که اطبا وحکما یکے را حیوانی و متحرک خوانند وآن دیگر را علما روحانی خوانند که با قالب آنرا اضافت کنند

بر صفت قدرت وارادت یعنی او بازل موجود بود ظہور او عرضے است که بر وطاری شد خلقت عبارت از انست اللہم ہمین آمد از قوت بفضل واز احتجاب بظہور نه آنکه این حدوث است آنرا که قدم وازل اثبات کنی گوئی ادرا آمدنی وبودنی ظہورے مگفتے لاحول ولا قوت الا باللہ وآنکه الف الف سنه عبارت از کثرت ظہور است توان عنایت کردن ولیک بالاچون خلق گفته باشد این عنایت کردن زیادتی بود دبیتہا شہر وطن ماز نشان بیرونست مقصود آنکه وجود ما قدیم است باقی دیگر ہم برین شده است **قوله** یعنی خدا ے از دو جہان **بیرون است** یعنی اختلاط وامتزاج نسبتے بشئے مائی ندارد تعالی وتقدس او ہمه است و از ہمه جدا است سخن مرتضی رض را ہم برین ربط توان داد انه مع کل شئی لا بمقارنة وغیر کل شئے لا بمزایلة —

وانسانی آنکه با قالب آن را اضافت نکنند و اضافت کردن این روح حیوانی بر دو وجه است وجه اول آنست که چنین توان دانستن که جان[۳۵] آدمی حقیقت آدمی باشد وآنرا دو حال[۳۶] باشد در حالے متصرف باشد و در حال دیگر نباشد این جانرا در تن وتصرف او را در قالب چنان دان که تصرف من درین قلم اگر خواهم ساکن کنم واگر خواهم متحرک اکنون متصرف بودن جان را در تن وقالب حیات[۳۷] خوانند واین تصرف چون منقطع شود موت خوانند و باز دادن این تصرف را بعد الانقطاع احیا خوانند وبعث خوانند واین انقطاع یا جزوی[۳۸] باشد که نوم خوانند یا کلی بود که مرگ خوانند و باز دادن روح همچنین یا جزوی

ف تحفه [۳۵] قوله جان آدمی حقیقت آدمی باشد یعنی خلاصهٔ آدمی همواست وآن خلاصه دوم مراد باشد یکے آنکه تحفه هم از زر چنانچه زر و نقره از زمین وخاک است همان خلاصهٔ زمین وخلاصهٔ خاک است دوم لطیفهٔ قدسیه از عالم قدسی آورده باو تعلق داده بیان اول هم خلاصه باشد هم حقیقت باشد اما در بیان ثانی خلاصه باشد نه ازان او تحفه لطیفه آورده اند باو تعلق داده اند اما آنکه اتفاق واجماع بر آنست که آن خلاصهٔ انعانست که آن روح حیوانی است وآن حقیقت انسانست [۳۶] قوله وآنرا دو حال باشد در حالے متصرف باشد ولیکن تصرف وتحرک گذاشته تصرف سکون کرده است تاقی سکون او را نام نهاد که تصرف نمیکند این تصرف را عزل نیست گر همان یک عزل که ازین جهان بر ندارد ایه کار کنند [۳۷] قوله حیوة خوانند این را حیات نمیگویم اما آثار حیوات است گر هم بران صفت میگویند چنانچه حکما گفته اند الحیوان الجسم الحساس المتحرک بالارادة در نوم انقطاع وعزل نیست اما روح تصرف قالب با خود داشته وخارج شده او را در تصرف میدارد خود بکارے میباشد وآن دمے از وبرمی آید وآن رگے از دمی جنبد با عراض حیوانی که درد است نه آن تصرف روح است چنانچه عاشق زمانے با همه تعلق که با معشوق دارد وطریق نظر رد کند مه را بیند وآفتاب را بیند و آب را بیند سرو گل بیند تصرف او با او باقی است اما بیکار است که بحسب حال خویش میکند [۳۸] قوله یا جزوی باشد ازین جزوی کلی او را باز قوت نخواهد شدن وآنرا باز روزے باشد که قوت طاری شود۔

باشد که انتباه خوانند یا کلی باشد که بعث و قیامت خوانند وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ
انقطاع جزوی نامید ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ آمدن جزوی تا چه بود لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى تا مدت بودن
او در قالب بسر آید و وقت بود ام او در دنیا منقضی شود ا یعزیز [۳۹] دریغا اَللّٰهُ يَتَوَفَّى
الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا اگر مدت بودن آن در قالب بآخر رسیده
باشد خود تصرف جان بیکبارگی منقطع شود و دیگر تصرف نکند و از خواب [۴۰] باز نیاید فَيُمْسِكُ
الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ و اگر از اجل مسمی و عمر پدید کرده چیزی مانده باشد دیگر باره
پس از خواب تصرف کردن در آید که وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى و مصطفی علیه السلام
بوقت خواب همین گفتے اللهم [۴۱] هذه نفسی انت تتوفیها لك مماتها و محیاها ان امسكتها
فاغفر لها و ان ارسلتها فاعصمها بما تعصم به عبادك الصالحين اگر آن عزیز میخواهد
که جمال يُلْقِي الرُّوحَ [۴۲] مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ [۴۳] ترا معلوم نماید از کون و مکان درگذر و ان از

قوله [۳۹] دریغا از دست دریغا دریغا در مانده ایم گر عادت بود قاضی را چنانکه تلفظ او را عادت میدانی میباشد
قوله [۴۰] و از خواب باز نیاید یعنی مرگ همین نوم است اگر باز آید نوم باشد اگر نه مرگ باشد چنانکه حق تعالی گفته اند
اما اگر چنین محقق بودی بایستے که در وقت ازهاق لمے وجہ و سکرات نبودے لکن بعد اتمام بدین بنماید
قوله [۴۱] اللهم هذه نفسی معنی حدیث اے بار خدا این نفس مرا تو تمام کرده یعنی او را از حس او برده
مرگ او حیات او بنا بران است و بارادت و خواست تست اگر این نفس را همدر توفی بداری یعنی باز
نگردانی بمیرانی پس گناهان او را بپوش او را بیامرز و ان ارسلتها یعنی اگر خواب بیدار کنی او را نگاه داری
بصفتے که تو بندگانے که پیغمبرانند عصمت کرده تعصم تعصم عبادك و عبارك درست است تا مرد معنی چیست قوله [۴۲]
يلقي الروح روح صفتے از صفات باری است بالا از آن عنایت کرده شده است و این صفت چون تمثل
کند تمثل روح باشد همان رحمت عام که تمثل بصورتے است همانست که بر عرش مستوی است و در دعا هائے
ماثوره خوانده باشی یا روح الروح و چون ارادت رحمت متمثل شد بمثال استوی بر عرش استوی حقیقی اید معنوی
بود معنوی گفتن حاجت نیست حنبلی مسکین هم اینجا غلط خورده است مجسمه را همچنان باز داده است یا رفیع الدرجات

ہر دو جہان درگذشتی از خود نیز درگذر تا روح را بینی بر عرش مستولی شده اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی پس از عرش نیز درگذر تا رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ را بینی در عالم مَا[43] قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ پس درین مقام تو خود کلید مقالید آسمان و زمین شوی که لَهٗ مَقَالِیْدُ[44] السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ از شیخ ابو سعید ابو الخیر رح بشنو که چه میگوید نظم

ای دریغا جان قدسی[45] کز همه پوشیده است | پس که دیده است روی و نام او شنیده است
هر که بیند جان او اندر جهان کافر[46] شود | ای دریغا کین شریعت گفته ما بریده است
کن فکانش برهم زن و از خود بیرون شو تا رسی | کین چنین جان را خدا از دو جهان بگزیده است

چون ازین تمثل گذرند هر آئینه بعین تمثل رسند از ان قاضی عنایت میکند از صورت گذری یعنی رسی صورت تمثل و معنی تمثل رفیع الدرجات ذو العرش این آید از معد عرش رفعت کرد خداوند عرش بذات خود ظهور فرمود ازین گذشتن ازین مراد دارد که ورای عرش ببینی یعنی برین تمثل همان که من او را دیدم وی نه او ست او تمثل است اجتهاد کن تا بمقصود و کمال رسی قوله[43] وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ آن ذات این صفت ندارد شخصی ای را احاطه او میسر شود و ما قدروا الله حق قدره همین معنی دارد و آن شخصی که تمثل کرده است تا آن صفت یک تمثل دارد والله اعلم از حساب اعداد بیرون است قوله[44] لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ چو موحد حقیقی محرک مسکن ذات او است تمامی مراد او است مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ هر آئینه چون ولکن میگوید شعری بصفت او شود از تمثل گذشته بود و اطلاع بر عین ذات آید برین اعتبار همان شخص مقالید السموات والارض بود قوله[45] جان قدسی این اضافت دو معنی دارد جان همین قدسی است و دوم جان از عالم قدس آمد و برین بیان او را کم کسی دید و کم کسی شناخت قوله[46] کافر شود چرا شود زیرا چه حسن آن کند که او را بخود متعلق دارد از دل باز ماند هر آئینه کافر شود و این صفت دارد هر که بیند چنین پندارد که او را دیدم برهمن و جوگیه و مجوس همبرین قید مانده اند گمان دارند با خود گر او را دیدم او رامی بینم بدین دو مصرع که فرمود گفت از معنی بالا به کلی بیرون است آنجا و همی و گمانی دگر بود و اینجا گزیدگی و اختیارات ازین جا این اشارت آمد آن روح را که گمان

[margin: ذات او ذوی بصفت بصفت]

ہنوز دل خود را ندیدۀ جان را کے دیدہ باشی وچون جان را ندیدہ باشی خدا را چہ گونہ
دیدہ باشی چون وقت باشد ترا خود در عالم اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ آرند جملہ اسرار آلہی در دائرہ
بائے بسم اللہ و یا میم بسم اللہ بتو نمایند پس عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ معلوم تو شود
این ہمہ در دل تو منقش شود و دل تو لوح محفوظ گردد بَلْ ہُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ترا
خود گوید آنچہ با روح این گفت پس قطرہ از علم لدنی در دہان تو چکاند علم اولین و آخرین

قولہ ہنوز دل خود را ندیدہ برری ودر حسن او کافر شری ننا این است کہ این اوست و شخصے گزیدۂ اوست
نسخے داریم این دیدار نہ اینچنین است اول دل بیند بعد ازان جان بیند بعد ازان خدا را بیند شاید اگر محققان بر
این اندر ہر کہ دل تجلی کرد ہمہ اسرار در خفیۂ وجود او موجود گشت اما قاضی میگوید بیان مرتبہ می آید قولہ در دائرہ　نسخہ تحقیق بگذشت
بائے بسم اللہ و یا در میم بسم اللہ قاضی این راز بیان چرا گذاشت گر از بے میم بدایتے و نہایتے میخواہید بیان کند
این محقق است کہ مرتضی میفرماید کرم اللہ وجہہ العلم نقطۃ کثرہا الجہل پس نقطہ باشد ہمہ علوم در و مندرج است
اگر این نقطہ مفہوم کسے گردد علم اولین و آخرین مکشوف او باشد آدیم میم عبارت از مبتدا میکند از بدایتے کہ عبارت از ازل
است چون باز گردد معنی این بود ہر آئینہ باخود ازین جہان چیزے برد ہر دو عالم علم جزویات و کلیات واصل او باشد
نماز حقیقی خفتن ابن عباس مرتضی را رضی اللہ عنہ در زمانہ او در تفسیر با بسم اللہ ہمہ شب نشستہ با عبد اللہ بن عباس گفت　نماز خفتن
و تمام نشد ابن عباس گفت وجدت نفسی عندہ کالجرۃ عند البحر من خود را نزدیک مرتضی سبوے پیش دریا دیدم قولہ
عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ہمین معنی است کہ او تعلیم تعلم میکند و تو متعلم می شوی غرض معنی آیت ندارد یعنی آنکہ تعلیم کرد و این آموخت
کہ او نمیداند دریائے بسم اللہ ہو معلوم باشد علم بالقلم فرشتہ ایست از فرشتگان مقرب و تمثیل [illegible]
ارادت باری و آن فرشتہ صلوات علیہ معلم ایشان اوست بارادت باری تعالی علم با تعلیم ہمین معنی [illegible]
فرشتہ معلم تو شود تو نقطہ با بسم اللہ را بدانی کہ چہ معنی دارد قولہ پس قطرۂ از علم لدنی آنچہ تجلیات
ذات و صفات او مفہوم گردد آن علم من لدنی است یا خود تعالی یکے را در آیتے خود بیان فرماید کہ مراد [illegible]
این است پادشاہے بیرون آید از ہیبت و از حرکت و سکنت او مرد متفرس را فہم شود از فراست بیند کہ

بر تو روشن و پیدا گردد نظرت قطرة فی فمی علمت بها علم الاولین والآخرین این مقام باشد
چنانکه انبیا و رسل را بیکسے نزل به الروح الامین علی قلبک برکار بود ترا نیز جذبة من
جذبات الحق راهبر باشد یعنی نذانم چه فهم خواهی کرد میگویم که چون محبت یحبهم تاختن
آرد بارادت وارادت تاختن آرد بامر کن انما امره اذا اراد شیئا این امر کدام است
قل الروح من امر ربی گواهی میدهد که امر چیست و برکیست پس امر کیمیا گری کند
بانقطه عبودیت که تو آنرا قالب خوانی پس قالب را چون پروانه در آتش عشق و محبت
منفرق گرداند تا چنان شود که این معنیها با تو گوید که ترا ازین واقعه چه بوده است رباعی

گر عشق همی مونس و همخانه ماست ... غمها همه یک جرعه پیمانه ماست
از عقل فرا گذر که در عالم عشق ... او نیز غلام دل دیوانهٔ ماست

غمها

اینجا غضب دارد در نرا ستے اینجا رحمت دارد باخود بیان کند این را علم لدنی خوانند شخصے از خواجه من پرسید که من
امشب بحکم زبان خواجه استعداد اقتباس داشتم سبحانه و تعالی بر من تجلی کرد بر جمله موجودات او را متعلق دیدم و از
جمال او هیچ یکے خالی نبوده است و در آن محل من از خواجه شنیدم ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت
چون نی دارد خواجه فرمود آرے گفتم علم من لدنی این را گویند خواجه فرمود عجب نیست که خدایتعالی درین راه
داده است فقطرت قطرة فی فمی یعنی علم باریتعالی لا یتناهی و قطرهٔ از آن دریاے چکید علم اولین و آخرین
معلوم شود بدان مانند که روح امین فرود آمد و جذبة من جذبات الحق را راهبر و رهنمائے او باشد **قوله**
چون محبت یحبهم تاختن آرد بالا گفته ایم چون ارادت او برین باشد که محبت یحبهم و یحبونه
تاختن آرد قل الروح من امر ربی بود همین لفظ کن باشد که اورا ارادت کن واو را حیات ازین روح آمد
قوله پس امر کیمیا گری کند یعنی چنانکه در کیمیا اکسیر برمس زنند زر گردد همچنین چون روح را بقالب
تعلق دهند قالب بر صفت روح گردد چنانکه پروانه با آتش عشق و محبت مستغرق شود هم بدان سوزد این
معنیها موافق آن آید در معنیها مناسبتے نمی رود حاصل اینست که هر چه قابل علم انسانست چون آنرا فهم کنی

قلم الله خود با لوح دل تو بگوید آنچه گفتنی باشد و دل تو با خود گوید آنچه باشد این جمله آنگاه باشد که تو خادم و مریدان باشی چون دل پیر باشد و تو مرید پس دل مخدوم باشد دل ترا قبول کند و ترا تربیت دهد تا کار تو بجای رسد که جز او مزد خدمت تو هر روز بتو رساند و تو با خود این بیتها بگوئی

رباعی

بستم کمر عشق بنام دل خویش — بردم بر دلبرم پیام دل خویش

حاصل گردد مرا دو کام دل خویش — ای من ز میان جان غلام دل خویش

تا بدانی جان را با قالب چه نسبت است درون است یا بیرون پس بدانی الخ

هم بیک سخن باز آید یک ... تمام شود **قوله قلم الله** آنچه خداوند سبحانه بید قدرت خویش منقش کرده است همان قلم الله با روح دل تو بگوید که در کمین جان است گهی وی دو ... شخص با نگشتان خویش بدون واسطه قلم خطی و کتابتی کند این معلوم کن اصابع الرحمن قلم الله است وارد است خط و کتابت **قوله** دل پیر باشد قلم الله بر روح دل اسرار بنشته هر آئینه درین حالت دل آمر باشد تو مامور **قوله که جان را با قالب چه نسبت است** گفته است دو نسبت یکی هم ازین قالب رسته خلاصه و لطیفه اوست دوم این قالب را نسبتی با روح داده اند نسبت صوری او را با این تعلق کرده اند و نسبت مجعله اول اختیار حکما است و اختیار بعضی صوفیه است و دوم اختیار اکثر محققانست آن لاخروج ولا دخول که قاضی گفت عبارت ازین است که او تعلقی دارد با آن قالب کتعلق العاشق بالمعشوق و الملک بالمدینه و بالا نیز گفته ام عاشق با معشوق تعلق دارد نه خارج است زیرا چه ... و ... تخیله او منقش است ... حاضر و داخل نه زیرا چه صورت دو فی آئینه است و دوگانگی پیدا است مثال دیگر هم گویند ... در دریا است و اگر گوئی نه داخل نه خارج زیرا چه اگر داخل بودی عین او بودی ممتزج با جزای او بودی و این دل تو دیم چو ظرف و مظروف نیست محی الدین ابن اعرابی اینجا نیز با صطلاح منقول ... گوید او کالکلی الطبیعی است و کلی طبعی در اجزای خویش نه داخل است و نه خارج از ایشان است نه متصل نه منفصل۔

خدائے تعالی با عالم چہ نسبت دارد درون است یا بیرون است روح ہم داخل است وہم خارج او ہم داخل باشد با عالم ہم خارج وہم روح نہ داخل است نہ خارج او نیز در عالم داخل باشد نہ خارج ایعزیز فہم کن کہ چہ گفتہ میشود روح با قالب متصل نیست ومنفصل ہم نیست خدائے تعالی با عالم متصل ومنفصل نیست این بیتہا گوشدار

بیت

حق بجان اندر نہان وجان بدل اندر نہان[۵۶] — اے نہان اندر نہان اندر نہان اندر نہان
اینچنین رمزے عیان گر یا نشانست و بیان — اے جہان اندر جہان اندر جہان اندر جہان

وجہ دویم اضافت کردن این جان با قالب چنان باشد کہ اضافت واطلاق لفظ انسان با آدمی چون لفظ انسان را اطلاق کنند قومے از عوام پندارند کہ مفہوم ازین جز قالب نیست اما اہل دل دانند کہ مقصود ازین خطاب واطلاق جز جان[۵۷] حقیقت مرد نباشد چنانکہ گویند فلان عالم وجاہل وقادر وعاجز وسخی وبخیل ومومن وکافر

---

[۵۶] **قولہ حق بجان اندر نہان** یعنی حق بجان متعلق است یعنی در نہانی یعنی تعلق او باوے است اندرونہانی نمودگوئی ہمین روح است او نیست دل درروے وجان بدو متعلق جان ہم بدل نہان باشد این جہان اندر جہان خطاب او را کرد کہ او جہان است واو ہم درجہا نست پس این اندر جہان اندر جہان کلی طبیعی [illegible] وجودات موجودات موجود واز جملہ موجودات نہان قاضی ہمان خوش نہانی میگوید ایک بندۂ خدا است [illegible] الناس اوست تجاوز اللہ عنہ مثالے است از حکما کہ عالم صورت خداست ومحل مظہر خدا عالم قایم بخدا وخدا پیدا بعالم چنانکہ سراب بہوا ظہور ہوا سراب وسراب صورت ہوا وسراب قایم بہوا ظاہر بسراب

[۵۷] **قولہ جز جان حقیقت مرد نباشد** این سخن نیز خطا است حق صواب سخن این است قالب [illegible] روح نیضے کہ این روح کہ آنرا بیک جا جمع کنند انسان نامند۔

اینہمہ اوصاف جانست ونعت او ونشان او ونشاید کہ قالب بچیزے باشد ازین صفات
بہیچ حال بر قالب نیز من طریق المجاز ہم اطلاق کنند یعنی لفظ آدمی وانسان چنانکہ گویند
زید قصیر وطویل وعریض واعمی اما کافری ومسلمانی وسخاوت وبخل وعلم وعمل وجہل این جملہ مخصوص
باشد بجان بے نصیب قالب اما کوتاہی ودرازی وکوری وکری مانند این نصیب
قالب باشد وجانرا ازان ہیچ نصیب نباشد پس فرق باشد میان اطلاق مجازی کہ
بر قالب ومیان اطلاق حقیقی کہ بر جان ودل درین معنی سہ گروہ آمدہ اند گروہے از
عوام چنین پندارند کہ آدمی بجز قالب نیست چنانکہ خدائے تعالی بیان میکند اِنَّا خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ وجائے دیگر گفت اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ و
گروہے دیگر از علما ہم جان فہم میکند وہم قالب چنانکہ خدائے تعالی گفت وَصَوَّرَکُمْ
فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ اما گروہ خواص اطلاق آدمی وانسان را بر جان کنند وآدمی را جز جان ندانند
وقالب را از ذات انسان ندانند بہیچ حال بلکہ قالب را مرکب دانند وآدمی را کہ
جان است راکب وسوار وہرگز مرکب از ذات راکب نباشد اگر کسے بر اسپ نشیند او

قولہ اینہمہ اوصاف جان است آرے اوصاف جان است ولکن با قالب وفیض او فیض جاہل
چگونہ باشد چو مرد را اطلاع بر حقیقت نمید ہد گوئی او جاہل است چنانکہ روح را جاہل نامند **قولہ** بے نصیب
قالب قاضی ہرچہ صوری است نسبت بقالب میکند وہرچہ معنوی است بجان نسبت میدہد **قولہ** اِنَّا
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اینکہ عوام گویند کہ انسان قالب است راست میگویند انسان ہمین است حیوان ناطق
این صورت است وہمی است کہ عوام میگویند وطین لازب ہم برین دلیل لیکن ارضی است کہ سماوی باو است
اگر نظر بر صورت ارضی کنی حکم کنی کہ انسان ہمین است وانکہ شئے باو متعلق است ازان او نہ با او ماندے
دہمہ وقت از وجدا اما تعلق مائی است **قولہ** اگر کسے بر اسپ نشیند آرے تمثال نیکو است دیکن انسان
را بقالب کہ قلب روح انسان چرا خوانند چنانکہ تو گوئی سوار آمد ازین عبارت شخصے بر مرکبے نشستہ آمد انسان

دیگر باشد واسپ دیگر و قفص دیگر باشد و مرغ دیگر نابینا چون قفص بیند گوید این مرغ خود
قفص است اما بینا در نگرد و مرغ را میان قفص بیند داند که قفص از برای مرغ باشد و
قفص محتاج مرغ باشد و از برای مرغ قفص بکار دارند اما چون مرغ را خلاص دہند قفص
خود کجا بود اما یعنی ہم آنچہ بصفات بشریت و قالب تعلق دارد چون اکل و شرب و جماع
و نوم و خواص این ہمہ صفات را باطلاق از خود نفی کنند نگویند کہ خوردیم و خفتیم گویند بخورد و بخفت
و گرسنہ است و تشنہ است ارباب بصائر را بطریق مشاہدہ معلوم شدہ است و
دانستہ اند کہ جان چون راکب است و قالب چون مرکوب و چون کسے اسپ را
علف دہد و او علف خورد ہرگز اضافت خوردن اسپ بخود نکنند این قوم ہمچنین روا
ندارند اضافت خوردن و خفتن با خود کردن بعدہ کہ حقیقت ذات انسان چیزے
دیگر باشد و آنچہ خورد و خسپد چیزے دیگر اما یعنی ہر کہ گوید کہ آدمی مجرد قالب است
و بہوسد و بریزد در گور و جان را عرض خوانند و جز عرض ندانند چنانکہ اعتقاد بعضے متکلمانست
و گویند کہ روز قیامت خدا باز آفریند و اعادت معدوم از این شیوہ دانند این اعتقاد

گوئی آن مفہوم شد ذاتے متصرف آن ذات مستعلی بران ذات روح است ہرگز قالب۔ روح نباشد مگر بران معنے
کہ تقسیم المباحث دیگر بابت عالم است قولہ نابینا در نگرد تو احساس معنی کند و از مرغ ہم او را احساس شود یعنی
بہ بینا ئی جدائی بود وجہ کہ این فعل عین مرغ است الا بینا بحق دیدن بیند پرندہ را چیزے دیگر است
و قفس دیگر است قولہ نگویند خوردیم و خفتیم و لعمری اگر گویند خفتیم یا خوردیم ہر دو یکے باشند آن خوردیم و خفتیم
واقع بچہ ما چنانکہ مرد متعزز دکرم گوید کہ ما چنین کردیم او کسے است کہ از خود بیرون آمدہ از شخص حکایت میکند کہ
او گوید ما خفتیم ما کردیم ما خوردیم خورد و خفت ہمین معنی دارد قولہ اضافت خوردن با خود نکنند این قاضی انتہے
ما این قالب وابہ است و دہندہ علف روح است پس ہمین آید اگر گوید ما خوردیم عبارت از این معنی باشد
کہ روح مربی قالب است اقتدار و تمکین آن دارد کہ خوردم چنانکہ اسپے و دابہ کہ او را علف دہی۔

باکفر برابر باشد اگرچنانکہ آدمی بمرگ فانی شود پس[٦٥] مصطفی علیہ السلام بوقت مرگ چرا گفت
بل الرفیق الاعلی والعیش الاصفی والکاس الاوفی و آنکہ گفت القبر[٦٦] روضۃ من ریاض
الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران و آنکہ با دختر خود گفت وقتی وی بخندید انا سریع لحاقا
بی و ریغا العزیز چرا بلال حبشی بوقت مرگ گفت غدا نلقی الاحبۃ و حبیبی محمد و حزبہ[٦٧]
و تمامی این معنی از خدا بشنو و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم و مصطفی

قولہ[٦٥] پس رسول علیہ السلام وقت رحلت چرا گفت بل الرفیق الاعلی آرے او علیہ السلام آن بود
کہ بمرگ فانی شود از آنچہ قالب ہمین قلب شدہ و قلب او بار وح و فیض متحد شدہ است و فیض قابل فنا نیست
این چنین چون فانی شود و آنکہ گفت بل الرفیق الاعلی والعیش الاصفی مع الذین انعمت علیہم
گفت اختیار ماندن و رفیق بدستش داوند یعنی رب تعالی خواست کہ او عیشی بحضرت قرب باشد و آن اختیار او باشد
اگرچہ بود او در دنیا ازین عیش بیرون بود اما صورت ظاہری ہم خواست کہ مزاحم وقت او باشد ہمہ او تمامہ و کمالہ عین
عیش و متحد بر رفیق اعلی باشد و آنکہ فانی شود حکما چنین گفتہ اند ان الموجود لا یصیر معدوما بل ینتقل من صورۃ الی صورۃ
من ہیئۃ الی ہیئۃ علی ہذا فنا کلی نیست آرے اگر فنا کلی بودے بعث نبودے از ہیچ ہیئتے آمدہ است
و از صورتے بصورتے باز گشتہ است قولہ[٦٦] القبر روضۃ من ریاض الجنۃ ہیچ نیستے این برای بقاے
آدمی را دلیل میکند معنی حدیث این است یکے در گور نہند و او را بہ گور نکند و گور او باغے و بوستانے باشد یعنے ۔۔۔
مگر ہیچ ناخوبے نباشد و گور او بدان صورت کہ نماید کوے تنگے کافتہ اند و دران او را فرود آوردہ این صورت نماید و نہ آنچنان
باشد روضۃ من ریاض الجنۃ نسیمے از بہشت و روحے از آنجہان پیش از آنچہ او مبعوث شود بعد مردن بصفت او ۔۔۔
آن معمورہ فائز باشد قسمے کہ من الجنۃ و ما فیہا و حفرۃ من حفرۃ النیران این برعکس آن بلال رضی اللہ عنہ در حالت مردن این میگفت
کہ فردا با دوستان ملاقات کنیم و آن دوستان محمد و گروہ محمد از این ملاقات نہ ملاقات جسمانی ملاقات روحانی است
این نیز دلیل میکند برین بعد مرگ آدمی فانی نمی شود قولہ[٦٧] و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ مقتول
در راہ خدا دو اند یکے آنکہ در جہاد اکبر کشتہ شود دوم آنکہ در جہاد اصغر انیست موت صوری و حقیقۃً زندہ اند

جاے دیگر گفت المؤمن[68] حی فی الدارین وجائے دیگر گفت ان اولیا[69] الله لا یموتون ولکن ینقلون من دار الی دار این ہمہ بیان آنست کہ اگرچہ قالب بمیرد جان زندہ و باقی ماند و اگر قالب را بمنزل گور برند جان را فی مقعد صدق رسانند و اما آنچہ فہم تواند کرد و اعتقاد عوام را بشاید آنست کہ قالب مسخر و مطیع روح[70] باشد و روح فرمانیدہ قالب اما گاہ باشد کہ نسبت و اضافت روح باشد چنانکہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ ظلومی[71] و کفوری صفت جان باشد نہ صفت قالب آنجا کہ با مصطفی[72] گفتند قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ این اشارت باشد بقالب و در آیت دیگر گفت لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ این نیز اشارت بقالب است اما آنچہ گفت انا[72] سید ولد آدم و انا لست کاحد کم این خطاب با جان است و این حدیث نیز مصطفی[73] گفت

عندریب تعالی دست تصرفات مناوکی تا کردہ اند در فضاے ربوبیت قدم نہادہ بفراغت پا دراز کردہ خوش خورم فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر انمابن کلام نیز ہمبران مرتبط است کہ گفتم قولہ[68] المؤمن حی فی الدارین ہم بدان معنی کہ گفتم حیات دنیا را شرح حاجت نیست حیات آخرت را تلویحے کردہ ام تو فہم خواہی کرد قولہ[69] اولیاء الله لا یموتون ہانکہ گفتم قولہ[70] و روح فرمانیدہ قالب چون متحرک بہ تمایہ روح باشد ظلمے و کفرے کہ در قالب ظاہر باشد بقدرت و بمکنت روح باشد بحقیقت کہ اضافت بدو شود اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ قولہ[71] اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ نسبت جنسیت بیان کرد یوحی الی بیان خصوصیت این قالب بآن وجہے کہ باوے است این محمدیہ است اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یوحی بیان کرد کہ این بشر با من نسبتے تامے دارد ہر کہ بچو من باشد و بدان صفتے کہ منم بود یا صاحب الہام باشد یا خداوند وحی اگر ولی است الہام باشد و اگر نبی است با وحی باشد و نبوت منقطع ولایت باقی است انا بشر گفتہ است اینست را اضافت بشریت کرد ہمہ بیت ما یوحی الے اشارت فرمود ولا اقول ملک ولا اعلم الغیب ہم برین معنی مرتبط است قولہ[72] انا سید ولد آدم در ولایت نسبت بہ بشریت دارد و لیکن بشریتے تامے و قالبے

انا اعز علی اللہ من ان یدعنی فی التراب اکثر من ثلث لیال این نیز اشارت با جان پاک او است
که در خاک نگذارند اما انچه گفت انما انا ابن امرأة تاکل القدید فی الجاهلیة این قالب
شریف او باشد اعزیز قوله کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین ہم جان باشد پوشیدہ نیست
که قالب ازین معنی معزول بود اما مجازاً قالب را نیز جان شاید خواندن که قالب در حکم
جان است و عقاب و عتاب و عطا و جز جملہ با وست از مصطفیٰ بشنو که گفت
یحشر الناس یوم القیمة علی نیاتهم و جائے دیگر گفت وحصل ما فی الصدور بود
بتلی السرائر و اگر سوارے می آید با اسپ گویند سوار آمده است اسپ را با سوار راز خوانند

مخصوص این قالب را چنان صاف شفاف کرده است که نسبت با روح برده است ہر آئینہ استحقاق ہم او را
باشد آن جسدیت که او داشت بحسب تربیتے که او را بود صلی اللہ علیہ وسلم روح نبی و ولی را نباشد ہر آئینہ سیاست
محقق گردد **قولہ** با جان پاک است جان او ہرگز خاک نبود و نباشد و میست امعنی حدیث این
است که قالب مرآن صورت ظاہری که من دارم درین صورت خاکی جز سہ روز نباشم و این سہ روز بر آسمان
چہ میگویند زیرا چہ نسبتے درین جہان بود بخاصیت چیزے ازین جہان با وے ہست بعد اصفائے آن صورت نسبتے
مانی باقی بود و آنرا تمام فرو ہلد ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا برائے سپردن مانده
است بطہارت تمام و صفائے کمال در علوی عروج فرماید قالب را با روح از و درین جہان ہیچ نمانده است
مگر آثار رحمتے که با وے بوده است که بدان بقائے و قوام دین است و تکرار عزیز واحد مگر زیادت تاکید مے
و تشبیہ مطلوب باشد و نیز اشارت بدنیست **بیت**

تا ظن نبری که ہست این رشتہ دو یکتوست ز اصل و نزع بنگر تو نکو

و نیز اشارت بدین باشد که شرف نبوت و عہدہ عزت تاج قربت حق تعالی از یک عالم بود **قولہ** کنت نبیا
و آدم بین الماء والطین یعنی در عالم ازلی او من نبی بوده ام و آدم در ارادت او آبے و گلے پدید
آمده و در آن ازل نبی بود و این در ازل بین الماء والطین چنین حدیث در صحیح بخاری است مولانا فخر الدین

از مصطفیٰ ؑ بشنو کہ گفت انّ فی جسد ابن آدم مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و
اذا فسدت فسد الجسد کلہ اگر خواہی تمامتر بشنو نظر اللہ تعالیٰ ہرگز بر قالب نیاید
و نقشند بلکہ بر جان و دل افتد کہ ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر
الی قلوبکم و نیاتکم خدائے تعالیٰ مدتے نظر مجازی با قالب کند تا بیچند کہ در دنیا باشد
تا بوقت مرگ چوں وقت مرگ باشد قالب را نیز کہ منظور دل بودہ باشد موت
نیاید و لنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ و اگر قالب منظور دل نبودہ باشد مرگ کلی باشد کہ اموات غیر
احیاء ایں معنی دارد۔ دریغا ہر کہ جان پاک مصطفیٰ ؑ را بشر خواند کافر است از خدا بشنو
فقالوا ابشر یھدوننا فکفروا و جائے دیگر گفت ابشرا منا واحدا نتبعہ انا
اذا لفی ضلال و سعر ایں جان باشد کہ از بشریت صافی بود و ازیں جہان ی باشد

... الانسان آوردہ است نقل از صحیح بخاری کردہ است خلقت انا و علی ؓ من نور واحد قبل ان یخلق اللہ
آدم باربع الف سنۃ فرکب اللہ ذلک النور فی صلب بنی آدم فلم نزل فی شئ واحد حتی افترقنا فی صلب
عبد المطلب ففی النبوۃ و فیہ الخلافۃ الکبریٰ باجماع اہل دیں لعلی محقق و مقرر است خلافت صغریٰ کہ
محققان عبارت از امارت دنیاوی کنند مختلف است **قولہ** الا ان فی قلب ابن آدم مضغۃ
مضغہ قالب و قلب متعلق معنی لطیفہ متعلق بدوست پس ایں لطیفہ را مضغہ خوانند چنانکہ جان را قلب گویند
قولہ مدتے نظر مجازی با قالب گوید گفتہ ام کہ دل را مرگ نیست اگر مردہ است مردہ باشد در العث نبود
ہم چنیں مردہ باشد آں دلے کہ زندہ شد ہرگز نمیرد ہمارہ زندہ ماند ہم ازینجا دل را العث نیست **قولہ**
ہر کہ جان پاک رسول را صلی اللہ علیہ وسلم در اول تمہید گذشتہ است ابشر یھدوننا ایشان بصفت انکار
گشتند یعنی ابشہ صفت ہدایت نباشد بنابر اں انکار نبوت محمد کافر شدند ایں ندانستند کہ صورت بشر تمثل است
محمد نور بود عین نور بود تا آنکہ سایہ او بر زمین نیفتادے **قولہ** ابشرا منا واحدا یعنی یکے از خود جنس خود را
پیروی کنیم پس اگر کنیم در گمراہی باشیم و در دوزخ باشیم آرے بشر است اما یکے از ایشان نیست در قولہ

اما انما انا بشر مثلکم قالب باشد که آن قالب از آن جہان نباشد دریغا جہودان و ترسایان گفتند نحن ابناء الله واحباؤه ما فرزندان و دوستان خدائیم جواب داد ایشان را قل فلم یعذبکم بذنوبکم بل انتم بشر ممن خلق ہنوز در کسوت بشریت مقیم شده اید دوست ما چگونه باشید دوستان خدا بشر نباشند کلیت شما ہم بشریت است باش تا از صورت بحقیقت رسی آنگاه بدانی که اصل حقیقت است نه صورت چه گوئی بشریت تو ہمچون حقیقت محققانست باش العزیز تا آنجا رسی که حقیقت عناصر و طبایع وارکان بر تو جلوه کند چنانکه این چہار ارکان و چہار عناصر صورتی چون آب و آتش و خاک و باد و چون حرارت و برودت و رطوبت و یبوست این جمله نسبت دارد بعالم دنیا و مدار دنیا را این آمد است جائی رسانند ترا که حقیقت این چہار چہار گانه ترا روی نماید زنده شوی و عیش و حقیقت ترا حاصل آید بشنو۔

البته صادق اند در واحد اما کاذب قوله[۷۹] جہودان و ترسایان گفتند با دعای محبت خود و نسبت بخواست من و تو نباشد اگر عیسی گوید انا ابن الله غلط گفته باشد اما جای مغالطه است قوله بل انتم بشر ممن خلق از تحقیق نبوت و محبت اگر تصور کنیم تلازم این عدم عذاب و مغفرت بذنوب نباید زیرا چه نباید دوستی را عذاب کند غلامی که لائق دوست باشد اما خدا با محمد این میگوید که با ایشان بگو اگر شما دوستان اید شما را عذاب چرا میکند و بخواری چرا در می آرد باید بر بشر شفقت کند و عذاب کردن او را از شفقت بیرون باشد قوله[۸۱] بشر نباشند بشر باشند اما بصفت الوہیت خدا خود را خود دوست دارد بشر طلبکه بصفت متصف است او دوست خدا باشد خدا او را دوست دارد قوله[۸۲] کلیت شما ہم بشریت یعنی نظر ایشان ہمین بود که جز آب و گل و ہوا چیزی دیگر نیست این ندانستند که صفت الوہیت با ایشان است و قاضی بیان باقی ہمین سخن ارتباط میدہد قوله[۸۳] زنده شوی این عناصر اربعه را حکما ہیولی گویند و این چہار از صورت ہیولی مراد گویند و قدیم خوانند و صورت را حادث اگر این طبایع سوی الله داری قدیم گوئی غلطی فاحش باشد

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ اینجا بیان این ہمہ میگوید خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَ
مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ ہمین معنی کہ گفتہ شد وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ترا
بنہایت رساند دریا جز این آب آبے دیگر مجوے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ
کجا طلب این آب کنی وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ دلیل این شدہ است بر طلب این

واگر این طبایع را اقتضائے ذاتش خوانی او خود بخود در پردۂ طبایع خود را اظہار کردہ است برین بیان اگر
چہارگان جلوہ کنند حقیقت بر تو جلوہ کند چہ باشد یعنی عروس عناصر حسنے با جمال وکمال کہ او دارد بر تو در سرادقات
طبایع جلوہ کند چنانکہ دیدۂ شعبدہ گرے پردہ درمیان نہد بر شبی آنجا کند وآن صور را بگرداند ہما تصورات را بر
چرخے شاندہ میگرداند این پردہ را طبایع تصور کن و چرخے کہ بران شاندہ میگردد آنرا صورت دان او انعالے
و حرکتے کہ او میکند آن نمود از حقیقت است فافہموا غتنم **قوله** وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ
شمس و قمر صورت امر و بیان حقیقت صورت از عالم طبایع شمسے و قمرے و نجوے است و تنویر استدارت ایشان
صورت شو بامرہ از حقیقت ایشان خبر داد آن نور و در ایشان را نام اوست شمس و قمر و نجوم **قوله** يَتَنَزَّلُ
الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ این آیتے کہ ابوذر روا میگوید لو فسّرت هذه الآية يقطع هذه البلعوم
وآن در تن کدام باشد کہ تن او ببرند يتنزل الامر بينهن باشد يتنزل الامر میان
سماوات وارض کہ قوام ایشان و وجود ایشان و نور ایشان بدانست و او تعالیٰ در حجاب۔
سماوات وارض خود را پیدا کردہ است اما ترا نظر جز صورت شمس و قمر نیست **قوله** وَاَنَّ
اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى آرے چو صور از میان برود ہیولیٰ مراد را حقیقت او شمری کہ از اقتضائے
ذاتی اوست منتہی بچہ شود ان الی ربک المنتہی باقی ہمہ او ماند انتہا ہم بدو شود **قوله** وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ
كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ہر کہ حیات یافت از ارادت رحمت یافت عرش علے الماء مسکن و متجلی و مظہر و معکس آب
باشد زیرا چہ آب صاف است روشن است لایق آنست کہ معکس انوار الٰہی باشد وبے نور الٰہی
ہیچ شہرت نبود۔

آب و بدین آب سوگند خورده است وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ علی ابن ابی طالب گفت این دریا
مسجور بالای عرش است [۸۸] جز این باد که دیدی بادی دیگر هست و آن کدام باشد
آنست که مصطفی گفت لا تسبوا الریح فانها من نفس الرحمن جز این آتش آتشی دیگر هست
را در دل خوناب ده که نار الله الموقدة التی تطلع علی الافئدة العزیز بیا بشنید
روایت میکند که مصطفی گفت خلق الله تعالی الارواح والملائکة من نور العزة [۹۰]
وخلق الجان من نار العزة العزیز باش تا بجان رسی [۹۱] در عالم جان بدانی که جز این [۹۲]
ارکان و طبایع این جهانی عناصر و طبایع آن جهانی هست و آن کدام باشد چنانکه این
ارکان بند [۹۳] این جهان شده است عناصر حقیقت [۹۴] این چهارگانه بند و قید آنجهان
شده است بو علی سینا را معذور داری آنجا که گفت ـ

قوله [۸۸] بادی دیگر هست گفته ام آنچه ستر بالا کرد او همه است اما در اشعار رموز این اشیا فانی میگوید
یعنی در اثر دریا ب ببین که چه چیز است آنجا قوله [۸۹] آتش ذوق ها آن آتش که داخل خاصان خود است
نفخه که بادی متعلق است باب آب آن فیض برسانده حرارت شوق همه از آن رسته است چرا که این موالات
نار الله خوانند نار الله الموقدة التی الی آخر هم برین مرتبط است و این آتشی است که دل را افروزد است
قوله [۹۰] من نور العزة این نور نار در یکی محل قرار داده پرتوی از نار گرفته اند نور ساخته اند نور خلاصه نار است
آنچه در جانست در ایشان هست در ارواح مذکور هست اما بصفت عالی وفتنه شده قوله [۹۱] که جز این
ارکان و طبایع آنجهانی دیگر این را بیان کرده ایم قوله [۹۲] بجان رسی در عالم جان بدانی ادم
جان که قاضی گفته است نون مشدد کند یعنی چون بجان در عالم جان رسی یعنی برو جزو فهم آدمی بدانی جز این ارکان
و طبایع کدام است قوله [۹۳] بند انجهان شده یعنی انجهان را قایم میدارد و بجز این باشد قوله [۹۴] حقیقت
این چهارگانه یعنی حقیقت انجهان ظهور آنجهان بدین شده است و حجاب انجهان ظهور آنجهان بدین
چهارگانه شده است چنانکه اقتضای ذاتی گفتند ـ

۹۵ عناصر اربعة قديمة بدین عناصر که قدیم میخواند عناصر حقیقی و ۹۶ عناصر بہشت میخواہد نہ عناصر دنیا در ینجا خلق بسے مختصر فہم آمدہ است واز حقیقت کار سخت دور افتادہ انداز معانی آن باللہ التوفیق ۔

تمہید اصل ثامن در بیان قرآن

العزیز ازین آیت چہ فہم کردی کہ حق تعالیٰ میگوید لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ و مصطفیٰ گفت

قولہ ۹۵ العناصر الاربعة قديمة ہم بدان اعتبار کہ بالا گفتہ ام واگر جز آن باشد غلطے مخفے باشد

قولہ ۹۶ عناصر بہشت میخواہد و قدیم چہ باشد یعنی او را فنا نیست او قدیم است یعنی اقتضاے ذاتی است آن در بہشت عناصر اربعہ ہم از عکس پرتو اوست این عنایت نیکوست اما در شرح اشارات بو علی باید دیدن کہ او آنجا بکلام معنی قدیم گفتہ است اما این بہشت میگوید عنایت قاضی است ۔

تمہید اصل ثامن

قولہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ قاضی معنی آیت ظاہر و باطن گفت معنی ظاہر را و باطن وانچہ مارا دست دہد گویم خدا فرمودہ قرآن بر نوع انسان نازل شد واکثر ایشان بصفت اعراض وانکار پیش آمد و قرآن را کہ این صفت است اگر بر کوہے انزال کنیم خاشع گردد و پارہ پارہ شود علے ہذا دل انسان سخت تراز کوہ باشد معنی دوم آنکہ اگر قرآن را بر دلے کہ صلابت و قوت ہمچو کوہ باشد بموجب تو اتر تجلیات و توالی کشوفات کہ بادے شدہ است واو گمان بردہر صادرے و وارد ے کہ بر وافتد واز جاے اضطراب تواند کرد و او را از جاے نتواند گردانید اگر این قرآن براے آنچنان دلے انزال کنیم قرآن آن قوت و آن شوکت دارد کہ آنچنان دلے را خاشع و متصدع گرداند اگر قاضی این معنی

القرآن غنی لا فقر بعده ولا غنی دونه العزیز چون قرآن نقاب عزت از روے خود برگیرد و برقعۂ عظمت بردارد ہمہ بیماران فراق لقاے خداے تعالی را شفا دہد وجملہ از درد خود نجات یابند از مصطفی ؑ بشنو کہ گفت القرآن ھوالدواء العزیز قرآن چیست کہ طالب را بمکشد و بمطلوب میرساند قرآن را بدین عالم فرستاند در کسوت حروف درہر حرفے صد ہزار غمزۂ جان را تعبیہ کردہ اند آنگاہ این ندا در دادہ اند واذکر فان الذکری

عنایت کردہ باشد زہے عنایت کہ بود معنی دیگر خاصہ قرآن وآن سر تجلی او صفت اللہ تعالی است کہ بر کوہ تجلی کند چنانکہ کوہ موسی ذرہ ذرہ گشت این کوہ نیز ہمچنان شود صفت از موصوف منفصل نیست چون صفت بآن موصوف تجلی کند ہمان پیش آید کہ موسی را وکوہ موسی را پیش آمدہ بود واین سخن قریب است بدم سخن کہ گفتیم کہ مے در صلابت وقوت تجلیات ہمچو کوہ گشت آنچنان مضطرب چنانکہ کوہ موسی مضطرب شد **قولہ** القرآن غنی قرآن غنی است یعنی قرآن واسرار قرآن کہ نوع علوم شد غنا ئی دست داد کہ ہرگز بعد از ان فقر نباشد بجائے رسید کہ بازگشت نباشد او را کسے نتواند کہ از ان باز گرداند ان اللہ لا یوصف بالمحال یک شے کہ آن جزء لا یتجزی باشد آنرا دو کردن کسے نتواند وآنکہ گوئی کسے تواند جائے باشد انتہا نقطۂ وحدت است تجزیہ وتقسیم نپذیرد علے ہذا این عنایت باشد کہ بعد از ان غنا فقرے نباشد ہرجا کہ غنا است کہ آن جز قرآن است آن غنا غنا نیست ودون یعنی قبل باشد یعنی پیش او کہ ہمین بدین غنا شئی دیگر نباشد **قولہ** چون قرآن نقاب غیرت از روے خود برگیرد یعنی برقعا بی او مطلع شوی بدانی ہرجا کہ کلامے است کلام اوست چون نقاب خواست برقع عزت وعظمت از روے برشود ہر بیماری کہ بود شفا یابد **قولہ** القرآن ھوالدواء اطلاع بر حقیقت ومبدا ومعاد بقرآن شد ہر آینہ درد شک وظنون را شفا داد مرد بصحت ویقین اصلی باز آمد **قولہ** آنکہ این ندا در داوند متکلم حقیقی کلام او نیز حرفے وصوتے باشد وچون خواہد آن کلام کہ او را حرفے وصوتے نیست کسے را بدان علم دہد جز در کسوت صوت وحرف نباشد کلام صفت متکلم وصف آن متکلم بر تنزیہ است پس در حرفے کہ متکلم بر آن شاہد وظاہر است تو چہ گوئی دراین چنین کلام ہزار ہزار غمزۂ جان ما را تعبیہ کردہ اند یا نہ **قولہ** واذکر فان الذکری

تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ گفت تو دام دعوت و رسالت بنہ آنگہ صید ماست دام با خود واندو با بیگانگان خود ما را ہیچ طمع نیست اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ہر چہ ہست و بود و خواہد بود جملہ در قرآن است وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ اما تو قرآن را کجا بینی بہہات بہہات قرآن در چندین ہزار حجابست تو محرم نیستی اگر در درون پردہ ترا راہ بودے این معنی کہ تو میرود جلوہ کردے ایعزیز اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ قرآن خطاب لم یزل است با دوستان خود بیگانگان را ازان ہیچ نصیب نیست جز حروف و کلمات کہ بسمع ظاہر شنوند زیرا کہ سمع باطن ندارند اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ و جائے دیگر گفت وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ و اگر دانستے کہ ایشانرا سمع باید دادن تو دادے ہرگز از بیگانگی خلاص نیابند چہ گوی بولہب و بوجہل قرآن دانستند یا نہ اما از جہت عربیت و حروف میدانستند اما از حقیقت او کور بودند و قرآن از ایشان خبر داد کہ

تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ اصل ۔۔۔ را بیاد دہ سر کلام متکلم بیان کن آنکہ مؤمنان را نفع باشد **قولہ** تو دام رسالت بیفگنی یعنی آنچہ از خدا ۔ رسیدہ است و تو بدان تبلیغ میکنی آنرا انکار کن مگی کہ آنجا نہادہ دانہ کہ انجا گستردہ ہر کہ صید باشد از ہر آن ۔۔۔ خود آنجا آید **قولہ** ہر چہ ہست و بود گفتم جا اسرار مبدا و معاد در قرآن بہ نقد است **قولہ** جز حروف و کلمات کہ بظاہر بشنود چنانکہ سنائی گفت **بیت**

عجب نبود کہ از قرآن نصیبت نیست جز نقشے ٭ کہ از خورشید جز گرمی نیابد چشم نابینا

قولہ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ہر چہ سمع قبول ندارد اگر چہ سمع صوری دارد ہمین آید لمعزولون **قولہ** لَاَسْمَعَهُمْ بسمع القبول و اصغاء الوصول **قولہ** چہ گوی ابوجہل و بولہب قرآن دانستند اینجا موافق بقولہ لاسمعہم ترجمہ ۔۔۔ آیہ ابولہب این بود کہ محمد ما راست کرد و ابوبکر و عمر این دانستند کہ او تعالی چنانکہ قبیح و حسن آفرید ہم کلامے مذموم ۔۔۔ پیدا کرد او گوید کہ اگر تو از خدا سخنے شنیدہ باشی بدانی کہ ہر چہ ہست و گوید اگر تو حکایت کنی مردمان انکار کنند و از تو بیزار گردند **قولہ** اما از حقیقت کور بودند یعنی کہ بگویند از سخن حقیقت کور بودند ہم بحکم ۔۔۔ کردہ بودند سمع کلام حقیقت

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ **العزیز** بدانکه قرآن مشترک الدلالت واللفظ است وقت باشد که لفظ
قرآن اطلاق کنند ومقصود از آن حروف وکلمات قرآن باشد واین اطلاق مجازی بود ودرین
معنی قرآن چنین گوید که کافران بشنوند وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ
كَلَامَ اللَّهِ اما **حقیقت قرآن** آن باشد که چون لفظ قرآن را اطلاق کنند جز بر **حقیقت** قرآن اطلاق
نکنند وآن **جز بحقیقت نفهمند** واین اطلاق حقیقی باشد ودرین مقام قرآن گوید کافران نمی شنوند کافران
إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وجای دیگر گفت وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا

گنگ بودند از گفتار حقیقت کور بودند از دید حقیقت **قوله مشترک الدلالة** چه باشد مشترک الدلالة یعنی را مشترک
اطلاق کنند اما مشترک بوجه قرآن اگر عبارت از کلام نفسی است او را کسی نشنود وهمه مختص بذات تعالی وآنکه جبرئیل شنید
یا در لوح نبشت آن برای استماع کلام نفسی حرفی وصوتی مخلوق کرد آن حرف وصوت را جبرئیل شنید وهمان حرف
وصوت جبرئیل بمحمد رسانید قاضی درین کلام گوید بیگانگان جز حرف وصوت نشنیده وانچه بر محمد نازل شده است
دیگر که در ضمن آن حرف واصوات اعلام وتفهیم کرده جز عارفان محقق ندانند وانکه حقیقت کلام الله
است از آیتها است که لا یطلع علیه شخص ولا یسمع احد آن کلام ازلی وابدی ودیمومی است آن کلام
را انقطاع وابتدا نیست **لمن الملك اليوم لله الواحد القهار** هم در قیامت گوید این دم هم
گوید او بذاته با کلام است چنانکه او را انقطاعی وانصرافی نیست کذلک کلام او را آنکه در فقه اکبر گوید
هم حرف وصوت کلام الله است بدان معنی گوید که خداوند سبحانه وتعالی آن کلام نفسی را بسمع نخواهد میتواند — کلام الله
بشنواند جبرئیل در لوح محفوظ نویسد تا جبرئیل محمد علیه السلام را بشنواند عبارت ازین است این ...
گفتیم هوش داری که ملاحظه حدایق علم تلخیص وتهذیب کرده بنشسته ام برای فهم مسترشدان د — لا گفته ام
عامه علما **قوله نمی شنوند کافران** یعنی اسرار او را وحقایق او را نه کلام نفسی که مومنان وکافران ... برابر اند
قوله انك لا تسمع الموتى که اینجا موت حقیقی است که در تصرف کتم عدم اند.

ابو لہب از تَبَّتْ يَدَآ اَبِى لَهَبٍ چیزے دیگر نشنود و ابوجہل از قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چیزے نشنید کودک از نقطا اسد و گرگ و مار حرف[۱] بیند اما عاقل ازان نقطا اسد معنی[۲] بیند آنچہ بوجہل و بولہب ازقران بشنیدند ابوبکر و عمر نیز بشنیدند اما بوبکر و عمر را داد ندا از فہم حقایق معانی قرآن ابوجہل و ابولہب را آنجا راہ نباشد وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ و جائے دیگر گفت وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا و این حجاب بیگانگی نگذارد کہ ایشان جمال قران را بیند ایعزیز گر عمر خطاب از نجا گفت لیس[۳] فی القرآن ذکر الاعداء و لا خطاب مع الکفار گفت نام بیگانگان در قران نیست با کافران خطاب نباشد لے دوست نام ایشان در قران از بہر دوستان یا ذکر تا ایشان بدانند کہ خدا با ایشان چہ کرم کردہ است و خطاب ایشان از بہر دوستان است و گرنہ نام بوجہل و بولہب فرعون در کتابت در قرآن چہ فائدہ دارد ایعزیز در راہ سالک مقامے باشد کہ چون بدان مقام رسد بداند کہ ہمہ قران در نقطۂ[۴] باء بسم اللہ و باء در نقطۂ میم بسم اللہ و ہمہ موجودات را در نقطۂ بسم اللہ بیند منالش را گوشدار اگر گوئی لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ آنچہ در آسمان

قولہ[۱] حرف بیند مگر کہ حرف بیند بگو کہ صورت و ہیکل بیند قولہ[۲] معنی بیند معنی ایذائے و قتلے کہ او دارد کودک مطلع بر معنے ایذا و قتل اسد نیست شاید دست بیند از دیگر و داند کہ چیزے نقشے و مصورے است اما عاقل داند کہ چہ بلا است قولہ[۳] لیس فی القران ذکر الاعدا یعنی مراد اعدا نیند غرض اینست کہ ایشان بشنوند بدانند در قرآن بدین معنی ذکر اعداء در قرآن نباشد قولہ[۴] چون نقطۂ بای بسم اللہ قال علی کرم اللہ وجہہ العلم نقطۃ کثرہا الجہل ہم از نجا گویند العلم کلمۃ بل حرف بل نقطۃ ہمہ یک چیز است آنکہ درویشان گویند در جائے کس است یک حرف بس است نقطہ ہمانست کہ گفتار امیرالمومنین علی آمد یعنی از حقیقت اگر سخنے گوئی خواہی حقیقت را بدانی و آن حقیقت چنانکہ نقطہ ولیکن از تقسمہ و تجزیہ بیرون اگر تجزیہ و تقسمہ پزیرد آن نقطہ حقیقی نباشد

وزمین است ہریکے رایگان یگان مفرد نام برشماری روزگارے بے نہایت بکار باید داشت باش تا آن دولت دست دہد خود را بینی در دائرہ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ او محیط بندہ باشد و بندہ محاط او تا وجود خود در نقطہ کہ در زیر با بسم اللہ است وجلالت با بسم اللہ را بینی کہ خود را بر محرمان درگاہ جلوہ مید ہد از نقطہ این با اما این ہنوز نامحرومی باشد کہ اگر جمال سین یا میم بینی آنگاہ بدانی کہ محرومیت چہ باشد دریغا از قرآن جز حرف سیاہ نمی بینیم

وآن عدم تقسیم وتجزیہ بجای اعتبارات است وبجز این ہرچہ گوئی ستر سے بدان نقطہ کردہ باشی ودیگران یعنی اہل کثرت وغافلان از حقیقت وحدت در نقطہ بسم اللہ بینند یعنی کثرت وتفرقہ بینند آرے جزئیات را نہایتے نیست کلی اینست لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ **قولہ** اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ یعنی تجلی حقیقت شود او سبحانہ محیط ہمہ اشیا چون تو بدان احاطت رسیدی ہمہ را باشی باز نہ آنست آن جزئیات در عالم تو باشند اما او تجلی کرد کہ ہمہ محیط است بتبع آن تو ہم محیط شدے بکلی نہ بجزوی احاطت جزئیات بدان شد یا نہ فلاسفہ علیہم اللعنہ چنین گویند ان اللہ اعلم بالکلیات لا بالجزئیات **قولہ** محیط بر اصطلاح محی الدین ابن اعرابی انرا بالا گفتہ ام احاطت یعنے باشد یا زہر جزوے شخص معین نہ واگر گویم وخواہم بر قول شیفنا فلسفہ توفیقے وہم این سلم محقق است در فتاوی کبری دعائے وبگریم ہیت وشات ا علیم اللہ اعداد انفاس اہل الجنہ وان رام لا فلک ان تقول اللہ لا یوصف بالمحال اگر جزئیات آنجہا نرا وجزئیات آخر اور اجمع آری ہیں آید ان اللہ لا یوصف بالمحال **قولہ** اگر سین ویا میم بینی بہ عبارتے وبہر اعتبارے کہ نقطہ تجزیہ وتقسیم نپذیرد بیان کنی جز ستر حجاب او نباشد یعنی چون نقطہ برسید نیم از محرومیہ بود وسین از سر بود پس ہنوز در نقطہ با فانی گشتی با محرومی بودی پس فانی بد وشود وپس بقا بد وشد بکمال رسید نباشد دیگر چیزے نباشد از نقطہ با چو اعتبار محرمیت کنی وسین ومیم را درمیان آری لا بد ستر در ستر باشد محرومیت ہم در پردہ بود **قولہ** دریغا اما از قرآن جز حرف سیاہ نمی بینیم ہنوز گوید۔ بیت

عجب نبود کہ از قرآن نصیبت نیست جز حرفے ✤ کہ از خورشید جز گرمی نبیند چشم نابینا

عروس حضرت قرآن نقاب آنگہ براندازد ✤ کہ دار الملک ایمانرا مجرد بیند از غوغا

مستشفیان و

وارد

چون در وجود صورت باشی جز سواد و بیاض فتوانی دید چون از وجود بدر آمدی کلام اللہ ترا در
وجود خود محو کند آنگاہ ترا از محو باثبات رساند چون باثبات رسی دیگر سواد نہ بینی ہمہ بیاض
بینی و برخوانی وَعِندَہٗ اُمُّ الکِتَاب جوانمرد اقرا مرا در چندین ہزار حجاب بخلق فرستادہ اند
واگر جلالت نقطۂ با بسم اللہ بر عرش آمدے ویا بر آسمانہا و زمینہا بر جائے گداختہ شدندے
لَوْ اَنزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ہمین باشد نوش باد
آنکس را کہ بیان این ہمہ کرد و گفت کل حرف فی اللوح المحفوظ اعظم من جبل قاف گفت
حرفے از قرآن در لوح محفوظ عظیم تر از کوہ قاف است این لوح خود دانی کہ چہ باشد
لوح محفوظ دل بود و این قاف دانی کہ چیست قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۔ العزیز در عالمے

اصل او ہمہ نقطۂ آمد ہمیں روشن است قولہ ہمہ بیاض بینی عبارت از فنا و بقا یکند چون فنا از حق شود بقا بحق
باشد ہم رنگ بکلی بود واگر میگوید سواد نبود ہمہ بیاض بینی مقصودش اینست بشارت از اضطلام و بیاض عبارت
از کشف وانجلا سواد نیز تاریکی و اضطلام برود ہمہ کشف و انجلا باشد چنانکہ رسول علیہ السلام میفرماید
اذا ادبر اللیل من ھٰنا واقبل النھار من ھٰنا شب برود ہمہ روز باشد سواد ہم بیاض باشد بلکہ سواد
نہ بیاض قولہ ترا را در چندین ہزار حجاب بخلق فرستاد گفتم نقطہ عبارت ازین حقیقت است کہ
تجزیہ و تقسیم نپذیرد بدین معنے نہ عرش ماند و نہ آسمان و نہ زمین ہمہ بیکبار یکجا گداختہ شوند آیت لو انزلنا
ھٰذا القرآن الی آخرہ ہمین ارتباط یافتہ است قولہ عظیم تر از کوہ قاف است و ہر حرفے
کہ مرکب ہم از یک نقطہ چون کوہ قاف محیط بتمام دنیا ہست بیک حرف و لوح محفوظ و لوح باتمامی
خویش یک نقطہ است و نقطۂ احدیت محیط بجملۂ وجودات است نعلے نہ ایک حرف لوح محفوظ
اعظم از کوہ قاف باشد چنین بود کہ اعظم کوہ قاف باشد و تمام قرآن باہمہ حروف و کلمات
بحقیقت باز گردد ہمہ بنقطہ باز آید قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ہمین اشارت

بحقیقت

از عالمہاے خدا قرآن را بناے خوانند که در آن عالم دیگر نخوانند[۲۸] در پردهٔ قرآن را مجید خوانند
بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ در پردهٔ کتاب مبین در پردهٔ دیگر عظیم خوانند وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ[۲۹]
الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ دیگر عزیز خوانند وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ در عالم دیگر کریم خوانند که وَإِنَّهُ
لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ در جاے دیگر قرآن را حکیم خوانند که تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ قرآن را چندین
ہزار نام است که بسمع ظاہر نتوانی شنیدن اگر سمع درونی داری در عالم حٰمٓ عسٓقٓ این
نامہا پوشیده با تو بر صحرا نہند دریغا گر که مصطفےٰ[۳۰] ازینجا گفت اقرأوا القرآن والتمسوا غرايبه
غرابت قرآن جستن کار ہر کسے نباشد اے دوست باش تا بکتاب خانهٔ اوّل[۳۱] ما خلق الله
نوری رسی آنگاه اوستاد ادبنی ربی فاحسن تادیبی قرآن را بلا واسطہ بر لوح دل نویسند

---

[۲۸] قوله که در عالم دیگر نخوانند چون قرآن محیط ہمه است تا گفت ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین جمله جزئیات
این عالم و آن عالم ہمہ دران نقطه باز می آید و قرآن را ہر عالمے بناے دیگر بخوانند و مرجع او ہم بدان نام ہمین قرآن
را بجاے آسمان و بجاے عرش و بجاے زمین ہم وجود نسبت را ہم برین قیاس بر تفہیم این معنی جاے سبع من المثانی ف وجودات
گفت جاے عزیز گفت بیان مادقیق تر از بیان قاضی است اما تراهم باید قوله[۲۹] سبعًا من المثانی دو بار
نزول مثانی گفته است اما منزل ہمان یکے است عزیز گفتند از آنچه بر ہمه غالب و قوی است عزیز گویند از آنچه فہم
تو نادر و انا کہ بہر بن نسبت جائے کریم جائے عظیم جائے حکیم نام گفت و میگوید چندین ہزار نام ہم بران باید آمد ما گفته ایم
جمله جزئیات عالم قرآن است و بازگشت ہم بدان یک نقطه است نقطه در عالم حم عسق حاصل گفته است لکل شیٔ
سر و سر القرآن المقطعات اینہم در مقطعات پوشیده اند تا باکه کشاده شو و جمہار اغایت از حجاب کن ہیم را
مستتر بین ہیں را عیان و آن ہیں بر ہمه نسبت بر قاف را قربت نام نه این ہمه علیہا در حم عسق پوشیده و فہم کن که ف در عالمہا
ما چه میگویم قوله[۳۰] والتمسوا غرایبه غرایب ہم مثل آن که ما گفتیم قوله[۳۱] اول ما خلق الله نوری اول
ظہورے که پذیرفت باقتضاے ذاتی او نور بود آنگاه ادبنی ربی فاحسن تادیبی ہمین تعلیم کرد ہم بدین واسطہ
در دل بجاے لوح محفوظ به نقش شد پس ق ص حم عسق یک متہجا کافی است چندین راز کر چنانده باشد

وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم درین کتاب خانہ بدانی کہ ن والقلم
چیست العزیز چون اوخواست کہ محبان را از اسرار ملک و ملکوت خود خبر دہد در کسوت
حروف بپوشید تا نامحرمان مطلع نشوند گفت الم المص الر المر کھیعص طہ طسم طس یس
ص حم حمعسق ق ن العزیز گر کہ این خبر از مصطفیٰ نشنیدہ کہ گفت ان لکل شیء قلبا وقلب[۳۲]
القرآن یٰس این جملہ[۳۳] نشان سر احد است با احمد کہ کس بجز ایشان بران واقف نشود رباعی

اے[۳۴] سرو سہی ماہ تمامت خوانم — یا آہوے افتادہ بدامت خوانم
زین ہر سہ بگوے تا کدامت خوانم — کز رشک نخواہم کہ بنامت خوانم

ذ جان — این جملہ[۳۵] حروف را در آن عالم سر مجملی خوانند و حروف ابوجاد خوانند العزیز درین عالم
نیز کہ گفتم حروف متصل[۳۶] منفصل گردد نہ آنچہ خلق خوانند یحبہم و یحبونہ پندارند کہ متصل است

قولہ[۳۲] قلب القرآن یٰس ی و س ہر دو قریب المخرج اند و ہر دو از حروف تہجی است جملہ قرآن ہمین تہجی است
وسواد ہمہ درین تہجات است **قولہ**[۳۳] نشان سر احد است با احمد یعنی خداوند سبحانہ احد است این اسرار
با دوست خویش احمد گفتہ است و دیگر سر احدیت حقیقت احد است چو آنرا بیان کنی و بالکسے گوئی ہر آئینہ
زو حقیقی را بصورتے و بیانے آری آنگاہ گوئی پس ہم ازینجا بران زیادت شد احد با احمد ہمان حجاب شد چنانکہ
سنائی گفتہ است

بیت

از احمد تا احد بسے نیست — میمے بمیان حجاب منی است

قولہ[۳۴] یا سرو سہی حاصل بیت اوست بامہ ناما ہا ظاہر شدہ و غیرت محبت این تقاضا میکند کہ نامے معین و مشخص نکنم و بہر نامے
اجمالے و ہم تا رقیب نادان بران مطلع نشود و غیر محرم بران وقوف نیابد **قولہ**[۳۵] این جملہ حروف در عالم سر مجمل خوانند
بیکے — این ہمہ در یکحرف مندرج و مجمل اند اگر آن حروف را بیک از یکے جداگانہ کنم و یک صورت ترکیب سازم ابجد خوانند ہیچ معنی نیست از رو
لغت گر الف و با و جیمے و دالے کہ یکے کردہ اند چنانکہ الف لام اگر ابجد خوانی ہمہ بدانی و ادراک فہم کردی ہمہ در فہم تو آید **قولہ**[۳۶] حروف
جملہ متصل منفصل گردد اجمالے و تفصیلے خواہیم اجمال را در تفصیل بینیم و تفصیل را در اجمال باشیم آمدن تو از عالم اجمال

چون خود را از پردہ بدر آرد و جمال خود در حروف منفصل بر دیدۂ او عرض کند ہمچنین باشد ی ح ب ہ م اگر مبتدی باشد چون پارۂ رسد حروف ہمہ لفظ گردد العزیز ہنوز بر آن نرسیدہ کہ ترا ابو جاد عشق نویسند نشان این ابجد نوشتن آن باشد کہ حروف متصل منفصل گردد و لقد وصلنا لھم القول این معنی باشد فصلنا الآیات نشان این ہمہ است و این جملہ را ابجد عشق نوشتن خوانند در طریقت بر لوح دل سالک باش تا جمال این آیتہا ترا روے نماید کتب فی قلوبھم الایمان تا ہمہ قران با معنی بر تو آسان شود و لقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر العزیز جمال قران آنگہ بینی کہ از عادت پرستی بدر آئی تا اہل قران باشی کہ اھل القرآن اھل اللہ خاصۃ این اہل آن قوم باشد کہ بحقیقت قران رسیدہ باشد افلا یتدبرون القرآن از ایشان حاصل آمدہ باشد زیرا کہ ایشان قران قبول کردہ باشد و کانوا احق بھا و اھلھا این معنی باشد زینہار گمان مبر کہ قران ہیچ نامحرمے را ہرگز قبول کند و باوے سخن گوید قران غمزۂ جمال خود باوے زندہ کہ اہل باشد ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب گواہی میدہد العزیز کمترین مقامے کہ مرد از قران آگاہ شود آن باشد کہ باآخرت رسد زیرا کہ ہر کہ باآخرت نرسید قران نشنید من مات فقد قامت قیامتہ او را آن باشد تا خود در قیامت

ف۔ پارہ بدو رسد

ف۔ ابوجاد

یعنی تفصیل است و باز گشتن از تفصیل باجمال است۔ ی ح ب ہر حرفے را اجمال تصور کن بلکہ نقطۂ او را اجمال گفتن و بپذیر فتن این نقطہ صورت ی ح ب ہم تفصیلے دان و باز آن حروف را با کلمات دیگر اجمالے و تفصیلے تصور کن **قولہ کہ ترا ابوجاد عشق نویسند** و ہمان ابجدات نقطہ حرف با بجد رسید این ابوجاد آمد **قولہ قران غمزہ جمال خود با دلے زندہ کہ اہل باشد** یعنی خود را جلوہ دہد و او را بر خود کشد **قولہ باآخرت رسد** یعنی از خود بدر شود چو از خود بدر شود فہمے دیگر کہ آن نسبت باآخرت دارد روے نماید معنی حقیقت قران او داند من مات فقد قامت قیامتہ ہم ازین عبارت کہ از ہستی وجود خود ظاہر خود بمیرد آنچہ در قیامت مشاہدات آن او را بنقد باشد فہم آن او کند۔

برانگیزد ای عزیز ہدایت قرآن مردان را باشد که این حروف مقطع با ایشان حدیث کنند
وجمال خود بر دیدۂ ایشان جلوه دہند که چہ فہم کرده انداز قرآن پیش ازان حروف متصل باشند
ای عزیز خلق بظاہر قرآن قناعت کرده اند و ہمه از و پوستے می بینند باش تا مغز او
خورند القرآن مایدة الله فی ارضه مصطفیٰ ازین قوم چگونه شکایت میکند یا رب
ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا اگر حسن بصری ازینجا گفت انزل القرآن لیعملوا به
فاتخذوا دراسته عملا گفت قرآن از بہر عمل فرستاده اند شما خواندن او را عمل ساخته آید ای عزیز
صم گوش ندارند قرآن چون شنوند بکم گنگ آمده اند قرآن چون خوانند عمی چون دیده ندارند
جمال آیات چون بینند ہرگز بوجہل با فصاحت او از قرآن حرفے نشنید زیرا که عرف نفسه
باید تا عرف ربه باشد ایشانرا معرفت نفس خود نیست معرفت خدا چون باشد

منہ ہر چہ

قوله حروف مقطع بلکه اگر اتصال یافته است معنی مفہوم محقق شده است ہمین متصل است که از منفصل
می آید و ہمان منفصل است که متصل نمی شود ہمان سرے که در مقطع است در اتصال ہمان سر تجلی کند زیرا چه گفتیم
ہمین منقطع که متصل میگردد قوله القرآن مایدة الله فی ارضه یعنی مردم در آخرت فہم بکنند بدانند چون
بسر قرآن رسند آنہم در دنیا دانند وہم در دنیا بینند قوله ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا و او
مایدة الله باشد و او را عجز بصورت حروف دیگر فہم نکنند مرشد و ہادی ہر آئینه گله کند و شکایت پیش آید
قوله انزل القرآن لیعملوا به مقصود انزال القرآن آنست که بحقیقت فہم او رسند و باقتضاے
ان فہم عمل کنند و مردمان ہم از وجوه لفظی و لغوی درسے کردند ہمین را عمل دانسته اند قوله صم بکم عمی ہر مرد
رسید قرآن شنود ہر آئینه بداند چه او رسیده است آن سر ہم در قرآن دریابد و خواہد سخنے ازان گوید چون
نداند چگونه ہر آئینه ابکم ماند جمال او را مشاہده خواست کرد بصیرت بدان فہم نرسیده بحقیقت اعمی باشد
قوله من عرف نفسه معرفت نفس آنست که او را بحقیقت رویت شناسد و چه بحق حقیقت شناخته من عرف
نفسه فقد عرف ربه درست آید و دیگر ہر که نفس را شناخته که این تمثل کیست و از کجاست و بکجا باز گردد

ایشان بیگانہ اند اگر تو گوئی فرعون و ہامان و قارون آخر این نامہا در قرآن است من میگویم نام ایشان در قرآن نیست و بوجہل ویدو بوجہل قرآن نشنید دوستان خدا از قرآن چیزے دیگر شنوند زیرا کہ عاشق را لطف و قہر یکسان باشد ہر عاشق کہ لحظۂ لطف معشوق را بیند و لحظہ قہر او آن عاشق ہنوز خام باشد زیرا کہ ہر کہ فرق داند میان لطف و قہر او ہنوز عاشق لطف باشد و قہر نہ عاشق معشوق دریغا گوئے را با آن چہ کار باشد کہ سلطان او را

نسخہ: در قرآن ابوجہل دید و بوجہل نشنید

بحقیقت شناخت خدائے رسیدہ باشد **قولہ بوجہل دید** فرعون و ہامان و قارون قومے مقہور اند ابوجہل ذکر ایشان در قرآن دید لیکن قرآن را نشنید دوستان ازین مقام چیزے دیگر دانند ایشان چنین گویند کہ معشوق اگر قہر و اگر لطف است معشوق آن جمال دارد عاشق را بدو آن ابتلا است بہر صفتے کہ باوے روے نماید او را حظے وافرے و لذتے تمام باشد مثالے با تو گویم عاشق معشوق را در غضب بیند و بصورت غضب بر آمدہ باشد آن دم غمزہ اش در کار است و چشمش در انگار است و عاشق را ازین ذوقے تمامے و لذتے در کار است اگر عاشق بر روے معشوق می خندد و بہ برش میکشد و صد ہزار لطف در آنحالت میفرماید ساعتے وقتے دیگر است و با شخصے دیگر است بر اسپے رعنا سوار است و کلاہے کج نہادہ و چگ را بر پشان بستہ جمدرا گرد آوردہ میان پگ داشتہ حربہ بدستش بر کردہ بر یکے می آید تا گذارد و بجز الحق جا لمے دارد ہرگز در آن لطف و در آن رحمت نبودہ است تو وقتے عشق باختہ و این صورت نظارہ شدہ است پس فہمے درست کردہ و اگر نہ از عاشقان پرس وقتے گہے است معشوق عاشق را بر زمین زدہ است اگر مالش میکند در آن گنہ مالی راحتے در سینہ اوست و اگر ترا پیش آمدہ باشد بدانی و بعمری من این ناشہ کردہ ام آنگہ میگویم اکنون ایشا قہر لطف باشد اگر معشوق بہ لطف پیش آید زہے کار و اگر بہ قہر پیش آید بخ بخ کہ آن دیوانہ گمراہ شدہ گم کردہ ہمچنین میگوید آن فرعون و ہامان من بودے کہ چندین قہر بر من رفتے بدان جمال تلذذ می بودے۔

نسخہ: ...

بچوگان زند یا قہر بچوگان لطف گوے بہ ارادت چہ کار وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ہمین باشد
چہ دانی کہ این بہ بحر کدام است وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَحْتَسِبُ این آینہ ہر دو شدہ است یعنی اخرجه من البشریت واوصله بالربوبیة
بربوبیت باشد بحر ربوبیت وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ من الطیبات ایشانرا غذا میدہد
کہ یرزقه من حیث لا یحتسب ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی درین مقام گواہی میدہد
چون بدین مقام رسد از وگوے سازند کہ سلطان بچوگان عشق ومحبت آنرا درمیدان
الہیت زند پس آن ساعت این ندا کند مرحباے

ن. پس با او ہر ساعت این ندا کند

زمان بری وزلف بمیدان بری چوگان کنی وگوے بہ شاہان بری
چیزے کہ بگفتہ بپایان بری چوگان سر زلف بمیدان بری

ن. اگر تو فرمان

قولہ بچوگان لطف زند یا قہر گوے را بچوگان لطف زدن چہ معنی دارد اما او بقہر گوے را زند واو را لطفے در باب اوشد قولہ
فی البحر والبر عنایت از لطف و بحر قہر واگر عنایت عکس کنی باعتبارے ہم توانی قولہ ومن یتق اللہ ہر کہ باخدا شد
او را از جملہ مضایق مخرجے پیش آید چون عاشق متقی باشد آن وجودات حقیقی ورسمی ومادی خویش نظر ش بحقیقت حق
افتد اگر در قہر انداز دہم بدو ناظر ونظارہ باشد اگر لطف افتد ہمین صفت واگر ازین ہر دو بیرون آید ان وہان مرد این کار
جزاو نباشد بر ہر دو بیان یجعل لہ مخرجا درست تر شنید قولہ اخرج من البشریة بشریت ہم از عالم ربوبیت
اگر چنین گوئی اخرجه من البشریت واوصله بالرب سخن مرتب شد قولہ بربوبیت باشد یعنی اینکہ تو باخود خودی
تو باست عنایت از کند بحر غرق است ودر مقر او گم شدن است ودر غلطے وخطے در فعے ووضعے است عنایت از ربوبیت

ن. ترفیع وضع

کردہ است قولہ ورزقناھم من الطیبات من الطیبات عنایت از تر کرد ابیت عند ربی کرام رزق ازین الطیب
باشد ترا بیتوتت عند الرب باید طعامے نعمتے ازان سو برسے تو آید چون بیتوتت عند الرب شد ودر حضرت وہم قہر است ہم لطف

ن. شد

اگر لطف نواز د طیب بود وآن لذتے وراحتے باشد واگر حنظل مانند چشاند چون از خود دہد رزقے طیب شمرند چون عنایت محقق
شد ودر عنایت ہر دو است قولہ از وگوے کنند یعنی کہ ما کردیم استعارت قاضی را بعنایت ما توفیق دہ کہ

ایعنی بزود فرستادن پیغامبران و رسولان بسبب عنایت و رحمت و شفقت و نعمت الٰہی باشد بر خلق جہان کهیعص گواہی میدہد وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وجاے دیگر گفت لولاک لما خلقت الافلاک اگر نہ از براے وجود تو بودے وجود کونین وعالمین محو و معدوم بودے وجود عالم از بہر وجود تو ظاہر و آشکارا کردیم و ترا اے محمد از براے خود برگزیدم دریغا کہ مصطفیٰ را از بہر خود آفرید تا مونس و ہم سرّ او باشد کہ خلقت العالم لک وخلقتک لاجلی وجملہ موجودات از براے محمد آفریدند ایعنی جملہ عالم غذاے باز آمد باز غذا

یعنی باشد **قولہ** کهیعص و آن ذکر رحمت رب است **قولہ** وَمَا أَرْسَلْنَاكَ مراد شخص واحد است عنایت بجملہ پیغمبران برداز آنچہ از روے نبوت ہر یکے باوے نسبتے دارد و باعتبار نسبت ارسال ہمہ پیغمبران رحمتے از خدا است و بر بندگان دیگر ہیچ پیغمبرے نبودہ است کہ نور محمد باوے نبودہ است پس آدم الے ان تیم الامر محمد ہمیں محمد بودہ است از ینجا این سخن درست آید وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ محمد رہ یگانگی نماید محمد بخدا رساند محمد از دوزخ باز دارد محمد طعم از بہشت در کام تو دہد و شربتے از کاس وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا در کام تو چکاند فعلے ہذا ارسال او جز رحمت عالمیان نباشد **قولہ** لولاک لما خلقت الافلاک کنون تمہید این معنی بالا گفتیم کہ خلقت کون ہمہ موجودات ذات محمد شد اول مخلوق ہو آمد چنانکہ محی الدین ابن اعرابی میگوید کہ از اقتضاے ذاتی او بود پس کون از ذات چنانکہ یکدانہ تخمے بکاری او بر آید و اللہ اعلم تا چند ہزار تخم از ان یک تخم زاید محمد را ہمین میدان **قولہ** او را از بہر چند احتمال دارد از بہر معنی براے نظارہ ترا و براے شہود وجود ترا دیگر از بہر طریقہ علت و سبب اگر از بہر تو نبودے کار نشدے دیگر اگر ترا خواستے نبودے این وجودات را نمی آفریدم **قولہ** خلقتک لاجلی کلمہ جمع است و مراد واحد زیرا چہ ہیچ وجودے نیست کہ فیض وجود بمحمد باز نمیگردد [illegible] ہم بفیض وجود محمد پس ہمہ مونس و ہم سر محمد باشند و ہم یک ذات محمد را گردند خلقتک لاجلی درست شنید **قولہ** جملہ عالم غذاے باز آمد از آنچہ نگار غذا است او باشد آن عینہ [illegible] آید۔

وتماشاے سلطان آمد کنجشک از براے باز و باز از براے صید سلطان باز صید جز راجز[60] تخت سلطان رہا نکند چہ می شنوی محمد باز الہی آمدہ است وجملہ موجودات کنجشک و صید محمد آمدہ است مقصود ہمہ کون وجود او ست و این جملہ خلق طفیل او ست ایمان موحدان از پرتو روے چون ماہ او ست۔ رباعی

مقصود ہمہ کون وجود رویت ۔۔۔ و این خلق بجملگی طفیل کویت

ایمان موحدان زحسن رویت ۔۔۔ کفر ہمہ کافران ززلف مویت

ایعز یز چون[61] گوہر اصل اللہ کہ مصدر موجودات است بارادت و محبت در فعل آمد کیمیاگری او جزاین نیامد کہ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ[62] فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ اختلاف الوان موجودات نہ اندک کارے آمدہ است اختلاف صورت خلایق آیتے دان از آیات خدا کہ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ[63] اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ ایعز یز السعید[64] من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ ہرکہ از ارادت خدا سعید آمد از شکم مادر در دنیا

قولہ[60] جز تخت سلطان رہا نکند یعنی سلطان بہ تخت باشد و باز بصید کنجشک کہ دارد و محمد مثال باز است کہ دست سلطان باشد وجودات ہمہ تبع محمد بر ند قولہ[61] چون گوہر اصل اقتضاے ذاتی او مصدر موجودات باشد آن ارادت کہ وجودات از قوت بفعل رود یعنی ذات او تقاضا کرد و ذات او قابل ولایق آن باشد کہ از وے وجود ظاہر گردد حکیم میگوید بغیر ارادت او صورت ظہور نمود مرد مومن موحد گوید اقتضا بود اما بارادت واختیارات او بوجود آمد قولہ[62] خلقکم ظہورے از ذات بارادت او گفت کافر و مومن آن نیز مرتبط بارادت قولہ[63] اختلاف الوان نہ اندک کارے آید اینجا سرے بزرگ است کہ او سبحانہ بدین اختلاف صور واشکال در پردہ ایشان صورت جمال نمودہ است و ہم بدین مستترات قولہ[64] السعید من سعد فی بطن بطن عبارت از اصل وجود است کہ آن از ہمہ باطن است بر کسے کہ ظاہر نیست پس ہر کہ سعید بارادت او ہم از آن بطن و کذلک الشقی واگر گویم بطن ام زمین او ر کہ زاید آن سعید با سعادت از ازل در شکم مادر خود ہمان سعادت آمدہ است۔

نہ بودند

سعید آمد و ہر کہ از ارادت خدا شقی آمد از شکم مادر در دنیا شقی آمد و از برائے این معنی بود کہ اعمال خلق بر دو قسم آمد قسمے سبب قربت آمد بحکم الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ و قسمے سبب بعد آمد و دوری کہ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا ما آفریندہ ما و آفرینندہ کل ما اوست کہ واللہ خلقکم وما تعملون چنانکہ میخواہد در راہ بندہ می نہد و میگوید ھل من خالق غیر اللہ پس شریعت را نصب کرد و پیغامبران را فرستادند سعادت و شقاوت آدمی را در آخرت بافعال او باز بستند مقتضائے کرم بے علت و رحمت بے نہایت از ان بود کہ او را اعلام کند کہ سعادت ثمرہ کدام افعال و حرکات باشد پس انبیا را بدین عالم فرستادند و جملہ اعمال ایشانرا و احوال و صفات ایشانرا کہ در آخرت باشد بدین افعال و اعمال دنیاوی باز بستند یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یا علم من لدنی حاصل آمد بعدما کہ فرستادن انبیا جز مومن را فائدہ نہ ہر مومن را جز عمل اہل سعادت در وجود و کافر را جز اعمال شقاوت در وجود نیاید پس فرستادن پیغامبران بحق مومنان را رحمت آمد و اہل کفر را شقاوت آمد لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم منت نہاد و بر مومنان از فرستادن محمد از نزد خود

قولہ و از برائے این معنی بود الیہ یصعد الکلم الطیب و از شقی این آمد وقدمنا الی ما عملوا الی آخرہ چون خلقت ما و خلقت فعل ما ہم برائے فاعل واحد است آنرا کہ سعید آفرید بافعال سعید آفریدہ و آنرا کہ شقی آفرید بافعال اشقیا آفرید خلقکم وما تعملون بدین اشارت کردہ است قولہ پس انبیا را بدین عالم فرستادند نیکو سخنے است این اما برین معنی کہ تو گفتی فرستادن انبیا چہ معنی داشتہ باشد مگر آنکہ ایشانرا فرستادند تا سعید بسعادت خویش قبول و انقیاد ایشان کرد و شقی بشقاوت خویش انکار و اعراض نمود قولہ یا علم من لدنی حاصل آمد اگر چنین گوئی عین علم من لدنی باشد کہ از خداوند این علم حاصل باشد کہ سعادت و شقاوت ہم بارادت او بستہ است قولہ رسولا من انفسھم پیغمبر را از نفس ایشان آورد یعنی ہم از جنس او بود ند کمالیت کہ او دارد ایشانرا نیز ہم کمالیت و طالب۔

بدیشان تا پیغمبر چہ گوید وچہ کند یَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ احوال آخرت ہمہ بیان کند ایشان را و شرح طاعات و معاصی تمامی بکند و بیان حلال و حرام یکے را واجب کند و دیگر را مندوب گرداند مبشرین بالسعادت و منذرین بالشقاوت و جائے دیگر گفتہ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ اما يُزَكِّيْهِمْ آن باشد کہ دلہاے عالمیان از خباثت معصیت و رذائل صفات ذمیمہ پاک کند کہ جملہ صفات ذمیمہ سبب شقاوت آخرت باشد وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ آنست کہ ہمہ طاعت و اوصاف حمیدہ را بیان کند تا عموم عالمیان بدانند و کسب کنند تا راہ سعادت روند امنت نہادن مصطفیٰ بر امتان نہ از بہر این باشد کہ گفتہ شد از بہر آن اوکہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ یعنی اگر ازنفس محمد نبودندے این کمالیت نداشتندے چون دیگر خلق بودندے دریغا باشش تا عربی شوی تا زبان محمد بدانی کہ من اسلم فھو عربی و قلب المومن عربی باش تا قریشی شوی کہ نسبت با محمد درست کردہ باشی کہ العلماء ورثۃ الانبیاء چون ہاشمی و مطلبی شدی واشوقاہ الی لقاء اخوانی در حق تو درست آید يُزَكِّيْهِمْ خود درین مقام بدانی کہ چہ بود وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ است خود را کتاب درآموز د یعنی قرآن و حکمت آن باشد

آن کمالیت بزناد دیگر مناسبت بکلی نبودے ہم در اضلال قدیم ماندندے وازکارا و فیضے و نصیبہ نداشتندے **قولہ** باش تا عربی شوی با محمد نسبتے درستے بری آنگاہ بدانی کہ آنچہ محمد دادہ اند ترا بقسمت جنسیت نصیبہ باشد **قولہ** من اسلم فھو عربی ہمین معنی دارد ولیکن میگوید ترنی بدانچہ او مخصوص است و بدان فائز گردی۔ **قولہ** العلماء ورثۃ الانبیاء میراث بے نسب و نسبتے نرسد و علماء باللہ با رسول اللہ نسبتے بردہ اند و بیان اثبات و تحقیق آن کتاب۔ دراز گردد **قولہ** وچون ہاشمی و مطلبی شدی چون اورا با تو نسبتے واتحاد شد از سبب تفرقہ ظاہر واشوقاہ الی لقاء اخوانی ایشان با من نسبتے درست کنند واشتیاق من برائے ایشان است۔

آتَیْنَاہُ رَحْمَۃً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا و با ایشان بگوید آنچه گفتی باشد وَمَنْ یُؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا و این جمله گواهی میدهد که یا محمد ما ترا بیاموختیم آنچه بدانستی وَ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا

اے محمد تخلق کن باخلاق ما از فضل اخلاق ما که بتو داده باشیم تو نیز جرعهٔ بر بیچارگان بر زیرا که هر که ترا بیند ما را دیده باشد و هر که مطیع تو شود مطیع ما باشد مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ وَیُعَلِّمُکُمْ مَا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ این معنی باشد چون منت آمد بعثت محمد مر مومنان را پس کافران را از آن چه سود سَوَاءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ بوجهل و بولهب از وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ چه سود یافتند آن ندیدهٔ که آفتاب راحت همه جهان باشد و نعمت همه عالمیان آمد اما اگر بر گلخن تابد بوی ها کریه از آن بر آید و پیدا شود اگر بر گلشن تابد بوی ها خوش از آنجا پدید آید این نه از آفتاب آمد لکن این خلل و تفاوت از اصل و جرم این چیز آمد آن ندیدهٔ که آفتاب چون بر وجه ما آید روی ما سیاه شود و چون بر جامه آید جرم جامه سپید کند العزیز آب سبب حیات ماهی آمد اما سبب

قولہ وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا علم من لدنی علم ظلامه بذات و صفات و علمی که غیر را سطه گیرند شرح بیان آن خداوند تعالی بر شخصی که علمی که در کمین ذات اوست اعلای دهد و آنرا که با وی دوام قربت است و او را اتصالی باوی دوام شهود و تجلی است از ترقیات و تجلیات و از تحققات شهود است او نیز بر دارد هر حالتی که برو طاری شود او را علمی حادث نیز جدیدی دست دهد همان باشد بجز آن نبود مثلا فرض کنی شخصی حالتی حالی را در مرض سکندر و از وی التماس دارد و از آن واند که عاقبت این کار چه باشد و بیچه کشد ازین زیادت گفتن زیادت تر باشد فافهم قولہ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ چو محمد متصف او شدی باتحاد صفات که اتحاد ذاتی باشد قولہ آفتاب بر گلخن تابد آفتاب بر آید بر همه یک صفت تاریکی را پخته و تیره کند و دیگری کند مونا بود ما زره محمد تخلق باخلاق الله بر همه یات تابش تافت بر یکی بحسب استعداد خویش متصف بصفتی شد۔ [illegible]

موت دیگران آمد اینجا ترا معلوم شود وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا[۱] چه باشد اینجا بدانی
که آفتاب نور الله چرا جوهر محمد مصطفیٰ را سبب منوری و نور آمد و گوهر ابلیس را سبب ضلالت
و مظلمی و ظلمت آمد که تا از نور محمد ایمان خیزد[۲] و از نور ابلیس کفر و خذلان خیزد این معنی از
مصطفیٰ بشنو که بعثت داعیا ولیس الی من الهدایة شئ و خلق ابلیس مضلا ولیس
الیه من الضلالة شئ العزیز یه توان کرد لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللهِ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ
اللهِ تَبْدِيلًا این معنی دارد مَنْ يَهْدِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ العزیز — نه باشد
از آن چه فهم کردی گر که يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ بیان این با تو نکرده است العزیز حکمت — نه از این آیت
آنکه هر چه است و بود و باشد شاید و نشایستی که خلاف آن بودے سپیدی هرگز — نه آن باشد که هر چه
بے سیاهی نشایستے[۳] که بودے آسمان بے زمین لایق نبودے جوهر بے عرض متصور نبودی — نشدے
محمد بے ابلیس نشایستے طاعت بے عصیان و کفر بے ایمان صورت نبستے و همچنین جمله
اضداد و بضدها تتبین الاشیاء این بود ایمان محمد با کفر ابلیس تواند بودن اگر ممکن باشد
هُوَ اللهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ نباشد ممکن باشد که محمد را ایمان نباشد اگر الجبار المتکبر
القهار صورت نبندد که نباشد صورت توان بست که ابلیس کفر او نباشد پس پدید آمد که[۴]
سعادت محمد و شقاوت ابلیس شد ابوبکر و عمر بے ابوجهل و ابولهب نباشد همانند الاولة نظیر

قوله[۱] صدقا و عدلا گفتم هر کسے بحسب استعداد خویش نصیب گیرد و صدق و عدل چنین بود قوله[۲] از نور محمد ایمان
خیزد غرض این راز در جهان یک نور یکے را هدایت بخشید و دیگر را ضلالت نسبت هدایت و ضلالت مجازی است
قوله[۳] سپیدی بے سیاهی نشایستے اگر بودے چه عیب آمدے اگر ایمان بودے محمد بے کفر ابلیس چرا نتواند
بودن اگر همه جهان هدایت یافتے چه بد بودے و نے محال بودے آرے جوهر بے عرض متصور نبود اگر نشایستے پس کجا
و کمال او پیدا نبودے تا ضد او با نمی تقابل نگیرد و جه آید قوله[۴] پس پدید آمد که سعادت محمدی بے شقاوت
ابلیس نبود از کجا پیدا آمد اگر همه سعادت بودے چه بد بودے اما اختلاف اسامی در میان هین سخن درست آمد

فی امته این باشد و بی نباشد الا که فاسقے ملازم روزگار او نباشد و صادق هرگز بے کاذب نباشد مصطفی سبب رحمت عالمیان آمد اما در حق بوجهل نبود تا کمال شقاوت گوهر او از و پیدا شود هرگز نشنیده که نور سیاه ابلیس و بوجهل از سر تا قدم با نور احمد چه میگوید این بیتها بشنو۔

رباعی

ای نوش بباچه زهرابی بر من — وی رحمت دیگران عذابی بر من
دشنم ندہی و دست تابی بر من — خورشید جهانی و نتابی بر من

هر کاری را با غیر منسوب بینی بجز از خدای تعالی آن مجازی میدان نه حقیقی فاعل حقیقی خدا را دان آنچه گفت قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ این مجاز میدان حقیقتش آن باشد که اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا راه نمودن محمد مجاز میدان و گمراه کردن ابلیس همچنین مجاز میدان يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ حقیقت میدان لگیرم که خلق را ابلیس اضلال کند ابلیس را بدین صفت که آفرید گر موسی از بهر این گفت اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ گناه همه خود او راست کسی را چه گناه باشد گر این بیتها را شنیده نظم

همه رنج من از بلغاریانست — نا کامم همی باید کشیدن
گنه بلغاریان را نیز هم نیست — بگویم گر تو بتوانی شنیدن

ز جور ـ هنگام ارام

ولکن میگوید از اقتضای ذات تمہید و سطع آمده است چون اقتضای ذات مختفی افتاد وادی بذات اختلاف نباشد مدام صفات هر یکی از آن چاره نباشد **قوله** وصادق بے فاسق نباشد یعنی که گفته صادق بے کاذب نباشد فاسق بیکبار گفته همه رحمت رحمانی عذرت ندارد **قوله** با نور احمد چه گوید این گوید که از قدم تا هام ... هر یکی از ما بے ... نیست نور سیاه با نور سپید جمع نشود و اگر جمع شود با تمیز را اتحاد ذمیم و مصدر باشد این صورت بدنام نبود که یکی مقام نباشد **قوله** اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ یک سخن است که بعبارت مختلف تکرار افتاده و آرزے ذکر ات پیسے نباشد **قوله** گناه خود او راست یعنی بارادت خلق است اگر اضحوا هم گناه نباشد اما در لفظ ترک ادب است۔

خدایا این بلا و فتنہ از تست ولیکن کس نمی آرد چخیدن
ہمی آرند ترکان را بلغار زبہر پردۂ مردم دریدن
لب و دندان آن ترکان چون ماہ بدین خوبی تو دانی آفریدن
کہ از خوبی لب و دندان ایشان بدندان لب ہمی باید گزیدن

خلق ہدایت با محمد حوالت کنند و ضلالت با ابلیس پس چرا در حق ابو طالب عم او با خطاب کنند اِنَّکَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ العزیز ہرچہ در ملک و ملکوت است ہر یک مسخر بر کارے معین است اما آدمی مسخر بر کارے معین نیست بلکہ مسخر مختار راست چنانکہ احراق در آتش اختیار در آدمی بستند چنانکہ آتش را بجز سوزندگی صفت نیست آدمی را بجز مختاری صفت نیست پس چون در محل اختیار آمد بواسطہ اختیار از و کارہائے مختلف در وجود آید اگر خواہد حرکت از جانب چپ کند اگر خواہد از جانب راست کند اگر خواہد ساکن باشد اگر خواہد متحرک از بہر این کار در عالم ابتلاء و امتحان فرستادہ اند لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا اگر خواہد مطیع بود اگر خواہد نبود پس مختاری آدمی چون مطبوع آب و باد و آتش است در تربیت و احراق و انتباع بعد ما ہر کرا برائے سعادت آفریدند

ف۔ آبفشان است
ف۔ وانتباع و منذا دادن بود و بعد ما

قولہ چنانکہ احراق در آتش قاضی ازین مقصود این دارد کہ خواہد اختیار را ثابت کند یعنی ہرچہ او میکند باختیار خود میکند او را بصفت اختیار آفریدہ اند چنانکہ آتش را بصفت احتراق نیکو سخنے است نقصے می شود از گفتار آنکہ او خود را آفرید و این را اختیار میگوید اختیار ہست ولیکن بدین صفت بدین بیان اگرچہ رہ نقصے می بود ولیکن سخن بدان باز میگردد کہ آنکہ بدین صفت آفرید کہ اختیار کند ہرچہ کند اختیار شئے معین را کہ در و آفریدہ بدان عذاب کردہ چہ معنی دارد آنکہ در نزد وی میگوید اختیار ضروری ہم بدین معنی است قولہ اگر خواہد حرکت از جانب چپ کند این صورت کہ حرکت چپ و راست باخود راست گرفتار است آن چپ و راست رفتن ہم بفعل یکے باز میگردد و او را اختیار رواد کہ برچپ او راست دست و پا نہد نہ آنکہ ہمان اختیار اوست کہ او را ہمچنین کرد

بلف ہمی

جز مختاری بحرکات اہل سعادت نباشد و ہر کرا برائے شقاوت آفریدند جز مختاری اعمال اہل شقاوت نباشد و اہل ایمان را بیان میکند که فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ و اہل کفر را قدح کردند و وعید آتش زموند وَاَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ اما شیوهٔ ارادت در شرع مقبول نیست شرع میگوید اعملوا فکل میسر لما خلق له و اینجا دانم که ترا در خاطر آید پس دعوت و بعثت انبیا و رسل را فایده چه باشد العزیز دعوت انبیا و رسل نیز یکے آمد از اسباب حصول علم بسعادت و شقاوت مثال این چنان باشد مثلاً عسل و پیش کسے نهند و اورا آرزوے عسل بود و در آن عسل زہر است اگر مخبرے آنجا نبود جہل مرد باشد بزہر آمیختن انگبین از خوردن آن اورا جز ہلاک حاصل دیگر نباشد اکنون اگر مخبر اورا گوید که عسل آمیخته بزہر ہست واو این مرد را دروغ زن نداند لابد ترک آن عسل گفتن اورا ضرورت باشد این اختیار سبب حیات او باشد اکنون بدانکه العزیز ضرب اللّٰه مثلاً دنیا و شہوات او ہمچون عسل دان که گفتم و خلق ہمه عاشق دنیا شده اند زیرا که نزد ایشان شہوات دنیا لذیذ است در حال و از بہر لذت یکساعت بسیار سے حزن حاصل می آید که رب شہوت ساعة اورثت حزنا طویلا پیغامبران مخبران آگاه کنندگان اند مرزہر دنیا را گفتند مارا است که زہر ولر[؟] و اگر از زہر احتراز کنید سود دارد و ایشان را مصطفیٰ میگوید که الدنیا حیة فقلوا[؟] ... فاتقوها و جاے دیگر گفت در قرآن بیان میکند اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ اینجا خلق سہ گروه آمده اند گروہے ایشانرا صادق دانستند ترک دنیا کردند و ہمگی بآخرت مشغول شدند

فرجع الامر الی بیان واحد **قوله مثال اینچنانست** باشد یکه مثال ... دیگر یه ... است این انابر بیان بالا که گفت ولیکن کس نمی آرد بجیدن این معلوم میشود که عسل بہو کرده ... ودروز زہر ... کرده است و باز دارنده و خوانده ہمو است این مثال بران چه تطبیق یابد —

حاشیه: نسخه جہل مرد انگبین بزہر آمیخته بخورد

تا فلاح و سعادت ابد یافتند و گروہے دیگر وعظ و پند ایشان فراموش کردند از پس شہوت خود رفتند تا عاصی شدند گروہے دروغ زن دانستند تا ہلاک شدند و گفتند اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اے عزیز ندانم کہ از عطار ح این کلمہ شنیدہ یا نہ کہ ان اللّٰہ تعالیٰ یعامل العباد فی الابد علیٰ ما عاملھم فی الازل گفت در ابد با بندگان خود آن کند کہ در ازل کردہ باشد این کلمہ ازیں جا گفت کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ و ینصرانہ و یمجسانہ یعنی ہر کہ از فطرت سعید آمد سعید باشد و ہر کہ از فطرت شقی آمد در آخرت شقی باشد از خدا بشنو فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ہمہ بیانہا ازیں آیت حاصل شدہ است اے عزیز اینجا سرے غریب است بدان کہ دنیا محک آخرت کردہ اند

قولہ علیٰ ما عاملھم فی الازل ہر چہ در ازل بایکے معاملہ است مابین الازل والابد ہم بدان معاملہ است تا آنکہ عبداللہ انصاری میگوید ہمہ برانند تا چہ بود اینجا محمد حسینی سخنے گفتہ است ہم برانند تا چہ بود عبداللہ انصاری بران تا چہ بود محمد حسینی برین کہ تا چیست باز چون این چنین باشد آن سوال باز گردد بعثت انبیا و دعوت چہ فائدہ دہد

قولہ کل مولود یولد بر آنچہ مفطور است مولود ہمہ بران باشد سوال مشکل تر شود اما اینجا سخنے میگویم آن چنانچہ ہست ہمچناں باشد و ہمبران رود انبیا و رسل بعوث برین اند آنچہ برین اند خلقت طاری شود بدعوت انبیا و ارشاد ایشان آن طاری مضمحل گردد مثلاً یکے را در اصل خلقت سعید آفریدہ است و بواسطہ اصطحاب اشقیا نعت و صفت شقاوت برایشان افتادہ است انبیا او را ارشاد و تعلیم و تنبیہ کنند آن وصفے کہ بر او افتادہ بود بدعوت ایشان مندفع شود با صل سعادت خویش بازگردد ابوبکر رضی اللہ عنہ در اصل خلقت سعود است اصطحاب آباد امہات و اجناس خویش صورت ضلالے و شقاوتے می نمود رسول اللہ علیہ السلام او را تنبیہ و ارشاد نمود چو اصل خلقت ہمیں سعادت بود واسطہ ظلمے و تغیرے درمیان نبود ہم بیک دعوت قبول او اسعد سعدا گشت ۔

وقالب را محک جان کردہ اند صِبْغَةَ اللّٰهِ[۸۸] وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً بیان خوب دارد گو شنیدہ راز
مصطفیٰ ؑ بشنو کہ گفت الدنیا[۸۹] مزرعة الاٰخرہ میگوید دنیا تخم است میان ازل و ابد نہادہ
دریں تخمہا جملہ رنگہا پیدا می آید سعادت از دنیا و از قالب ظاہر شد و شقاوت ہمچنان و گرنہ
در فطرت ہمہ یکسان بودند تفاوت از خلقت نیامدے مَا تَرٰى فِىْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ
بلکہ تفاوت از قوابل و قوالب آمد اگر دنیا و قالب ضروری نبودے چرا مصطفیٰ ؐ را بآن باز
گذاشتندے کہ بدعا و تضرع گفتے لیت رب محمد لم یخلق محمدا و ابوبکر رضؓ گوید یالیتنی کنت شجرۃ
و عمر رضؓ گوید یالیتنی کنت طیرا دریغا این فریاد از دنیا و قالب بر می آید و گرنہ این سخن را و
این شکایت نبی و ولی را با حقیقت چہ کار معنی این سخن سہ بزرگ اعنی مصطفیٰ ؐ و ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ

قوله[۸۸] صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ہر کہ ازان بدین جہان آمد اللہ سبحانہ و تعالے او را برنگے
مخصوص گردانید و ہیچ رنگ بہتر از رنگ خدا نباشد یعنی آنکہ ازان رنگ نیست کہ او را تبدلے و تحولے پذیرد
و آنرا کہ رنگ سیاہ کردہ است البتہ سپید شدنی نیست و انرا کہ رنگ سفید کردہ است سیاہ بروطاری شدنی است
و اگر شود شستن بصابون زدن سفیدی باز گردو زیرا چہ این صبغ اوست قابل تحویل نیست **قوله[۸۹]** الدنیا مزرعة
الاٰخرة یعنی ہر رنگے او را اینجا آوردہ است ہم بدان رنگ باز میگردد ہر کہ گندم کشتہ است گندم باشد و ہر کہ
جو کشتہ جو باز گردد آنرا کہ رسول علیہ السلام گفت رب محمد لم یخلق محمدا بدین اشارت کرد و رنگ درویش
نظیف منظرے در اصل خلقت داشتم دارم این دعوت و این را رسالت و این ملامت خلق بر من زاید افتاد البتہ
بامن رنگ آمیزی میکند و اگر من ہم باصل او بودمے کہ متحد بصفات او و بذات او بودم و البتہ مرجع من ہم
بدان باشد این بلائے زیادتے بر من شود کہ مرا این بسر باید بودن ہر آئینہ این آرزوے بود یالیت رب محمد لم
یخلق محمدا شنیدۂ این سخن را کہ عشق با بود و نابود خود در اصل خلقت وجود خود آرامیدہ و آسودہ بود نغمہ ان در گوش
او رسید رقص کنان بر در میخانۂ عشق دوید تو میدانی کہ این آمدن کدام بلا ست **بیت**

نمیرفتم بلا شد سے بوئے زلفش ؎ خراب اندر پئے آن بوے رفتم

آنست کہ گفتند کا شیخ ما را در عالم حقیقت نگذاشتند ے وہرگز بعالم حکم و تکلیف نفرستاوندے ای عزیز آدمی یک صفت ندارد بلکہ صفات بسیار دارد در ہر یکے از بنی آدم دو صفت[90] باعث است یکے رحمانی ویکے شیطانی کہ یکے را روح[91] خوانند وآن دیگر را نفس امارہ خوانند قالب ونفس شیطانی بود وجان ودل رحمانی بود واول چیزے کہ در قالب در آمد نفس بود اگر قلب سبق یافتے ہرگز نفس را در قالب[92] نگذاشتے قالب کثافتے دارد باضافت با قلب ونفس صفت ظلمت دارد وقالب نیز از خاک است ظلمت دارد باہمدیگر انس ورغبت گرفتہ اند ونفس را وطن پہلوے[93] چپ آمد وقلب را وطن صدر آمد

نظم

رقتے گفتہ بودم

ہستم ولیکن نیست نابود ¶ نابود ولیکن بود را بود

نابود چہ بود بود را بود ¶ نابود چہ بود عین مقصود

گفتار مسکین عامی است اما بسیار اسرار را جامع ومحیط است وانکہ ہمیگوید ابوبکر گفت طیراطیرا یا ابا ہلوی باین سخن نسبتے ندارد وہمچنان سخن عمرؓ رسول اللہ علیہ السلام اصل بود را تمنا برد ونخواہد کہ درین جہان آید صدیق اکبر چنان اشارت کند اگر در طیرے بودے در ہواے دنیا مرد رفضلات شہوت گرفتار نبودے واگر این وجود بشریت نبودے بہتر بودے ہمچنان عمر میگوید **قولہ[90] دو صفت باعث آمد** ہر چہ نور دصفا نسبت دارد آنرا رحانی مینامند وہر چہ بلاہت وبلادت جمودت دارد اورا شیطانی میگویند واگر نہ سبعی ہم ہست ونفس موذیہ ہم ہست علے ہذا بسیار صفات باشد ونفس الحیون ہمہ این اند کہ از خدا باز میدارند آنرا شیطانی نامیدہ است **قولہ[91] قلب** خوانند اگر ممتزج بہ بدن نفس نباشد **قولہ[92] اگر سبق قلب یافتے** قالب ونفس خود قرین اند خلاصۂ قالب نفس است ہم از وے ستہ است چنانکہ کنجد وعصارہ در دغن است کنجد را شپلیدہ اند روغن کشیدہ اند این تمثل نفس شدہ وعصارہ تمثل قالب تا آنکہ جملہ ہولے نفسانی با قالب نسبتے تمام دارد خوردن وآشامیدن وجماع کردن وآب سرد وگرم ہمہ لذتہا اما ہمہ تو قالب لذت میگردد **قولہ[93] پہلوے چپ آمد** یعنی ہر جا کہ شرے است نسبت بہ یسار کنند نہ یمین

نفس را ہر لحظہ تزیین بہوا و ضلالت دہند و دل را ہر لحظہ بنور معرفت مزین کنند اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ پس درین خلق سہ گروہ آمدہ اند گروہے را توفیق دادند تا روح ایشان نفس را مقہور کرد تا سعادت یافتند وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ این معنی باشد و گروہے را شقاوت در راہ نہادند تا نفس ایشان روح را غلبہ کرد شقاوت یافتند اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ این باشد سیوم گروہ توقف ماندند تا وقت مرگ جان او ہمگی رنگ نفس گیرد شقاوت پدید آیدہ اگر جان رنگ دل گیرد سعادت پیدا شود و اگر موقوف بماند از اہل اعراف باشد وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰهُمْ از مصطفےٰ علیہ السلام بشنو کہ درین معنی چہ گفت اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِخَوَاتِيْمِهَا[97] دریغا ہر چند بیش می نویسم اشکال بیش می آید دریغا ہنوز در نفس امارہ مقیم ماندہ این اسرار جز بگوش قلب نتوانی شنیدن باش تا نفست مسلمان شود کہ اسلم شیطانی علی یدی و رنگ دل گیرد تا دل آنچہ بزبان قال

قولہ[94] اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ تلبیہ نامے است از نامہا یعنی تلب بیان آیت بالا گذشتہ است قولہ[95] اہل اعراف شود قاضی سہ گروہ کرد اما بحقیقت بدو باز گردد محرومان و فائزان اہل اعراف اگر ہمارہ بر اعراف باشند محروم مندو اگر با اہل جنت باز گردند مسعود بوند مرگ را اثرے اینجا دادن توجیہے ندارد ہم خود ببیندیش سخن چہ زیادت کنیم قولہ[97] انما الاعمال بالخواتیم قاضی بسیارے از سخنان اہل تحقیق بدہ میرود آنرا کہ مختتم بسعادت و یا شقاوت شود این سخن عوام خلق است آن قوم را سعادت و شقاوت قدم بیشتر نہادہ اند کار ایشان بہ یگانگی رسیدہ است شقاوت و سعادت در دریاے وحدت نیست و نابود اند معنے دیگر اعتبار نیست عمل را کہ مختتم معنی دیگر بہر چہ او ختم کردہ است عمل بحسب آن ختم کردہ است اگر او ختم بسعادت است ہم از ان او سعد و اگر او مختتم بشقاوت است اعمال او اعمال اشقیا خواتیم جمع بحسب از او باشد۔

توجیہ

بزبان نتواند گفتن باتو بزبان حال گوید ازین کلمہ آگاہ شوی لسان[۹۷] الحال انطق من لسان القال ہرچہ شنوی اگر ندانی عذر پیش آور آنرا وجہے بنہ واگر دانی مبارکت باد دانی کہ نعت مسلمان چہ چیز آمد برخوان اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ ہرچہ داند تسلیم سازد وہرچہ نداند عذر بنہد دریغا مصطفےٰ ازینجا گفت المسلم من سلم المسلمون[۹۸] من یدہ ولسانہ وقرآن از منکران چنین شکایت کردم وَاِذْ لَمْ یَہْتَدُوْا بِہٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ ھٰذَآ اِفْکٌ قَدِیْمٌ یعنی چون بسخن راہ نبرندے گفتندے دروغ است ما ہرگز از مادران وپدران نشنیدہ ام مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ جواب ایشان باز دادند کہ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ظاہر بینان گویند ما نیز[۹۹] این کلمات از شافعی وابوحنیفہ وغیرہما نشنیدہ ایم آن دیگر گوید علی چنین گفت وابن عباس چنین گوید العزیز این قدر نمی دانی کہ مصطفےٰ علیہ السلام چرا با معاذ جبل گفت قس الامور برائک گفت ہرچہ برتو مشکل گردد فتوی آن بادل خود رجوع کن نہ از نفس امارہ ویجوز رہائی از مفتی دل خود طلب کن فتوی دل راگویم

قولہ[۹۷] لسان الحال این سخن بالا گذشتہ است ہمانجا ببین قولہ[۹۸] من یدہ ولسانہ از مسلمانے کہ مسلمانان از دست وزبان او سلامت اند قلبش بصفت جلا وصفات ونفسش بصفت ترد دل وزدہ دست زرین چنین مسلمانے انچہ افترائے نیاید وصادق را بااذک نسبت نکنند قولہ[۹۹] ما از شافعی و ابوحنیفہ قاضی میگویند مید انداز دہنش چہ بیرون می آید امیر المومنین علی را رضی اللہ عنہ با ابوحنیفہ و شافعی رضی اللہ عنہ برابر میکند علی ہرچہ گوید ہم از حق وحقیقت مشاہدہ بیان کند اما علما اند ومتقیان مجتہدان اند ہر آئینہ معاملات حسب ظاہر حکم کنند اے بے انصاف علی را بایشان برابر منہ کہ او پیشوائے جملہ اہل دل است اگر بشرب علی درکام تو چکیدہ است فانت علیٰ ہذا نہرل ولست انت علیٰ شیٔ۔

نہ نفس امارہ را چون مفتی ما نفس امارہ بود ما پے او گیریم لاجرم حال ما کہ ہست بدتر
بود ما را مخالفت نفس واجب و فریضہ است مگر این کلمہ نشنیدہ کہ خدائے تعالی
با داؤد پیغمبر علیہ السلام گفت یا داؤد تقرب الی بعداوت نفسک گفت اے
داؤد با من دوستی کن بدان کہ نفس را دشمن داری واز بہر من با وے عدا وت میکن
اما چہ گوییم درین معنی کہ علما جاہل تر از جاہلان شدند کہ العلم علمان علم بالقلب
وعلم باللسان بعلم زبان قناعت کردہ اند و علم قلب را فراموش کردہ ایعزیز
از دست راہزنان طفلان نارسیدہ علمائے روزگار درین خلل افتاد و
ایشان قومے باشند کہ راہ شیاطین دارند و راہ خدائے تعالی زنند وقتے داؤد
گفت الٰہی کیف حال عالم الدین حق تعالی داؤد را گفت کہ یا داؤد لاتسال
عنی عالما اسکرہ حب الدنیا فیقطعک عن محبتی اولٰئک قطاع الطریق علی عبادی
گفت یا داؤد مپرس تو از من عالمے را کہ مست گردانیدہ است او را
دوستی دنیا پس قطع کنند ترا از دوستی من ایشان راہ زنان اند بر بندگان من
در نطق نزدیک باشان و در معاملہ دور ایشان بود ایعزیز اگر شافعی و ابوحنیفہ
کہ مقتدائے امت بودند اگر درین روزگار بودندے بحمد اللہ بسیار فوائد علوم ربانی
با تا راین کلمات روحانی یا فتندے و ہمگی روے بدین کلمات آوردندے

قولہ در مخالفت نفس واجب باشد اگر از وے ہوا ولذت بخلاف دل باشد و اگر از نفس آن زائد کہ از دل
میزاید آنجا مخالفت نیست موافقت ہست قولہ یا داؤد تقرب الی بعداوت نفسک ہمان معنی است
کہ من گفتہ ام نفس را خدا آفریدہ و او را نسبت بعداوت داد کہ او را حجاب خود کرد ہر کہ بدو ماند از خدا باز ماند۔
قولہ بسیار فوائد علوم قاضی بچہ را ہست و خام کار است مرنجتہ نیست بیدہ اند کہ شافعی در وقت
خویش ابتداء بودہ است بوحنیفہ از وے تقدم پیشتر دارد و شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ ... چنین نمودہ است

جز بدین علوم الٰہی مشغول نشدندے وجز این نگفتندے دریغا اگر بینائی باطن ندارند

نه از باشند تو پنداری که یالیت رب محمد لم یخلق محمدا از برای این همه بود که گفتیم اگر گفت از

بهر ظاهر بینان گفت الیعزیز درین مسئلہ چہ گوئی بلبل را آن بهتر باشد که سرائیدن

او بر گل باشد و راز او با گل باشد که مقصود او گل است یا او را در قفس کنی تا دیگرے

بہانگ ونغمات او خوش شود و مقصود بر گیرد و حقیقت این گفتار از مصطفیٰ که یالیت

رب محمد لم یخلق محمدا اینست که میگوید کاشکے این قالب نبودے تا در بستان

الٰہی بر گل کبریا سرائیدن تنہائے لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک

که ابوحنیفه حقیقت را در پردهٔ شریعت پوشیده و شافعی و احمد بن حنبل بر معروف فیروز کرخی بسیار تردد و اختلاف

میکردند و از کلمات توحید میپرسیدند آنکه اگر فائز نبوده اند هم چون نادانے میبودند آنچه ترا فهم می شود و دانستی

که وراے آن چیزے دیگر نیست مرد بیرون افتاده و جلباب حیا از دوش انداخته هرچه خوش آید گوید

و کبار و اخیار و روئے معرفت را نوش کردند و آروغے از ایشان بر نیاید تا آنکه مردمان گمان بردند چنانکه

همین مرد گمان برد که ایشان از آن عاری بوده اند و العیاذ بالله روزے خواجه من نصیرالدین اودهی قدس الله

سره العزیز فرمود مرا عجب تا سفے آید ازین قاضی عین القضاة وچه دریغ می آید از حسین منصور این چه گفتار که ایشان

گفتند نه آنکه سبکسار بودند قوله دریغا بینائی باطن ندارند قاضی اگر بینائی ایشان بودے از باطن

ایشان کور نماندے قوله بلبل را بهتر باشد سرائی که او بر گلے باشد هرجا که بلبل سراید بر گل دارد

آن سرایا با گل هست آن دانه با دست این بلبل جز در گل نباشد نالاتش جز با گل نبود و جز از غیض

گل نرسته اکنون نباید که ازین حکایت قاضی دور ترافتد قوله بر گل کبریا لا احصی ثناء اگر این

قالب نبودے بر گل کبریائی که نالیدے آنکه او با او یکے بوده است ناله کجا بودے وچه معنی

بالا گفته ام که با آنکه او اتحاد راستی با او داشته اما صورت ظاهر او دوری نبود هم ازین نالید که

لیت رب محمد لم یخلق محمدا لا احصی ثناء علیک دو معنی دارد یکے آنکه بدان فهم که قاضی گفت

میکردے ایعزیز این حدیث نشنیدہ از مصطفی علیہ السلام کہ مرا در زمین محمد خوانند
و در آسمان فرشتگانم احمد خوانند ایعزیز دانی کہ در عالم الوہیت او را بچہ نام خوانند
گفت کاشکے محمد نبودے کہ محمد با دنیا و خلق تعلق دارد و آن عالم قالب است
گر این آیت نخواندہ کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ
اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ چہ گوئی موت و قتل بر جائے آید کہ تن او بود نہ بر حقیقت
اگر محمد نام قالب نبودے موت را بدو نسبت نکردندے زیرا کہ موت بر
حقیقت او روا نباشد ایعزیز چنانکہ قالب مصطفی علیہ السلام مرتبت داشت
جان عزیز او بہمین نسبت مرتبت دادہ اند بجمال قالب از قوالب انسانی در حسن
و خوبی بر سر آمد پس جان نیز پیش از جملہ ارواح ملکی و بشری بسر آمد و آنچہ قالب
او را دادہ اند آن کرامت و عزت انسان او را ہم دادہ اند۔

دوم کہ محمد میگوید او را ثنا نیست تا من احصاے ثنا کنیم او بصفت ثناے خویش چنانکہ ہست ہست فہم
کن قولہ و در آسمان فرشتگان احمد خوانند اگر قاضی اینجا بہشتے کہ در زمین احمد در نوشتن محمد
خوانند و در آسمان بنام احمد خوانند این نیک مناسب آمدے در بیان تحقیق در کتاب اللہ نیست کہ
مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ قصہ در زمین نداشتہ اند کہ او احمد و محمد ما در او را
پرسیدند گفت از غیب دو نفر گفتہ رفتہ اند کہ در شکم تو پیغمبر آخر الزمان است چون برائی دو نام نہی
او را بہ اہل کتاب یک الزام ایشان ہم بدین بود کہ احمد محمد نام داشت کہ توریت ہم بدین ناطق است۔
قولہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ جز سر رسالت از احد نیست و محمد صفتے ندارد کہ آن صفت را اعتبارے
کند مگر رسالت آمدن و رفتن او نسبت با آمدن و رفتن تن و تو ندارد رسل بصورت بشری ظاہر گشتند
موت صوری پیدا نمودند تا آنکہ ہیچ نبی در گور نماندہ است و نہ [illegible] گذارد و [illegible] او را نخورد
اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ [illegible] کہ [illegible] یا کشتہ شد ایچنین نماید آنکہ گفتم ما مات محمد

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ ہمین معنی دارد

دریغا وقتے دیگر گفت لی خمسۃ اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی و

انا العاقب وانا الحاشر خود بیان این نامہا نخوانده در لوح دل نام دیگرش

چہ دانی در شب معراج او را نبی خواندند کہ السلام علیک ورحمۃ اللہ برکاتہ و

جائے دیگر گفت یَاۤ اَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ و او خود را سید میخواند کہ انا سید ولد آدم ولیس

والقرآن الحکیم ہمین معنی دارد یعنی یا سید المرسلین اگر خواہی کہ نام روح مصطفٰیؐ بدانی

از اصحاب او بشنو اصحابی کالنجوم و طریق از اصحاب او شنیدن آنست کہ اصحاب

یعلم اللہ ہر بار کہ این اضافت شنیدم موی اندام من خواستہ است **قولہ** مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ

رِّجَالِکُمْ یعنی نسبتے کہ میان بنوت و ابوت باشد محمد ازان بری است ہرچہ افعال و اقوال بشری بدو نسبتے

کردند موے اندام خواستہ ہمہ نمودست و از جملہ آن بیزار است و در آن مقصود اقتداے ماست

نمودار

قولہ لی خمسۃ اسماء انا محمد وانا احمد یعنی حقیقت ہر دو با صد باز گردد گفتم میان احد و احمد

تفاوتے نیست مگر میمے صوری کہ در میان افتادہ است و چون او را خواستہ اند محمد را با دنیا تعلقے دہند

قصد دراز شد محمد نا میدند ماحی محو کنندہ صورت و معنی است سخن بسیار است اما کوتاہ گویم انا العاقب او پس

آیندہ است کار ہمہ عاقبت بدو باز گردد اول ہم بود آخر ہم او است **شعر**

انی وان کنت ابن آدم صورۃ ❊ فلی فیہ معنی شاھد بابوتی

فارسی بیت

گرچہ بصورت ارچہ ز اولاد آدمم ❊ از روے مرتبہ بہمہ حال برترم

نقش اسم اعظم است این سر ہم در عالم است آشکارو ہم نہان است وانا الحاشر ہر کجا کہ دلے از خدا باز ماندہ است

نشر او محمد کردہ است درین بیان بسیار سخنان است اما گفتیم مقصود اختصار دارم پس سین از سید دیا ازیا گرفتہ این معنی ازیہ

آمدہ است **قولہ** اصحابی کالنجوم باشند شمس و قمر را ایشان شناسند کہ نسبتے با قمر و شمس وا زند نجوم و شمس

اورا محب شوی و بدیشان تشبه کنی در اخلاق وصفات او که من تشبه بقوم فهو منهم [111]
ثمرهٔ متابعت و محبت اولیا و اصحاب پیغامبر از اصحاب پیغمبر شود المرء مع من
احب چون محبت ایشان درست گشت درین مقام اخوانیت با ابوبکرؓ و عمرؓ درست
گشت پس درین مقام او را رابطه [112] راه دهند از خدا [113] بشنو نام محمدؐ چیست که رای قلبی ربی

پیغمبران معتبر شود

وقمر ویدند یکے آنکه قمر به بتلا لو خورشش بر آید نجوم را اینقدر نمود نماند آفتاب بر آید همه نیست و نابود نماید محمدؐ را
بدین باید شناختن نیستی و نابودی در تو پیدا آید که محمدؐ چیست و کیست قوله [111] من تشبه بقوم فهو منهم هر که
از امتان نسبت با صحاب او برد چنانکه ایشان شناخته اند او هم بشناسد قوله [112] او را رابطه راه دهند سبب
اسلام و عمر رضی الله عنه یک روایت چنین نویسند ابوجهل با عمرؓ گفت که عروس حمیت عرب گم کردی چه
باشد یکے از میان ما برآید بت اسلاف ما کند و ما هیچ انتقام آن بغضب آن پیش نیاییم عمرؓ گفت امروز
آن روز است که این تیغ و گردن دشمن ما محمدؐ در خانه آمد به پدر خود خطاب همین سخن گفت پدرش هم بدان
اشارت زمود ساخته شد و بعداوت برون آمد خانه و خترؓ هم پیش در عمرؓ بود درون شد تا داما در انیز برین
یار کند دختر عمرؓ و داماد هر دو ایمان آورده بودند اما از عمرؓ پنهان میداشتند چون درون در شد زید حارثه دو داماد و
دختر عمرؓ چند آیتے از طه نازل است تکرار میکنند و یاد می گیرند هر یک باهم جدا شدند و کاغذ را پنهان کردند
پرسید چه میکردید و در چه کار بودید داماد گفت بر محمدؐ سخن خداے می آید ما نشسته یاد می کردیم گفت ایمان آورده
گفت آرے دست بایذاے داماد نهاد خیلے کند مالی با وے کرد تا آنکه سرش را شکسته خون تا پایے رسید
داماد را مضطر دانست گفت هان اکنون ازان باز آمدی یا نه گفت اے عمر این دین آن دین نیست که بدین
شدت و بدین تالم باز گردیم تو مرا میزنی ما آرزو داریم که هم درین حال و همبدین شدت بمیریم عمر این فضیلت
و تحقق او دید متامل شد گفت این استحکام و استقامت از بیهوده نباشد داماد را گذاشته دختر را گفت کاغذ
بمن ده گفت پسم دین ما انیست که تا با طهارت وضو نباشیم ما این را دست نگیریم گفت وضو چه باشد
گفت انکه تو با نجاست کفر ما کاغذ بدست تو چه گونه بدہیم عمرؓ گفت طه شما بخوانید من بشنوم و این چند آیته

وقمر دو چیز دیدند

ذ تعجب

م خواہر

چہ باشد این آیت برخوانی یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیرًا این ہر پنج نام جان محمد آمد و طراز علم او فرد این نامہا است کہ سِرَاجًا مُنِیرًا مرید[۱۱۵] است کہ از خوانده یا شنیده میگوید مگر از دیده گوید و لیکن از دیدن خدای تعالیٰ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ شنیده و لیکن از پیغامبر بشنو کہ لِی مَعَ اللّٰهِ[۱۱۶] وَقْتٌ لَا يَسَعُنِي فِيهِ ملک مقرب ولا نبی مرسل مرا این معنی حاصل آورده است کہ گوید وَاللّٰهُ يَدْعُوا إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ خدای جل جلالہ این ہمہ کہ میگوید و صد ہزار چندان مرا داده است در مکتب كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ بزبان معلم وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا در مدرسہ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ مفہوم و معلوم من کرده است دریغا عاشق را

از سورہ طٰہٰ بوده است مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ إِلَّا تَذْكِرَةً لِمَنْ يَخْشَىٰ تَنْزِيلًا مِمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ عمر لذتے در خود یافت و فتح و نصرت او نور از ند تعالیٰ کرده گفت واللہ ماھذا کلام البشر محمد کجاست گفتند در خانہ زید را رقم احادیث میفرماید آن سو متوجہ شد خبر بر رسول علیہ السلام والصلوٰۃ رسانیدند صحابہ متردد گشتند تا برای چہ می آید عداوت مستقیم بود مگر ہمراہ است حمزہ تیغ از نیام کشیده پیشش داشت گفت اگر بصلح می آید بسم اللہ و اگر نہ این و گردن عمر رسول اللہ نہ مود لے حمزہ ترا با عمر کارے نیست من دانم و عمر حمزہ گفت سمعًا وطاعةً تیغ در نیام کرد عمر چون رسید رسول اللہ علیہ السلام استقبال کرد و روے رسول اللہ علیہ السلام دید گفت واللہ ماھذا وجہ الکذاب رسول اللہ دست بر سینہ زد قفل شرک بیکبار بشکست عمر بنور ایمان منور گشت القصہ بطولہا اما بالضرورت قصہ خوانی کردیم **قولہ**[۱۱۳] از خدا بشنو کہ نام محمد یعنی طٰہٰ نام محمد است و آن بحساب ابجد چنین باشد کہ این شب ماه چہارده **قولہ**[۱۱۴] رأی قلبی ربی چون دل محمد ممتلی برین است و ہمہ او ہم بدین کشف و تجلی است او خزانہ رب را نمی بیند و حجاب نیست رأی قلبی ربی دو معنی میشود در رویت قلب رب است و دیدار قلب او ہمین رب است پس نام وے بر اقتضای این حدیث حبیب و محب و عارف ربانی و ما اشبہ ذلک باشد **قولہ**[۱۱۵] مرید است تا مرید گرے دیدار وے گفتار از خدای شنیده گوید **قولہ**[۱۱۶] لِی مع اللہ وقت شبیہ سخنے

ہیچ بلائے سخت تر و عظیم تر نباشد از انکہ از روے معشوق دور باشد
و بہ ہجران مبتلا شود و آن گاہ بانا اہلان گرفتار گردد او را دو بلا
باشد یکے فراق معشوق و یکے وصال نا اہلان مگر مصطفی
علیہ السلام ازین جا گفت ما اوذی نبی مثل ما اُوذِیت
گفت بلا و رنج ہیچ کس چون بلا و رنج من نہ بود لاجرم آن ولایت
کہ او را بود ہیچ کس را نہ بود و غیرت الوہیت مستولی شدہ است نمی گذارد کہ بیش
ازین گفتہ شود ما نیز نوعے دیگر آغاز کنیم و باللہ التوفیق

تمہید اصل التاسع در بیان کفر

ایعزیز این آیت گوشدار کہ وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ گفت

گفتی کہ قاضی مریدات اگر از کتابے خواندہ و یا از کسے شنیدہ گو یدمگر از دیدہ شنیدہ میگوئی با خدا دستے است
کہ فرشتہ مقرب و نبی مرسل نگنجد درین مضیق این گفت و شنیدہ از کجا آمد و این عبارت از ذہول است
این عبارت از تو ئی کہ شعور از چیزے ندارد و اما گفت و شنیدی گنجد خود بینی ہم گنجد۔

تمہید اصل تاسع

قولہ وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ درین اشارت میکند بدو شرک
شرک جلی و شرک خفی شرک جلی جز خداے پرستی و یا با خداے دیگر را پرستی شرک خفی [illegible] او را
نہایت نیست تا آنجا رسد کہ ہو ہو باشد و مع ہذا مرد مطلع و عارف خالی از شرک نہ وَمَا یُؤْمِنُ
اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ اکثرے، امیگوید شاید دیگری غنایت از و
کل کشند

نیابی ہیچ مومنے را الا کہ مشرک باشد مگر کہ مصطفےٰ[۱] ازین جا گفت کاد الفقران یکون کفرا ایعزیز گوشدارلے دوست ہرگز دیدہ کہ دیوانگان را بند برنہند گروہے از سالکان دیوانہ حقیقت آمدہ اند صاحب شریعت نور نبوت داشت کہ دیوانگانرا بند برپا نہاد شریعت[۲] را بند ایشان کردند مگر ازان بزرگ نشنیدہ کہ مرید خود را گفت باخدا[۳] دیوانہ باش و با مصطفےٰ[۴] ہوشیار ایعزیز سوختگان عشق سودائی[۵] باشند و سودا نسبتے دارد با جنون و جنون[۶] راہ با کفر دارد باش تا شاہد ما را بینی آنگاہ بدانی کہ چرا دیوانہ باید شدن ہرگز دیدہ کہ کسے از دستی[۷] بت دیوانہ شود این بیتہا نشنیدہ

دوستی

قولہ[۱] کاد الفقر فقر از امور اضافی است و سالک بفقر ایستد فقرش بکفر کشد و آنکہ کشد زیرا چہ شرک خفی باوے است یکے بیکے گیری فقر را چہ معنی بری اعیان را چہ نسبت دہی تا قاضی آن مقدار کہ بیان میکند و ہر چند کہ میگوید بیشتر در شرک و کفری افتد قولہ[۲] شریعت را بند ایشان کردند قومے را حقیقت دیوانہ کرد پس آنکہ دیوانہ شد بند بر پایش چہ سود مند آید اما این بدین معنی سخن باشد شخصے ہمارہ در بند شریعت است لمحۂ از طریقت برو تا بد او از غلبہ آن شورش آنخواہد جلباب حیا از روے افگند پاے خود را در بند شریعت گرفتار یابد نبی رب العزت تعالیٰ بمعجزہ علم قدیم دانستہ قومے چنین ہم باشند از حقیقت ما اطلاعے یابند سخت بند بر پاے ایشان کردند تا آن دم کہ آنرا از خود بگسلند خود را گرفتار در بند یابند و اگر خواہند بر دو شکنند آن بند شکستہ نشود اما ایشان برون افتد قولہ[۳] باخدا دیوانہ باش یعنی در اسرار او غرق باش با رسول علیہ السلام ہوشیار ہر چیزے را بر محل او نہادن شرط باشد سر را نہان باید کرد و بندگی خدا آشکارا باید کردن قولہ[۵] سودائی باشند آرے از خلل دماغ خالی نیست قولہ[۶] جنون راہ بکفر دارد یعنی از دردہ رفتہ و للجنون فنون پیش آمدہ کسے باشد کافر ہم شود قولہ[۷] از دوستی بت دیوانہ شود ہر کہ این شاہد را بیند از دست رود و تحمل دیوانہ وار شود لیکن چو باوے است قرار گیرد او ہمارہ در بر او باشد

مذ از دوش

رباعی

ہرکس کہ بکفر عشق بینا آمد — از دست بت شاہد یکتا آمد

در مذہب شرع کفر رسوا آمد — ویرا کہ جنون عشق سودا آمد

زیراکہ سالکان حضرت الوہیت برفنون وتفاوت آمدہ اند بعضے ایشان بینا[۸] بے دین شدند و آگاہ خود حقیقت کار آمدند خود را دیدند کہ زنار داشتند پس خواستند کہ ظاہر ایشان موافق باطن باشد زنار نیز برظاہر بستند وگفتند اگر باطن کہ مسکن ربوبیت است آگندہ بکفر وضلالت بودو از زنار خالی نباشد اگر ظاہر کہ محل نظر خلق است زنار دار دباکے[۹] نیست العزیز فہم خواہی کردن یا نہ چہ دانی کہ چہ گفت میشود کہ گروہے[۱۰] دیگر مست آمدند زنار نیز بربستند وسخنہاے مستانہ آغاز کردند بعضے را بکشتند و بعضے را بردار کردند وبعضے مبتلا[۱۲] غیرت او کردند چنانکہ این بیچارہ[۱۱] را خواہد بودن ندانم

از جملۂ عاقلان عاقل تر واز ہمہ ہوشیاران ہوشیار تر باشد قولہ بینا و بے دین شدند یعنی زنار باخود و دیدند بحقیقت کماہو ہو متصف بیاننند گوئی زنار در بر ایشان است ودرسینۂ ایشان است وانکہ گویند بستند تا ظاہر باباطن یکسان شود آن زنار سے در زنار باز زنار اما در مند آشفتہ بودند ضروری باشد قولہ باکے نیست چرا باکے نیست وصورت را بامعنے نسبتے ہست یانہ شخصے متمثل بصورت محمد شد دیگرے متمثل بصورت ابوجہل باکے نیست قاضی فہم کن کہ ما چہ میگویم مارو کژدم را باید کشت مرتضےٰ را و مصطفےٰ را احتشام می باید داشت قولہ گروہے دیگر مست آمدند اگر مست نبودند کشتن ایشان روا نبودے اما باہمہ ہوشیاری درصورت اثبات وتحقیق پیش آمدند بلکہ بدان دعوت وارشاد نہادند ہر آئینہ کشتن ایشان ضروری افتاد قولہ مقصود این بیچارہ تمناے شیخ امام عارف محقق را از جناب حضرت حقیقت دور تر می نماید قولہ مبتلاے غیرت کردند یعنی گرفتار بغیرت گشتند ہیچ سرے از اسرار معشوق خویش آشکارا نکردند باخود فضیحت ورسواشدند۔

کہ کسے خواہد بود ہنوز دوراست و بعضے را بر دیوانگی حمل کردند و مقصود ایشان بود کہ رستہ شوند از آفت و زحمت خلق کہ بار گران است از عقل دیوانگی اختیار کردند و از زحمت خلق و دنیا نجات یافتند چنانکہ رندے گفتہ است

نظم

ہر زمانم جان و دل نزدیک دلبر میشود | واز جمال حسن رویش ہر دو کافر میشود
بس بہا جان و دل بر قالبم زحمت شدہ است | بے تن و قالب ہر دم خود میسر میشود

الیعز یو خلق ندانند کہ از زنار و کفر مقصود ایشان چیست ان[۱۳] فی الخمر معنی لیس فی العنب کفر و زنار ایشان از راہ خدائے تعالیٰ باشد و معین بر کار طریقت ایشان باشد گفتہ اند ہلاک بہ باشد کہ زندگانی با غیر او کردن مصرع

در روے تو کشتہ بہ کہ از روے تو دور

تا از خلق نگذری بحاتی نرسی ومن[۱۴] یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ این معنی باشد

قولہ[۱۳] وان فی الخمر معنی ہر چند کہ مرجع خمر عنب است اما بحیثیت امساک و امتزاج مزہ و اثرے دیگر پذیرفتہ ہمچنین شد کہ انچہ در خمر است در عنب نیست بہمہ وجوہ او شیرین این تلخ او مفرح این مسکر او حلال این حرام برین نمط قاضی میگوید زنار و کفر کہ من گفتم یا ہمچو خمر مانند کہ در روے چیزے خاصیتے ہست کہ من قبل آن نبود حقیقت ہم شریعت است تنزع و منتشار از وست اما مخ اوست بلکہ مخ مخ او بر مثال عنب و این بر مثال خمر است زنار سے و کفرے کہ آن سالک را پیش آمدہ است آنکہ نہ از شریعت تبری کردہ است لیکن حالے و استعلاے او را پیش آمدہ است از آنچہ او بود او را برد قولہ[۱۴] ومن یخرج من بیتہ قاضی از این میگوید ہر کہ از معتاد شریعت بیرون آمد آن ہجرت مقید برین حالت بود کہ جز الی اللہ و الی الرسول نیست ہمان معنی باد سے است دہمواست کہ او را برین آوردہ و اگر او را

کجائی[۱۵] تو این دیوانہ عاشق را ندیدہ کہ ہمچون بلبل در ہجران گل سرائی کند و بانگ و فریاد می آرد چون گل را بیند از شوق ہزار چندان نالہ کند روزگار رے بدین شیفتہ میرود کہ از وجود خود نیز تنگ می آید و جز نالہ و سوختگی سودے نہ چون با او باشم چندانے از شوق و بیم آنکہ مبادا کہ فراق دگر بارہ در میان آید بانالہ و دروی باشم و تو نیز از بہر من موافقت کن و این بیتہا از سر درد میگوے رباعی

معشوق منی بے تو نمی آرم زیست
درمان وصال تو نمی دانم چیست
تا عشق فراق کرد دیوانہ دلم
در عالم کس نیست کہ بر من نگریست

ایعزیز[۱۶] شمۂ از کفر گفتن ضرور است بدانکہ کفر ہا بر سہ اقسام اند و خلق ہمہ کفر ہا یکے دانستہ اند ایعزیز گروہے دیگر از سالکان حضرت ربوبیت و روندگان عالم قدس الوہیت ایشان را مدتے باخود خود و ہشیاری اختیار کردند گفتند عصمت شریعت برائے عصمت قالب شرط است روزے چند صبر کردند تا بمقصود رسیدند ایعزیز باش تا بدین مقام برسی انگہ دانی کہ زنار داری و بت[۱۷] پرستی و آتش پرستی چہ باشد ہشیار را از عقل و علم نگذارد کہ نظر بیگانگان

درین حالت قتلے و قطعے و ضربے بکند زیانکار او نباشد زیرا چہ واجب ذمہ کرم خدا است کہ برون آمدن بخود نبود و ہم بد و بودہ است قولہ[۱۵] کجائی تو قاضی علیہ الرحمہ از سوز و فراق و احتراق نالہ و شور میکند آرے مرد عاشق است و در دمند قرارے نیافتہ است رو نیکی ندیدہ است کالحب بلاء القلے میباشد موجب گفتار ہمین است قولہ[۱۶] اے عزیز شمہ از کفر کلی است یعنی باید دانست ہرچہ از خدائے باز دارد آنرا صوفیان محقق کفر نامند کار بجائے است ہر حالے و ہر مقامے و ہر دیدارے و شہودے و عیانے کہ از وے و از یگانگی و از یکے بیکی او باز دارد آنرا کفر گویند قولہ[۱۷] بت پرستی چہ باشد ہمین باشد از خدا دوری باشد۔

بر جنون و سوداے ایشان آید مصرع
سگ[۱۸] داند و کفشگر که در انبان چیست

گفتم که کفرها بر اقسام است[۱۹] گوش دار که کفر نفس کفر ظاهر است[۲۰] و کفر قلب است[۲۱] و کفر حقیقت است کفر نفس نسبت دارد با ابلیس و کفر قلب نسبت بمحمد[۲۲] و کفر حقیقت نسبت دارد بخداے تعالی بعد از این خود جمله ایمان باشد[۲۳] دریغا که از دست خود گستاخی میکنم بگفتن این سخنها نه درین جهان نه در آن جهان گنجد اما بگویم هرچه بادا باد اکنون گوش دار کفر اول که ظاهر است که خود همه[۲۴] عموم خلق را معلوم باشد که قتانی و علامتے از علامات شرع رد کند یا تکذیب کند

قوله[۱۸] سگ داند که بوے شناسد و کفشگر که چیزے آن است که خود نهاده است و دیگر کس نداند که در انبان چیست قوله[۱۹] و کفر نفس نسبت دارد با ابلیس نفس نیا سایدگر بدوئی لذت نگیرد مگر بدوئی و این نفس نسبت با ابلیس دارد و از آنچه یک چشمش کور است او وحدت بشرکت آمده است پس کوری در روے است مر ما ترا باز میدارد و نمیداند هرچند ایشان را از وباز میدارد ایشان باو نزدیک تر اند قوله[۲۰] و کفر قلب نسبت دارد بمحمد صلی الله علیه وسلم قلب جاے است میان نفس و روح و شرع بندے میان رونده و میان خدا چنان بجا مانده است بحقیقت لحظه نمیکند قوله[۲۱] و کفر حقیقت نسبت بخدا دارد و او را شناخته در شناختن او سر چیز داند عارف و معروف و معرفت بضرورت این عرفان حجاب خدا شده است قوله[۲۲] بعد از ین خود جمله ایمان باشد نے چنین باید گفت نه کفر باشد نه ایمان قوله[۲۳] دریغا از دست خود که گستاخی میکنم هیچ گستاخی نیست اما سخن گستاخانه است قوله[۲۴] عموم خلق را معلوم باشد یعنی لات و عزی پرستند و بازگشت آن بمعنی حرمان باشد۔

کافر شود این کفر ظاهر است اما کفر دوم بنفس تعلق دارد و نفس بت باشد که النفس[۲۵] هی الصنم الاکبر و بت را خدای کنند أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ گر ابراهیم این جا گفت وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ[۲۶] أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ این که بنفس تعلق دارد که خدای هوا پرستان باشد بعده ما خوذ فنا این کفر شدیم این هنوز در کون و مکان باشد آن کس[۲۷] که رخت از کون و مکان بر گرفت اول مقام که بر وی عرض کنند مقامی باشد که چون آن تمام بیند پندارد که مگر که صانع است اگر درین مقام باز ماند و توقف کند ازین قوم باشد إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ هر روز صد هزار سالک بدین مقام رسند و اندرینجا بمانند وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ خود گواهی میدهد این مقام را العزیز هر که در کفر مغ[۲۸] شده تا درین مقام کفر بکمال یافته باشی ها مگی این بیت ها گوئی رباعی

قوله النفس[۲۵] هی الصنم الاکبر زیرا چه ملازم شخصی شخص بر دست او بصورت اسیر دور مانده می نماید این بیت چنان مشغول میدارد که از خدا بازی دارد گوئی همچو آن اله اوست قوله[۲۶] وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ قاضی عنایة کرد ازین اصنام نفوس مراد است علما این را کفر ظاهر دانند قاضی کفر دوم عنایة می کند قوله آن کس[۲۷] که رخت از کون و مکان برگرفت چون شخص از کون و مکان درگذشت قدسی بر وی تجلی کند و تجلی قدسی بدان هیئت باشد سالک گمان برد که این عین مقصود است شنیده باشی آن متاع البیت یشبه رب البیت کالائے خانه به کدخدای خانه ماند راست چو او برین صفت تجلی کند هر آئینه گمان برد که او صانع است و او نه باشد قوله[۲۸] هر که در کفر مغ شده مغ اما بالتحقیق او بالاتصاف مغ او را باهمه دید نقش باهم یافت و درت دین مغ و او پیش فساد بنده خدا قاضی بدان و هم می گوید مگر مغ هم کار دارد و بدین صفت بر وی و دلوی هم تا این برابر باشد مغ می گوید دین مغ از و آمده است و انچه از و آمده است او را باهمه می یابم هر آئینه او یکی بیکی رو آورد دن چه معنی باشد آن کفر مغان از تو ۱۲

اے کفر مغان از تو جہانے دارند[29] — در حسن تو بےنشان کمانے دارند
کافر نشوند کہ کفر راہے دوراست — از کفر دریغا کہ خیالے دارند

جہانے[30] بےنشان

در بیں مقام ابلیس را بدانی و بہ بینی کہ ابلیس کیست[31] اے دوست فریاد از دست حسن بصریؒ کہ ایں مقام را شرح چگونہ میدہد کہ ان نور ابلیس من نار العزۃ[32] کقولہ تعالےٰ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ پس ازیں گفت ولو اظہر نورہ للخلق لیعبدون بالالہیۃ گفت اگر ابلیس نور خود بخلق نماید ہمہ[33] او را بہ معبودی و خدائی پرستند چہ گوی یعنی او را بہ خدائی نمی پرستند و غلطی ازیں آیت بشنو[34] افرأیت من اتخذ الٰہہ ھواہ ای العزیز

قولہ[29] ایں کفر مغان از تو ہمیدان آن معنی کہ گفتم قولہ جہانے[30] دارند کفر بہ حقیقہ بر ایشان کجا مجلی است و آن حقیقے با ایشان بدان متجلی کجا شدہ است چیزے ہم بہ خیال گرفتند قولہ کہ ابلیس کیست[31] کوری محجوبی یعنی ستری افتادہ از حقیقۃ دیعین الحقیقۃ وحق الحقیقۃ محروم ماندہ است قولہ ان نور[32] ابلیس من نار العزت البتہ عزت ابلیس را از قربت و رحمت بدور دارد و عزت او ہم از ان او ست رحمت او ہم آن او وہرد و حجاب او بازآمدن بنار ابلیس قہراست[ا] و بدین معنی گفت است فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ دگر من نار العزت یعنی عزت او قلت معرفت او ابلیس را از حقیقۃ او باز داشت و عزت او کہ ہیچ یکے بہ حقیقۃ جمال او استغراق و قرار نتوان گرفت ابلیس را بدو[ب] نراند اخت ابلیس محروم و محجوب ماند ہر دو سہ معنی کہ گفتم از روے لغت معنی درستے است و اما اگر بیان ہر یکے کنم کتاب دراز گردد قولہ ہم[33] او را بخدائی پرستند ہر آئینہ فیض کہ با دیست چون از او پیدا نماید و قدرت آن باشد ہمان آید کہ دی گوید و آن قومے کہ پس روان ابن شیاطین و جن و ابلیس را معبود خوانند قولہ افرأیت[34] من اتخذ الٰہہ ھواہ یعنے ابلیس ہمہ ہوائے ایشان تزریع میکند تا آنکہ متوجہ ہوائے خود شوند و از روے باز مانند ہر آئینہ بجائے آلہ ہواہ باشد۔

[ا] باز آمدن ابلیس بنار قہر است

[ب] بدو

چون ابلیس از نار عزت باشد چنین تواند بودن مقام دیگر که با کفر حقیقت نسبت کردیم بروی عرضه کنند العزیز بت پرستی و آتش پرستی و کفر و زنار همه[35] درین مقام باشد بوسعید ابوالخیر رح مگر ازین جا گفت مصراع هر که بیند حسن او اندر زمان کافر شود زیرا که وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ همگی[36] او چنان بجود کشد که در ساعت بیخود شود وچه گوئی در سجود کرد

قوله همه[35] درین مقام باشد فیض او تعالی به همه اشیا رست بدین صفت نه داخل نه خارج نه منفصل نه متصل اگر قایلی داخل گوید نه غلط گفته باشد زیرا چه چنان نماید و آن که منفصل گوید نه آنکه از وجدا است اما چنان داند و اگر قرب گوید بالحق والحقیقة قرب باشد و اگر بعید گوید هم نسبتی به بعید توان کردن المقصود چو او با همه باشد حقیقة کار همین است بر سالک تجلی شود همه را بدان قربت یک نسبت و یک قسمت بیند بدین یقین و بدین گمان بت پرستی و آتش پرستی هم کند و کفر و زنار هم بر بندد ولیکن اینکه حکایت تو فردا باشد و از ملا لت و ملامت سخن باشد حکایت دیگر است سخنی با تو گویم چنانکه یا بهشت یا دوزخ هم هست دوزخیان در دوزخ باشند و درد و جع و الم آن احساس کنند و فیض خداوند سبحانه و تعالی با ایشان باشد و مشاهده ایشان بود یا اینهمه رنجه و اذی برابر باشد چنانچه امروز عارفی بود هر که بکشف حقیقة رسیده باشد والبته بجای حجاب بروی قابل نیست رنجور شود مثلا حبس بولی و قولنجی او در ناله زار است و در زاری و مشقت است و در زنده بیر خلاص و دار و در زندیر با این همه او به و تجلی کرده است و محتجب نیست اما حال این است آنکه گفتیم فرد اهمین مثال است و بر اتباع پاکی محمد است و آنکه نیست حال او چیست قوله همگی[36] او چنان بجود کشد می گویم هر موجودی را دو روی است وجه منه الی ربه و وجه منه الی ذاته و شخص ازین رو که او است باقی است و ازین رو که این اینست فانی است چون فانی صفة با خویش ممکن گردد و فیض او بکمال خود منجلی شود وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ همین بود این صفت و این تجلی او را تمام بجود کشد و در این چنین حالت سالک فیض قدیم را فی الحال سجود کند ۱۲

قربت

رنج

مثلا

بر اتباع محمد است

محمد را کفر نباشد کفر محمدی[۳۷] این مقام باشد سالک را در لیقا ایعزیز مصطفیٰ علیہ السلام از اینجا گفت مَن[۳۸] رَآنی فقد رای الحق گفت ہر کہ مرا بیند خدائے را دیدہ باشد چنانکہ درین مقام کفر و شرک باشد چون ازین جا بگذرد خداوند این دو مقام را بیند خجل و شرمسار شود و توحید و ایمان آغاز کند و ہمی این گوید اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي[۳۹] فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اگر باور نیست از خدائے تعالیٰ بشنو کہ گفت وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ چون ستارۂ جان خود را دید گفت ہذا ربی این چرا گفت از بہر آنکہ کعب الاحبار[۴۰] گفت در توریت خواندہ ام ان ارواح المومنین من نور[۴۱] جمال اللہ وان ارواح الکافرین من نور جلال اللہ گفت ارواح مومنان از نور جمال خدا باشد و ارواح کافران از نور

قولہ کفر محمدی[۳۷] این مقام باشد یعنی کشف حقیقۃ کہ ہرچہ کند شرع محمدی در بند آورد و این کفر محمدی باشد کہ ہمہ اطلاع جز توجہ بکمال احمد پیش نباشد این کفر بجمال او گیرد قولہ مَن[۳۸] رَآنی فقد رای الحق بیان کردیم تقلید را نی کفر محمد شد خداوند این دو مقام را بیند این خداوند بوہم قابل عین الاشیا خود چنین بود آنکہ تقلید محمد بود از ان حالت خجالت و شرمسار آورد چنانکہ گفتہ اند خجالت زدہ ام کہ ترا می جستم قولہ الَّذِي[۳۹] فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حاصل ہر دو آیت بفہم قاضی این است مَن رَآنی فقد رای الحق نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ ہمان چو این چنین باشد فقد رانی کفر آید قولہ من[۴۱] نور جمال اللہ تعالیٰ قاضی در کلام ماضی حکایۃ از بحری کردہ اند در غلط وسے افتادہ است رویت کوکب عنایت از تجلی روح کرد کجا این کجا آن سخن دیگر جان را تطبیق بہ کلام بالاد ہی نبتہ ارد ما باز گفتن چہ حاجت گفتہ ام روح تجلی کند بر صورتے کند کہ ادست تعالیٰ زیراچہ از جہات ستہ صفت نزاہت دارد قرب و بعد و دخلے ذخرجے ہم ندارد و با این ہمہ دعوی خدائی کند در نظر سالک احیا

در غلط رسے

جلال اللہ باشند پس ہر کہ جمال روح خود را بیند جمال معشوق را دیدہ باشد و جمال معشوق نباشد
اگر مومن بیند روح خود را جمال دوست دیدہ باشد و اگر کافر بیند روح خود را جلال دوست
دیدہ باشد پس ازان برگذشت پس ازان گفت فَلَمَّا رَاَی الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ
چون ماہتاب را کہ نور ابلیس است دران مقام بدید گفت ہذا ربی کہ نور جلال خدا است پس
ازان برگذشت فَلَمَّا رَاَی الشَّمْسَ بَازِغَةً چون آفتاب نور احمدی بدید کہ جان احمد را ان
عالم آفتاب شد گفت ھٰذَا رَبِّیْ یعنی در عالم خدا این دو نور کہ یکے آفتاب آمدہ است و یکے
ماہتاب و سوگند را و بشنو بدین دو مقام وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا این دو

دلالت کند کتاب اللہ تعالے است قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ یعنی ہمانچہ کلمہ کن کند روح ہمان
کند چون این چنین تجلے کند سالک ہذا ربی گوید اینجا بسیار سالکان در بند ماندہ اند ارواح مومنان
از نور جمال خدا است و ارواح کافران از نور جلال نور جمال عبارت رحمت و از لطف و رافت اوست
تعالے مومنان مرحوم اند ملطوف اند و در رافت و رحمت باری مومنان با این جمال نسبتے تمام دارند نسبت
خلقت ایشان ہم بدین باشد کافران برعکس آن میگویند قاضی چو در ایشان نشان جمال خداے دید
ہذا ربی ازان گفت قولہ جمال معشوق دیدہ باشد یعنیہ جمال معشوق دیدہ باشد اما پرتو عکسے
و ظلے بدو نسبت دہند قولہ چون آفتاب نور احمدی بدید مومن از نور جمال است و کافر از نور
جلال نسبتے ہستے و عظمتے دارد و قہر ہم از جلال معین باشد ابلیس مقہور و مرآئینہ تجلے نور جلال نسبت بدو
و این را کہ ماہتاب گفت ہم بدان سبب کہ صفت نوع کرد و جلال ہم ہمین صفت دارد و شیطانی
و قہرمانی نور احمدی نورے کہ ہمہ اشیا بجنب آن محیط خود لے در صحرائے باشند چون از صفت
ابلیس نسبت قہر جلال دارد گذرد نور احمدی بر وے تجلی کند سالک با ایمان حقیقی آنجا رسد و اگر نہ ہمہ
کفر در کفر بود از شرکی نباشد قولہ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا سوگند بنور احمد است وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا سوگند
بکسے است کہ او فیض از نور گرفتہ و آن نور جلال او است جلال او بے جمال نیست قولہ یکے دران عالم بہ شب

آیین چنین

نور کہ یکے درین عالم شب آمد یکے روز آنجا خود نہ شب است نہ روز لیس عند اللہ صباح
ولا مساء مقام از نور ما تا بہ مقام نور آفتاب مسافتے دور است از نور تا ظلمت
چند است کہ نزد تو از عرش تا ثری تو مگر این بیت نخواندہ رباعی

از نور بنور منزلے بس دور است | کین نور ز ظلمت است و آن از نور است
توحید یگانگی برون از نور است | آن کس کہ نداند این سخن معذور است

این نور ہا کہ گفتم ہمہ عالم نورند و دران عالم کفر و شرک پیوستہ شدہ اند مگر نشنیدہ کہ مصطفےٰ
در دعا گفتے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ شِرْکِ الْخَفِیِّ از بہر آنکہ بر سیدن لَئِنْ اَشْرَکْتَ
لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ با وے بکار در آید اے دوست پنداری کہ بہ کفر بینا شدن اندک کاریست
مصطفےٰ علیہ السلام بہ چندین این کفر آمد بینی کہ چہ میگوید اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ

آمد ہر جا کہ بہ جلال و روشنی و لطف و کرم نسبت دارد روز باشد و ہرچہ بہ ظلم و تاریکی و کفر و قہر نسبت دارد شب
خوانند و گفتہ ام یک نور محیط ہمہ اشیا است بہ آن نسبت نہ روز باشد نہ شب **قولہ لیس عند اللہ**
صباح چون عندیت گفت صباح و مسا آنجا چہ گذر باشد صباح و مسا عبارت از بر آمدنی
و فرو شدنی است و آنجا این ضوچہ گذر دارد **قولہ این نور ہا کہ گفتم** چون نور او نسبت بغیر او
برد و اگرچہ صفات باشد و رمزے از شرک خفی بود اثبات دوئی میکند اگر وہم دوئی با وے باقی ماند
این شرکت لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ قصہ صادق باشد رسول اللہ چہ باتحاد ذاتہا لے نفی شرک با وے بود قدم او
آن جا مستقیم است ہیچ یکے نباشد کہ شرک با وے نباشد چون ہم شرک باشد از جمال احدیت بحق حقیقت
محروم و محجوب باشد شنیدہ باشی کہ بہ حقیقت تمام رد او یکے نہ نمودہ است او دار و با خود ہرگز
بہ تمام خود کسے را مطلع نکند و دیگر اطلاع بر تمام او یکے از محالات است
قولہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ آن کفرے کہ عبارت از دوئی باشد
اطلاع برین کفر اندک کارے نیست ۱۲

مگر ازین جا بود که بایزید رحمۃ اللہ علیہ بوقت نزع زنارے خواست که بر میان بندد و گفت
الٰہی تو دانی که من زنار پرستی کے کرده ام و اگر گفت سبحانی ما اعظم شانی فانا الیوم کافر مجوسی اقطع زناری واقول
اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله گفت این ساعت
زنار بریدم و شهادت یقین اختیار کردم و در عالم از عالم سالکان یکے کفر را جلالی خوانند
و دیگر کفر را جمالی و دریغا العزیز کفر الٰہی را گوشه ای تا به کفر اول بینا گردی پس راه روی تا ایمان بدست
آری پس جان بیدی تا کفر ثانی و ثالث را بینی پس جان بیکن تا پس ازین به کفر چهارم راه یابی پس
مومن شوی آنگاه وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ خود گوید که ایمان
چه بود پس وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي خود را بر تو جلوه دهد خودی ترا از خودی خود زند تا همه او شوی
پس اینجا ترا فقر روی نماید چون فقر تمام شود که اذا تم الفقر فهو الله همگی تو او باشد یعنی چون همگی تو او

قوله فانا الیوم کافر و مجوسی سبحانی ما اعظم شانی گفت همه کفر بکفر و شرک باشد چون ازین جا
ترقی کرد و صرف وحدت گفت اشهد ان لا اله الا الله محمد رسول الله گواهی میدهم که او یکے است و محمد با او
یکے شده به نیابت رسالت او میکند خواجه می فرمود وقتے بایزید بامداد گذارد دست بحضرت برداشت
اللهم ارزقنی ید آو سکینا اقطع بها زناری مگر همین زنار است که ورائے آن ترقی طلبیده که از زنار سبحانی
در گذرد و بتوحید رحمانی متصف شود قوله یکے کفر جلالی خوانند آرے کفر ابلیس جلالی باشد و کفر محمد جمالی
مناسب تر سخن اینست که کفر ابلیس را قهری خوانند و کفر محمد را لطفی خوانند قوله پس راه روی یعنی اول کفر ابلیس
و آن شود پس ازانجا ترقی کن بکفر احمدی رس پس آنگه ثالث بینی پس آن گذشت به کفر چهارم که آن کفر الٰہی
است چون ازین جا گذشتی مومن حقیقی باشی اگرچه اینجا رسی هم از شرک خالی نباشی آیت همین حکایه کرد
وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ قوله خود گوید یعنی تو از خودی خود بدر شوی تا آنکه
تو نمانی وجود جز دو چیز نیست یا ممکن یا واجب چون ممکن فنا شد هر آئینه واجب ماند ممکن به مکانه مستور
فنا پذیرفت واجب چو بظهور و استقبال نمود همه وشد و تمام شد ممکن از میان خواست امکان

باشد کفر نباشد چه گویی کفر نباشد کاد[۵۲] الفقر ان یکون کفرا این باشد توحید و یگانگی این جا باشد مگر حسین منصور ازین جا گفت شعر[۵۳]

کفرت بدین الله والکفر واجب لدیَّ وعند المسلمین قبیح

گفت کافر شدم و کفر بر من واجب است آن بزرگ را بینی که عذر این چگونه می خواهد گفت اے[۵۴] کاشکے من آن کفر بودمے که دین اوست مگر که مصطفیٰ علیه السلام ازینجا گفت[۵۵] ما خلق الله شیئا اشبه به من آدم گفت هیچ چیز شبه و مانند و نیامد مگر که آدم هم[۵۶] شکل او هم شبیه او آمد اگر شبیه او نداشتے آدم چون مخلوقات دیگر بودے اگر خواهی که معنی این بدانی و ایمان و کفر موحدان ترا معلوم شود

رخت دوئی بر بست پس وجود جز خدا را نه شد این درست آمد اذا تم الفقر هو الله چون فقر تمام شود و رفت جز خدائے نماند قوله[۵۲] کاد الفقر ان یکون کفرا چون کفر صورت امکان داشت فقر به کفر شد قوله[۵۳] کفرت بدین الله یعنی از تدین از تعبد عامه کار من بیشتر شده است و مرا این بیشتر شدن واجب این پیش من احسن الاشیاء و در واقع هم چنین است و مردمان آن را قبیح دانند قوله[۵۴] این کاشکے من آن کفر بودمے یعنی کفرے که او داشت و ازین سخن که کفر است بدین الله عنایت کرده است من بودمے و آن مراد بودمے قوله[۵۵] ما خلق الله شیئا آنست به معنی مثل و اقرب است هیچ چیزے خدائے تعالیٰ نیافریده است که خداوند ابد و مثل تو ان نزد جز آدم در اصول کلام دیده باشی انسان را مثال بیارند برائے ثبوت صفات زایدی و ذاتی قوله[۵۶] هم شکل و شبیه اوست معنی آن شکل و شبیه گفتم متکلم گوید باید او تعالیٰ سمیع باشد و اگر نه اصم آمد و باید که بصیر باشد و اگر نه اعمیٰ آمد آن مثال را حجت میسازد برائے اثبات صفات باری را شنیده ضد را مثل نگویند اما مثال خوانند و دیگر این جا سخنے از تشلے و تشکلے گویند خلق آدم علےٰ صورته همین معنے آید رأیت ربی لیلة المعراج فی صورة امرد شاب قطط هم برین مرتبط است این سخن با همان سخنے که بالا گفته ایم محیط است ۱۲

ازین بیت ہا بشنو رباعی

اندر دو جہان مشرک و کافر مائیم زیرا کہ بت و شاہد و دلبر مائیم
با گوہر اصل ہیچ ناید در خور این گوہر اصل را چو در خور مائیم

نامد

ایعزیز این سخنہا نہ ذوق ہر کسے باشد این سخن ہا را بذوق عشق در توان یافت لکن از ان بزرگ نشنیدۂ کہ گفت صد ہزار و اند ہزار نقطۂ نبوت را بہ خلق فرستادند تا خلق آشنا شوند ہمہ بیگانگان را دیدہ آشنائی حاصل نیامد ای عزیز اگر ذرہ عشق از حضرت بہ فرستاندے ہمہ بیگانگان آشنائی یافتندے و بدیدندے کہ بیگانگان چگونہ آشنائی یافتندے اے عزیز نگر کہ چہ می بایست تا جہان غافل از راز حقیقت خود دور ماندے کہ مصطفی علیہ السلام ازین جا گفت لو اراد اللہ ان یغفر العباد لما خلق ابلیس اگر خواستے کہ بندگان او جملہ مقرب باشند ابلیس را واسطہ حجاب درمیان نیاوردے در ایفا

بیگانگان و
نیافتند

قولہ ہمہ بیگانگان آشنائی یافتند یک سخنے است بباید دانست عشق و محبت جنس تقاضا کند و بندہ را با خداے چہ جنس است کہ عشق و محبت یا دے باز فیض او تعالی با ہمہ است و از و بیگانہ نیست و غیر او نیست ہمان فیض عاشق می شود و ہمان فیض معشوق بیگردد و چون سر این فیض از گریبان سر برکند بر این اسرار و اطلاع یابد ثقتے کہ بیگانگی او بر سد عجب قولہ ہمہ ہدایت می یافتندے وعشق این جا عبارت از ہدایت ازلی است قولہ لو اراد اللہ ان یغفر لعباد اراد بمغفرۃ عباد این جا اطلاع بر اسرار و ظفر بہ قربت باری باشد ابلیس پیدا آورد تا بر ویح ہوا ہوا را انگیخت در کرد انسان بہ ہوا از خدا محروم ماند و سخن حقیقت این است اللہ تعالی ہوائے مرکوز انسان کردہ مراد ات نفس را پیدا کرد و ابتلائے حواس بدان ملذذ ذات خود شد ایشان چنان مشغول شدند بلذت حواس کہ از خدا محروم ماندند ابلیس کہ در می آید ہم ازین دریچہ در می آید شکم را گرسنگی دادہ و لذت او سیری از طعام داد تشنگی دادہ و لذت او بخوردن آب داد قولہ ابلیس را واسطہ و حاجب درمیان نہ کردے

سے و در ہر سہ نسخہ ہائے متن این عبارت موجود نیست۔ ع ح ۱۲

بجان مصطفی عربی علیہ السلام گاہے نشنیدہ اے شنوندہ این کلمات کہ خلق پند اشتہ اند کہ انعام و محبت او با خلق از برائے خلق است نہ از برائے خود بلکہ از برائے خود میکند کہ عاشق چون عطا دہد معشوق را و یا دے لطف کند نہ با معشوق میکند بلکہ آن با خود میکند درینعا از دست

از برائے خلق نیست بلکہ

این کلمات تو پنداری کہ محبت خدا با مصطفی علیہ السلام از برائے اوست این محبت با او از بہر خود است ازان بزرگ نشنیدہ کہ گفت خدا را تبارک و تعالی چندان از عشق خود افتادہ کہ پروائے ہیچ کس ندارد و بہ ہیچ کس او را التفات نیست و خلق پند اشتہ اند کہ او عاشق ایشان است اگر خواہی از شبلی بشنو کہ گفت وقتے در مناجات گفتم بار خدایا کرا بودی گفت ہیچ کس را گفت کرائی دگرا خواہی بود گفت ہیچ کس را او را غشی و بیہوشی پدید آمد

و این بیت درین معنی با وے میگفت شعر

گفتم کرائی تو بدین زیبائی   اے خالق ما و سرور و مولائی
گفتا کہ چنین سخن تو می فرمائی   من خود خود را کہ خود منم یکتائی

ہای گویم اگر او خواہتے کہ ہمہ مکشوف و متجلی گردند حواس دگر فتاری حواس بلذائذ نہ کردے و لذائذ را پیدا و شاہد نہ گردانیدے و ایشان را بران قادر نہ کردے تا ابلیس بران رہ برایشان یابد قولہ عاشق چون عطائے دہد این سخن شنیدہ باشی کہ عاشق بر معشوق نہ برائے معشوق میمیرد او برائے خود میمیرد و دلش او بر دست بیدل خود می بوید چنانکہ از سر تو دستار برد و تو دنبال او میروی پے دل نمی روی دنبال دستار خویش میروی ہرچہ برائے معشوق می کند برائے خود می کند نہ برائے معشوق قولہ ہیچ کس التفات نیست یعنے او را چندان با خود است کہ ہمارہ در تماشائے جمال خود ہمارہ در نظارہ حسن احسان خود خود را شناسد خود را بیند خود را داند خود با خود باشد ہمانچہ گفتہ بدین مانند است بیت

غیرتش غیر در جہان نگذاشت   لاجرم عین جملہ اشیاء شد

عاشق نه بود هر آنکه باشد رائی   عاشق آنست که عاشقت هر جائی

یکجائی

العزیز محبت خدا با مصطفی علیه السلام محبت خود شود چه می شنوی ای آنکه مطالعه این کلمات مسکینی
مطالعه مسکینی درین

که مجرای این بیچاره شده است بدانکه نگهدارنده این کلمات از خدا نصیب این کلمات بی بهره و خالی
کلمات که معلوم این

نباشد زیرا که آن کس که محروم این کلمات نباشد این توفیق نیابد که خود را با این کلمات وهد و آن کس فهم نکند
و نداند معذور باشد که از موسی علیه السلام کامل تر نباشد هم به علم و هم به نبوت که سه کلمه[62] از خضر تحمل نکرد
چه می شنوی ای گدای امت محمد صلی الله علیه وسلم که موسی علیه السلام حامل سه کلمات اسرار نبود و تو این
همه کلمات را تحمل کنی شکر این نعمت کجا توانی کردن ببین که این سخن مرا کجا می کشد وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ
لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ العزیز هرگز دانسته که این بحرین کدامست اگر دریا
حقیقت ص بحر مکة[63] کان علیه عرش الرحمن حین لا لیل ولا نهار ندیده باشی تا از سفینه
دنیا که در دریای بشریت است بیرون آئی چون بیرون آمدی پای همت بر سر عرش زنی که ما لی

گفته اند هر چند مجنون جمال لیلی در روی لیلی دیدی نه آنچنان بود جمال خود در روی لیلی دیدی لیلی آئینه بود
قوله[62] سه کلمه از خضر تحمل نکرد یعنی کلو می گوئی و لیکن هر یکی را بر سر هر ترے و توقف نیست موسی علیه السلام هم بر
بسیار اسرار باری اطلاع داشت دا گر نه نبوت نباشد برای ایذان موسی تنبیه او که هم تو اسرار اطلاع
نه دیگران اند که ایشان مطلع اند حوال خضر شد ابتلاء من الله موسی ازین غافل بود که قتل نفسے کند بغیر آنکه
اثبات موجبات شرعی ثابت شده باشد و آن عین عبادت محض طاعت باری باشد صحبت خضر این
معلوم کرده باشد هم که کسے صورت ظاهر نماید که عین کبیره است و آن عند الله عین طاعت و عبادت
باشد قوله[63] بحر مکة حین لا لیل ولا نهار عجب بیانے که قاضی دارد علیه الرحمة سخن درین میرنت که
گدایان محمد حامل اسرار اند به نسبت تفصیل قدر عنایت موسی سه کلمات اسرار تحمل نتوانست کرد از انجا غوطه
خورده در دریای وگر افتاد این سخن موسی[64] با یوشع می گفت ازین جا بحرین را در میان بیان نهاد

وللدنیا حتی اذا رکبا فی السفینة خرقہا بیان این ہمہ می کند اے دوست تو خود ہرگز نفس را شکستہ بہ مجاہدت کردن و بہ مخالفات او نبودہ کہ فاقتلوا النفس بسیف المجاهدات والمخالفات حتی اذا لقیا غلاما فقتلہ این باشد چون این قدر حاصل آمد واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ روے نماید در شہر انا مدینۃ العلم یتیم الم یجدک یتیما فاوی ہما این بیان با تو کند تا اکنون در ضلالت بودی این ساعت ہدایت یافتی ووجدک ضالا فہدی ضلالت مصطفے علیہ السلام این بود کہ تو دانی ضلالت او عشق بود با خدا این عشق حجابے

گفت ازین بحرین چہ مراد است عنایۃ کرد کہ چون حقیقہ ہمہ عبارت از صفا و صلت دارد چون بحر بجائے برد کہ لا لیل ولا نہار پس فقیر کہ از ہر دو گذشتہ باشد چو چنین بود حمل اسرار توان کردن از بشریت بیرون آمد ہمت از و بر تو رفت رسول اللہ علیہ السلام می گوید مالی وللدنیا این راسر حقیقت گفت وانکہ مقصود کلمت تامہ بشر یافتہ است ازان آن را بیان کرد کہ مقصود چیزے کہ بہ خانہ شب تصور باشد و ندروز قولہ فی السفینۃ خرقہا سفینہ مراد از سفینہ بشریت باشد و خرقہا مراد از قید بشریت بودن یعنے از دریاے دنیا عبرت کہ دگذشت قولہ اے دوست تو ہرگز نفس را نکشتہ البتہ کلام قاضی از اضطراب خالی نباشد قولہ بہ مخالفات او مخالفات و کشتن او عبارت از بیرون آوردن او از ہواے اوست عظیم ترین ہوا خودی خود و انیت است چون این دست داد آنجا رسد فکان لغلامین یتیمین یتیم چیزے نادر را گویند درۃ الیتیم شنیدہ باشی روے نماید قولہ انا مدینۃ العلم رسول اللہ را کہ یتیم گویند ازین جا کہ نادرہ خلقت اوست فاوی او را بہ جاے خود جا دادہ است یتیمین یتیم رسول اللہ را نام کردند بدان سرے کہ رسول اللہ رسیدہ است انوار آن محل باید اکنون این ہمہ بیش از ہدایت بود چون یتیم بدین علم رسید آن ساعت ہدایت یافت ووجدک ضالا در ایام ما تقدم فہدی پس آن ہدایت یافت در سوز عشق می سوخت اینجا ہم در اطمینان قرار بوجدان آمد و آنکہ انہ لیغان علی قلبی گفتہ است ہم بدین اشارت کردہ است

شده است میان خدا و میان او ایعزیز من کبستم که این سخن گویم انه لیغان علیٰ قلبی حتّی استغفر الله فی الیوم واللیل سبعین مرة خود میان این کند مرتبه گناه باشد چون این غین و حجاب بر داشته شود ضالاً نباشد همه فهدیٰ باشد اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللهَ یَدُ اللهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ او را حاصل آید اگر باور نیست از خدای تعالیٰ بشنو در قصهٔ یوسف علیه السلام در شان عشق یعقوب که فرزندانش گفتند او را اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ او را ملامت کردند و گفتند که تو هنوز با عشق یوسفی اگر این جا ضلالت بمعنی دیگر باشد وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰی جز عشق معنی دیگر ندارد این خود رفت مقصود آن بود که گفتم که خدای تعالیٰ[۶۲] جز عاشق خود نیست پس گفتم که محبت مصطفیٰ علیه السلام محبت خدا[۶۳] بود عزخود را ایعزیزا این کلمه گوش دار و بگوش جان بشنو که حق سبحانه و تعالیٰ مصطفیٰ علیه السلام را دوست داشت او را از جمله مکونات و مخلوقات نگاه داشت و او را از عالمیان پوشیده داشت مگر از آن بزرگ شنیده که چه گفت همه عالم خدا را[۶۴] دانسته اند و لیکن نشناخته اند اما محمد علیه السلام را خود ندانسته اند و نشناخته اند ایعزیز نگر که من عرف نفسه فقد عرف ربه بدین کلمه

---

[۶۰] که در عشق میسوخت و می خواست که باطمینان وقرار برسد و هر روز چند بار استغفار میکرد [۶۱] قوله اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ چون هدایت باشد و هم ضلالت برخیزد و این صفت بود مگر صفت او سبحانه و محمد متصف به صفت او شد او را همه هدایت شد و همه ضلالت نماند برای آن سخن را که از ضلالت عبارت چه کرده است این حکایت پسران یعقوب با یعقوب گفتند اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ای حبك القدیم [۶۲] قوله که خدای تعالیٰ جز عاشق خود نیست پس این همه گفتار در میانه چه بود و با این سخن چه نسبت باشد [۶۳] قوله محبت خدا بود خود را پس این سخن بگو که جز او در وجود نیست پس عشق و محبتی که با کس دارد جز باو نیست [۶۴] قوله خدا را دانسته اند لیکن نشناخته اند دانسته اند بقدر طاقت و فهم خویش نشناخته به کمال او چنانکه او است محمد را خود ندانسته که کیست و نشناخته چیست

نسبتے دارد[۲] از عالم عبرت در گذر ای العزیز آن عاشق دیوانه که تو او را ابلیس خوانی در دنیا خود دانی که در عالم الٰہی او را بچه[۳] نام خوانند و اگر بنام او بدانی نام خواندن خود را[۴] کافر دانی ای العزیز چه می شنوی آن دیوانه را خدا دوست داشت محک محبت دانی که چه آمد یکی بلا و قہر[۵] و دیگر ملامت و مذمت گفتند اگر دعوی عشق ما می کنی نشانے باید محک بلا و قہر و دیگر ملامت و مذمت بر و عرض کردند قبول کرد و در ساعت این دو محک گواہی دادند که نشان عشق صدق است ہرگز ندانی که چه می گویم در عشق جفا باید و وفا باید تا عاشق پخته بلطف و قہر معشوق شود و گرنه خام باشد و از وے چیزے نیاید ای العزیز کمال معشوق را مقامے باشد از مقامات عشق اگر دشنام معشوق شنود او را خوشتر[۶] از لطف دیگران داند ہر که ندانداد ہنوز در راه عشق بیخبر باشد مگر این بیت نا شنیده بیت

ہجران تو خوشتر از وصال دگران منکر شنوت به از رضاے دگران

قوله نسبتے[۲] دارد آرے دارد ولیکن این معرفت ذات مصطفیٰ پیش می رود و محبت تو با خدا و خدا با تو یکسان می شمارد قوله بچه[۳] نام خوانند در عالم الٰہی ہیچی و نابودی می خوانند شیطان آن جا گم نام است بعد از ان در عالم محمدی بیائی ابلیس نام نہی او خود دیوانه است او را دیوانه چه میخوانی قوله خود[۴] را کافر دانی آرے کافر باشند زیرا چه از خدا به بندگی آمدن باشند قوله یکی[۵] بلا و قہر صورت تصویر می کند گوئی او گفت که من دوست می دارم گفتند اگر دوست می داری ملامت و قہر اختیار کن آدم را سجده مکن و بلا ار بر گزید عاشق در عشق بلا اختیار کند ولیکن این چنین است آن را که نه که زحمت معشوق است و از جہت دوست چرا مضروری است که اول با وجود علم درین بلا افتاد چنانکه گوئی ہر که دزدی می کند قطع ید او می قبل اختیار کرده باشد قوله ہجران[۵] در عین وصال میان عاشق و معشوق ہجران است که ہرگز از میان نه خیزد و در میان ہجران وصالے است که ہرگز رو بد دری نیارد ہر چند که وفا با ہمه عین جفا داند ہر جفا که کند ہمه وفا داند قوله خوشتر[۶] از لطف آید دشنام کمالے وجمالے دگر است در لطف لذتے و ذوقے دیگر آرے لذ گیرد

[۵] این عبارت در نسخه ہائے متن تمہیدات یافته نشد ۱۲

ای عزیز این سخن را چون مقلوب کنی و باز گردانی جائے بر سر که باید گفتن که دوستان او پرورده لطف و قهر خدا باشند هر روز هزار بار از شراب وصل مست گردند و بعاقبت زیر لگد فراق او پست شوند عاشق بنوند مرید است و مرید را بر و زحمت فراق کنند در عالم دنیا اگر شنیده که دران عالم با جوینده گان او چه خطاب می کنند این می گویند نظم

جوینده ما بشهر در بسیار است	هر کس که مرا جوید کارش زار است
بر درگه ما زده هزاران دار است	بر هر دارے سر مریدے زار است

بار است

هر روز که می آید هزار بار درون جوینده گان حضرت الهی جواب می دهد که ما خود می دانیم که معشوق ما به قهر و بلاست اما ما خود را فدلے بلاے او کرده ایم از وے بلا ان مارضا از وے قهر از ما چه اگر این بیت ها نشنیده نظم

معشوق بلاجوے ستم گردارم	وز آب دو دیده آتشین تر دارم
جانم بر داین هوس که در سر دارم	من عافیت کار خود از سر دارم

بر

این سخن با این کلمه که او عاشق خود است نسبتے ندارد و قاضی بزرگ دے مطلبین بر می آورد و با ختیار خود نظرے به چراگاه می بیند که حضیضے صافے و چراگاه می بیند فرود می آید از خنے می گیرد سخن را بسیطے و طوے و غرضے می دہد با خود و الد حیران است موضع لخشان و صفا و زلال است نمی تواند قرار گرفتن می لخشد می افتد.

بستن پست

قوله زیر لگد فراق او پست شوند این همه عاشق شدن و فراق و لطف کشیدن و رست و پست شدن همه از عالم تلوینات است مرد کار ازین ها برون باشد قاضی از نقطه حقیقت و در دائره اطراف می گردد و مرکز گذاشته حوالی را رعایت می کند آرے یک طریقه بیان این است از بیان اطراف و حوالی حکایت از نخ کند.

قوله از وے بلا و از ما رضا سخن طالبان میگوید طالب را مجاهده و مشقت دیدن و بلا و قهر و قطره از مراد بکام او چکانیدن دیدن درطات افتاده کار بجائے می کند که صفتش انادم کلیه ۱۲

گفتند ما از دو درو

زہے عشق[49] گفت ما در دو ابدی را اختیار کردیم و رحمت و لطف نصیب[50] دگران کردیم ہر روز صد هزار دریا پے آن مہجور نوش می کند و این بانگ بر می دارد بیت

در نواد در

عاشقان را جام مے با خم مے ہم سنگ[51] دہ ہر کسے را نیز در نواز و در خور فرہنگ دہ

زہے جوان مرد کہ حسین منصور این جا گفت ما صحت الفتوۃ الا لاحمد ولا بلیس العزیز چہ می شنوی گفت جوانمردی دو کس مسلم بود احمد را و ابلیس را جوانمرد[52] مرد رسیدہ بہ کمال این دو مرد آمد دیگران جز اطفال راہ نیامدند اے جوانمرد ابلیس می گوید اگر از سیلی دیگران می گریزند بر گردن ما نہ کہ ما خود[53] از ابر کریم رباعی

مقیم

از عشق تو بر دلم غم بر غم باد سودائے تو ام معظم دم در دم باد
با آتش عشق این دلم محکم باد عشقے کہ نہ قاتل است اصلش کم باد

گفت چون معشوق ما را اہل یادگار خود کرد اگر گلیم سیاہ بود و اگر سپید ہمہ یکے بود و ہر کہ این را فرق

قولہ زہے عشق[49] ما این سخن طالبان جانباز ہم گویند و رسیدگان مست شدہ ہم گویند طالبان ازین گویند کہ از حالت روزگار خویش این را احساس کنند ہر چہ مجاہدہ می بینم و معشوق بہ مراد نیست مگر در دو طلب نیز لذتے و ذوقے دارد و گفتند نصیب ما ہمین آمد رسیدگان ازین گویند کہ ہر چہ کردیم تا این جا کہ رسیدیم البتہ از دوئی و از انیت خلاص نشد در دابدی باشد قولہ نصیب[50] دیگران کردیم بر دست نست نصیب لطف و رحمت نصیب دیگران کنی اما این بگو کہ نصیب قہر آمد اما نصیب لطف بدست او ست بر ہر کہ خواہد بکند از تو چہ سنر و داز تو چہ خیزد یکے ابستانی دیگرے راگذاری قولہ ہم سنگ[51] دہ حاصل اینست ہر کسے کہ این لائق آنست بدو بسپار قولہ مرد رسیدہ[52] یعنے یکے با کمال قہر دوم با نہائے لطف احمد صلوات اللہ علیہ بجائے است از عالم رحمت و لطف کہ پرتوے از تابش قہر پیرامن او گشتن نیاید و ابلیس علیہ اللعنۃ در بادیہ کہ نسیم لطف ہرگز آنسو نہ وزیدہ است و نوز دیس بہ کمال قہر رسید ابلیس و نہایت لطف یافتہ محمد قولہ کہ خود[53] ما آن راہ گلیم سوختہ را چہ سوزند و اگر سوزند را چہ باک می آید کہ او سوختہ است

داند عشق او هنوز خام است[۸۴] از دست دوست چه عسل و چه حنظل چه شهد چه زهر چه لطف چه قهر آن که عاشق لطف بود یا عاشق قهر او عاشق خود بود نه عاشق معشوق العزیز چون سلطان قبا و کلاه خاص بکس دهد این بس[۸۵] باشد باقی و حساب عاشقانست العزیز باد گفتند که گلیم سیاه بعنت چرا[۸۶] از دوش بیندازی بیت

گفت می نه فروشم گلیم می نه فروشم ... اگر بفروشم گلیم برهنه ماند دوشم

ای دوست دانی که درد او از چیست درد او از آنست که اول خازن[۸۷] بهشت بود از جمله مقربان حضرت از آن مقام تا مقام دنیا آمد خازنی دنیا و دوزخ او را شوریدی باز داد ازین درد می گوید

بیت ... این جور نگر که بر من مسکین کرد ... خود خواند و خود براند و در دم این کرد

ای عزیز دانی که چه گفت گفت چندین هزار سال است که معتکف کوی معشوق بودم چون قلم اکرد

---

[۸۴] اما از سوختن باز دارند و باز سوختن دهند که الم باشد قوله در عشق خام است قاضی فرق نهاده است پس چه توان گفت آری آری ازین نسبت که از دست دوست چنین آید اما این قدر باید دانست که حنظل بخاصیت خود دهن تلخ کند شکر شیرین کند قهر شکند رو شکسته و آواره و ... و ساز د لطف برآرد رو شن تازه تر کند اما چون ازین بگذشته باشد محب آن را بیک حساب شمرد زهر قاتل است و عسل مربی است همین تفرقه بس است قوله این بس[۸۵] باشد قهر و لطف ابتداء عشق از جمال و لطف برکرد این طالب بجای کشد که وجود آن صاحب لطف و صاحب حسن عین مقصود شده آن را در برکرد اول جمال و لطف است بعد ازان قهر و جلال نخست طلب نیاید مگر شئی ملذذ سپس آنکه آن طلب عشق کشد بعد ازان هر چه رسد کشد قوله چرا[۸۶] از دوش بیندازی او خود خواهد که اندازد اما در راه وی افتاده است که او را ازان بردن آمدن میسر نیست در لعنتی باذوق لعنتی او را بسنده می کند هم بدین روی داده است با وی لعنت او است که بدین لعنت انداخته است ایشان همچنین میگویند بود قرب او است نه قرب او بعد او است با آنکه بعد است نه قرب از آنچه بعد بعد قرب است و قرب در قرب بعد است هم ازین است که

[۸۸] نصیب من از در تو آمد الخ یعنی هر چه می شنوی چون منش رحمت آمد عوض رحمت هزار لعنت کرد و ان علیک لعنتی الی یوم الدین باش تا بر دریائے و نفخت فیه من روحی گذر کنی آنگه یائے یٰس والقرآن الحکیم با تو بگوید که یائے لعنتی و یائے ابلیس چه می کنند و یائے کہیعص با تو بگوید که کاف السلام علیک ایها النبی یا محمد چه می کند بجلال قدرت لم یزل که از ازل تا ابد لام و کاف سلام علیکم و یائے وصلت ص والقرآن از محمد یک لحظه خالی نبود

او می گوید بیت
می نه فروشم گلیم می نه فروشم
اگر بفروشم برهنه مانده فروشم

قوله [۸۷] اول خازن بهشت بود در بعضے نسخها قاضی اشکالے نیست جز این سخن چندان مرتبط نمی بود قوله

[۸۸] نصیب من از در تو آمد قبول بار و جمع نه شود اما چون در از دور دید آن رد را قبول نام نهاد یعنی

خالی نه گذاشت آرے بنامے نسبت کرد اگر ملطوف و مرحوم و مقبول نخوانند بارے ملعون و مطرود و مرجوم گفت (بارے)

عاشق سوخته را این قدر بس باشد بر آتش روزگار و اگر نه بیچاره سوخته آتش عشق از لطف و جمال

رو نماید عاشق خواهد با آن لطف و جمال یکے گردد چنانکه گفته اند العشق شدة الشوق الی الاتحاد

این هیچ نگردد و صبر از وے ممکن نه در بضرورت استقامت یا بد این در ورا اهل عشق در طلب و قرب

و رفعے نهاده اند و تحمل کار بجائے کشد هم بدرد و سوز راضی باشد بجاے مقصود وصل گیرد تا آنکه این را

بدان فضلے نخواند مقصود مقصود اند از به محبوب به وصل نه شد و به هجران شد این هجران بجاے وصل آمد و فصل

از این شد که وصل او انفصالے و انقطاعے دارد اما ورد ابدیت چو ابدی باشد و لذت ابدی یا بد هجران

فاصل شود و بر وصلت از این جا در و ابلیس را اعتبارے کردند و سوز او را وزنے نهاد قوله [۸۹] تا از

دریائے و نفخت فیه من روحی گذر کنی یا نفخت فیه من روحی و یاء در ابلیس و در یاء

لعنتی هر سه جا هر سه یاء دلیل بر اختصاص دارد یا اختصاص عبادی مخصوص و لعنتی یاء متکلم در روحی یاء متکلم

(بکسر شین) از این رو که هر شے از کسے آمده است یک نسبت دارند هر چه کسے را و در لیس در روحی محقق شد همان در یاء

لعنتی باشد اگر مه از و آمد اگر قبول از و آمد هجران از و آمد وصول از و آمد مرد عاشق مرد باید یکے معنی نهاده

دیگے خود تن گرفته و در الم الف ابتدائے خلقت کرد این بشارت بر وحی کرد لام اشارت بتوسط

دنیا شد و یا ے لعنتی با ابلیس بحث و جدال چه گوئی اگر کسے را قوت و غذا باز گیرند زنده ماند[90] چون دش
به جلسه تواند بود العزیز از کلمه الم چه فهم کرده نیک شنو میم المر شرب محمد است[91] المر شرب
ابلیس بعزتش که هرگز خدا وند بے واسطه نگوید که چنین کن او هیچ کارے نکند اگر
[92] وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ در حق مصطفی علیه السلام دانسته ممکن باشد که این سخن نیز بدانی لَقَدْ
كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ از عبرت هائے این آمد ابن یامین در
درون پرده یا قومے که در درون پرده بودند دانست که او دزدی نکرد اما یوسف او را
گفت که برون پرده چنین خبر ده که من دزدم العزیز چنانچه جبرئیل و میکائیل و فرشتگان

کرده میم ایشان را بیکدیگر انضمام و ملاقات و باید حرف مکرر غلبه یا کرد در گفتار ولیکن هم در
ذیل الف لام میم او را بر یک مرتبه داشتند آن عنایت از محمد شد و این عنایت از ابلیس
شد من تمام اشکال تقاضی را بیان کردم تو هر یک را تطبیق بدیگرے بده قوله[90] زنده ماند یعنی قوت
و غذا اے محمد رحمت آمد قوت و غذاے ابلیس لعنت آمد سلام علیکم این جا نیز یاء محذوف است
حقیقت او سلامت است چنانچه در نحوها شناخته باشی قوله[91] و المر شرب ابلیس میم حرف
مجوف است میانه خالی و دال حرف مکرر است کثرت و ظلمت و غلظت کردن تقاضا کند و میم بر ضد
این نور و صفا و جلا فائده دهد این جا مثالے است میم و دهن و عصاره میم عبارت از عالم
جمال است که از و هم دهن آید هم عصاره خلاصه و لطیف در ابتدا و وسط او همان عصاره
آخر او غلیظ این نسبت با ابلیس شد و آن عصاره از آن دهن و از آن میم خالی نیز قوله[92] وَمَا
يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ قصه یوسف و ابن یامین معلوم است ابن یامین را یوسف شناخت که این برادر
من است و زاده خاله من نه از برادران دیگر نسبتے خاصه داشت یوسف در السر گفت که تو محرم من
ترا از ایشان بر سمت دزدی برخود میدارم یوسف میداند است ابن یامین دزد نیست و ابن یامین
نیز میدانست من دزد نه ام و آن کسانیکه محرم این راز نبوده اند این صاع را که در رحل او پنهان داشتند .برده؟

در غیب الغیب با او در غیب می شنیدند اسجدوا لآدم و بیرون پرده‌هائے غیب با او می گفت که لا تسجد الا لغیری
لا تسجد لغیری العزیز چه می شنوی بیت

از عالم اگر عالمیان بیخبر اند
از عالم این بس که عالم دیوانی

پس علانیه او را گوید اسجدوا لآدم و در سِر با او می گفت اے ابلیس بگو ءَ اَسجُدُ لِمَن خَلَقتَ
طِیناً این خود نوع دیگر است اما هرگز دانسته که خدا را دو نام است یکے الرحمن الرحیم و دیگر الجبار المتکبر
از صفت جباریت ابلیس را در وجود آورد و از صفت رحمانیت محمد علیه السلام را پس صفت رحمان

ایشان همه میدانستند اما مصلحت حضرت یوسف برائے ظهور جمال عشق بازی خود را برائے شدت شوق و
طلب یعقوب برائے یافت آن نعمت فجاةً دلفته این شیوه باختهم برین مثال قصه ابلیس دان مانده که او را
بظاهر گفته اند اسجد و بسر گفته اند لا تسجد لغیری تشنگان عقرب که ایشان محرم بوده اند درین قصه که با او گفته اند
لا تسجد لغیری علی هذا ابلیس گناهگار نیست و آنچه او فرموده و اغوا نجو دنیست تا می گوید فبعزتک
لَاُغوِیَنَّهُم اَجمَعِینَ علی هذا برین تقدیر همان چه محمد را رحمت آورد همان ابلیس را لعنت آورد و محرمان
کار بدانند اینجا سخنے هست اگر ابلیس فهم نکرد و مقربان تا حدی بیان ندانستند را چه کنیم ابلیس را گفتند اسجدوا لآدم
و بسر گفتند لا تسجد لغیری بدانی که این سجده آدم را نیست این سجده خدائے راست آن کور لعین
دو بین یک چشم گم کرده و یک نظرے از وے رفته همان یک نظر باقی مانده دو انست مگر که این می گویند آدم را سجده
مکن اینجا غلط بر غلط است و رد او هم برین جمله است و دیگر خواست این بود که آدم را سجده خواهند و نه کنند
بسبب آن مردود گردد حاصل این آنکه بر حسب تقدیر و خواست گوئی با او گفتند اسجدوا لآدم و لا تسجد لغیری
قوله و در سر با او گفت لا تسجد لمن خلقت طیناً یعنی با ابلیس سطر باز گونه خوانند بسر گفتند
لا تسجد لغیری و در علانیه گفتند این بگو لا اسجد لمن خلقت طیناً آن متعلقے که بالا گفته بود آن را
شرح میدهد که خدائے را دو نام است یعنی مجموع اسامی را بدو نام باز گردد جمال و لطف جلال و قهر رحمن
و رحیم صفت لطف جبار و متکبر صفت قهر و ابلیس از صفت قهر و غضب عزائے ابلیس آمد هر دو صفت خدا اما
تفرقه ضروری است این نسبتے تمامے است اما تفرقه ضروری و بدیهی است مار را با ماه برابر نتوان کرد که او

غذائے احمد آمد وصفت قہر وغضب غذائے ابلیس اے دوست لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ
گفتہ است چون روز دین باشد نہ این دین دنیای خواہد نہ دین آخرت می گوید کہ دران[95] دین کم زنی
باشد وملت یگانگی دین ایشان باشد ودرین دنیا این کفر باشد اما در راہ ایشان ودر راہ دین سالکان
چہ کفر وچہ ایمان ہر دو یکے باشد یوسف[96] عامری گفتہ است رباعی

در کوے خرابات چہ درویش چہ شاہ   در راہ یگانگی چہ طاعت وچہ گناہ

در کنگرہ عرش چہ خورشید چہ ماہ   رخسارۂ قلندری چہ روشن چہ سیاہ

ہر کسے درین معنی راہ نبرد ابلیس داعی است دیں راہ ولیکن ابلیس دعوت[97] می کرد از دو مصطفٰے علیہ السلام دعوت[98] میکند
بدو وابلیس را بدربانی حضرت عزت فرو داشتند وگفتند تو عاشق[99] مائی غیرت بر بیگانگان را از حضرت ما

مہلک است واین معنی محمد مبقی ومحی وابلیس مہلک اما اگرچہ آل ہر یکے از دوست قولہ لمن[94] خلقت طینا
بہانہ اسجد است واگرنہ حقیقت بہانکہ لا تسجد لغیری قولہ کہ دران[95] دین کم زنی باشد وملت یگانگی لغیرہم
بیکے بازگردد واگرچہ دوزخی بود وزخ افتادہ سوزد ودر دریا بود واز در دبنالد واحمری در بہشت باشد ولذت
وذوق بہشت گیرد وستیہا راند ہر دو ملت بیگانگی یکے باشد قولہ ابلیس دعوت[97] از وی کند یعنی دعوت
ابلیس سر است این دعوت ہم از دو آمدہ است ہمو عنایت واعانت می کند وہمو توفیق می دہد باخفا زندہ
وبخدا باقی است ودعوت بخدا می کند واو از خدا باز می دارد واو بخدا می رساند قولہ[99] وگفتند تو عاشق مائی
ودعوت ابلیس بمعاونت ومظاہرت او می کند بدان باندکہ یکے عاشق خود را فرماید کہ بر سر سرای زدہ من بایست
کسے را کہ من نخواہم اندر درون مگذار او چو عاشق است ہیچ خواہان او نباشم ہیچ کسی را نخواہد ووسوسہ
جمیع خواہد واو راہمت بریں دارد کہ ہیچ کس گذاشتہ نشود عاشق چرا گفت دیگر را گویند دربانی او نامحرم را
درون نخواہد گفت کہ عاشق را رہنمائے تمامے است درین کہ ہر یکے را نخواہد دعیبے پیدا آرد کہ لائق
حضرت محبوب نباشد قولہ[95] دعوت بدو می کند یعنی با مصاحبت لقانا کند رسول اللہ کہ خلق را
بمصاحبت واتصال بجہت حق دعوت از دو می کند وابلیس علیہ اللعنۃ دعوت از دو می کند یعنی ببعد
از رحمت وانفصال از وصلت وقربت ادعی کند ۱۲

۲ بدو

بازوا رہ این ندا مکن رباعی

معشوقہ مرا گفت نشین بردرمن | مگذار درون ہر کہ ندارد سرمن
آنکس کہ مرا خواہد گو ہیچ مباش | این در خور کس نیست مگر در خورمن

دریغا گناہ ابلیس عشق او آمد با خدا و ذنب مصطفےٰ علیہ السلام دانی کہ چہ آمد عشق خدا آمد با او یعنی عاشق شدن ابلیس خدا را گناہ او آمد و عاشق شدن خدائے تعالےٰ پیغامبر را گناہ او آمد لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر این سخن را نشان شدہ است جہانے باید تا ذرہ ازین ذنب و گناہ درا نصیبے دہند ذرہ ازین ذنب کہ عبارت ازان انابت آمد بر آدم

قولہ لیغفر لک اللہ عشق با کسے چرا موجب گناہ باشد از آنچہ خود طالب شدن داو را مطلوب ساختن خود را عاشق و او را معشوق ساختن حقیقت عشق چیست عاشق می خواہد کہ با معشوق یکے گردد و دیگر می خواہد محیط و مدرک او شود عالم او را معلوم کند خود محیط او را احاطہ کند نہ آنکہ این ذنب عظیم ترین ذنب است خوب طبعے گفتہ است بیت

زہے طعن جاوید خورشید را | کہ گویند معشوق نیلوفر است

چہ نہ باشد چون گلخن تابے بہ پادشاہے عاشق شود ہمان مثال است گناہ محمد بموجب عشق خدا با وے این چہ باشد محمد خواہد ہمان رہ بہ بندگی البستہ ذوق طلب و لذت حرارت عشق گیرد او ابتدائے این را محبوب و معشوق خویش سازد ازین لذتہا و ازین ذوقہا محروم شمرد نہ آنکہ این گناہ شمرد لیغفر لک اللہ ما تقدم معنی این چنین باشد محمد ما ترا بہ حقیقت محبی و محبوبی اطلاع ودیم با خود یکے گردیدیم اگر تو بار اید و تش دہ ما ترا بدوش گیریم ہر دو یکے باشد اکنون امروز کہ تو این گناہ میدانستی این را گناہ مدان کہ این اجتبائے خاصہ است و اطلاعے مخصوصے است جز تو این جا کہ رسد لیغفر لک اللہ فتحے عظیمے دادہ ایم تا آن فتح مبین گناہ ترا بر تو پوشد غم گناہ از دل تو بر دو ما تقدم و ما تأخر ہمین حکایت کردہ یعنی ابتدا و انتہا ہمی سر است کہ ما ترا گفتیم قولہ کہ عبارت

صفتان بخش کردند و با این ہمہ خلعت او این آمد کہ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا ذرّہ این ذنب جہانے رکفر آمد ہمگی آن ذنب بروح مصطفٰے علیہ السلام نہادند العزیز عذر این ذنب از برائے شراب او خود بخود است کہ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ اے عزیز اگر ذرّہ این ذنب بر کونین و عالمین نہادندے ہمگی ایشان بر تم فنا مخصوص شدندے مگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ازین جا گفت اے کاشکے من گناہ و سہو مصطفٰے علیہ السلام بودمے دریغا ایاز گفت ہیچ ذنبے در خدمت سلطان جہان ندیدم کہ مرا بر تخت مملکت می نشانند و آن گاہ او در وزیر تخت من می نشیند و می گوید لے آنکہ عشق ما از تو مراد یافتہ است اے آنکہ وجود ما از وجود تو

از برائے او

اثر آن انابت آمد یعنے انابت اول باشد بعد از آن ہدایت شود جہانے انابت کرد بعد از آن بخشش ہدایت یافت اند کان ظلوما جہولا ظلوم بعنایت ہدایت یافت و با این ہمہ کہ ہدایت یافت او ظلوم و جہول است بحقیقت کار اطلاع کسے را نیست و اطلاع بر سر نیست ذرّہ از ذنب جہانے کفر آمد قولہ ہمگی آن ذنب بروح رسول علیہ السلام نہادہ اند کہ اطلاع بر سر انابت و ہدایت و اجتبا جز او را نیست انابت و اجتبا بہانہ بود و ہدایت صورت پیش نمودہ است اما اصل با محمد بہان خواست او بودہ است اگر آن چہ با محمد نہادند بدان ذنب کہ او را نسبت کردہ اند اگر ذرّہ بر کونین نہند ہمہ بصورت فنا روند و در مقام نابودگی اشنوا السیئوا اینکہ محمد را برین اطلاع شد چہ شد کہ ہمہ را فانی و ید و جز او کسے را نیافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہم ازین آرزو کرد کہ کاشکے من ذنب و سہو محمد بودمے حکایت ایاز و خوند کار محمود بر اسے این مثال آورد و من بالا گفتہ ام بدین بیان نے نسبتے ندارد اما صورتے است کہ خوند کار خود را در محل عبدان شمرد و بندہ را محل و درجہ خوند کارے دہد محمد ہر چند کہ بندہ است اما خدا این می کرد چنانکہ بندہ با خوند کارے کند ۱۲

زیبائی یافتہ است اے آنکہ وجود تو مملکت حضرت ما گشتہ است اے ما از تو واے تو از ما
اے عزیز نمی یارم گفتن مگر کہ شریعت را دیدہ کہ نگہبان شدہ است بر آنہا کہ از سر ربوبیت
سخن گویند ہر کہ از ربوبیت سخن گوید در ساعت شریعت خونش بریزد اما چہ دانی کہ حقیقت
با او چہ می کند محمود گفت لشکر خود را کہ ہر چہ خواہید بگوئید از من و از مملکت من اما از ایاز ہیچ
مگوئید ایاز را بمن بگذارید تا دران حالت ہر چہ از محمود گفتندے خلعت یافتندے و ہر چہ از ایاز
گفتندے غیرت محمود دمار از وجود شان بر آوردے دریغا چہ می گویم اگر چنانکہ دانستہ کہ مجنون
لیلی را چہ و محمود ایاز را چہ و ایاز محمود را چہ در دنیا پس ممکن باشد کہ بدانی کہ محمد را خدائے تعالے چہ بود
و چیست و خدا محمد را چہ بود و بس احد را با احمد سریست کہ مصطفے علیہ السلام را آن سر چون ایاز
با محمود آن ذنب می دید و درین ذنب مستغفر می بود الیعزیز وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي
أَنْقَضَ ظَهْرَكَ این ذنب را بیان می کند و ازین ذنب کمال و رفعت یافتہ است وَرَفَعْنَا

قولہ وجود تو مملکت حضرت ما گشتہ این سخن با محمد درست است اما بہ حکایت درست نیست
بہ حقیقت سخن اما اگر عاشق و معشوق گوئی ازین چنین آید این سخن دیگر است میان عاشق و معشوق ادعا (عاشقے و معشوقے)
بسیار رود این نیز ازان قبیل باشد قولہ اے ما از تو واے تو از ما برین سخن تخت نشانند ایاز چہ
معنی دارد در زیر تخت ایستادند محمود چہ اگر تو بر تخت نشینی ترا چاکرے ہم ہمان باشد و آنکہ تو خوند کاسی مرا
بغلامی استانیدہ یکے است آن دیوانگان چنین گویند از خود رفتگان برون افتادگان رہ دہن (رہ زدن)
گم کردگان این سخنان گویند کہ خدا بندہ و بندہ خدا است ہر یکے عاشق و معشوق است و ہر یکے مرید
و مراد است قولہ اے ما از تو اگر بندہ نبودے خدائی پیدا نبودے و اگر خدائی نبودے خود بندگان نمی بودند
قولہ نگہبان شدہ آن سخن از ربوبیت گفتن اثبات بندگی و خدائی کردن است تحقیق عبودیت شدن
است و کذلک الوہیت و اما سخن از آنہ در باب اشکال قاضی می گوید قولہ در حقیقت چہ دانی
آرے ایاز را محمود این می گوید سر بستہ ما را عایا برین گفتنا اطلاعے نمی دہند چون این شخص بحکم شریعت اگر چہ
بر خواص این می گوید کہ من از این و این از من او را بمن بگذارید قولہ دمار از وجود ایشان بر آوردے

لکن ذلک این منفعت آمد و مزید راه که ان الله تعالی لینفع العبد بذنبه العزیز
سبحن الذی اسری بعبده لیلا گیان می کند که محمود با ایاز می گوید لو لم تذنبوا لجاء الله
بقوم یذنبون فیغفر لهم ویدخلهم الجنة اگر این گنهگاران نبودندے گنهگاران بایستندے
تا این ذنب بجا داشتندے ترک این ذنب کفر باشد و فران این ذنب طاعت اے عزیز
در حضرت قدس که گفتم یک ماه این بیچاره را داشتند چنانکه خلق پنداشتند که موت حاصل آمده است
پس با کرامت تمام مرا به مقام کون و مکان فرستادند که مدتے دیگر دران مقام بودم درین مقام دوم
ذنبے از من در وجود آمد که عقوبت آن ذنب روزگارے چند کشیدم نه بینی که بهر این ذنب کشته شوم
چه گوئی کر آن کس که عاشق را مانع باشد از رسیدن به معشوق بلی که چه بلا آید او را درین معنی
این بیچاره را دردے اشاره است با او که می دانم که هرگز دران باید یا نه هرگز دیده که کسی دو

اگر سخن از ایاز گوید و این گویند که محمود با ایاز گوید دم را ته گویند گان برآرد قوله که مجنون لیلی را چه بود ایهام
قاضی جمله بالا بیان کرده ایم چند سطرے بالا بخوان بعین قوله و وضعنا عنک وزرک الذی انقض
ظهرک بیان مغفرت ذنبے در لیغفر لک الله موضع وزر محمد نام نهاد و این ذنب دو نوع و نوع او نیع
دوی قوله کمال و رفعت با فتیارے اگر آن دو ئی نبودے ورفعنا لک ذکرک چه معنی داشت
رفع و ذکر را چه معنی بودے قوله ان الله لینفع العبد بالذنب اشاره بسوی یبدل الله
سیئاتهم حسنات چون تبدیل سیئات بحسنات شد علی الا هر چه سیئات بیشتر باشد حسنات بیشتر
باشد نفع بنده بذنب آمد و قاضی برائے آن آورده است که این ذنب دوئی مرد را صاحب ذوق و شوق
و طالب واجد کرد در فتنه و وجاهتے او را داد پس نفع بالذنب شد قوله اسری بعبده خود در شب
بر د توجیه میگوئی محبوب شب برد نهانی برد چه مقصود جز کارے نهانی که نهانی در خلوتے نهانی و چیز
که کسے دیگر مطلع نباشد که او را بسد شب بر دن محمد و شب بر دن گنه محمد شد محمد و تمه او بردن و شب دن و تمه
چه معنی داشت قوله محمود با ایاز می گوید یعنی خدا با محمد چنین فرموده است اگرچه بندگان مو

معشوق دارد و با این همه خود را نگهداشت که اگر با او باشد[۱۱۴] این دیگر خویش ریزد و اگر بان دیگر
باشد همچنین الیعزیز مگر هرگز عاشق خدای[۱۱۵] و مصطفی علیه السلام نبوده و آنگاه ابلیس مرادرین میان
وسوسه کرده است از دست او این بیت ها گفته نظم

در فکر سر زلف تو بیچاره شدیم ۔ در قهر دو چشم شوخت آواره شدیم
از ناپاکی طبع خون خواره شدیم ۔ ما نیز به طبع خویش غم خواره شدیم

اگر این درد[۱۱۶] را در دو جهان او باشد چه گوئی در جهان یابد یا نه هر که او عالم ابلیس را بجهد رخته کند و عالم

به عین حقیقت و بکشف سر مستعد و مطلع باشد خدائی نماند کار به بیکاری کشد خدا قومی بگرا بیافریند
که ایشان به صفت ذنب دوئی باشند تا کار نیاز ردو قبول و هجران بر جا ماند قوله[۱۱۳] یک ماه این بیچاره
را بداشتند قاضی می گوید یک ماه مرا برین حال که خود را نمی بینم و خود را درون رفته مایابم
و این صفتی است که مردم را دو سه حال پیش آید یکحال آن باشد که از جملهٔ ادوات و اختیارات
فارغ شود تا آنکه از حرکات و سکنات هم بماند صوفی میان ما بود او را یک ساعت برین حال داشته
بودند این چنین ذهول را مردمان موت نامند و این گمراهی تمام است خود را خود بیند به در رفته باشد
و از آنجا پیشتر بروند که خود را با وی یکی می بیند و درین مقام گهی دیگر دید خود است که با او هم یکی است
یکی از میان رود آن گهی دیگر بود او را باز گردانید یعنی او را بد و باز دادند تا گشته پرکاله گردد و اگر هم
بران بودی ذهولی بودی و مردمان موت دانسته بودند این کشتن بیش نیامدی قوله[۱۱۴] اگر با او
باشد این دگر خویش بریزد مثلی هیچ محالی است قاضی میگوید اما تردد در فنا و بقا و ضد آن احوال
گهی با خود و بد گهی او را از وی برد این را دو معشوق نام نهاد و وی خویش ریزد قوله[۱۱۵] عاشق خدا و مصطفی نبوده
عاشق خدا و مصطفی کسی نیست هر که عاشق مصطفی است عاشق خدا است و هر که عاشق خدا عاشق مصطفی است
اما از خدا به مصطفی از مصطفی بخدا رفتن این را و عشق بیان نمی کند صورت معنی دارد اما اگر صورت را با معنی
یکی گوئی عشق محمد با خدا باشد و عشق خدا با محمد باشد و از خود بخود رفتن از و بدو آمدن این همه بیان است قوله[۱۱۶] اگر این درد را

محمد او را شفا حاصل آید زیرا که کفر رقم فنا دارد و ایمان رقم بقا تا فنا نباشد بقا نیابد هرچند فنا
درین راه بیشتر بقا درین راه کامل تر از فنا و بقا این بیت ها بیان میکند رباعی

گر خالِ خد چشم تو کافر باشد — این جان و دلم درد مجاور باشد
شرط است اگر زلفِ تو بیدا و کند — ما را صنما لب تو داور باشد

ای دوست مقامی هست که سالک دران مقام باشد بر خطر باشد که المخلصون[۱۱۸] علی خطر عظیم
این معنی باشد و آن را مقام بالیست و هوا آرزو توان خواندن نه با تو گفتم که هوا جان نفس تست — مقام و مراتب توان خواندن
تا ازین عالم هوا درخت بیخودی و بے بالیتی به صحرای الٰهی نیاری از خوف نجات توانی یافت و اَمَّا
مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ[۱۱۹] هِيَ الْمَاْوٰى گفت هر که قدم
از عالم هوا بدنهاد قدم در بهشت نهاد پس درین بهشت بجز خدای تعالی کسی دیگر نباشد شیخ شبلی[۱۷]
مگر ازین جا گفت مَا فِي الْجَنَّةِ[۱۲۰] احد سوی الله الیه شیخ سیاوش[۱۸] با ما گفت امشب

درمان او باشد هرچه در وی افتاده است در وهم طلب مانده است علی العموم رنجور و کشته شده است
چون ازین عالم محمد یعنی سکر و صحو دست دهد ازین درد شفا یابد از و باز ماندن کفر است و دوئی از و باز ماندن است
و فنا و بقا را اعتبار کردن عین دوئی آمد پس کفر را هم فنا گویند و ایمان را هم بقا و ایمان عبارت ازان آمد که فنا با
بقا یکی شد و هم بود فنا و بقا از میان خواست هرچه بقا بیشتر آید کامل تر باشد بقا فنا باشد[۱۱] و فنا است بقا
و فنا است بقا بقا این همه در عبارت قاضی متضمن می شود و این بیت ها همان معنی دارد گفتیم قوله والمخلصون
علیٰ خطر عظیم آنچه قاضی گفت نه قبل از نعت ابلیس و وصف محمد آن را گفت این مقام پر خطر است این
سخن بران تطبیق داد و المخلص آن بود که در دو مقام نه زود[۱] قوله فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى بدان ماند — زرود نه بود
نقیضان لایجتمعان ولا یرتفعان هرچه جز خدا در فهم محققان آید آن هوا است پس چون نفی شد
ثبوت همان یک ذات باشد اما مردمان آن را هرچه هوی نفس باشد هوا گویند و محققان بران که ما گفتیم و قاضی همان
ذات گفت که چون هوا نیست مرد با خدا یکی گشت خوف از میان برخاست قوله[۱۱۹] مَا فِي الْجَنَّةِ احد

مصطفے علیہ السلام را در خواب دیدم کہ از در در آمد گفت عین القضات مارا بگوے کہ ہنوز[111] ساکن سراے سلوت الٰہی نہ شدہ گو بیک چیزے صبر کن و با صبر موافقت کن تا آن وقت آید کہ ہمہ قرب باشد ما را بے بعد ہمہ وصال باشد بے فراق چون این خواب از بہر ما حکایت کرد صبر این بیچارہ از صبر بنالید و ہمگی در گفتن این بیت ہا کہ خواہد آمدن مستغرق شد چون نگاہ کردم مصطفے علیہ السلام را دیدم کہ از در در آمد و گفت کہ انچہ با شیخ سیاوش گفتم شیخ سیاوش بہ بیداری تا آمدید انست از نور مصطفے علیہ السلام نصیبے شعلہ بر دار ان نصیب ذرہ بر و آمد در ساعت سوختہ شد خلق می پندارند کہ سحر و شعبدہ است و دریغا جائے کہ مصطفے علیہ السلام با محبان خدا جمع آید چون مے و چون تو سے آن جا طاقت چون دارند اکنون آنچہ این بیچارہ را با مصطفے علیہ السلام رفتہ شمہ ازان از شما دریغ ندارم دریغا اے محبان من ہر کہ مستمع این بیتہا آمد امیدوارم کہ از آنہا باشد کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ خلعتے[112] بہ ازین خواہی کہ در محفل محمدی از زبان من این بیت ہا بشنو العزیز اگر روزے گوئی خداوندا انچہ این بیچارہ را دادی ما را نیز

سوی اللہ تعالیٰ چو جز خدا اشیاء وجودے نہ دید و جملہ وجودات را اینجہانی و آنجہانی ہمہ بہ فیض وجود موجود یافت بہ ضرورت این سخن گفت ما فی الجنۃ احد سوی اللہ تعالے و کذالک الدنیا گفتہ اند ان للہ تعالی جنۃ لیس فیہا حور ولا قصور عبارت ہم ازین بہشت است قولہ[120] شیخ سیاوش ما گفت محمد با سیاوش این رمز کرد کہ عین القضات ہنوز در دو وجود کفر و ایمان ماندہ است چنانکہ ذکر ما کردہ قولہ[121] ساکن سراے سلوت الٰہی نہ شدہ ایم سراے سلوت آن است کہ اطمینان و قرار سے انجا دارد و جز یک وجود را وجودے دیگر تصور نیا فلندر قاضی بتدریج در مرتبہ ترقی می کرد و شوق بر و غلبہ کرد و در ارادت شوق او مثل بہ مثال مصطفے گرشت شعلہ از شعلات وحدت بر جان آوردہ در ساعت سوختہ شد و درین سوختگی آن سلوت یافت کہ سیاوش بدان اشارت کردہ ہمین قاضی سحر و شعبدہ می نامد بودن بہ صورت دیگر نمودن ہستی دیگر و در حقیقت چیزے دیگر ہر آئینہ شعبدہ و سحر گویند قولہ[122] خلعتے بہ ازین خواہی قاضی میگوید بدین سخنان من

نصیب کرامت کن چه گوئی ما روا نداریم چنانکه امروز به گفتن از شما دریغ نداشتیم فردا از علم حقیقت آن دریغ نداریم اے دوست عسل بزبان راندن دیگر باشد و عسل دیدن دیگر و عسل خوردن دیگر اکنون این بیت ها را گوش دار تا تو نیز حلولی شوی یا باشد که آنچه با ما خواهند کردن ترا نیز نصیبے دهند تو پنداری که قتل در راه خدا اندوه آمد و یا بلا باشد قتل در راه او بخشیدن جان آمد چه گوئی کسے دوست ندارد که جانش. هذا العزیز آن روز که سرور عاشقان و شهسوار عارفان حسین منصور رحمة الله علیه را بر دار کردند شیخ شبلی رحمة الله گفت آن شب مرا با حق تعالے مناجات افتاد و گفتم الٰهی متی تقتل المحبین فقال الی ان اجد له الدیة فقلت یا رب و ما دیتك فقال لقائی وجمالی دیة المحبین دانی که چه می گوید گفت گفتم بار خدایا محبان خود را تا چند کشی گفت چندانکه دیت یابند گفتم دیت تو مر او را چه باشد گفت جمال و لقائے ما دیت ایشان باشد ما کلید سرے از اسرار بدو دادیم او سر ما را آشکارا کرد ما بلا در راه او نهادیم

قتل در راه ما جان آمد

اعتقاد کن و گفتار مرا پیش دل بدار تو از ان از خدائے نصیبه طلب چنانکه در دنیا در گفتار دریغ نداشتیم در آخرت هم ترا نصیبه شود قوله عسل خوردن دیگر این جا سخن گویم عسل بر زبان راندن دیگر باشد و دوستی عسل که از کجا است و چون شده و چه شد دیگر باشد و خوردن عسل دیگر و اینکه عسل حکایت کنی و عسل در دهن تو باشد این چیزے دیگر اگر مردم محقق در بیان مقامات تحقیق برین صفت باشد که عسل در دهن باشد و ارشاد و هدایت بدین کنند بذوق خویش این هدایت و ارشاد محققان است قوله قتل در راه ما جان آمد اما قتل جانان باشد جانان بجاے جان آمد آن قتل همی جان باشد رباعی

از درد منال چون دواے تو منم	بیگانه مشو چو آشنائے تو منم
گر بر سر کوے عشق ما کشته شوی	شکرانه بده که خون بهاے تو منم

این که قتل را مقدار جان کرد مراد این است قوله الٰهی این نقل شبلی با خدا گفت تا کجا محبان را کشی یعنی تو کشتن تو محبان را چیست این کشتن کجا منتهی شود مقصود کشتن تو چه باشد گفتا آنجا کشم که برائے او دیت باشم

تا دیگران[126] سر ما نگهدارند ای دوستان در سر چه داری سر آن داری که این سر در بازی تا او سر تو شود در پیغامبر کسی سر آن ندارد و روا باشد تا روزی چند دیگر عین القضات را بینی که این توفیق چون یافته باشد که سر خود را فدا کند تا سروری[127] یابد من خود می دانم که کار من چون خواهد بودن اما ای عزیز این بیت ها را بشنو رباعی

چندان ناز است ز عشق تو در سر من ‏ ‏ ‏ کاندر غلطم که عاشقی تو بر من

یا خیمه زند وصال تو بر سر من ‏ ‏ ‏ یا در سر من غلط شود این سر من

ای عزیز این بیت ها که گفتم از برای شوق مصطفی علیه السلام گفتم که وعده کرده ام به گفتن هنوز[128] نگفته ام زیرا که سودا مرا چنان بیخود و شیفته میگرداند که نمی دانم که چه میگویم و مرا از سر سخن یکبارگی می برد و بعاقبت هنوز من قدیم تر می آیم و او با من کشتی می گیرد که تا خود کدام از ما افتاده شود اما این همی بدانم که من افتاده شوم که چون من بسیار افتاده اند

یعنی تا ایشان مستحق دیت شوند و دیت ایشان لقا و جمال من چون ایشان کشته شوند یعنی از خود بروند با خود نمانند جمال مرا ایشان مشاهده کنند ترجمه که قاضی گفت از بیان ما بیرون نیست بیرون است نسخه

قوله تا دیگران[126] سر ما نگاه دارند این سخن زیادتی در میان نهاده است با لانسبتی ندارد اما اگر گویم قتل مقابله افشای سر بود افشای سر از وجود او را بمقابله آن کشتن آن بیگناه را دیتی دهم و دیت او چه باشد لقای جمال ما بود قوله[127] تا سروری باشد عجب سروری است که من و مانی مراد دارد و یا سروری طائفه خود هر دو سخن بنزد محققان چیزی خیر است اما قاضی دیوانه مثل آن کلمات گوید این بیت ها که قاضی گفته است و معنی این را فرموده با لا مرقعات گفت است و این رباعی از آن احمد غزالی در سوانح گفته است و همین معنی را آن جا بیان کرده است قوله هنوز[128] نگفتم می باید دانست هر که ضعیف بود با حریف مقاومت کردن نتواند هم افتد با دار و غیب با عصا و مرحق کرا مقاومت میسر است مگر او بخود قائم دارد و آنچه قاضی میگوید که من نیافتم نا که خود افتد مقاومت با او بمعنی کند چون افتد هم بدو افتد ۱۲

سودائے[129] عاشقی نماند و سودائے عشق باقی باشد اکنون گوش دار[130] این بیت ہا بشنو کہ بسیار فتوح از این یابی نظم

کے[131] بود جانان کہ آتش اندرین عالم زنیم ملت کفر و مسلمانی بہم بر ہم زنیم

واں گہے از جنت فردوس و دوزخ بگذریم خیمہ جان از برون کون و مکان محکم زنیم

پس نشینم با تو و با تو ہمی شربت خوریم کم زنی اندیشہ سازیم و نکیا ر اکم زنیم

پس دل و جان را غذائے حسن روئے تو کنیم وین غمان عشق را از بیخی بر ہم زنیم

از وجود وصل تو تا فرد و یکتائی شویم پائے ہمت بر دو عالم نیز بر آدم زنیم

اے دوست بنگر کہ مصطفےٰ علیہ السلام عذر مستان دیوانہ چون خواستہ است آنجا کہ گفت

ان اللہ لا یؤاخذ العشاق بما صدر منہم گفت آنچہ از عشاق در وجود آید بر ایشان نگیرند زیرا کہ

ہر کہ چیزے گوید و یا کند با خود باشد و با اختیار خود کند اما عاشق بے اختیار باشد آنچہ عاشق کند

بے مراد او در وجود آید و بے اختیار او صادر شود اے عزیز چہ گوئی ہرگز خواندہ کہ چون[132]

از دوزخ بدر آیند پس ایشان را پاک کردہ باشد[133] و چون در بہشت شوند ہیچ مواخذہ نباشند

قولہ سودا[129] اے مرد سودائی و مرد عاشق نماند و لیکن عشق و سودا ماند یعنے معشوق ماند و عاشق نماند

زیرا چہ عشق صفتے است قائم بہ حسن معشوق و حسن معشوق رفتنی نہ عشق او رفتنی نہ قولہ گوش دار[130] این بیت ہا

وعدہ کہ کردہ بود این آن ابیات است قولہ کے بود جا[131] یعنی طالب را نہ مطلوب کفر نہ مطلوب اسلام و

نہ بیم دوزخ و نہ امید بہشت او کسے را میخواہد ہرچہ او دست دہد بہشتش ہمان و دین او ہمان پس کفر و اسلام

را بہم زدن این معنی باشد قولہ چون[132] از دوزخ بدر آیند این دو معنی احتمال دارد چون از دوزخ بگذرند

زیرا چہ در وسط راہ یک گذرے ہست چون از و گذشتند ہر آئینہ جائے مواخذہ نماند و قلم از ایشان

خود خاستہ است و دیگر قومے را بعذر گناہان ایشان در دوزخ اندازند بعد ازان پاک شدہ

در بہشت در آیند قولہ[133] پاک کردہ باشد چہ ایشان گذر ند میان او شوند و آتش ایشان را حکم پاکی کردہ

باشد گر دا ایشان نگردد بر این چنین مواخذہ نبود ۱۲

دو قالب تکلیف گروایشان نگردد این خود بہشت عموم باشد[۱۳۴] العزیز چہ می شنوی اما آتش دوزخ چہ ایشان دانی کہ چہ باشد ندانی کہ آتش دوزخ محبان عشق خدا باشد تبارک وتعالیٰ اگر ازان بزرگ نشنیدہ کہ گفت العشق عذاب[۱۳۵] اللہ الاکبر گفت عذاب اکبر عشق خدا میدان اگر شبلی ازینجا گفت العشق نار[۱۳۶] تقع فی القلوب فاحرقت ماسوی المحبوب العزیز اگر خواہی کہ دوزخ محبان را بدانی و عذاب اکبر بشناسی آیت وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ گوش باید داشتن کہ عذاب[۱۳۷] اکبر کافران را باشد کہ او خود را بدیشان نماید آنگاہ آتش عشق و شوق نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ در دل ایشان افگند پس ازان

قولہ[۱۳۴] این بہشت عموم باشد اما دوزخ محبان دوزخے خاص است کہ آن آتش عشق ومحبت در دل ایشان می سوزد قولہ العشق عذاب[۱۳۵] اللہ الاکبر عذاب اکبر عشق خدا میدان زیراکہ آتش بر تن است و آتش اکبر عشق بر دل چون عذاب در دل باشد بالاترین ہمہ عذاب ہا باشد وہر کہ بعذابے گرفتار است یحتمل کہ سلوتے شود و آنکہ بعذاب عشق گرفتار شود قابل نجات نیست ہیچ وقتے معشوق ہمراہ خود نیابد وہیچ گہے خود را بہ انتہاے مراد رسیدہ نبیند وہیچ وقتے از وصال او سیر نہ گردد واگر خود وہم افتد کہ معشوق با کسے دیگر سروکارے دارد خود این بلا بجیست کہ گفتن نمی آید واگر زبانے فراق افتاد خود آن بلائے دیگر است ودر عین وصال وہم فراق ہم می باشد چہ گویم اندازۂ گفتار نیست ہمان سگفتان داند کہ بدام بلا گرفتار اند جلال رومی علیہ الرحمۃ جاے گفتہ است دیوانہ بگوی گوید بیت

ہزار محنت و درد و بلا و نام عشق ہزار رنج و جور و جفا و نام شش یار

قولہ العشق نار[۱۳۶] یعنے بدان عشق مانند آتشے باشد کہ در موضع افتد ہمہ چیز را بسوزد مگر زر کہ او سوختہ نشود وخلاصۂ آدمی قلب است وخلاصۂ قلب محبوب اوست ہرچہ در قلب ماسوی المحبوب است آتش آنرا بسوزد جز محبوب کہ او قابل سوختن نیست کہ او بر مثال زر است قاضی این می گوید عذاب در عشق چیست کہ یکبارے تجلی شود پس آن محبوب گردد بدان طلب آتشے کہ دارد آن عذاب ایشان و آن دوزخ ایشان باشد چنین ہم ہست با وجود آنکہ حجاب نباشد آتش عشق در دل باشد

از ایشان محتجب شود و ایشان محجوب مانند این دوزخ کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ[۱۳۸] این دوزخ را گواہی میدہد العزیز سلیمان علیہ السلام چرا گفت مر ہدہد را وعدہ عذاب کرد تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ تا آنجا کہ گفت لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا شیخ ما گفتی لَاَبْتَلِيَنَّهٗ بِالْعِشْقِ[۱۳۹] ثم لَاُذَبِّحَنَّهٗ بِالْفِرَاقِ عَنِ الْمُشَاهَدَةِ ہرگز دیدہ کہ ہدہد[۱۴۰] جان تو یک لحظہ از حضرت نبوت خالی بودہ باشد تا غیرت الہی با تو این آیت بگوید لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا العزیز باش تا مسلمان شوی آنگہ بدانی کہ غیرت الہی چہ باشد مصطفی علیہ السلام را بہ بین کہ ازین آیت چون بیان می کند اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَغَارُ[۱۴۱] لِلْمُسْلِمِ فَلْيَغَرِ الْمُسْلِمُ عَلٰى نَفْسِهٖ این کلمہ را خواہی شنیدن کہ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ[۱۴۲] اگر با آتش دل ابراہیم این خطاب نہ کردندے آتش دل ابراہیم شعلہ زدے کہ ہرگز درون و برون جز آتش ندیدے مگر کہ آن بزرگ ازین جا گفت کہ بار خدایا یک لحظہ مرا در دوزخ بگذار تا بیگانگان از آتش دوزخ یک بارگی نجات یابند اگر ذرہ آتش دل مشتاقان بر آتش دوزخ رسد چنانکہ کافران را عذاب باشد از دوزخ دوزخ نیز عذاب یابد از آتش دل ایشان چہ جفا[۱۴۳]

و محبت بدان بسوزد موجب آن گفتہ ام قولہ عذاب اکبر[۱۴۴] کافران را در تجلی احتجاب یعنی ندارد اما تحقیق و سخن این است کہ او تعالیٰ بہمہ صور و اشکال متجلی است با کافران بہ صورت قہر و عذاب متجلی باشد ایشان ہمیشہ در عذاب باشند قولہ لمحجوبون[۱۳۸] یعنے او متجلی و ایشان را فہم تجلی او نیست اگر فہم تجلی بودے اند کے تسلی شدے عارفان کہ از جادہ منحرف اند ایشان را ہم تجلی قہر شود و لکن نظر ایشان بر گیرندہ میدانند و می سوزند و میگویند این عذاب از جملہ عذاب ہا سخت تر است اگر فردا با عارفان دوزخی دو چار شود این سخن بیگانگی را نیکو شناسی قولہ لَاَبْتَلِيَنَّهٗ بِالْعِشْقِ[۱۳۹] تحمیلات عاشقان است کہ ارادت بحسب حال ایشان است کہ ایشان ہیچ بلائے بالاتر ازین تحمیلات نمی دانند اگرچہ بحقیقت باز آنی ہیچ دولت بالاتر از عشق نہ و ہیچ مصیبتے بالاتر از

مؤمن فانّ نورك اطفى ناری از اینجا دانم که ترا در خاطر آید شیخ ما را چون حالتی
رسانند روی نماید در حوض آب می نشیند چون کسی دست در آنجا میزند از گرمی آب دست
سوخته می شود العزیز این آتش هنوز مریدان را باشد و آتش دل پیران منتهی را کسی نشان نتوان
داد این باش تا بمقامی رسی که آتش هند ترا که جگر حقیقت تو از حرارت آن آتش سوخته
شود از عمر خطاب بشنو که گفت در خانهٔ ابوبکر صدیق[144] شدیم همه خانه را پر از بوی جگر سوخته
دیدم پیش مصطفی آمدم و این حالت با او گفتم گفت ای عمر دست از این بدار این مقام
هر کس را نه دهند عمر رض گفت در همه عمر من مرا یک ساعت آرزو می باشد که جگر سوخته مرا نیز دهند

فراق نیست قوله[141] هه هه جان تو نیکو میگوید اما همین فراق کنایه از عذاب باشد بدان نه آنکه بواسطه فراق ذبح
نشود همی فراق خود ذبح است قوله[142] ان الله یغار المسلم غیرت می کند بنا بر مسلم یعنی نمی خواهد که مسلم
بغیر پردازد و جز بوی تعالی پس کو مسلم غیرت کند بر نفس خویش یعنی نخواهد که نفس او بجای دیگر نهد کسی شود
قوله[143] قلنا یا نار کونی بردا اگر با آتش ابراهیم خطاب نشدی که سرد شو و آتش ابراهیم شعله زدی
و همه آتش ها سوختی و همه آتش ها هیبت گشتی چنانکه آن بزرگ می گوید که یک لحظه مرا در دوزخ دهند من آتش
دل خویش بدوزخ و همه آتش دوزخ رو بسردی آرد قوله[143] جز یا مؤمن فان نورك آن نور صلاة
... است چون خلاصه بگذر افتد او را نیست گرداند هر آینه تو بگذر تا آتش من کشته نشود قوله[144] در خانهٔ ابوبکر
از بندگی خواجه شنیدم بعد ابوبکر رضی الله عنه عمر رضی الله عنه بمقام جرم و کرد بعد از آن که در حکم او آمد از وی این
پرسید که از این نکاح غرض ندیشم جز آنکه محرمیت میان شود از حالت ابوبکر پرسیم او گفت تا ثلث
شب به حضرت رسول الله علیه السلام بودی از آنجا بازگشتی قدری بمن مشغول شدی پس آن در
صحن خانه مشغول شدی بوی خوش ساختی که از مشک و عنبر و گلاب و غیر آن بودی احساس نتوان کرد
همه شب بدان حال بودی چون صبح دمیدی آهی زدی بوی خاستی چنانکه پرکاله گوشت مردار را
بسوزند عمر چشم پر آب کرد و گفت که آن بوی جگر سوخته او بوده است این حکایت از مصطفی شنیده باشد

بدانکه

مرا میسر نشد اما ندانم که دران عالم خواهند داد یا نه **الیعنی** یزا بوبکر صدیق با این جگرسوختگی هنوز می گفت یا دلیل المتحیرین زدنی تحیرا اگر که امام ابواسحق اسفرائنی ازین جا گفت که وقت نزع با او گفتند ترا چه آرزو می کند گفت اشتهی قطعة کبد مشوية گفت پاره جگر سوخته مرا آرزو می کند دریغا از جوش دیگ دل مصطفے علیه السلام کان یصلی وفی قلبه ازیز کازیز المرجل گفت جوش دل مصطفے علیه السلام از مسافت یک میل بشنیدندی باش تا بدانی که این که شنید ابوبکر صدیق شنیده باشد اما باش تا این حدیث با تو غمزه زند که ان الله تعالی یحب کل قلب حزین[۱۴۵] دانی که چون این سخن ترا قبول کند چه گوئی این بیت ها می گوئی رباعی

از عشق تو اے صنم دلم خون شده است	جان در طلب وصل تو بیرون شده است
لیلی شده مرا تو اے شاهد بت	جان و دل من عاشق و مجنون شده است

اے دوست دانی که این حزن از چه باشد مگر از ان بزرگ نشنیده که گفت همه مریدان در آرزو[۱۴۶]

این را با ان تطبیق داد اهل معرفت و اهل محبت را سوختگی ضرورت حال ایشان است آنچنان باشد که بظاهر قالب هم افتد و آن از غلبه قرآن درد و سوز اوست عمر رضی الله عنه ازین آرزو کرد رسول الله فرمود که این آتش بقلب رسد این بهر کسے نه دهند هم ازین گفت ابوبکر رضی الله عنه یا دلیل المتحیرین زدنی تحیرا این تحیر سوختگی را زیادت ترکند دیگر ابوبکر همین سوختن جگر را آرزو می کرد مردمان پرسیدند چه می خواهی گفت جگر سوخته بریان کرده مرا بدهند و قاضی این عنایت کرد و همین را شاید دانکه در نماز مصطفے بودے از جوش او چه آواز خوا که بد ورسے می شنیدند مردمان می گویند تا یک میل والله اعلم **قوله** [۱۴۵] **ان الله یحب کل قلب حزین** یعنے این حدیث ترا ظاهر گردد **قوله** [۱۴۶] **دانی که این حزن** چه باشد و هر از تے و ذوقے که در ایشان دهند جز ابیت و دوئی نباشد یکے او را عبارت از فرد حقیقی کند او را از که لذت و از چه لذت یابند نفسے ما را از ما بزند تا بهر و برخوردار گردیم و پیران بر ان باشند که ساعتے ما را بما دهند دخو و یا ما با شند و ما را بما دهند این میسر نیست اگر ایشانند او نیست و اگر اوست ایشان نه اند جمع بینهما میسر نیست و هر یکے را حزنے باشد و قاضی میگوید

در آرزوی مقام پیران باشند و جمله پیران در تمنای مقام مریدان باشند زیرا که پیران از مقام
خود بیرون آمده باشند[۱۴۳] آنکس که بیخود باشد حظ و لذت چون یابد مگر که آن بزرگ ازین جا گفت که
همه عالم در آرزوی این اند که یک لحظه ایشان را از خود بستانند و من در آرزوی
آنم که مرا یک لحظه گو بمن دهند این کار با خود باشد از بیگانگی و بیخودی او را نصیبی ندهند العزیز
من خود کیم و با تو که این سخن[۱۴۴] در حقیقت نمی گنجد و تو خود هنوز جمال شریعت[۱۴۵] ندیده جمال حقیقت
چون بینی اگر خواهی[۱۴۶] که این را مثالی بگویم گوش دار از پروانه که عاشق آتش است او را هیچ حظی از آتش
نیست که دور است مگر از نور او و چون خود را بر آتش زند بیخود شود از هیچ پروانگی نیاید جمله آتش
شود چه می گوئی آتش از آتش هیچ بهره برگیرد چون آتش نباشد پروانه غیر آتش باشد

پیران این تمنا دارند که ساعتی ما را بما دهند تا ما ذوق و درد و طلب گیریم اکنون آن قابل نیست
زیرا چه رسیده و نارسیده نخواهد شد و اگر چه ایشان را بدیشان دهند آن طلبی و ذوقی که بود آن
نماند این طلبی دیگر است در آن طلب چندان احتراق و اشتیاق کم است چشیده را می طلبد دیده را
باز می خواهد اگرچه طالب سخت باشد ولیکن آن سودازدگی و آن خشکی مزاج کجا قوله[۱۴۴] این سخن در حقیقت
نمی گنجد و اگر این مراد دارد از حقیقت سخن نیست خود آری این سخن در حقیقت نمی گنجد و اگر این مراد
دارد و بدان عظیم خطر است که در مضیق حقیقت نمی گنجد این سخن از گفت و شنید خالی باشد قوله[۱۴۵] جمال شریعت
ندیده هر تجلی که بموسعت شرع شود حسن و جمال دارد از وصف و از صفات منزه و پاک باشد و حقیقت جمال دارد که تو تاب آن نداری
نه رود و اگر خود را بر دو چیزی با حسین منظور و با قاضی چه باختند تا تو هم همان بازی آری قوله[۱۴۶] و اگر خواهی که این مثال بگویم
یعنی این کمال است ز و تخی نباشد و مرید را ذوقی باشد نیکو مثال است اما این چنین طلبی پروانه از دور حظ از روشنائی
از نور شمع میگیرد و هرچند نزدیک می شود آتش شوق بر وی غالب تر می شود و سوخته تر میگردد تا چون به آتش رسید
همه نار گشته او با خود نماند با آتش چه ذوق اگر آن جرم پروانه را تصور کنیم او باز گشته بی سر است او آرزو برد که باز از پی
در طلب آتشم اند که سوخته با کمال و تمام مین باشم این مثال برین نمط درست تر افتد.

چہ بہرہ یابد از آتش این سخن نہ درخور تو باشد تو ہمہ روز میگوئی۔

رباعی

عشق تو بسوخت اے صنم خانۂ دل
بشکست غم فراق پیمانۂ دل
دردانہ ز دیدہ زان روان کردستم
زیرا کہ ز من جداست دردانۂ دل

العزیز گران بزرگ ازینجا گفت کہ اگر کینہ کمترین مورچہ پشگانی چندان حزن و عشق خدا از سینۂ او بدر آید کہ جہان را بر گرداند شیخ تا گفت شیخ عبداللہ انصاری در مناجات خود این کلمات بسے گفتے کہ خدا وندا باخودیم[150] و بخودی ما درخور تو نیست و تو بے مائی وبے یاری و یاوری تو درخور ما نیست البلاء موکل بالانبیاء ثم بالاولیاء این باشد یعنی[151] تو کہ با بلا مئی و بلاے تو درخور ما نیست و ما با ہوائیم و ہواے ما درخور تو نیست اما ہر چہ[152] بر تن آید آن عذاب باشد و ہر چہ بر دل آید بلا باشد تو پنداری کہ بلا ہر کسے را دہند تو از بلا چہ خبرداری باش تا بجاے رسی کہ بلاے خدا بجان بگیری گر کہ شبلی ازینجا گفت کہ بار خدایا ہر کس ترا از بہر لطف و راحت میجویند و من ترا از بہر بلا میجویم[153] باش تا جذبۃ من جذبات الحق

قولہ[150] باخودیم و بخودیم ما درخور تو نیست و تو بے مائی بے مائی تو درخور ما نیست و ہر دو کلام باعتبار است اگر خودی و مائی درمیان نباشد تو خود خود باشی و انتہاے کار ہمین باشد قولہ[151] یعنی کہ تو با بلائی کہ ہیچ یکے را خود رہ ندہی و ممکن نیست کہ کسے بتو راہ یابد و ما مبتلا بہواے خود از و درگذشتن نتوانیم و تو با این ہوا کسے را بخود رہ ندہی تو خود یکی خود چنانکہ گفتیم بلاے سخت بر انبیا بعد از ان بر اولیا مانند ایشان باشد قولہ[152] ہر چہ بر تن آید عذاب باشد و ہر چہ بر دل آید بلا باشد عنایت من عند نفسہ قولہ[153] از بہر بلا ما جوئیم چون بلا عبادت از نیست صدان طالب باشد ہر آئینہ طالب بلا باشد۔

با تو کیمیا گری کند آنگاہ بدانی کہ بلا چہ باشد مگر کہ مصطفےؐ ازینجا گفت اِنَّ اللّٰہ یجرب المومنین بالبلاء کما یجرب احدکم الذہب بالنار می گویند ہمچنانکہ[155] زر را آزمایش کنند باتش پیوستہ مومن را ہمچنان آزمایش کنند بہ بلا باید کہ مومن چندان بلا کشد کہ عین بلا شود و بلا عین او شود آنگاہ از بلا خبر ماند دریغا اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْہَا[156] این معنی با جماعتے است کہ عذاب را بلا خوانند و یا بلا دانند زینہا مگو نیند کہ اے بیچارہ بلا نشان[157] ولا دارد و قربت با وے سرایت دارد و عذاب بعد است از بعد تا بقرب ببین کہ چند مسافت باشد این تنہا بشنو۔

نظم

ما بلا را بکس عطا نکنیم تا ورا نام اولیا نکنیم
این بلا گوہر خزانۂ ماست ما گہر را بکس عطا نکنیم

قولہ[154] با تو کیمیا گری کند آنچہ تو ئی ترا بدان بگذارند چیزے دیگر سازند تو خود را مس پنداشتی زر گر عشق حقیقت کیمیا گری کردہ ترا از زر خالص ساختہ و ہم مس کہ در تو بود آن را بدر کرد و زر خالص بخلوص خود باز گشت این چنین کیمیائے ہست قولہ[155] از را با آتش آزمایش کنند مقصود آن باشد آن ریمے کہ در وے افتادہ بود سوختہ گردد و مومن را ہمارہ بلا دہند تا خلوص بر وے پیدا آید چیزے صبر کند رضائے دہد شکرے بجا آرد قولہ[156] افسدوہا یعنی از انچہ بود گردانید چیزے دیگر کرد قولہ[157] بلا نشان ولا دارد اگر بلا نشان و لا دار ذا زین دوست ہمان فہم شود حکایت گویند حسن بصری و ابراہیم ادہم و ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہم برابعہ بعیادت آمدند رابعہ پرسید علامۃ محبت چیست حسن گفت لیس بصادق فی دعواہ لم یصبر علی ضرب مولاہ رابعہ گفت این سخن چیزے نیست نشان دوئی مید ہد ذوالنون گفت لیس بصادق فی دعواہ من لم یشکر علی ضرب مولاہ رابعہ گفت نیکو سخنی است اما از دوئی بیرون نیست سلطان ابراہیم گفت لیس بصادق فی دعواہ من لم یتلذذ بضرب مولاہ رابعہ گفت نیکو سخنے است اما از دوئی بیرون نیست گفتند اے خواہر تو چیزے بگو گفت لیس بصادق فی دعواہ من لہ شعور فی ضرب مولاہ ہر یکے حکایت

ازآن بزرگ شنیده که گفت لیس بصادق فی دعوی العشق من لم یتلذذ بضرب المعشوق هر که جفاے معشوق نکشد قدر وفاے معشوق نداند هر که فراق معشوق نچشد لذت[158] وصال معشوق نداند هر که دشنام[159] معشوق نکشد لذت لطف او نداند از معشوق دور باشد معشوق[160] از بہر ناز باید نه از براے راز۔

بیت

گر دوست مرا بلا فرستد شاید کین دوست خود از بہر بلا می باید (نمی آید)

از فناے و بقاے کرد اما رابعه حکایت از فنا دیتی کرد گفت **قوله**[158] لذت وصال معشوق نیابد امر اضافی است فراق مقابله وصال است وفا مقابله جفاے آنکه فراق باشد در وصال لذت هست اما کمال لذت و قدر شناس وصال آنگه شود که بعد فراق باشد چنانکه گفته اند۔ **بیت**

دو دوست باز شناسند قدر صحبت را که مدتے ببریدند و باز پیوستند

قوله[159] هر که دشنام را لطف نداند دشنام معشوق تخصیصے کند عاشق را از مرادن دیک میداند و عاشق را و قرے دو ضعے نہادن که او را در ورطه دشنام آورده است اگر این معرفت در عاشق نباشد علے ہذا آن عاشق معشوق نیست از حکایت معشوقی دریا باشد **قوله**[160] معشوق از بہر ناز باید معشوق ناز کند عاشق ذوقی ناز گیرد ناز منع وصال را بر صورتے و ہیئتے که بحکایت از صد وصال خاصه کند در انتہاے وصال ناز رسے نماید که عاشق را ہیچ لذتے در وصال ازان بیشتر نباشد این دریاے عظیم الغور است دو مثال نموده ام تو بدین قیاس کن عشق بازان و نازکشان دانند که ناز چه لذت و چه ذوق دارد این دو مثالے گفتم اگر این را فہم کنی دانستم هر جا که ناز بازی است تو فہم آن داری اما راز با هر کس نتوان گفت ہمان شخص که از دامن باشد مرد در مانده است از درماندگی میخواہد انده دل خود بکسے بگوید یا بر وقت انده چنان پر شده است که تاب لذت ندارد می خواہد با کسے بگوید بلاے و ذ[illegible]

الصبور اول حرفے که در لوح محفوظ پیدا آمد لفظ محبت بود پس نقطه با نقطهٔ نون
متصل شد محنت گشت مگر که آن بزرگ ازینجا گفت که در هر لطف صد هزار قهر تعبیه
کرده اند و در هر راحت[162] صد هزار شربت زهر آمیخته اند **الصبور** و چندان عربده
کند با بندگان خود که بیم باشد که دوستان او نیست و نیست شوند و با این همه جزا
خطاب باشد یا ایها الذین آمنوا اصبروا[163] وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون این صبر
آنگاه توان کردن که صابر تخلق یابد بصفت صبر خدا که یک نام او این است الصبور
مگر که این کلمه نشنیده که با او گفت تخلقوا[164] باخلاقی وان من اخلاقی الصبور

---

[161] ازین بالاتر نیست که وصل او دست بر او نیابد و این صفت را نازی نباشد **قوله** نقطه با نقطهٔ نون
متصل شد هر دو تصحیف اند محبت و محنت کانها اخوان توامان هر جا که یکے خیمه ساز دوم
را پیش ازان گوئی مقرر و متقرر بود و محبت بے محنت هرگز نباشد اما محنت بے محبت بسیار باشد **قوله**[162] در هر راحتے هزار
شربت زهر است لطف او قهر او و قهر او لطف او ازین جا این آید که راحت زهر است و در زهر راحت
اگر اضافت گیرند یک صفت واحد بر یکے قهر باشد و بر یکے لطف آفتاب را حساب کن و ابر باران را و ان دو دگر شخص را
چو شربت شیرین خوش کام کنند و او بدان خوش شود که به لطفے در بابه من شد و ندانند که شربتے مسموم کرده چنانکه
و را شکر دهند و از وجود حقیقت محروم ش گردانند در قهر لطف هم بدان چنانکه در لطف پیدا شده است بجاے
هزار قهر گشته است زیرا چه از مطلوب باز مانده است اینکه عربده می کند همین عربده می نماید که تمام شمار او داده ام
و در واقع ذره از خود یکجه نداده است **قوله**[163] اصبروا وصابروا آوے با دوستان همین است که هر چه گفتم
شمار اره آن است که همه بکشید و درین کوشش ره بمن رسید **قوله**[164] تخلقوا باخلاقی تخلقوا باخلاق الله ورسول الله رسید
علیه السلام فرموده است یکے از نامهاے او صبور است پس صبر با او متصف گردن جزء تخلق بصبر او
با او و همین است که متعلق باخلاق من شود یکے از اخلاق من صبور است تو صبور می باش
واصبر فانک باعیننا زیرا چه تو بعین اعین ما صبر میکنی۔

ایعزیز از صبر و صبور چہ توان گفت فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا با جہانیان
این ہمہ بکردہ است اے دوست دانی کہ شکر[165] این مقام چہ باشد سالک چون بدین
این خلعت شود چندان شکر بر خود واجب بیند کہ خود را قاصر بیند از شکر این نعمت
وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا شرح این شکر میکند کہ چون خود را محو بیند در بیان
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ندا در دہند از عالم الہیت کہ
با خود آکنون بنیابت[166] تو از تو شکر کنیم و شکر خود بجائے شکر تو محسوب داریم مگر یکے از ناجہان
او شکور دیگے حمید بجز آنکہ یعنی حمد نفسہ بنفسہ شکور است کہ تنزا شکر کند بنیابت تو ایعزیز
مگر کہ آن بزرگ ازینجا گفت شکرت الرب بالرب و تو قدر این کلمہ چہ دانی و قدر
این کلمہ کسے داند کہ عرفت ربی بربی او را روئے نمودہ باشد در عالم غیب با دوستے
از دوستان خود گفتند از تو بحقیقت شاکر او ست پس شکر الرب[167] بنفسہ لنفسہ فہو الشکور
این شکر روح باشد شکر قالب او عبارت این باشد کہ مصطفے علیہ السلام میگوید اذا قال[168] الحمد
الحمد للہ ملاء نورہ الارض و اذا قالہا ثانیا ملاء نورہ السموات و الارض از شکر زبان و
قالب آسمان و زمین پر از نور می شود این چہ شکر نعمت است

قولہ شکر این مقام چہ باشد شکر و بیان او از کجا افتاد اما در ضمن صبر شکر ہم گفت قولہ بنیابت[166] تو از
تو شکر خود کنیم ہر کہ شکر میکند بیقین آنہم شکور میگوید پس از تخلق بخلق او شدہ است علی ہذا صبر ہم میکند
و قاضی این انیابت نام نہادہ قولہ[167] حمد نفسہ چنانکہ شکر خود خود گفت حمد خود ہم خود گفتہ است عرفت
ربی بربی و شکرت الرب بالرب شکر نفسہ بنفسہ ہمین معنی باشد قولہ[168] اذا قال العبد الحمد للہ الحدیث این
شکر را بگذار و دلیل شکر قالب قالب قد اعلم بحقیقت بران دلیل کند کہ این بگوید بندہ حمد گوید آن [illegible]
حمد خدا است پس حمد نفسہ بنفسہ باشد بدیں ارض قالب منور گردد و بہ دوم حمد سموات ارضین روشن بشوند و آنچہ
میان سموات ارضین سیوم باشد آنہم مراست و کراست چنان است
اما چون شکر خدا با خدا باشد ہر آئینہ ہمہ جہان با نور و صفا بود

خَلَقَ[169] لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ باشد دانی کہ این ہمہ سالک را بکیہ روے نماید کہ بدان مقام رسد کہ حسین منصورؒ گفتہ اذا اراد الله ان يوالی عبدا من عبدہ فتح علیہ باب الذکر ثم فتح علیہ باب القرب ثم اجلسہ علی کرسی التوحید ثم یرفع منہ الحجب فراہ بالمشاہدۃ ثم ادخلہ دار الفردانیۃ ثم یکشف عنہ رداء الکبریاء ویری الجمال فاذا رفع بصرہ علی الجمال بقی بلا ہو فحینئذ صار العبد فانیا وبالحق باقیا فوقع فی حفظہ سبحانہٗ تعالیٰ ویری من دعاوی نفسہ ہرگز ندانی کہ چہ میگویم باشش تا رسی وبینی تو خود ہنوز در خانۂ بشریت مقیم شدہ در دست ہوا ونفس گرفتاری این مقام را چہ باشی اینجا نزا در خاطر آید کہ تو ہنوز در بشریت مقیم شدہ اگر خواہی کہ بدانی از ناصر الدین[171] باز پرس وقت بودے کہ در آمدے با جماعت از محبان و درین حالت کہ مرا بودے وقت بودے کہ

---

[169] قولہ خَلَقَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ہم بدین معنی ربطی یابد حسین منصور می گوید و قاضی بر گفتار او این کلام را ربط می دہد ختم ہم برین معنی باز می گردد کہ بندہ بخدا فانی شدہ بحق باقی گشت پس مراد و مرید مقبول باشد و مرد و بود درین بلد در ہمہ حالات در حضرت خدائے بود چون خواہد خدا را باشد عقد مقالات کند رہ حضور او را نماید پس آن در قرب بروے کشاید و آنچہ در مقام توحید او را قرار دہند کہ آن عبارت از نشاندن بر کرسی است حجب را بر گرداند بندہ را نیست گرداند و قرار بر کرسی توحید آنچہ میسر است چون ہوا بارفت جمال خدا مشاہدہ کند پس آن در مقر فردانگی در آید کبریا او پردۂ جمال ازمیان بدر کند چون نظر بر جمال ذات افتد او بہمہ خود بماند باقی باشد برین صفت کہ بندہ برین نمط او این او نہ بندہ فانی گشت بحق باقی شد در ہر حالتے کہ بود در حفظ خدا باشد قولہ از[171] نصیر الدین باز پرس قاضی برائے برون شدن از بشریت این حکایت آورد یعنی من از بشریت برون شدہ ام این را از بشریت برون شدن نمی گویم از من بابا ساکنان افتد و ہنوز سالک از بشریت برون شدن نیز باشد اما قاضی برائے آن میگوید کہ من چنان غائب بودم و مرا غائب می دانستند و کذالک بشریت ندارم وشما را اگرچہ بشریت در ان نماید عیسیٰ و انکشتند بر از نکردند ولکن ایشان

مرا با خود ندادندے مرا از چشم ایشان بپوشانیدندے که در آمدندے وقت بودے
که کیماہ درین مقام بماندے چنانکه مرا ہیچکس در نیافتے باش تا این آیت ترا روے
نماید که در حق عیسیٰ گفت وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ این ہمه بچه یافت
بدان یافت که رفعت داده بودند او را بَلْ[۱۷۱] رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ این معنی بود دریغا مگر یارم
گفت که عالمہا زیر و زبر شود سہل عبداللہ را بینی که چه می گوید گفت مصطفٰے[۱۷۲] را علیه افضل
من الصلوات واکمل من التحیات بقالب در کسوت بشریت بطریق تشبیه و تمثیل
بخلق نمودند وگرنه قالب مصطفٰے علیه السلام نور بود و نور با قالب چه نسبت دارد قَدْ جَآءَكُمْ
مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ پس اگر او نه نور بودے قالب بودے تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ
اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ خود این بیان باخود نداشتے و اگر قالب بودے چنانکه از آن
من و تو باشد چرا سایه[۱۷۳] نداشتے چنانکه ما داریم کان یمشی ولا ظل له ای دوست دانی که او را
چرا سایه نبود ہرگز آفتاب را سایه دیدی سایه صورت ندارد و اما حقیقت دارد چون آفتاب
عزت از عالم عدم طلوع کرد بعالم وجود سایه این آیت آمد که سِرَاجًا مُّنِيْرًا دانستی که

چنین نمود که اگر کشتیم بر دار کردیم قوله[۱۷۱] بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ بلکه او را بر آسمان بردند وہم چنین مرا خدا برده
بود ایشان ہم چنین می دانستند مگر ہم اینجاست زانکه انتقال مکان بود اما استتار این بوده است عیسیٰ را ہمین
صورت است عیسیٰ را از نظر غایب کردند و شخصے دیگر بجاے عیسیٰ بر دار نہادند قوله[۱۷۲] رسول علیه السلام
یعنے او عین نور است صلوات وتحیات از وصادر است پس اکمل از صلوات وتحیات باشد محمد قالب نمود
و در حقیقت نور بود پس چون از نور بودے قالب بود و تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ
ہمین معنی دارد قوله[۱۷۳] سایه نداشتے کثیف ولطیف کثیف ظل لطیف یعنی از اثر اوست محمد چون نور بود
و نور را سایه نباشد و آنکه او قالب نمود بمثال بود از عالم عزت آمده سایه صورت ندارد حقیقت
دارد و آن ہم گفتم او را اثر لطیف است۔

محمد صلعم سایۂ حق آمد و ہرگز ندانستی کہ سایۂ آفتاب محمد چہ آمد دریغا گرکہ نور سیاہ را بیرون از نقطۂ لا ندیدہ تا بدانی کہ سایۂ محمد چہ باشد بوالحسن بستی ہمیں گوید۔

رباعی

دیدیم نہان گیتی و اصل دو جہان   وز علت و عار برگذشتیم آسان
وان نور سیہ ز لا بہ نقطہ برتر دان   زان نیز گذشتیم نہ این ماند نہ آن

این سخن در خور تو نیست در خور تو آن باشد کہ بدانی کہ سایۂ محمد صلعم دنیا آمد چون اصل آفتاب غائب شود چگوئی سایہ ماند ہرگز نماند یَوْمَ نَطْوِی السَّمَاءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ اے عزیز چون قالب با حقیقت شود رنگ حقیقت گیرد و عبارت از ان انقراض دنیا باشد چون آفتاب حقیقت با عدم شود انقراض نورش باشد کافرم اگر میدانم کہ چہ میگویم اے عزیز چون گوینده ندانند کہ چہ میگوید شنونده چہ داند کہ چہ می شود این خود رفت اگر قالب مصطفے صلعم چنان بودے کہ از ان من و تو پس چرا چشمہاے آب از انگشتان او روان بودے و از آن آب دہن وخوے کہ بیفگندے مروارید و لولو شدے اگر یک تنہ را طعام نہادہ بودے بوصول دست او زیادت چندین تنہ را شدے و ہر ارکس نصیب بیافتندے وخلق را این عجب آمدے شیخ بوعمر دکلوان سیزده سال ہیچ طعام نخورد۔

قولہ کہ محمد از سایۂ حق دانستہ کہ السلطان ظل اللہ فی الارض پس محمد سایہ خدا باشد و محمد را سایہ نیست زیرا چہ سایہ را سایہ نباشد قولہ سایۂ محمد دنیا آمد چون محمد تمثالی کلی باشد چہ تمثلے بہ تمثلے گرد و ہر آئینہ قیامت قایم شود طی سما کطی کتب باشد قولہ چون آفتاب حقیقت با عدم شود چون عالم بیگانگی باز گردد و آنچہ صورت او معنی بود معنی باز آمد تفصیل با جمال پیوست قیامت ہمیں باشد قاضی خود میگوید کہ کافرم اگر دانم چہ میگویم دیوانگان مائیم کہ در شرح سخن او در شستہ ایم قولہ از ان ما و انیست میگوئی در ہر قالب این شریعت آنا جابجا جائے پنہان بیدا نیزی است و آن را معجزہ نامند و در بعض اولیا آن را کرامات کنند و در دیگران چنان مخفی است چنان کہ در سے در حز بلہ دفن کردہ باشند۔

ن بوعمرو علوان

آنکس[178] را که طعام بہشت دہند قالب او را بدین طعام دنیا چہ حاجت باشد اگر خورند
از برای موافقت خلق خورند این بطریق[179] کیمیاگری باشد اما مردمان از من چہ می شنوند
و مرا[180] ساحری خوانند ہمچنان که عیسی را معجزه داده بودند که نفخه بکردے از گل مرغہا پدید
آمدے و نابینا بینائی یافتے و مرده زنده گشتے وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِىْ
فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِىْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِىْ این معنی باشد ولی خدا را کرامت
باشد و این[181] بیچاره را ہمچنین باشد العزیز مگر کیمیاگرے ندیده که مس را زر خالص[182] چون
گرداند مگر که سہل تستری ازین جا گفت ما من نبی الا وله[183] نظیر فی امته دانم که شنیده باشی
این حکایت که من و پدرم و جماعتے از ائمہ شہر حاضر بودند در خانهٔ مقدم صوفی پس ما رقص
میکردیم ابوسعید ترمذی بیتے می گفت پدرم در نگریست پس گفت که خواجه احمد غزالی را دیدم
با ما رقص می کرد و لباس او چنین و چنین بود و نشان میداد شیخ ابوسعید گفت نمی یارم گفت که
مرگم آرزو میکند گفتم بمر ابوسعید در ساعت بیہوش شد و بمرد مفتی وقت دانی که خود که باشد
گفت چون زنده را مرده می کنی مرده را نیز زنده کن گفتم مرده کیست گفت فقیه محمود گفتم خداوندا
فقیه محمود را زنده کن در ساعت زنده شد کامل الدوله نوشته بود که در شہر میگویند

قوله[178] آنرا که طعام بہشت دہند یا چیزآن قومی دیگر باشد که بجائے طعام شنید و بتدریج و اعتقاد بہم میتو اند قوله[179] بطریق
کیمیاگری یعنی چنین نماید و خود در میان نباشد یا طعام دنیا را بصفت طعام بہشت می گرداند می خورد۔
قوله[180] مرا ساحری خوانند علی رغم ساحر گفتند اگر زر واقعی از ان خوارق چیزے باشد از ان جنس با تباع باشد
کرامت خوانند و اگر نه سحر و شعبده باشد قوله[181] این بیچاره را نیز ہمین باشد دعوے چند چاره می کنی بیچاره
چه میگوی بدین بیچاره گفتن رہایش نخواہد بود قوله[182] زر خالص کند یعنی فیض او را مظہر بنده بصفت ظہور
بروز پیدا می آید تمام وجود او را عین وجود خود می سازد ہمان می باشد که مس عین زر خالص
گردد قوله[183] الا وله نظیر فی امته چون نظیر او باشد ہر آئینه نسبتے در اعمال
و اقوال نسبتے برد۔

عین القضات[۱۸۴] دعوی خدائی میکند وبقتل من فتوی دادند اید وست اگر از تو نیز فتوی خواہند تو نیز فتوی بدہ ہمہ را این وصیت می کنم کہ فتوی این آیت نویسند وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآئِهٖ من خود این[۱۸۵] قتل بدعا میخواہم دریغا ہنوز دور است گہے باشد ما ذلک علی اللّٰہ بعزیز دانم[۱۸۶] کہ گوئی دعا کدام ست کہ در سمع گفتہ شود کہ این بیتہا باشد کہ حسین منصور بنیز پیوستہ گفتے۔

قولہ عین القضاہ[۱۸۴] دعوئے خدائی میکند میگوید زندہ بمیرانم ومردہ را زندہ کنم اما تحفہ این است خود مردہ را یا می کند خود را زندہ کردن نمی تواند لطیفہ عیسیٰ نیز این بودہ است مردہ را زندہ کردے واز گل پرندہ ساختے نفس زدن پرانیدے با این ہمہ قصد کشتن او میکردند واو می گریختے این ہمہ بوالعجبہائے دقت است والفاعل واحد الا در مظہرے چیزے اوپدید کند وچیزے اظہار قدرت خویش کند ومردمان را بحساب صورۃ اضافت بدو کنند چہ می گوئی از کوہ مادہ شتر بیرون آمد وشتر بچہ زاد کوہ خالق او بود یا صالح پیغمبر خالق خدا بود در مظہر اظہار وقدرت خویش کردہ است قاضی ودیگران ہم بر آن ماند۔ قولہ من خود این[۱۸۵] دعا می خواہم چندین معارف وحقائق گفتی این کشتن وآرزو آن کردن در حقیقت چہ معنی دارد چہ بادہ وچہ کم ہنوز قاضی ما از بچہ بازی بیرون نیامدہ است قولہ دانم[۱۸۶] کہ گوئی دعا کدام است قاضی این بیان می کند کہ سماع ما ازین عالم است کہ در بیت ہا حسین منصور اشارت کردہ است ہا انت ام انا یعنی یکے در یکے است گمان رود کہ من وتو دو ہستیم این گمان حقیقی ندارد واقعہ این است کہ ہمین عین مبتلا است نیست کہ با عین تو می خوانند حاشا ہے حاشا ہے ہرگز نباشد کہ دو چیز جمع شود این عالم خدائی است جز یکے را وجود نباشد ہو یعنی لک من الحیتی ابدا بود من بود او ست یعنی یعنی ہمہ بر ہمہ او بدن او دو تلبیس کردہ اند بندہ او در وہم است و در وہم این میگوید این عین کہ بودہ است آن کجا ومن کجا پیدا شدم از جائے کہ آنجا جائے نباشد وآن او کہ می دیدم آن کجا کہ منصر نظر من بود در باطن من رفت ویا در باطن عین من یعنی چشم من گم شد این ہمہ گفتار مزاحمت انیست

ن گمان

ن ہمین عین مبتلا من است

شعر

ہا انا ام انت ہذا العین حاشاک حاشاک عن اثبات اثنین
ہویتی لک فی ہیئتی ابدا کل علی الکل تلبیس بوجہین
فاین ذاتک عنی حیث کنت اری فقد تبین ذاتی حیث لا عین
واین وجھک مقصود بناظرتی فی ناظر القلب او ناظر العین
بینی وبینک انی یزاحمنی فارفع بلطفک انی من البین

ہر کسے معنی این بیتہا نداند وخود فہم نکند این معنی از کجا وفہم وادراک از کجا
اما این ہمہ اگر شمہ بپارسی گفتہ شود گوش دار۔

نظم

جانان مے نا ہم دہ وجانم بستان مستم کن واز ہر دو جہانم بستان
تا ہشیارم سود و زیان میطلبم از دست غم سود و زیانم بستان
با کفر و باسلام بدن ناچار است خود را ابنما از این دآنم بستان

ازین جا ترا در خاطر می آید کہ مصطفیٰ ؐ گفت۔

من است اگر این میسر آید کہ رفع انیت شود تو بہ کرم خویش ولطف خویش این را ازمیان برگیرد
دوئی ازمیان رخت برگیرد ومقصد شہود قرار یابد واین عبارت از بود تا بود شد این جا بیا قاضی
این قدر سخن آید چو یگانگی محقق بود رقص وجنبش چیست وشوق وذوق چہ باشد آرے
ازین چنین با مردمان راہ رہ چہ کنند کنند تا وقت چہ تقاضا کند اما با این ہمہ اثنینیت چو باقی
باشد شوق را نہایتے نباشد ودعا ہم این است وبیتہاے خارسی وبیتہاے حسین منصور حیدان
نسبتے ندارد وبا او یکے شود قاضی ہم می گوید شمہ نسبت باشد۔

الناس سویۃ کاسنان المشط اے دوست این سویت دندان ہائے شانہ بقالب باشد کہ جملہ قالب ہا از جہت خاکیت و بشریت یکے باشد اما حقیقت ہائے آن مختلف باشد مگر نخواندہ کہ الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ معدن زر و سیم و یا معدن مس و آہن ہر یکے ازین جوہر ہا معدنے دارد واکنون بدانکہ معدن کافر چون معدن مسلمان نباشد و معدن قلب چون معدن نفس نباشد اگر تمام تر خواہی از مصطفیٰ بشنو آنجا کہ گفت لیس شیئ خیر من مثلہ بالف الا المومن ہیچ چیز نباشد کہ از مانند خود بہتر از ہزار قیمت ہزار دیگر آدمی زیرا کہ مرد باشد کہ فضیلت دارد بر دیگر مرد بہزار درجہ بلکہ بہفتاد ہزار درجہ قیمت دارد و باشد کہ بے نہایت او باشد کہ قیمت بنجاست خود است مگر جنید ازینجا گفت قیمۃ المرء ہمتہ من کان ہمتہ ما ید خلہ فقیمتہ ما یخرج منہ چنانکہ ہمت باشد قیمت باشد و ہر کہ ہمت او خوردن باشد قیمت او فارغ شدن از نجاست باشد دریغا

ن کہ بد و جہان قیمت دارد

تمہید دہم

آغاز باید کرد کہ مقصود ما خود جملہ در دوست جمع باش اے شنوندہ دانی کہ شنوندہ باشی شمہ آن باشد کہ اگر تیز آن مقام نداری چون بشنوی دل تو زومت گواہی

قولہ الناس کاسنان المشط یعنی حدیث این است ہم چو دندانہ شانہ انسان اند در اصل خلقت برابرند و استعداد ہمہ است آنکہ قاضی میگوید تحقیق ما مختلف است حقیقت مختلف نیست اما حقیقت بصورت مختلف ظاہر شود و معنی الناس معادن ہم ہمین معنی دارد۔

مید بالتصدیق آن زیرا که اگر در باطن نو شکل این کلمات چیزے نبودے دخطے نداشتی
این سخنہا خود در کتاب صادر نشدے اگر صادر شدے جلوہ گری ازان وجہ کردند
که خود ترا در مطالعہ آن جز ضلالت و کفر حاصل نیامدے پس چون باطن تو این کلمات
را قبول کرد۔ این کلمات نیز باطن ترا قبول کردہ بود قل لو کان البحر مدادا لکلمات
ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔

تمہید اصل عاشر

وهو المشتمل على العرض والمقصود وبيانه في هذه التماهيد اے دوست دین
وطالب حق الیقین بدانکہ از سوالات تو جواب خواہم داد یکے آنکہ اللہ نور السموت
والارض ودیگر اول ما خلق اللہ نوری وسیوم المومن مرات المومن جواب اول
سوالے بقرآن آغاز شاید کرد که اللہ نور السموت والارض العزیز ہر کہ تفسیر
این آیت کسے گفتہ است کہ کسے را توقع باشد کہ من نیز بگویم من ہیچ کتاب تفسیر
وبیان این ندیدہ ام اما ندانم کہ تو دیدہ یا نہ اما در کتاب وعندہ ام الکتاب بے حرف
وصوت اما ندانم کہ چون با حرف وصوت آرم چون باشد اکنون گوش از سکبان وعلما

تمہید اصل عاشر

قولہ اللہ نور السموات اگر نور عبارت ازان است ہر چہ لمعانے دارد او سا نور گرنید این نور
عرض آن باشد کہ او لامع است آفتاب و گوہر و ماہتاب چنانکہ قاضی گفتہ است آن سخن آنکہ نور اللہ
این سخن می گوید این ادعائے است واگر ازین نور آن مراد دارد النور ہو الظاہر المظہر اطلاق آن جز باری
بحقیقت روا نباشد کہ بحقیقت ظاہر و مظہر او ست خواجہ محمد یکطرف می گیرد النور عبارۃ عما بظہریہ الاشیا
چند معنی احتمال دارد یکے ازین معنی کہ ایشان عرض گفتہ اند ہوائے مظلم بود تو چراغ افروختی روشنای شد بدان
روشنای ہر چیزے را دیدی عما یظہر بہ درست شد دیگر او تعالی مظہر اشیا است ظہور اشیا بدولت عما
یظہر بہ الاشیا درست آمد و دیگر اشیا موجود اند بوجود خود ظاہر اند قاضی این احتمال را بدان احتمال برد کہ

ف لقا دلہ

جاہل گویند کہ خدا تعالیٰ را نور نشاید خواندن و گویند کہ النور عبارة عما الایقاد دن زمانین پس محدث باشد این سخن راست باشد اما اگر گویند کہ نور او این نور باشد و بدین صفت باشد کہ یکے از نامہاے او نور است و این نور منور جملہ نور است برین معنی اطلاق نور بر خداے روا باشد ایعزیز نور ہا بر اقسام است نور آفتاب نور ماہتاب نور آتش و نور گوہر است و نور زر باشد و نور لعل و فیروزہ چون باشد و نور دیگر کہ نام آدمی باشد چنان کہ نور الدین و یا نور شئے آنکس کہ جز آفتاب ندیدہ باشد چون پیش او نام و شرح نور ہاے دیگر کنند قبول نکند و منکر باشد ایعزیز محمد غزالی قدس اللہ روحہ چہ بیان خوب کردہ است و شمہ از ان نور بیان کردہ و گفتہ النور عبارت عما یظہر بہ الاشیاء یعنی کہ نور آن باشد کہ چیز ہاے کہ بجز از نور است بے وے نتوان دید و ظلمت بنور ظاہر شود اگر نور معنی این دارد اطلاق نور حقیقی جز بر خدا تعالیٰ نباید کرد و بر دیگر نور ہا باسم مجاز افتد ہمہ موجودات عالم خود معدوم بودند پس بنور او بقدرت و ارادت او موجود شدند پس چون آن وجود آسمان و زمین از قدرت و ارادت او باشد پس اللہ نور السموات والارض جز این نباشد ہرگز ہیچ ذرہ را در ظلمت توان دید و ظہور و کشف ذرات بوجود طلوع آفتاب باشد اگر طلوع آفتاب نباشد وجود ذرات نتوان دید و معدوم نماید اگر طلوع آفتاب اللہ نور السموات نبودے وجود ذرات واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم ہرگز نبودے پس این خبر کہ مصطفیٰ ع گفت

اشیا بظہور باری ظاہر اند احتمال سخن ہست با منکر درست نیاید قولہ و ظلمت بہ نور ہا ظاہر شود ظلمت بنور ہا ظاہر نشود اما بضد معلوم گردد قولہ اگر نور معنی این دارد اگر بمعنی ظاہر شود و مظہر باشد اطلاق بحقیقت ہم بر و راست آید و بدیگر آن مجاز فعلے نہ بمعنی قدرت و ارادت آید اللہ نور السموات والارض یعنی وجود ایشان بخدا است و ظہور ایشان بخدا است۔

ان الله تعالیٰ خلق الخلق من ظلمة ثم رش علیهم من نوره از بہر این معنی گفت که وجود خلق نعمت ظلمت داشت آن را بنور الہی موصول کردند تا همه وجود ایشان نور باشد [margin: ن الہیت] ظلمت ایشان بنور مبدل شود این جا بدانی که شبلی رحمہ چرا گوید ما فی الجنة احد سوی الله سخن شیخ معروف کرخی رحمہ ترا متصور گردد اینجا که گفت لیس فی الوجود احد الا الله سخن ابو العباس قصاب روے نماید که لیس فی الدارین الا ربی وان الموجودات کلها معدومة الا وجوده تبارک و تعالیٰ اینجا بدانی علی ابن ابی طالب کرم الله وجہہ چرا گوید لا اعبد ربا لم اره سخن مصطفیٰ عم از اینجا جلوه گری کند لا راحة للمؤمنین من دون لقاء الله العزیز نگویم که نور چه باشد احتمال نکنی عالمها بہم افتد اما رمزے بگویم و دریغ ندارم شنو الله نور السموٰت والارض یعنی الله

قوله ان الله خلق الخلق حاصل کلام قاضی با همه عبارت همه موجودات موجود بوجود اوست نور او صفت و این نور عبارت قدرت و ارادت اگر آن ارادت آن وجود نبودے وجودے را ظهور نبودے در ظلمت ذره نماید چو آفتاب برآید ظهور ذره پیدا شود و خلق الخلق فی ظلمة ارادت خلق کرد و آن هم در عالمے بوده اند ظهور نور او شد همه را وجود شد قوله وما فی الجنة سوی الله چون همه از نور او باشند و ظاهر نبود او بود در هر آئینه سوے الله نباشد کرخی برخے هم ازین است و قصاب نیز همین خون ریزی کرده و آن بر مرتضیٰ کرم الله وجہہ ازین او وجہے روشن تر بیان می کند می گوید لم اعبد ربا لم اره آن محی الدین هم او را می بیند جز او را می پرستد جز او با او می باشد میگوید این اعرابے فحاشش بے ساز الحق محسوس و الخلق معقول میگوید لا راحة للمؤمن من دون لقاء الله آرے راحت مومن جز بارادت نباشد و ارادت همان ظهور نور حق است و لا راحت للمومن دون لقاء الله درست آمده قوله عالمها بہم افتد بیانے که قاضی میکند همی آید اما بیان شرع را تقدم سازی و این را بدین ربطے و هی و هیچ یکے احتمال نکند عالمها بہم افتد دایم الله که شریعت با حقیقت هیچ مباین و متضاد نیست واما اگر کسے بیان مطلے برده گیرد کند آن کارے دیگر است۔

اصل السموات والارض اصل وجود آسمان وزمین نور وجود او آمد مگر که حسین منصور با تو
این سخن نگفته است که الله مصدر الموجودات وجود او مصدر مایهٔ جملهٔ موجودات
بود یعنی الله ونوره مصدر الانوار العزیز نیکو بشنو الله نور السموات والارض وجود ذات
او نور که جوهر عزت باشد ونور صفت ذات الهیت که آن عرض باشد آخر نشنیده
که جوهر آن باشد که مایقوم به العرض جوهر عبارت از اصل وجود باشد وعرض
یعنی قایم بجوهر این جوهر وعرض عالم محسوس نمی گوییم جوهر وعرض حقیقی میگوییم
اگر فهم توانی کردن العزیز خدایتعالی موجود است پس جوهر باشد وجوهر بی عرض
نباشد وجود الله جوهر باشد ونور عرض آن جوهر باشد این حدیث را اندک مشمر از کعب

قوله یعنی اصل السموات والارض یعنی بود اصل نیست اما چون نور من اسماء الله باشد والله را مصدر
الموجودات گویند یعنی اصل موجودات پس نور را مجازا اصل گویند قوله مگر که حسین منصور با تو نگفته
است که الله مصدر الموجودات مصدر را دو معنی دارد موضع رجوع وبازگشت اول ودوم صدور
شئی از وی ودر باری هر دو میآید اگر معنی مرجع راست می آید که انا لله وانا الیه راجعون و
نیک برآیت انه هو یبدئ ویعید وآنکه می گوید مایهٔ وجودات آن بود یعنی همه وجودات
بفیض او قایم اند وظاهر هم بدو اند پس او بطریقه مجاز مایهٔ موجودات باشد قوله الله نوره مصدر الانوار
اسم الله وصفته مصدر الموجودات وجز وی وجود ات را انوار خوانده از برای جود وصفت ظهور دارند قوله
جوهر مایقوم به العرض جوهر این است که مایقوم بذاته عرض از بهر آنکه خویش وجود نیست مرآئینه او را گویند قایم بجوهر با در معقولات
جوهر را این گفته ایم موجود ذاتی موضع است عزیز ترم وجمله وجودات عرض گویند نقاب انسان تجدد امثال مانند جز یکذات
را که منزه ومقدس در ابتدا وانتها است وجود دیگر نمی مانند قوله جوهر وعرض حقیقی میگویم جوهر حقیقی باری را میگویند
عرض حقیقی صفات او را است عرض خوانند تا کسی گوید ما نگوییم چون صفات ویا عین ذات یا لا عین ولا غیر یا اعتبار معانی
اعراض اضیفی نباشد قوله جوهر بی عرض نباشد اگر تصور کنند بتحقق اگر تصور کنند ذات که وجود هم بر این عرض گوئی است اگر
تحقیق گوئی گوئی محقق است۔

الاخبار بشنو گفت لفظ اللہ[13] عبارۃ عن بیان وجودہ و نور السموٰت والارض عبارۃ عن نور وجودہ و لوازمہ حاصل این سخن باشد کہ اللہ[14] جوہر باشد و نور عرض و جوہر ہرگز بے عرض نباشد پس سمٰوٰت و الارض برین گفتہ ایم کہ این دو نور را دباشد کہ اصل آسمان و زمین و حقیقت ایشان از دو[15] نور است یکے نور محمدؐ و یکے نور ابلیس و شرح این سمٰوٰت و الارض خود گفتہ شود در مواضع مختلف بجایگاہا باز یابی پس این نور کہ عرض الٰہیت است چیست و کدامست انشاء اللہ تعالیٰ برمز بگان یگان گفتہ شود اما مگر این بیتہا از خواجہ احمد شنیدہ نظم

ن بیانا گفتہ اند

ن احمد جمویہ

آن دل کہ برون ز کون و مکان منزل ماست | آن گوہر اصل را عرض خود دل ماست
بیش از کن و کان چہ بود آن حاصل ماست | این طرفہ نگر این سخن مشکل ماست

اما از نوعے دیگر و عبارتے دیگر کہ در توان یافتن آنست کہ شیخ ما گفت اللہ نور السموٰت والارض یعنی نور[16] وجہہ نور السموات والارض ہرگز ندانستہ باشی کہ

قولہ[13] لفظ اللہ عبارۃ عن بیان وجودہ ما گفتہ ایم دانستہ ایم مجمع بجمیع الصفات آنکہ کعب احبار میگوید عبارۃ عن وجود لوازمہ معنی ہمین باشد قولہ[14] اللہ جوہر باشد ازین سخن کہ لفظ اللہ عبارت عن بیان کہ لوازمہ از کجا آمد این نور عرض باشد از کجا آید و آن جوہر بے عرض نباشد این از کجا خیزد قولہ[15] از دو نور است آسمان و زمین ہر سرے و ہر ظلمتے و تاریکے کہ آفریدیم نسبت بخود ابلیس بود و آن نور سیاہ تاریک و مظلم باشد و محل باشد و ہر چہ صفا و جلا است و ہر چہ قرب است و قرار است آن نور محمدؐ باشد و جہان ازین دو خالی نیست و ازین دو ضد چیزے دیگر نیست قولہ[16] نور وجہہ نور السموات والارض اللہ تعالیٰ چون ہمہ بدو قایم باشند و از لے ہمہ تجلی جمال وجہ خویش کردہ است و نور وجہ نور السموٰت والارض درست باشد۔

این[17] سموات والارض چیست مگر آیت یُدَبِّرُ الاَمرَ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الاَرضِ بر تو کشف کنند تا امر با تو بگوید که سما وارض چه باشد اِنِّی وَجَّهتُ وَجهِیَ لِلَّذِی[18] فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ بر خلق جلوه میکند و عذر این جمله بخواسته است اے دوست[19] اگر ممکن است که در جهاں کسے این آیت رالبے آنکه ندیده باشد حقیقت آن در تواند یافت ممکن باشد که تو نیز بے آنکه به بینی و دیده باشی در یابی از خدا ایتحالی لبشنو که گفت وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدرِهٖ بیان این میکند ای ما عرف اللّٰه حق معرفته العزیز مگر جمال قلب[20] المومنین بین اصبعین من اصابع الرحمٰن ندیده این اصبعین در عالم دیگر سما وارض باشد آخر نشنیده که اَلسَّمٰوٰتُ مَطوِیّٰتٌ بِیَمِینِهٖ گواه این سموات والارض شده است مگر از مصطفےٰ این حدیث نشنیده که

ن بدیده

قوله[17] این سموات وارض چیست همان که در پردهٔ سما وارض جمال خویش می نماید و تدبیر آسمان و زمین می کند قوله[18] الذی فطر السموٰت والارض آنکه فیض او با سموات وارض و با کواکب و آنکه ناظر ایشان است و ظاهر بر ایشان توجه وجه ابراهیم هم بدین وجه است بر همه جلوه می کند هو وراے آن پرده جمال خودی نماید قوله[19] اے دوست الی آخره اگر این معانے از آنها است که جز او کس دیگر اطلاع یافتے تو هم می یافتی قاضی خود میگوید و تو خود را هم میگوید نمی دانیم میداند بعذر وسع و امکان خود و نمیداند نهایت او حقیقت او قوله حق معرفته آنکه گفتیم دید ولے با نتهاے دید نرسید و شناخت ولے نهایت انتهاے او دریافت قوله[20] قلب المومن بین اصبعین چون دل آنجا است پس او در مقر اوست و سموات مطویات هم غیر او این دل درمیان اصابع او و این سرے عظیم است که دل ساعة فساعة هم در وغرق این همه در تقلبات اوست همه در تحولات است قاضی گفته بود که جوهر سموات وارض مختلف خود هم تو دریاب ازین جا هوش داشته باش دل را آنجا جمالے است اگر جمال بر تو آشکار اشود و تو نیز هم چه قاضی دعوی دارد

ف هم بهمین او

يد[21] الله على الجماعة اگر باور ت نیست از خدا یتعالی بشنو که بیان خلقت آدم میکند که خلقتُ بیدَیَّ واین یدین دو نور است که شنیدهٔ الیعزیز مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ الیعزیز چون بنده خدای را بیند نور وجہ خدایتعالی بیننده را چنان نماید که نور چراغ از پس آبگینه و آبگینه در مشکات باشد این مشکات جان بیننده باشد و زجاجه نور محمدؐ باشد که شنیدهٔ اگر خواہی[22] که مصباح را بدانی هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ برخوان تا این معنی بتوانی دانستن زیراکه فہم و معرفت ہر کسے بدین نرسد الیعزیز مَثَلُ نُورِهِ[24] كَمِشْكٰوةٍ ابن عباس می گوید یعنی مثل نور محمدؐ این جا دل مشکات باشد و جان زجاجه باشد و نور احمدؐ مصباح باشد و دلیل برآن کلمه قول حسین منصور است

باشی که از جان خود آرے انی خاست قوله[21] يد الله على الجماعة ہمانجا که قلب است واصبع است و تحول است و ہمانجا ید اللہ چون او را شناختی این را نیز شناختی خلقت بیدے از که آید ید اللہ بر جماعت باشد قوله[22] مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ در طاقے چراغ باشد و چراغ در شیشه باشد ہم چنین نماید گوئی ستاره روشن است اصبعین مشکواتے تصور کنی و دل را در ان اصبعین بدان مثال ہم چنین باشد گوئی آن چراغ در زجاجه است زیراکه مشکوة نور او را تصور کردهٔ این مجتمع که گفته ام ہم چون کوکبے روشن باشد این معنے میگوید ہم چنین بیند چنانکه چراغے از پس آبگینه نماید قوله[23] اگر خواہی که مصباح بدانی آن مصباح را بدین ربط داده است که هو الله الذی لا اله الا هو برخوان این را بیلے نیست هو الله الذی لا اله الا هو کلمه است ہر جمله را بدو ربط آن توان دادو ہر یکے را بران توان داشت بیان مخصوص ندارد با ہم اصطحابے درستے است زیرا چه فہم معرفة ہر کسے بدین نرسد از انکه با ہر کسے نسبت دارد و نسبت خاصه در ہر چیزے اشکالے تمامے است قوله[24] مَثَلُ نُورِهِ یعنی نور محمدؐ مرجع ضمیر اشکالے دارد مگر آنکه در اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عنایت محمد کنی یعنی محمدؐ نور آسمان و

ن ربط توان

آنجا کہ گفت قلب المومن کالمراۃ اذا نظر فیھا تجلی[25] ربہ دریغا سالک[26] را مقامے باشد کہ نور مصباح زجاجہ باشد بمیان مرد و میان خدایتعالی پس آتشے از زیتونہ مبارکہ تابد کہ این آتش در شراب کافوری تعبیہ کردہ اند شراب کافوری تابش مصباح باشد کہ از دور تابد با پروانہ گوید قوموا الی اللہ قانتین چون پروانہ دل از احرامگاہ وجود لنور بعالم نور رسد آتش علی نور با او بگوید کہ وجود او چیست العزیز میگویم پروانہ در عین آتش سوختہ گردد و با آتش یکے شود پس درین مقام نار نور شود و نور علی نور گردد العزیز شیخ[27] ما یک روز بعبارتے دیگر گفت وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ گفت نور علی نور قلب سالک را اظہار

زیبن است آنکہ درست آید از اللہ محمد عنایت کنی برین مجاز کہ از خاصہ اوست متصفت بصفات او و متحد بدو برین بیان نور محمد عنایت کردن درست آید قولہ تجلی ربہ[25] دل جو صاف شفاف عکس پذیر شود چون مومن طالب مومن کامل در دل نظر کند خدا را تجلی یابد یعنے دیگر مرد مومن اوش ہمچو آئینہ است وقتے کہ در آن نظر کند کہ رب او درا و تجلی کردہ است معنے دیگر یعنے ہرچہ در دل یابد و بدل بیند ہمان تجلی خدا بیند میان این دو بیان تفرقہ ہست ولیکن فارقے باید قولہ دریغا سالک[26] را مقامے باشد نور مصباح صفتے از صفات او بود چون او تعالی نور صفات تجلی کند این نور بشایہ زجاجہ شود و نور نور بشایہ آن نور کہ نور بودہ است چون آن نور با این نور مجتمع شود ذات با صفات و با افعال یکجا جمع گردد تعبیہ شود از ان تعبیہ پرتوے خیزد کہ آن پرتو با طالب این در میان نہد پروانہ سوختہ شد نور با نور یکے گشت اکنون این نور با نور یکے شدن و سوختن پروانہ آتشی باشد آن مصباح و آن زجاجہ و آن نور و آن پروانہ ہمہ یکے شدند و ہمہ نور علی نور گشتند حاصل بیان قاضی ہمین است با این استعارتہا کہ او انگیختہ است ذکرے کنی تطبیق بدہ قولہ شیخ[27] ما یکروز بعبارتے دیگر گفت وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ کیفیت این نور بیان کردہ بحاصل این نتیجہ برکہ مراد باشد کہ آن بزرگوار شل ازین بیان ہا وافت روے ہا تازہ سوے پروردگار خویش

دہ پس این بیاض زجاجہ و شعلۂ مصباح و حجاب کردند میان بندہ و خدا چون آتش وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ در وے بسالک آید این حجاب ہا نیز بر خاستہ شود اگر مصباح و نور او معشوق بینندہ باشد درین حالت پروانۂ معشوق نور شود و ربیعا انہ دست امیر القلوب ابو الحسن نوری کہ گفت ہر کہ خدا [۲۸] را دوست دارد خدا عیش و غذاے او باشد و ہر کس کہ خدا او را دوست دارد او عیش و مراد خدا تعالیٰ باشد العزیز گر او پس قرنی ازین جا گفت [۲۹] اذا تمت العبودیۃ یکون العبد عیشہ کعیش اللہ تعالیٰ العزیز ہرگز دانستہ کہ عبودیت چہ باشد بزرگے را پرسیدند کہ ما العبودیۃ فقال یا اذا صرت حرا فانت عبد اللہ [۳۰] گفت اے سالک اگر آزاد شوی بندہ باشی چہ دانی کہ آزادی چیست این حریت را لطیفہ میان دو چشم وقتا

بینند یک رتازگی نور ایشان دوم نور نظر پیدا این نور دل سالک اصافہ لطیفہ کرد این نظارہ رود آنکہ الی ربہا ناظرۃ شعلۂ از مصباح تو این ہر دو حجاب راہ سالک شد چون بعنایت باری اگرچہ بسیار بازی بود واست اگرچہ کارے نکردہ باشد او برآید آن دو حجاب سوختہ شود نور در نور باشد ہم یکے بازگشت داگرچنین ازند مصباح و نور مطلوب طالب شود کہ آنجا منتہاے وزوقے وآنجا تجلے و کشفے درین پروانہ معشوق نور شود امیر القلوب ابو الحسن را جاسوس القلوب گفتہ اند و امیر القلوب ہم گویند قولہ ہر کہ خدا را دوست دارد یعنی ہر چہ خدا بر و کند ہمان چیز مراد او باشد چون او سوختہ شدہ است میکند خدا تعالیٰ میکند چون ہر چہ میکند خدا می کند مفعول فاعل مراد فاعل است قولہ [۲۹] گر او پس قرنی ازین جا گفت العبد عیشہ کعیش اللہ چند معنی دارد الفعل ما یشاء و دیگر معنی کان عیشہ کعیش اللہ لا یکون فی عیشہ حزن و نہ دلائی صفاتہ کدورت عیشہ کعیش اللہ یعنی باقی بہ تعالیٰ خدا باشد یکون عیشہ کعیش اللہ ہر چہ بر و گذرد او بدان راضی و خوش باشد و احتمالات دیگر ہم ہست اما حاصل ہم بدین باز میگردد کہ گفتم قولہ [۳۰] اذا صرت حرا فانت عبد یعنی از بندہوا ہستی ازان آزاد گردی بندہ خدا باشی دگر چون حر اصل گردی در پاے عبودیت ہیچ بندے نماند پس اگہ بندہ باشی

عبودیت تعبیه کرده اندر عالمی که آنرا انسان و انسانیت[۳۲] خوانند چه می شنوی انا عرضنا
الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها
الانسان انه کان ظلوما جهولا گوهر امانت صمدیت را محل و حامل انسان آمد این
انسان صحبت صفات باشد بر ذات احدیت ای عزیز امروز در جهان کسی باید ن صفت
تا با وی سخن بگفتمی استاد ابوبکر وراق رحمة الله علیه گفت لیس بینی و بینه
فرق الا انی[۳۴] تقدمت بالعبودیة گفت عبودیت مرا پیش سبق بر داشته
است یعنی عبودیت سبق برده است بر چه سبق برده است بر وجود عشق الهیت
اگر باورت نیست بشنو سبحان[۳۵] الذی اسری بعبده لیلا بشنو که بیان این همه بکرده است
شیخ ابوسعید خراز رح این جمله در چند کلمه بیان کرده است گفت

بدانی که اصل تو حریتی است عبودیت بر تو طاری شده است پس حرف بنده و بندگی آنگاه شناخته باشی قوله[۳۲] انسانیت
خوانند خلاصهٔ انسان این است دانستن انسان که با انسانیت رسد هم بدین سر است چنانکه من گفتم که ن رسته
عبودیت به حریت طاری است امانتی که آسمان و زمین و آسمانیان و زمینیان برنداشتند آن را برداشت
هم ازان بود که ان سر با وی بود قوله[۳۳] انه کان ظلوما جهولا ظلوما جهولا بود چون آن حریت با او بود پس
بعبودیت ظلوم و جهول باشد زیرا چه او برداشت و آن حریت با خود داشت تحصیل حاصل کردن نه آنکه از ظلومی
جهولی است قوله[۳۴] الا انی تقدمت بالعبودیت همان که ما گفتیم که عبودیت طاری است بر حریت و وراق هم باتفاق
ما این سخن گفته است اگر تفحص و تتبعی کنی برین مزید بنا تقدمت بالعبودیت این دلیل می کند که این بندگی اختیاری اوست
او همان حر است که باختیار خود به بندگی پیش آمد این عجب روزگاری که ما را است ما را در خاطر می آید که مرد ما را
مقال قاضی دشوار است سخن که ما می گوییم هم چنین دانیم ازان مشکل تر است اما این بیان حقیقت است هر چه
گشاده تر کنیم مشکل تر شود قاضی کلام وراق را این بیان می کند که عبودیت سبق برده است بر وجود عشق الهیت
یعنی او خود خواسته است با خود عشق باز د صورت طلب بندگی آورد خود بجدائی و خالق موصوف شد قوله[۳۵]
سبحان الذی اسری بعبده چون بر ذمه آینه ازان سبحان آمد بر وی.

علامة[۳۵] المريد في الفناء ذهاب حظه من الدنيا والآخرة الا من الله تعالیٰ ثم يبدء له باد من ذات الله فيرى ذهاب حظه من قدرة الله تعالیٰ ثم يبدء له باد ايضا فيريه ذهاب وجود نفسه وحظه وبقيه مع الله يبقى روية كان الله مع الله فينفرد العبد من فردية فاذا كان كذلك فلا يكون مع الله تعالیٰ فيبقى الواحد الصمد في الابدية كما كان في الازلية ایعزیز اگر اسرار و جمال این کلمات بر صحرا نہادندے ہمہ جہاں را تمام بودے اے دوست ابوہریرہ[۳۶] رضی گفت المشكات هو الصدر والزجاجة هو القلب المصباح هو الروح این کلمہ دریافتن سہل باشد اکنون گوش دار يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ایعزیز محجوبان روزگار این درخت را در دنیا دانند خود

ف فردانیۃ

قوله[۳۵] علامة المريد في الفناء علامت فنا آن است کہ حظ دنیاوی واخراوی نماند مگر آنکہ او را حظ از خدا باشد یعنی اگر او را حظ از دنیا خدائے دہد از دنیا بگیرد و اگر از آخرت دہد از آخرت بگیرد چون ازین تفرد شود حظ جز از خدای برائے خدا نماند و بود تفرد شود حال او چہ باشد نباشد با خدائے غیرت حق واحد و صمد نماند چنانچہ در ازلیت جز او نبود در ابدیت ہم چنین باشد این دو سخن کہ گفتیم اگر شرح چنانکہ باید کردہ کنیم ہمہ احتیاج بیانے در حقائق نماند قاضی ہم برین سخن اشارت کردہ است کہ اگر اسرار و بیان این کلمات در صحرا نہادندے جہان را تمام بودے قوله[۳۶] ابوہریرہ گفت المشكات هو الصدر والزجاجة هو القلب والمصباح هو الروح این روح چون بصدر زجاجہ پرتو خویش اندازد قلب را وصدر را برنگ خود کند اینکہ ایشان را برنگ خود گرداند زور کند و از درختے است نہ از شرقی نہ غربی زیراچہ زیتونہ ازین قبیل است مصباح و زجاجہ و قلب ہمہ صفت از ان قبیل است لا شرقیۃ ولا غربیۃ قاضی گوید کہ محجوبان چنین میگویند کہ آن درخت ہم در دنیا است اما ہم در دنیا و ہم در آخرت ولیکن نہ از دنیا و نہ از آخرت درین ہر دو مکان است ولیکن از ہر دو بیرون است چہ باشد یعنی نہ منفصل نہ متصل نہ داخل و نہ خارج۔

ف بر صدر

شود دانند که این درخت در بہشت نیز باشد از امام حسن بصری رحمہ اللہ بشنو که گفت لو کانت
ہذہ الشجرۃ کانت الشرقیۃ والغربیۃ ولکن واللہ ما ہی فی الدنیا ولا
فی الجنۃ انما ہی مثل[۳۸] ضربہ اللہ لنورہ ای دوست آب را[۳۹] چند نام است تازی ما
خوانند و بپارسی آب و چیزے باشد که بدہ زبان نام دارد اسما بسیار باشد اما عین مسمی
یکے باشد دریغا باش تا درخت طوبی را بینی آنگاہ بدانی که درخت سدرۃ المنتہی کدام است
و زیتون با کدام درخت باشد اصل این ہمہ یکے باشد تا ہا بسیار دارد گاہے شجر
خوانند و طور سینا خوانند و گاہے زیتون وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ برخوان
از شجرہ نُوْدِیَ مِنَ الشَّجَرَۃِ یَا مُوْسٰی کلام مسمع باش وَشَجَرَۃً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَاءَ و ترا
خود شربت زیتونی پیوستہ رساند دانی که این کوہ طور کدام است وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ[۴۰]
این کوہ باشد ابن عباس رضی اللہ عنہما گفت یعنی انظر الی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوہ میخوانند که کان وطن جملہ از وخواست ق وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ

یعنی جملہ انبیا و اولیا ازو

قولہ انما ہی مثل ضربہ اللہ لنورہ که حسن بصری ہمان گفت که ما گفتیم این درخت ہم در دنیا و ہم در آخرت یعنی
اگر درخت شجرے گوئی مثال این است اما ضرب ہست بدان معنی که گفتیم قولہ آب را[۳۹] چند نام باشد برین عبارت که قاضی
گفت درجہا چیزے که چندگان نام دارد و بہ تحقیق باختلاف اسامی مسمی یکے است باتفاق ہم درخت طوبے و شجرہ
و سدرۃ المنتہی طور سینا و زیتون خوانند حاصل ہمان یک چیز که آن نہ در دنیا و نہ در آخرت حاصل ہم ہمین که اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا قولہ ولکن انظر الی الجبل موسی گفت رَبِّ اَرِنِیْ یا موسی گفت لَنْ تَرَانِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ
اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ یعنی کوہ وجود تو که ستر خودی تو شدہ است با تجلی کنیم آن وجود تو که سد راہ تو شدہ
است معدوم پس این چنین میسر شد که تو نیستی و من باشم و تو مرا بینی چو تو نہ ای کوہ وجود تو نماند تو آنگہ مرا بینی
که جز من کسے نباشد که دید و که بیند و که خواہد دید فَخُذْ مَا اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ تا فہم دادیم ہم بدان
باش و مریدان را انتظار کن و دیدار من ترا و مرا نباشد دیدار حق ہمین مرا بلند بس و بس قولہ نور محمد[۴۱] قاضی کوہ ہی
نور محمد [illegible] کنند باقی کلام را برین معنے تطبیق داد مشکل باشد اما بیانے که ما کردیم بیان ہمان است میگوید
که کان وطن جملہ از نور محمد خواست یعنی او اول مخلوقات است او اصل موجودات است لولاک لما

نیز شاہد این کوہ باشد یُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ شنیدی کہ این زیتون
وکوہ شرقی وغربی نباشد زیرا کہ نور را در عالم الٰہی مشرق خوانند ونار را مغرب
خوانند چہ می شنوی یعنی لا ناریۃ ولا نوریۃ بل علی نور من ذہبہ ولو لم تمسسہ
نار نور علی نور تو خود ہنوز درباخت نار ندیدہ جمال نور کجا بینی پس حق نور خود
کہ دید آنگاہ تو نیز بینی در زیتون خود کہ چشد تا تو نیز بیشی باش تا یھدی اللہ لنورہ
من یشاء کار تراکیمیاگری کند آنگاہ بدانی کہ چہ میگویم تو نیز با مصطفیٰ اموات قصت
کن و ہمہ روز از خدا یتعالی میخواہ اللھم بیض وجھی بنورک وجھک الکریم شیخ ما
گفت لا شرقیۃ ولا غربیۃ یعنی لا ازلیۃ ولا ابدیۃ ہر کہ این درخت صدیت
را بدید واز وے روغن زیت چشید او را از وے چنان بستانند کہ ازل نزد او
ابد باشد وابد نزد او ازل نماید از ازل او را خبرے نباشد نہ از ابد در انجمن
العزیز دنیاویۃ ولا اخرویۃ چون معلوم شد نہ دنیاوی باشد ونہ آخرتی
ہمہ خدائی باشد اگر بیان ازل وابد خواہی شنیدن گوش دار سوال
دیگر را جواب فرا پیش باید گرفتن قال اول ما خلق اللہ نوری

خلقت الافلاک یعنی جملہ وجودات را از میان برگیر جز یک وجود نماند والقرآن المجید
نیز شاہد آن کوہ باشد قولہ ونار را مغرب زیرا چہ نور از نار خاست آن غروب نور در نار است
وبر آمدن نور از نار است وجمال نار نور نور است قولہ آنگاہ بدانی کہ چہ میگویم دانستم بیانے
بالا کردہ ایم ہمبران تعلیق بدہ کہ میان ایشان تفاوتے نیست قولہ شیخ ما گفت لا ازلیۃ ولا
ابدیۃ از امور نسبی یک وجود را چہ ازلیت وچہ ابدیت عراقی گفتہ است بیت ازل آنجا
ابد بینی ابد آنجا ازل یابی + بنیابی ہیچ را فانی بیابی جملہ را باقی قولہ ہمہ خدا باشد وہمان معنیست یکے
باعتبار مختلف نامہای نبی قاضی ہم ہمان گفت چون نہ دنیاوی باشد ونہ اخروی چہ باشد خدا باشد

الیعنی بوخلقت بزبان عربی برچند معنی حمل کنند بمعنی آفریدن باشد چنانکه خلق لکم ما فی السموات و ما فی الارض جمیعا منه و بمعنی تقدیر باشد و بمعنی ظهور و بیرون آمدن باشد بدین حدیث ظهور و جود میخواهد اکنون محمد در کدام عالم مخفی بود که آنگاه ظهور اهد اخلقت آمد در عالم کنت کنزا مخفیا فاجبت ان اعرف مخفی بود پس او را بعالم لولاک لما خلقت الکونین آورد نداے دوست دانی که زیتون در شجر چون کامن و درج باشد و آنرا دانی که چه خواند علما آنرا عدم خواند چون ظاهر شود بد و ظهور خوانند و چون بار درخت شود ناپدید گردد و در جوع خوانند گوئی زیتون محمدی که از بیخ درخت صمدی با ثمره نوری پدید آمد

قوله الیعنی خلق بزبان عربیت خلق را چند معنی است چنانکه قاضی گفت و یکے ازان ظهور است و این جا بدین معنی باشد اول ما خلق الله نوری اول ما ظهر الله من مکان الامکان الی وجود الظهور نوری اول وجود محمد بود چنانکه تخم شجره باشد و از و فرع شد وجودات همه از وے بوجود آمد گفت کنت کنزا مخفیا فاجبت ان اعرف مخفی بود خواست آن مخفی را ظهور کند لولاک لما خلقت الافلاک ازان حکایت کرد ازین وجود ازین شهود جهانے موجود گشت و قاضی همین را کنایت می کند کہ اے دوست دانی زیتون در شجره چون کامن و درج باشد قوله آنرا دانی چه خوانند یعنی آنرا امکان بود علما آنرا عدم خوانند و قاضی میگوید وجوے بود وجود مخفی ذاتی آن ذات اقتضاے وجودات داشت باقتضاے او هر یکے بوقت خویش ظاهر گشت ظهور نور محمد بود باقتضاے او این کل ظاهر گشت و هم ازین اقتضاے وجودات آمد این را قاضی مثال درخت و تخمے کرده او را اصلے داشت و دیگران فرع او باشد قوله که از درخت بیخ صمدیت ثمره درخت صمدے بیان است نور صمدیت ذات شده اشارت بغناے همه موجودات است اینجا موحدے بالیتے گفت یا رحمن یا رحیم که نسبت به حمت و ظهور دارد قوله رجوع خوانند این ظهور و این بدو باز بدرخت می گردد و بدو می پیوندد و ناپدید می گردد از بدان مانند که این تخم و این بار باز آن درخت می گردد و اینجا مثال دریا باید و بخار که هم از و بر آید

چہ گوئی ـ **قطعہ**

ممکن زتنگنائے عدم تا کشیدہ رخت — واجب بجلوہ گاہ عیان نا نہادہ گام

در حیرتم کہ این ہمہ نقش عجیب چیست — بر لوح صورتے ہمہ مشہود خاص عام

این ازل نباشد چون این ثمرہ باز بشجرہ رجوع کند و از مقام ترقی با مقام تو تراجع شود

چہ گوئی این ابد نباشد پس ازل آمدن محمد باشد از خدائے تعالیٰ بخلق و ابد عبارت باشد از

شدن محمد از خلق با حق تعالیٰ پس آنگاہ بودن ثمرہ در شجرہ عبارت عدم آمد مگر آن بزرگ

ازین جا گفت لا اختلاف ولا انقسام فی العدم والناس یظنون انہا فی الوجود ابیعی ہم

چون ازین عدم مصطفیٰ را بیرون آوردند کہ اول ما خلق اللہ نوری این نور او را امید او منتہائے ہمہ

اختلافہا و قسمت ہا کردند کہ فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ

این باشد دانم کہ ترا در خاطر آید گوئی محمد را ثمرہ شجرہ الٰہی میخوانند و جائے دیگر و دیگر میخوانند این چگونہ

متر اکم شود بجکید باز روان شود بدریا پیوندد **قولہ** چہ گوئی کہ ازل نباشد ازل عبارت از آمدن محمد باشد تا آمدن محمد از ازل

شد و ہم چنین آید باز گشت محمد بحد ازل بے شبہ از ازل آمدہ بود ہم با ازل باز گشت این بازگشت با ازل این را ابد نامند

قولہ در شجرہ عبارت عدم آمد کہ حقیقت ہمہ یک ذات باز گشت **قولہ** لا اختلاف و لا انقسام فی العدم در وجود اختلاف

نیست زیرا کہ یک وجود است و یک جود با یک شہود و بہر جا کہ وجودے است نا بود پس اختلاف در وجود آمد یعنی

در آمدن و رفتن آمد **قولہ** گوئی محمد را ثمرہ تمہید ایم کہ قایل آن کلمہ را محمد ثمرہ شجرہ الٰہی است چیزے در حق او و ہم طعن

رد و چونہ باشد بطریق انکارے است و دو معنی است استفسار باشد کہ محمد چگونہ باشد کہ ثمرہ

و شجرہ الٰہی تو ان گفت تا قاضی بیان فرماید **قولہ** چون ازین عدم یعنی از ان عدم صوری کہ امکان وجود

داشت از ان یکے بظہور آمد اول ما خلق اللہ نورے شد ابتدا او و رفتن ہمہ اختلاف با قسمتہا کردند

و فطرہ او ہمان و فطرۃ الناس ہم از و و دوم معنی دیگر سوگند می خورد بروز عاشق با معشوق بیشتر بود

بعالم ایشان بروزہ ما خلق الذکر والانثیٰ کہ آن عاشق و معشوق خالق ذکر و انثیٰ است یعنی سوگند

عاشق و معشوق و معنی المسیح ابن اللہ این باشد

باشد اگر خواهی که شک برخیزد نیک گوش دار اگرچه برای این سخن خونم بخواهند ریختن
اما دریغ ندارم متبرکت خود بگویم آنها که در سینه خود بوند و زهره و یارای آن نداشتند که ن و ترک
این اسرار اگر سینه دریغا او در کلام مجید خود بر مز گفته است آنجا که گفت وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى
وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى این همه گواه این ثمره و شجره ذکر و الانثی آمده
است اگر خواهی که وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى این همه گواه این شجره بدانی آیت المسیح
ابن الله برخوان و بدان تا معلوم تو شود و اگر معلوم نشود از خبر لست کاحدکم بشنو اگر تمام
فهم نکنی اندیشه تمام کن وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ چه معنی دارد آنجا که عالم فنا باشد فرد باشد
جز فردیت نشاید که بود اما در عالم بقا و شاهده زوجیت پدید آمد العزیز این آیت برخوان
أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا تا بدانی لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا چه معنی دارد

قوله وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى سوگند است بموی محمد و النهار سوگند بروی محمد و ما خلق الذکر والانثی یعنی
که محمد جمعیت با هیچ خودی خود محمد را از وی اگر بیگانه دانی بسوگند. وی و موی و خوی او دلیل دکه
محمد خود داشت درست نیاید محمد بهمه وجود خویش عین شهود او بود سوگند روی و موی و خوی او
بهم درست افتاد اینکه المسیح ابن الله گفتند بکدام معنی نه آنکه جان او وجود او عین عیان محمد بود او را
سلم بن الله گفتند مردان گفتند خدا میگوید مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ او را ابن الله
گویند ایشان ابن الله خوانند لا حول ولا قوة الا بالله کجا افتادم من هم دیوانه هیچو قاضی ماضی شدم
قوله لست کاحدکم و من هیچو شما نمانیم حقیقت از شما سیاهی باشم وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا
زَوْجَيْنِ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى همین معنی است زوجین یعنی صورت و معنی محمد هم صورت
داشت هم معنی صورت او بشریت بود معنی او هم عالم الهیت أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا هم بر صورت
اختصار کردند از معنی خبر نداشتند انکار صوری بود که اکثر درین انکار این معنی بود و بشر ن اگر
بدایت می کنند یعنی او می کند خدا می کند هیچ درین انکار کافر شدند أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا
زوجیت بوده است و معنی زوجیت بیان کرده ام که صورت و معنی داشت همین معنی

اما اگر از این مجمل تر خواہی ترا ہیچ حاصل و معلوم نشود از مفصل بشنو آنجا کہ گفت مصطفیٰ
ان اللہ خلق نوری من نور عزتہ و خلق نور ابلیس من نار عزتہ گفت
نور من از نور عزت خدا پیدا باشد و اگر تمام تر خواہی از سہل عبد اللہ تستری و شیبان
راعی بشنو کہ از خضر علیہ السلام شنیدہ اند کہ ایشان را گفت خلق اللہ تعالی نور
محمد من نورہ وصورہ وصارۃ علی یدہ فبقی ذالک النور بین یدی اللہ تعالی
مایۃ الف سنۃ وکان یلاحظہ فی کل یوم ولیلۃ سبعین الف لحظۃ ونظرۃ
ویکسوہ فی کل نظرۃ نوراً جدیداً وکرامۃ جدیدۃ ثم خلق اللہ الموجودات کلہا
گفت اللہ تعالی نور محمد را از نور خود پیدا کرد پس پیش دست خود آن نور را بداشت
صد ہزار سال پس ہر شبا روزے کہ ہزار سال دنیاوی باشد نظر درین نور کردے
بہر نظرے نورے درین نور پوشیدے و کرامتے نو بلکہ ہر شبان روزے ہفتاد

مرتبط است لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً چون ہیچ ایشان نباشد
ایشان را فرمان می شود نظر بصورت آدمی کند آنجا معنی اوست بدان متعلق شوید قولہ اگر این
مجمل بر ہیچ حاصل معلوم نشود عالم اجمال است و عالم تفصیل است عالم اجمال عبارت از ذاتے کہ ہمہ
وجودات دران ذات بامکان موجود اند و تفصیل عبارت از جائے کہ آن ممکن از کمین امکان
در صحراے وجود آمدہ است آنکہ گفت کہ ہمہ چیز را بوجود محمد اضافت کردہ بود آن مجمل دو صفت
دارد صفت رحمت و صفت قہر مر قہر را نیار نسبت کنند و رحمت را بنور از نور محمد شد و از نار ابلیس
چون بازگشت شود ہر دو بیک صفت باز آیند آب بست ژالہ شد و ازان چیزے دیگر ہمہ سیت
کہ آن ژالہ نیست چیز نشتے و در شتے است آن ژالہ و آن چیزے دیگر باب پیوندند و ہمان آب باشد
اکنون می گوید ابلیس نار عزت و محمد نور عزت این نور عزت صفت احمد است و آن نار عزت صفت قہر
است قولہ خلق اللہ نور محمد من نورہ حاصل کلام قاضی برین باز می آید کہ نور محمد مبدا آن نور

ن آنچہ

ہزار نظر درین کرد ے این بہر نظرے ہفتاد ہزار نور دیگر بیافتے پس ازین نور جملہ مخلوقات و موجودات پدید کرد العزیز مگر ہرگز نخواندہ کہ خدائے تعالیٰ را صفتے ہست کہ آن را صفتِ[۵۹] اخص خوانند کہ از بنی آدم پوشیدہ است مگر آن صفت اخص این نور محمد است کہ از ہمہ پوشیدہ داشتہ است دانی کہ چہ میگویم قُلْ[۶۰] هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ بہ خوان احد آن باشد کہ یکے باشد و صفت یگانگی دارد العزیز چون ذات او یکے است ہشت[۶۱] صفت با تعدد چیست باشد تا این یک خاصیت را بینی انفصالے یافتہ بدین صفات ہشتگانہ و این صفت چنان با خاصیت[۶۲] و کمال است کہ ہشت خاصیت در و درج شدہ[۱]

خدا است و مبدا ے جملہ موجودات نور محمد و آنکہ نور بخشید و کرامت بخشید عبارت از حکمت و استعداد کونہ ملجا و معاد قولہ صفت[۵۹] اخص خوانند یعنی صفت خاصہ اوست و اگر ازان نور محمد عنایت کنند نسبت خصوصیتی کہ محمد باوے دارد مجازاً توان کرد و اخص عبارت ازینکہ بر بسیار خفی است خلق محمد را دگر دانند و نور را دگر شناسند محققان یکے دانند قولہ[۶۰] قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ہمین نور محمد است کہ او را احد و صمد نامند بدین اعتبار کہ سر احد و صمد باوے است اگر در خریطہ دینارہا ے زر باشد تو کنیزک خود را گوئی خریطہ بیار و یا خریطہ ے دینار و زر بیار و دینارہا بیار ہر سہ معنی یک عبارت باشد چون تعلق فیض احد با او آمد لابد ہر سہ عبارت این جا نیز درست باشد قولہ ہشت[۶۱] صفات کہ آنرا امہات الصفات و ائمہ صفات گویند قاضی می گوید چو او یکے است آن ہشت چیست فعلے ہذا تعداد باشد و توحد اعتباری این ترا چنین نماید و اما ہشت با یکے است پس توحد حقیقی و توحد اعتباری است چنانکہ در ریاضی گویند یکے در یکے ہمان یکے است قولہ[۶۲] با خاصیت و کمال است این عبارت چیزے خیر است اما چنین گو کہ ہر صفتے با صفتے دیگر مندرج است و صفتے با صفتے دیگر قہراً و لطفاً مندرج و ہم بدان بازگشتند و ذات او فرد حقیقی ہمانچہ گفتیم تعدد با عتبار و توحد بر قرار قاضی بیتے چند را حلیہ مدح خویش پوشانیدہ و ترتیب کلام آراستہ اگرچہ

پس ہر نشان کہ آمد و ہر ادراک کہ کردند و ہر وصف کہ گفتند اندر صفات آمد از ذات
چیزی کے توان گفتن و یا وصف کردن الصمد تمامی بیان بی چونی
ذات نکرده است ایعزیز بو بینی که چند تمامی وجاسوسی کردم و چندان اسرار
الٰہی بر صحرا نہادم اگر چہ گفتن این اسرار کفر آمد افشای سر ربوبیت کفر است
اگر چہ غیرت او مستولی است بر داشتن وجود ہا اما دستی بر نم و بینی چند که بر طریق
سحر وقتی صادر افتاد اگر چہ بسیاری غموض با خود دارد بنویسیم بعد ہا که جز روان
مصطفیٰ و محبان خدای کسی دیگر بر معنی این بیتہا مطلع و واقف نشود اما دیگران را
ازین نصیب جز شنیدن نباشد و دانستن و یا فتن دیگر باشد و دیدن دیگر نهی
حکمت ای دوست وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا درین باب چہ خوب
رختی شده است و مصطفیٰ تمام تر بیان کرد آنجا که گفت ان من الشعر لحکمة اکنون
گوش دار و مستمع معنی شو غزل

دل مرکب حق است که درین زندانست	در عالم خاک مدتی مہمان است
دل مرغ حقیقت است در عالم حق	نی خود باز است که زینت سلطانست
دل زنده بجان بود و جان زنده بحق	گہ جان در دل و گاه دل در جانست

از روی معنی ہمان است قولہ ان من الشعر لحکمة حکمت صوری وارد و معنوی صوری اگر از
مصراع بمصراعی بیک حرکتی حقیقی زیادت و کم افتد ناموزون گیرند و کذا قافیہ و ردیف یعنی ساکنان
شارکان روی عن روی و آنچه مانند این است و اما معنوی قصه بدو نقطی تمام کردن و آسمان و
زمین را بیک جا برابر کردند قولہ دل مرکب حق است یعنی تجلی دروست که درین زندان است معنی ہم چنان
است که قاضی گفت اما درویش دو حدیث ان است ترکیب خام است حق می باید گفت دل مرکب حق است
یعنی تجلی دروست و تعلق او بلی است تا آنکہ گویند انقلب عرش اللہ بدین معنی قاضی مرکب نام نہاد

ن صفت
ن کلماتی بگویم
ن پنہانست
ن ساقیان
ن شاعرکان

از نور خدا روح فرا دید آمد | پس نور علی نور که در قرآنست
آن نور سیه کان قهر و خشم است | سرچشمهٔ کفر و مسکن شیطانست
این سر حقیقت است که شرحش ادهم | در عالم شرع این سخن پنهان است
مقصودش از ایجاد دو جود کونین | یک چیز که آن یک همی برهانست
در آئینه روح به بیند خود را | پس عاشق خود شود که بے نقصانست
من نیز در و همی به بینم خود را | پس شاهد و شهود همی یکسانست
پس عاشق و معشوق بهم بنشینند | زیرا که همو جان و همو جانانست
پس عشق عبارت از لقاهست و کلام | پس اکل و شراب ما و او خود آنست
پس روح بود باقی در عالم حی | چه جاے چنین سخن که صد چندانست

ن یک چیز بود که او همی برهانست

این خود رفت الغرض چون خواهند که مرد را بخود راه دهند و بخودش بینا گردانند دید یا بدوان تطیعوا تهتدوا این باشد که اشراق نور الله مرد را دیده دید و گوش دهد که گفت

در عالم خاک تے پنهان است او لطیفه سر الٰهی است اما چنین گفته در عالم خاکی نهان شده است و سر انجام آشکارا هم شود در غ حقیقت یعنی مطلع حقیقت و تجلے حقیقت باری حقیقت شناخته جز او را نه این خود چه بلکه او خصوصیت دارد کند نیست سلطان بد و پیداست سلطان چون خواهد قدر عزت و مکرمت خود شناسد تصویرے فرماید یا در آئینه نظر فرماید دل بدین مناسب باشد دل فیض از جان می گیرد و جان فیض از حق که چنین باشد جان در دل آید و گاه در دل جان باشد در آئینه شخص خود را بیند بدین او جمال پیدا آید و از بهر دیدن او بکار آید بلکه بے آئینه میسر نشود هم ازین جا علما گفته اند البته صفت خلقت بے خالق نباشد و درین ابیات نظر در مناسبت شاعری و قوانین ایشان نباید کرد که عذر آن قاضی خود خواست بر طریق سجع گفته شده است قوله چون خواهند بخود راه دهند راه خود و نمایند و او را بصفت خود متصف گردانند تا ازین راست رود و آنچه نوا دید بیند جمله آفتاب را بیند و لیکن چشم نیز از آفتاب گیرد و بفیض نور آفتاب نور آفتاب بیند اینجا نیز هم چنین بود که بنده را مستفیض بفیض خود کند چشم او خود باشد و گوش او خود باشد

کنت لہ سمعا و بصرا و لسانا فبی یسمع و بی یبصر و بی ینطق بیان این صفات شدہ است

کہ تخلق سالک باشد و درین مقام ملک و ملکوت واپس گذاشتہ باشد و از پوست خود

و بشریت خود بیرون آمدہ باشد و اِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا اَمْثَالَہُمْ تَبْدِیْلًا دیدہ باشد یَوْمَ

تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ رسیدہ باشد و بوے من عرف نفسہ بوئیدہ باشد و

شراب عرف ربہ چشیدہ باشد ان اللّٰہ خلق آدم علی صورتہ بر وے ظاہر گشتہ باشد

اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی او را مکشوف شدہ باشد یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی

الْاَرْضِ او را محقق گشتہ باشد بینہ ل اللّٰہ تعالیٰ بر وے تجلی کردہ باشد بلکہ ہمت

در عالم تخلقوا باخلاق اللّٰہ نہادہ باشد کونوا ربانیین او را نقد شدہ باشد المؤمن

مرآۃ المؤمن با وے برابری کردہ باشد العزیز چہ می شنوی السلام المؤمن المہیمن

نام خدا است تبارک و تعالیٰ چون او مومن باشد و مصطفےٰ مومن باشد و سالک مومن باشد

جمال او بچشمے کہ فیض او گرفتہ است تواند دیدن آنجا گویند بی یسمع و بی یبصر بجز بدین صفت دیدن تابل

نیست ہم بدین معنی شبلی گفتہ است لا یری اللّٰہ غیر اللّٰہ و متصف بصفات او شدن جز بشریت نگر آنکہ ملک

و ملکوت واپس گذاشتہ باشد و از توہم بشریت بیرون آمدہ بود یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ

صوفیان این را مانند و اِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا اَمْثَالَہُمْ تَبْدِیْلًا این معاینہ کنند و آنکہ عرف نفسہ

دانستہ باشد عرف ربہ شناختہ بود درین قصہ ان اللّٰہ خلق آدم علی صورتہ بر وے تجلی کند ان اللّٰہ

خلق آدم علی صورتہ بر وے کشف شود و گفتہ ایم دل در عالم الٰہی باعتبار او متجلی و محل و ظہور او ست

اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی باشد قولہ [۹۶] السلام المؤمن اسم از اسمائے باری است تعالیٰ یعنہ گروندہ

و امان دہندہ مصطفےٰ را مومن گویند بدین معنی مصدق و گروندہ است و مومنان را ہم بدین گویند اشتراک

لفظی باشد نہ معنوی المؤمن مرآۃ المؤمن یکے بجز ہیچ گونہ درست آید ایشان گفتہ اند خدا خواست

جمال خود را ببیند خود را دیدن جز بدین صورت نباشد کہ آئینہ سازند و آئینہ را مواجہ آرند عکس جمال خود

خود ببیند و آن عکس غیر خود نیست خداوند جمال خود را خواست نظارہ کند دل محمد را آئینہ جمال خود ساخت

ہمہ آئینہ یک دیگر باشد المومن مرات المومن بیان این ہمہ کردہ است تخت اخوانیت درست شود اتحاد آنگاہ حاصل آید المومن اخ المومن آنگاہ خود را در آئینہ اخوانیت بیند شیخ ما شیخ ابوبکر در مناجات با خدا گفت الٰہی ما الحکمۃ فی الخلق خداوند ادر آفریدن ما چہ حکمت است جواب آمد الحکمۃ فی خلقک رؤیتی فی مرات روحک ومحبتی فی قلبک گفت حکمت آنست کہ تا جمال خود را در آئینہ روح تو ببینیم ومحبت خود در دل تو افگنیم ایدوست چون خواہد کہ خود را بیند در آئینہ روح ما نگرد خود را بیند کہ بے چون شدہ از ادراک حسن وجمال بے چون با او برابر در آید المومنون کنفس الواحدۃ درین عالم با سالک نشانہا دہد ان اللہ تعالیٰ فی کل یوم ولیلۃ ثلثمایۃ وستین نظرۃ الی قلب المومن ہمین معنی باشد سی صد وشصت بار بہ آئینہ خود نگران شود تا مقصود خود بیابد ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم برمز بیان این مرات می کند الم یعلم بان اللہ یری این باشد واللہ بکل شیء محیط احاطت جملہ ولہا بیان می کند این آن مقام باشد کہ او خود را در روح ما بیند اما چون خواہد کہ ما خود را در نور او ببینیم نور او تا صفتی آرد بجان سالک کہ ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا جان سالک دستے بر تختہ وجود او زند کہ اولم یکف بربک انہ علی کل شیء شہید الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شیء محیط پس احاطت نور او جملگی وکلی وجود مار الجوز

عکس جمال خود درے دید با سالک ہمیں معاملہ است قولہ رؤیتی فی مرات روحک ہمین معنی دارد کہ ما گفتیم قولہ المومنون کنفس واحدۃ چون گفتیم کہ عالم ہمہ آئینہ جمال اوست مومن بلکہ ہمہ موجودات درین معنی کنفس واحدۃ آمد بہر صفتے کہ خواست صورت مناسب آن آفرید خود را در وے دید قولہ ثلثمایۃ وستین نظرۃ تعین تعدد عبارت از کثرت آیات اکثر احوال بلکہ علی الدوام او ناظر بر دل است و آئینہ جمال اوست قولہ واللہ بکل شیء محیط چون ہمہ خلقت برائے دیدن جمال خود شدہ ہمہ عالم را بدین معنی محیط آمدہ است قولہ نور تا صفتی آرد اطلاق را با تقیید مقابلہ شود اذا جاء نہر اللہ بطل نہر عیسیٰ اثبات یابد چون آن نور کہ عبارت از نور مطلق است بدین

لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ این معنی دارد پس درین مقام مرید بداند که وجود خود دیدن در آئینهٔ
نور صمدی چون و چگونه بود کافرم اگر ندیده ام تو چه دانی که چه میگویم رای قلبی ربی این معنی
باشد که ما خود را در نور او بینیم اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیان این
شده است اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ تجلی آئینه ما آمده است درین مقام
جای سالک را روی نماید که مصطفٰی ازان چنین بیان کرده است مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ
یعنی هیچ فرقی نیست میان این فقد رای الحق و میان آنکه مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ
اَطَاعَ اللّٰهَ مگر انا الحق حسین منصور و سبحانی بایزید همین معنی بوده است آنها که درین مقام

مقید موازنه کند عبارت از ساختن سازنده گویند اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا که آنچه او بود نمانده از
تقیید باطلاق هویت نیستی با وی اثبات شد اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ و شهید هم برین سخن مرتبط اند
لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ و محیط ابصار محاط محاط چون ادراک تواند کرد چون این ادراک نبود که
گویند او محیط است من محاط قوله کافرم اگر ندیدم سوگند چه می خوری خاطر جمع دار چون این جا رسید تشبیه
کافری قوله اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ هم بدین اشارت که بیده ملکوت کل
شیء باطنه گفته اند پس چون باطن اشیا او باشد اشارت بنظر ملکوت سموات والارض هم برای این معنی
است قوله اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ نخست گفت سوی پروردگار خود بین عبرة علی الاغبیاء
دوم اعرض الحجاب ازان التفات کرد گفت کیف مد الظل و در آن معنی اشارت فرمود که در امتداد
ظل را نظاره شود قوله من رانی فقد رای الحق چون در آئینه خدا عکس جمال او در وی پدید آمد آن
سالک درین جا است این سخن گوید من رانی فقد رای الحق مجازا عبارت از حقیقت کردن درست
تر باشد قوله انا الحق اگر حسین منصور این معنی محقق بود چرا بیان نکرد یا خود را بیان نکرد خود را
چرا کشتند بایزید ازان چرا استغفار کرد چو حسین منصور و بایزید قطره از خم نبوت در کام ایشان چکید
و از ایشان نیز هم ازان جنس سخن چکید برین تقدیر ایشان را محقق معذور دارند این قطره با آن

در زمرهٔ و اشتو فانی لقاء اخوانی باشند حسین منصور را و بایزید را معذور دارند العزیز
المومن مرآت المومن یعنی که خود او را باید دید ما می بینید المومن اخ المومن یعنی که ما خود را در نور او
می بینیم اید وست او مومن است بعبودیت ما و ما مومنیم بربوبیت او پس هر دو مومن
باشیم کافری اگر این کلمات را نباشی درین عالم محبان او را در ادب خانهٔ ن والقلم
وطه تعلیم علم خود حاصل کند و زنگار را از قلب خود جلا دهد ادبنی ربی فاحسن تادیبی
بیان کند که این متعلم درین کتاب موصوف ربوبیت و عبودیت باشد بیت

ن مکتب

خم اتحادے و نسبتے تمامے دارد بدین نسبت بایزید و حسین برادران مصطفی باشند یعنی چیزے بدو مانند قوله
او مومن است بعبودیت ما او در عبودیت ما خود را بیند و ما در ربوبیت او او را بینیم قوله ن والقلم
عبارت از کاتب غیب است این قسم بدوات و قلم آن کاتب است و آن غیب که می نویسد
بر صحیفهٔ دل آن کسے می نویسد که طه کنایت از دست طه او را گفته است که بساط هویت او طے
کرده است طه او را گفته است که روے او هم چو ماه چهارده است استعارة قاضی هم بدین
تمام است چه دائم طا را عبارت از طیب بار الله زهویت کردن در خزانهٔ خیال قاضی قرارے
داشت یا نه علمے که بغیر واسطه گیرند یعنی ملک درمیان نباشد و رسولے هم نه بغیر واسطه کسے از حضرت سبحانه
علمے گیرد باز ان عبارت که علمنی ربی فاحسن تادیبی و ادبنی ربی فاحسن تادیبی و آنکه گفت کافری
اگر این کلمات را نباشی دشنام نمی کند تشنیعے نمی کند اما غرض این دارد که هرکه این کلمات را نیابد در حکم
حقیقت کافر است یعنی دیگر ن والقلم ادب خانه است که محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم آنجا تعلیم یافت یا طه عبارت
از ذات محمد میگوید هر که ادب خانه که محمد را آنجا تعلیم کرده اند یافته است او چنین و چنین قوله موصوف ربوبیت و عبودیت
باشد آنکه نسبت بدو دارد آنرا عبودیت نامند و آنکه نسبت بحق دارد آنرا ربوبیت خوانند درین مرکه صفت
ادبنی و علمنی اند او هر دو را متصف شد ربوبیت از آنکه علمے از رب بلا واسطه حاصل کرد عبودیت خود ظاهر
است بصورت است قوله صوفیان در دعوے و عید کنند یعنی صوفیان را عبودیت و ربوبیت

ن از

صوفیان در دمے دو عید کنند — عنکبوتان مگس قدید کنند

تا که از دست روح قوت خوریم — که نمک سوده عنکبوت خوریم

شربتے[81] از وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ خورند و شربتے از حَمَلَهَا الْإِنْسَانُ نوشند درین عالم هیچ بالاتر و رفیع تر از عبودیت نیست و عبودیت[82] خالے است بالا گرفته بر چهرهٔ جمال ربوبیت اینجا بدانی که آن بزرگ چرا گفت لیس بینی و بینه فرق الا انی تقدمت بالعبودیت جمال چهره ربوبیت بے خال عبودیت نعت کمال ندارد و خال عبودیت بے چهره ربوبیت خود وجود ندارد وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ هر دو طرف را گواهی میدهد هم ربوبیت و هم عبودیت را گفت کنزا

بجمع است و آنکه ساعتے دیگر چیزے دیگر و ساعتے دیگر چیزے دیگر این کار است همان آست بدان ماند که عنکبوتان مگس قدید کنند این را معنی دیگر گویند یعنی صوفی بنقد وقت خوش باشد و آنکه بسوف و لیت افتاد صوفی نبود قوله[81] شربتے از ونفخت فیه قاضی علیه الرحمه بسیار سخن ماضی را استقبال می کند و در حال بیان تقریرے می فرماید یعنی سر آنکه بغیر واسطه روح خود را خود در مظهر انسان نفخ کرد این شربت چشید بر سر مطلع و واقف کرد روح اسم من اسماء الله تعالی و ماثور است یا روح یا روح الروح آن فیض او که روح بدان فیض قایم است در نفخ آن روح آن فیض یا آن روح بود پس نفخ فیض او در وے شد و امانتے که در انسان بحسب طاقت خویش پذیرفت آن طاقت هم بدان نفخ روح بلا واسطه بود و اگر نه کجا او و کجا تحمل امانت قوله[82] عبودیت خالے است بالا گرفته آن بزرگ چنین می گوید وجود دو است واجب و ممکن و میان او و من همین فرق است که او واجب الوجود است و ما ممکن الوجودیم و این اطلاق و تقیید که محی الدین ابن اعرابی گوید هم ازین جا استخراج توان کرد و این سخن را بدان معنی درست توان برد حکیم که نفس جزوی و کلی گوید آن نیز قسمے هم ازین بیان است اما سخن محققان

مخفیا فاحببت ان اعرف بیان اتصال عبودیت می کند. با ربوبیت اگر چنانکه تمامتر خواهی از ابی فرج زنجانی رحمۃ اللہ گوش دار د آنجا کہ گفت العبودیت بغیر الربوبیت نقصان و زوال والربوبیت بغیر العبودیت محال گفت عبودیت بے ربوبیت نقصان و زوال باشد و ربوبیت بے عبودیت محال باشد نزدیک بهار کان وَاَلْزَمَهُمْ کَلِمَةَ التَّقْوٰی وَکَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا این باشد کہ عبودیت و ربوبیت لا یق بمو انست بیکدیگر اند. اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ نفسها و مالها مومنان را بهشت خریده است دل خود از ان اوست

ن اخی

وتشر عانہ آن است کہ ما گفتیم قولہ عبودیت حالے است نعت ربوبیت از ان او کہ ربوبیت است نعت نقصان در پیرا من او گشتن نتوان و بکمال گفتن چہ معنی دارد اما اگر گوئی بیقین صفتے اظہار سرے شاید قولہ بیان اتصال عبودیت می کند و با ربوبیت یعنی بندگی با خدائی چہ تعلق دارد تعلق الجزو الی الکل و تعلق المطلق الی المقید او تعلق الفعل بالقوۃ او تعلق الاثر بالموثر تمام این بہر عبارتے و بیان کہ صوفیان گفتہ اند قولہ فاحببت ان اعرف صفتے بالقوۃ بر داشتم خواستم بالفعل پیدا آید خود را خود شناسیم و تدر خود خود بنیم اعرف اُعرف ہر دو معنی درست می آید قولہ نقصان اے عدم و زوال در بوبیت بغیر عبودیت محال یعنی اگر بندگی و بندہ نباشد خدائی بچہ ظاہر شود و ہر کہ بود ہر آئینہ ربوبیت بے عبودیت محال باشد قولہ کلمۃ التقوی کلمہ نفی غیر بر وجود حقیقت ایشان اثبات والزام شد لازم حال ایشان گشت و ایشان بدان کلمہ لایق اند و اہل آن کلمہ اند قولہ انفسهم واموالهم خداوند خرید یعنی ہر کہ بذل نفس خویش در راہ خدا کرد و یا بذل مال کرد بمقابلہ او آن را بہشت شد پس آن شرا بدین نسبتے خلصے پیدا آورد و قاضی بیان می کند کہ نفس و مالہا بہشت خرید و دل خود از ان اوست خریدن حاجت نباشد و قاضی نیز بیان نفس تخصیص می کند یعنی قلوبہم نگفت نفوسہم گفت زیرا چہ دل خود آن اوست و اما نفس از ان او نبود آن نفس را خرید ابو علی دقاق می گوید

خریدن حاجت نباشد چنانکہ[۸۸] ربوبیت بہا ندارد عبودیت ہم بہا ندارد وا ایدوست
ہرگز این کلمات نشنیدۂ کہ اگر مبیع مقابل ثمن نباشد آن بیع غبن و ظلم باشد
اگر دل مقابل[۸۹] آئینہ الوہیت نبودے ما للتراب ورب الارباب درست نبودے
ظلوما جہولا[۹۰] پے گم می کند اگر توانی جوابے دیگر بشنیدن گوش دار حق تعالی نقطۂ
عبودیت را بمحبت فروخت چون خریدن حاصل آمد عبودیت اصل ربوبیت
شد تا این وقت گفتند ظلوما جہولا اکنون گویند وکانوا احق بہا واھلھا
ایدوست اذ یغشی السدرۃ ما یغشی[۹۱] درخت ربوبیت است کہ عبودیت ثمرۂ
آن آمدہ است مصطفی گفت شب معراج او را نتوانستم دیدن کہ نورا[۹۲] و غلبہ می کرد
افرایت فراش الذہب حال بینۂ و بینی این پروانہ کہ حایل رویت
آمد انسانیت بود پوشیدہ نیست کہ شمع الہیت را پروانہ دل انسانیت و

زیرا چہ قلوب وقف است برائے محبت خدا والوقف لایباع ولایشتری وتقتہ من گفتہ ام
کہ النفس گفت قلوب نگفت زیرا چہ رسول علیہ السلام گفتہ است قلب المومن عرش والحرب
لایسترق ولایباع ولایشترے قولہ[۸۸] چنانکہ ربوبیت بہا ندارد عبودیت قسمے از ربوبیت آورد
ہر آئینہ او را ہم بہا نشد قولہ[۸۹] اگر درمقابلہ آئینہ او را ہم آئینہ الہی نبودے اگر نقص با این نقص
نبودے این بیع درست نبودے و غبنے فاحش بودے اثبات این سخن دلیل کرد کہ بینہما
نسبتے خاصے ہست نہ خرند جز آنکہ چیزے بکار آید بسبب من الاسباب وجہ من الوجوہ قولہ[۹۰] ظلوما جہولا
پے گم کند یعنی بود چون حمل امانت کرد نماند عارف شد لابد ظلوم جہول نماند پے گم شد قولہ[۹۱] اذ
یغشی السدرۃ ما یغشی ہر درخت کہ تصور کنی استعارہ آن ربوبیت و ثمرہ آن عبودیت گو می درخت شد
اختیار سدرہ شرفہ و فضلہ است اذ یغشی السدرۃ ما یغشی ہم او نور ربوبیت گرفت عبودیت را
پوشید عبودیت دوئی نمود ربوبیت اوپوشید از طرفین یغشی السدرۃ ما یغشی درست می شنید قولہ[۹۲] کہ نورا و غلبہ میکرد

وعبودیت آمده است در بیان وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی۹۳ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا یَنْطِقُ
عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی بیان این کلمات با خود دارد دَنٰی فَتَدَلّٰی۹۴ فَکَانَ قَابَ
قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی چه دانی که چه گفته است العزیز۹۵ عاشق
که معشوق را در کنار گیرد چه گوئی بیخود نشود موسیٰ صَعِقًا این باشد و این حدیث نیز که
مصطفیٰ گفت شب معراج چون بحضرت عزت بمقام قربت رسیدم۹۶ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی

چه باشد یعنی محیط او شدن نتوانستیم دیدم ولیکن محیط به بیدار بودم انکه می گوید پروانه حائل هیچ دران پروانۂ
محمدی است و آن نیست احمدی احمد از احد آمد چون باندرو و هر آئینه اکتسابی با خود کند هیچ
موجب حجاب باشد تاروئیتے و نورے وغلبہ گفت آن پروانه بودے تمثل پیش آمد از آن رمے که از
غلبهٔ اولیٰ اوست توان دید چه بینم که اولیٰ او دوست پس همه خود را خود بیند و دیگر را نتوان دید
اما تمثل نظرے کرده اند حکایتے و سخنے گفت شنیده هم از جهان تمثال آمد قوله۹۳ والنجم اذا هوے
سوگند بجان آن پروانه آمد حایل شد وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی عبودیت با ربوبیت شد اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ
یُّوْحٰی حکایت از ربوبیت نه مقصود گفتیم هر چه هست باشد لیکن او نباشد با او باشد اما جائے مکشوف
باشد نه جائے محجوب قوله۹۴ دَنٰی فَتَدَلّٰی این عبارت آن یگانگی و نیستی و هستی و بندگی است توام و ثبات و بقا
خدا ببرا محمد نیز و نزدیک تر شد آنجا رسید که قیاس دو کمان در میان ماند یا از این نزدیکتر شد یک کمان گشت چه
نزدیکتر شد حکایت از زہے دگوشے شد این مجموعہ حکایتے از تقرب سالک است که بعضی الله ثم ثم
آن مرتبه که مقصود است فایز و ظافر گردد دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی این کلمے
است که همه سالک را پیش آمدن و درین صورت او قرار داوفی اند قوله۹۵ عاشق معشوق را کنار گیرد چه گوئی بیخود نشوهم
نشود هم بیخود شود او بس سنی طبیعت خویش آن را تحمل کردن نتواند بیخود شود از بس قوت لذت بیخود از
قلت محبت یا از اعتبار بران قوت تحمل آن فخر موسیٰ صعقا تحمل از لذت بود و تحمل که آن هیبت بود اما قاضی
بمقابله لذت آورده است قوله۹۶ چون بمقام قرب رسیدم لا محاله بے جنس حکایت کرد فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ
مَا اَوْحٰی حکایت انسان است که آن را بهما دو کس اند ظاهر دیده باشی چون یکے خواهد بگوش او و شناید

ن تمثل

ن شود نشود

صنع یدہ علی کتفی فوجدت بردا انامله دیتا آمده بدین صریحی بروالہ عشق الہی مرحبان قدسی را وکس نمی داند شیخ ما گفته که شب معراج با او گفت که همہ ایام واوقات ناظر و مستمع تو بودی امشب سامع و ناظر تم و قایل و منظور تو بس ذدنٰی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی این قرب خدا را باشد یا محمد من ترا نمی گویم که حق نمی گوید مگر که تا زمی نمی دانی فاوحٰی الی عبدہ ما اوحٰی بیان این معنی نکرده است دانی که ما اوحٰی الی عبدہ ما از چه نشان با خود دارد

نظم

در انجمنے نشسته دیدم دوشش ‏ ‏ ‏ ‏ نتوانستم گرفت در آغوشش

صد بوسه زدم بزلف عنبر بویش ‏ ‏ ‏ ‏ یعنی که حدیث می کنم در گوشش

عاشق چون خواهد که معشوق را بوسه دهد یا وی رازی و سری گوید اگر کسی جز از معشوق حاضر باشد لب گم کند یعنی که حدیث من کنم در گوشش شب معراج او را برای خود برد که اسرٰی بعبدہ لیلا بردو نداد او از بہر دیگران که او را بدان آوردیم تا عجائب آسمان و زمین بیند لقد رایٰ من ایات ربه الکبرٰی

سخنے گوید لیکن از پئے گوشے بر دوست را بہر دو لطف بہ لب نزدیک گوش آورد خفیہ کارے بکند بما از حضور میگوید صنع یدہ علی کتفی فوجدت بردا انامله معنی لفظی و حکایت صوری این است بحقیقت آن فہم کرد و عبارت اطلاع بر اسرار حقی او ست اگر در ظاہر این را تشکیک کنی که بی تشخیص تشبیہ چیزے حکایت کنند و اطلاع دہند خبر بدین نداشد قوله شیخ ما گفت چون شیخ او با او این حکایت گفت که مرشب ناظر و مستمع بود یعنی محمد را برداد را بمقام اوردی اشت خود را مامور داشت فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی از طرف خدا آمده محمد قوله در انجمنے نشسته دیدم دوشش قائل این دو بیت این همه بہانه بود مقصود حقیقی آن و یکے شدن جانے بجانے از حاضران شرم آمد سرے بدین بہانه که من حکایتے میگویم رخ برخ نزدیک کرد هر چه بنده با بندگی خویش است از آن طرف قسمت مانی نصیب می شود و بیان عبودیت ربوبیت الوہیت چه توان کرد من قدر حکایت توان قوله او را از برای خود بر داین رنگ آمیزی و شیوه بازی دایم است و با همه ہست او را برائے خود برد میگوید برائے آن برده ام که تا عجائب آسمان و زمین بیند قوله تعالیٰ من آیات ربه الکبرٰی آنچه بالہیت نسبت دارد کبری است وآنچه

نشان بزرگ آمدہ است وصغری ما دون اللہ است وکبری کبریاء اللہ است
الیعنی سلطان محمود ایاز را دوست وارد او را بر تخت مملکت بنشاند و دیگرانرا
بے گم کنند کہ شما اہلیت آن ندارید کہ مملکت را لایق باشید خود دانی کہ این کلمات
چیست آخر این شنیدہ کہ عشق سلطانست آنجا کہ فرود آید کہ خواہد عشق لایزالی
با جان قدسی عقد آیتے بستہ بود کہ جز عشق دیگر کسے را از ان خبر نبود الیعنی در
عشق مقامے باشد کہ عاشق ومعشوق را از ان خبر نباشد و از ان مقام جز عشق خبر ندا
حبک الشئی یعمی ویصم آن باشد چہ گوئی عشق از عاشق است ویا از معشوق نے
از عاشق است و نہ از معشوق پس عشق الٰہی از کہ باشد ضرورت او از جان قدسی
باشد عشق جان قدسی از کہ باشد از نور الٰہی باشد چہ دانی کہ چہ میگویم الیعنی گفتم چون
مارا بخود قربت دہد در نور او خود را بینیم عبارت این باشد کہ رای قلبی ربی علی ام

بما نسبت دارد آیت صغری است وہر جا کہ صغری است بے کبری نیست وہر جا کہ کبری است
بے صغری نہ قولہ سلطان محمود ایاز را دوست دارد یعنی عشق برین آرد کہ عاشق ہم بذل خود کند وہمہ جمال
وکمال معشوق بیارد وہمہ را از بہرے او گذارد وہیچ کس ابرابر و مقابلہ نکند بیت

سلطان عشق خیمہ بصحرا اگر زند — ملک وجود راہمہ زیر وزبر زند

عاشق ومعشوق را از آن خبر نباشد بے شبہہ معشوق را خبر از حال دل عاشق چہ اما این نگوید کہ عاشق را خبر نباشد
کہ عاشق گاہ باشد خود را بقوت وغلبہ نماید وہمان وقت مستی اوست گاہ باشد کہ سست وضعیف نماید ہمان ساعت
قوت بعد خاتمت معلوم شد عاشق از عشق آنچنان بیگانہ است چنانکہ معشوق از عاشق وعشق از ہر دو بیگانہ
است ہیچ وقتے عشق از ان کسے نشدہ است ونخواہد شد یعنی من بیشا وید ل صفت اوست اگر او را کسے
مقاومت تواند کردن بیشاو درست نباشد قولہ حبک الشئی یعمی ویصم حمل معنی کردہ است کور وکر کند یعنی جز
حسن معشوق چیزے دیگر نبیند ونخواہد کہ سخن جز حکایت معشوق بود اگر کسے جز این حکایت کند گوش
آنرا نخواہد کہ بشنود قولہ عشق الٰہی از کہ باشد از جان قدسی وعشق جان قدسی از کہ آمد از نور الٰہی بواسطہ ان

ابن ابی طالب این چنین بیان می کند که ما نظرت فی شیٔ الا و رایت اللّٰہ فیہ الم تر الی ربک کیف مد الظل این باشد و چون او خود را در آئینہ ما بیند عبارت این باشد الم یعلم بان اللّٰہ یری الیعز یز اگر چہ این کلمہ نجورجان تو نیست پنداری کہ دنیا را نمی گو یم این کلمات در بہشت نیز نگنجد جز در بہشت دل تو نگنجد کہ فراخی تمام دارد و سعنی قلب عبدی المومن اگر خواہی چنین دلے را بدست آری کہ مرج البحرین یلتقیان او را قبول کردہ باشد چند ہزار ہستند کہ این نعمت دارند لیکن مقصود ما بعضے علما اند کہ والراسخون فی العلم کمال درجہ ایشا نست اید وست مدتہا بود کہ نہ تن از علماء راسخ معلوم بود لیکن امشب کہ شب آدینہ بود کہ ایام کتابت بود یکے را معلوم من کردند و آن خواجہ امام محمد غزالی بود رحمۃ اللّٰہ علیہ

شئ است کہ آئینہ باشد خواہد خواست واسطہ اعتبار کن خواہند مکن تو دانی قولہ ما نظرت فی شیٔ الا و رایت اللّٰہ فیہ این سخن را در کتب بمحمد واسع نسبت کردہ اند اما قاضی نسبت بمرتضیٰ می کند سخن محمد واسع چنین گویند ما رایت شیئا الا و روایت اللہ فیہ نکرہ در موضع نفی مقتضی عموم شد علے ہذا ہیچ شئی نباشد کہ در و نظارۂ جمال خدا نبو د بحصہ نسبت جمال بقدرہ و خطرہ الم تر الی ربک کیف مد الظل چون ذرہ او باشد در ظل و مد ظل ہمین تقاضا می کند قولہ و چون او خود را در آئینہ دل ما بیند از نیکہ او خود را در آئینہ دل ما بیند این اشارت لازم آید الم یعلم بان اللّٰہ یری برائے انسان این قدر بمی داند کہ خدا در دل او می بیند این معنی عنایت قاضی مارست حاصل این بیان این است کہ کلمات الہیہ از دنیا و آخرت بیرون است اما دل را قیمے است و سعنی قلب عبدی المومن ہمین معنی است. قولہ مرج البحرین یلتقیان عبارت از علما می کند کہ دین و دنیا با ایشان علم این جہان و آنجہان دارند اما مراد قاضی علماء بالسداند کہ والراسخون فی العلم عنایت از ایشان کند قولہ نہ تن از علما اکہ راسخ سخن قاضی دیوانہ است من عند نفسہ می گوید ابیاتے کہ از امام محمد غزالی قاضی آورد ہر یکے شرح دہم ہمہ گفتہ بازمکرر می شود اما چون تو تمام معلوم کردہ باشی ہم خود بدانی و از روے شاعری در بسیار ابیات گفتارے

احمد را امید الستم محمد را امید انستم محمد نیز ازان ما است اگر خواہی آنچہ گفتم تمام تر بدانی از خواجہ احمد غزالی بشنو کہ چہ می گوید در شان مرات المومن۔

ای خدا آئینۂ روے جمالت این بشنو غزل جان ما برگ گل است عشق او چون بلبل است

در جمال روی تو خود را ببینم سبب زخود | پس زروی ہمی مراد ہر یکے خود حاصل است
در ازل موجود بودم سایہ من نور بود | در ابد ہم من شوم یکتا کہ ما را منزل است
عاشقان را مارق حروف ن و ط | ہمنشینان خدا را این مقام اول است
گر ہمی خواہی کہ دانی کین چہ جا بیست و کجا | در درون این جہان آنجا کہ شہر بابل است
از مراد خود برون آئے و مراد دوست گیر | کین چنین کس پیش محبوبان نجیب عاقل است
در نہاد تو ہمی محبوب ماند زین ہمہ | خاک پا و ابر ہمت کین کار تو بس مشکل است

اید دست اگر کسے را این مقام شود آخر محبوبان را گفتن این مقام نیز رسد شیخ ما مودود بسیار گفتے این بیت را بیت

گر ز ما بر ما جمال آن روئے رسد | ما را ز سر کوے تو یک موئے رسد

اید دست بیشتر آفتاب آفتاب داند تمامیعرفت الفضل لا اہل الفضل رخت سلطان ہم اسپان سلطان کشند لا یحمل عطایا الملوک الا مطایا الملوک اگر چنانچہ تا زی ندانی چنین می گویم بیت

روشن تر از آفتاب باید رائی | تا بشناسد مزاج ہر سودائی

بیت گفتار بزرگان است محض گفتار ایشان بر گفتے تمامے وارد شاعری دیگر است حقایق معلوم کردہ ہم خود بدانی از روئے شاعری بیان دیگر اگر سر دو را تحج طلبی در بوستان گفتار سنائی نظارہ شو قولہ ن وطا و تنا قاف از تربت نون زنو دوطا وطاہر است قولہ قدر آفتاب ایجمال این است کہ خدا را خدا شناشد و جمال اتقال تجلیاست او جز آنکہ مید بفیض اوست نتوان کشید لا یحمل عطایا الملوک الا مطایا الملوک

اگرچہ بگوئی در آفتاب ۱۱۰ چیزے دیگر نیست بجز از آفتاب آفتابی گند نکند جائے آفتاب خود آفتاب گیرد آنکس کہ ذوق این کلمات چشیدہ باشد حزن و غموش او در از خود بستہ باشد مگر کہ از جملہ واصلان از یکے تشنیدہ کہ گفت من عرف اللہ طالت مصیبتہ ہر کہ خدا ۱۱۱ را شناخت مصیبت او دراز شد دریغا او بہ آن شیخ گفتے ۱۱۲ لا یعرف الحق الا الحق گفت خدا را کس نشناخت مگر خدا او را خود او داند او را خود شناسد ۱۱۳ پروانہ چون بہ آتش شود از آتش چہ بہرہ گیرد و چہ حظ و نصیب یابد و چون از آتش دور باشد حظ چگونہ گیرد و با غیر چگونہ سازد و تفصیل این جا نمی رسد۔

قولہ ۱۱۰ در آفتاب چیزے دیگر در آفتاب آفتابے دیگر مقابلہ باشد و اگر فرض کنیم چیزے را مقابل عین آفتاب است و با غیر او اگر عین اوست او خود را خود مقابل شدہ است و این مقابلہ ہیچ معنی ندارد و اگر غیر اوست خود آفتاب بمقابلہ آفتاب نیست و این کہ تو یکے بر گیری آفتاب نام نہی این حکایت دیگر است چون چنین باشد او را جزاو نہ بیند و جز او در اک نکند طالب سالک را جز اندوہ و غم نباشد از آنچہ دل طالب حصول مطلوب لا بمکان است قولہ ۱۱۱ ہر کہ خدا ے را شناخت از ین شناخت این شد کہ دل مبتلا و طالب پر گشت و عاشق پریشد و مطلوب را در پردۂ غیرے دید کہ بر افتاد آن پردۂ صورت نمی نماید این چیزے از غم و اندوہ چہ کم آید قولہ ۱۱۲ لا یعرف الحق الا الحق اگر این کلی باشد تسلی شود کہ اصل این است و این چنین نیست بلکہ رویتے ہست و لیکن ادراک نیست اگر ا می شناسند و امید وار کردہ در پس آن می دوانند این چنین بلائے ہست سوختیم سوختیم گرفتارے ام جا کلمہ نیست قولہ ۱۱۳ پروانہ چون آتش شود اینجا این خطر امت از دور تماشائے کرد و آن روشنائی او را ابتلا کردہ درین طلب و ذوق او را لذتے شود ہر چہ قریب ذوق بیشتر راحت و خوشی لے اندازہ چون کار با تصال و احتراق رسید ہر بار کہ نزدیک می شود منگی احساس می کند و گرفتاری زیادہ تر تا نیست دنا بود گردد و در حالت سوختن گوید کہ عین شمع شد زیرا چہ آن ہمہ می سوزد تا چون تمام شد او نماند

اگر در راه[۱۱۴] عقل چیزی داری خود دانی که چه می گویم بیت

از وصف تو اید دست خرد گمره شد　　مانندهٔ تو تویی سخن کوته شد

آن سوال دیگر کرده بودی که کار طالب دارد یا مطلوب بر صدر کتاب شمهٔ شنیدی اما اینجا شمهٔ دیگر بشنو بگویم گوش دار اول سرمایه[۱۱۵] که طالب سالک را باید عشق باشد که شیخ ما گفت لا شیخ ابلغ من العشق هیچ پیر کامل تر سالک را از عشق نیست وقتی شیخ را پرسیدم ما الدلیل علی الله فقال والدلیل هو الله این کلمه بیان بلیغ با خود دارد یعنی آفتاب چراغ نتوان شناخت معرفت ربی بربی این باشد اما من میگویم که دلیل معرفت خدا تعالی ابتدا را عشق باشد هر کرا پیر عشق نباشد او رونده راه نباشد عاشق بمعشوق بعشق تواند رسیدن و معشوق را بر قدر عشق بیند هر چند که عشق بکمال تر دارد معشوق را کمال تر بیند دریغا بیم آنست که عشق[۱۱۶] پوشیده در آید.　　ن بجمال

همان شمع ماند پس آن ادوارے و اطوارے نادے و نمایے که گفتم و گرفتاری پروانه موجب ابتلا همین است و بعد هستی خود چه قوله[۱۱۴] اگر در راه عقل چیزی داری عقل معاش عالم است عقل عالم و عقل عشق است و عقل عالم و عقل معاش ندارد اما فرماینده و مدبر کار کن همین عقل عشق است قوله[۱۱۵] اول سرمایه که طالب را باید اول کار با جماع مشائخ کار طلب و عشق است پس هر که بجائے رسید تا آنجا که رسید بر قدر همت عشق رسید آنکه آن بزرگ گفت لا شیخ ابلغ من العشق همین آید یعنی کار تصور توجه بر یکطرف بیاب شرط و کارش جز این نیست که همه چیز را بیکار کند و بیاد دل را بر یک چیز استقامت دهد اهم مهام و مطالب مقاصد همین است و بعضے گفته اند اگر بمقصود رسید هم بدین رسید عشق آمد هر جا که دولتے است خود تو رسد عاشق و محبوب هر گز نه اما اعتبارے کرده اند تو این سخن از محققان پرس حکایت لیلی و مجنون بارها گفتم آنکه پرسیدند آنکه لیلی بمراد تو نباشد توجه کنی گفت من بر مراد او باشم الخ شنیده باشی آنکه پرسیده است که کار طالب دارد یا مطلوب کار طالب را رد که درد و سوز و رنج و محنت و غم کشیده و کار مطلوب را رد که ناز و کرشمه و سرافرازی دارد هم برین قیاس کن و در حال یکے باز گردد چون این همه شیوه بازیها از میان برخیزد قوله[۱۱۶] که عشق پوشیده در آید پوشیده بیرون رود عشق اصل با من و تو یگانه است آشنا جنسیت با کسے ندارد اما و هب به رمزے کند چون چنین باشد هم پوشیده در آید و نهانی بیرون رود و آمد　　ن معاش و عالم

و پوشیدہ بیرون رود کسے خبردار عشق حقیقی نمی گویم آن عشق می گویم که ازان ذره در دنیا آمد و بیم آنست که هم چنین پوشیده بجاے خود رود و عشق الٰہی را بر دو طرف قسمت کرد قسمے جوانمردے برگرفت و قسمے جوانمردے دیگر اینجا حسین منصور چنین بیان می کند ما صحت الفتوت لاحد الا لاحمد و ابلیس احمد ذرہ عشق موحدان بخشش کرد که مومن

ترا بود ازان خود کرد تو ندانستی جاے باشد که آنرا عشق مجاز نامند و دران صورت پرتوے از عشق حقیقت لایح شده باشد این را ہواپرستی و مجاز نامند اما آن حقیقت چنان آمد و چنان رفت که کسے ادراک نکرد و آن مردے که نظربازی و بچه بازی میکند ہم بدین کارسازی است ہمین و ہم ایشان را در بلا انداخته گفتم جاے چنین باشد او حکیم است و الله حکیم علیم بسیار طالبان را برده و باشد اما ہمه عمرے در احتراق و اضطراب باشند و مقصود ندانند که آن اضطراب آن احتراق براے چیست و آن حرقۂ الٰہی و صدمۂ خدائی است او را ازان شعورے نیست بسیار اطبا رو دو و حکایت ازان کند ہیچ یکے واروے آن ندانند بلکه تشخیص مرض ہم ندانند کردن و بر زاہدان و بر عابدان ہم رود ایشان فاتحه خوانند اما خدائی است چندان اثر نکند الا المحققون المرشدون الذین بعثوا اطباء النفوس لطلاب و الناقصین فی الدین و تحمل ایشان ندانند و ہر و بدرد جائے رسیده که قابل دوا نماند او را ہمچنان گذارند تا سوخته و دردمند میرد قوله ہم عشق الٰہی بیان قاضی بر دو قسم آورد ہیچ نسبتے بیائے بنیاد نهاده است قوله ما صحت الفتوة الا لاحمد و ابلیس فتوت عبارت ازان است که خود را ازمیان بدر کنی و دوست را بجاے خود جای اینجا قاضی فتوت را از جوانمردی عنایت می کند کز از تو کسے را چیزے رسد مومنان را از محمد عشق توحید شد موحد آمدند و کافران را از ابلیس بت پرستی و این که تو کافران را و بت پرستی را عشق نامی این چیزے خیر است زیرا چه عشق ہمه را نیست کند و یکے بجا دارد و این سخن اتقیا و جمله عاقلان است و ہمه عاشقان برین اند و گفته بت پرستی و شرک با عشق چون جمع شود اما احمد علیه السلام اقبال ابلیس ادبار او گفت و بجدا آرید او گفت پشت بجدا و سہید او گفت

ن بوده باشد

ن ہمه اما عمرے

ن دیگر

آمد ابلیس ذرہ بر مغان بخشش کرد کہ کافر و بت پرست آمدند آن از آن بزرگ نشنیدہ کہ گفت الجادۃ کثیرۃ ولکن الطریق واحد گفت جادۂ منازل ربوبیت بسیار است اما راہ یکے آمد ای دوست اگر آنچہ نصاری و عیسیٰ دیدند تو نیز ببینی ترسا شوی و اگر آنچہ جہودان در موسیٰ دیدند تو نیز ببینی جہود شوی بلکہ آنچہ بت پرستان می دیدند در بت تو نیز ببینی بت پرست شوی و ہفتاد و دو مذہب جملہ منازل راہ خدا اند مگر کہ این کلمہ نشنیدہ شیخ ابو سعید ابو الخیر رح روزے پیش گبرے آمد از مغان گفت در دین شما امروز ہیچ چیزے ہست کہ در دین ما امروز آن ہیچ چیزے نیست ایعزیز مقصود آنست کہ عشق الٰہی منقسم شد بد و قسم ہر قسمے جوانمردے برگرفت اما ہیچ دانی عشق عبودیت تمام کہ برگرفتہ است دریغا ہر دو قسم عشق تمامی خود او برگرفتہ است واللہ علی کل شیء قدیر این باشد اے دوست عشق پیدا و عیان در عالم ملک آمد اما در عالم دنیا کہ دید آنگاہ سالک را پیر شود او را راہ نماید اگر عشق

این سو کہ شما پشت دادہ اید خدا را توان دید و این بگفت آن سوے رو آوردی خدا را توان دید اما یکے غلط و یکے بر صواب قولہ اما راہ یکے آمد یعنی راہے مستقیم است و در دیگرے غلطے فرا در افتادنی نیست آن رہ یکے است قولہ تو نیز ببینی جہود شوی واللہ آنچہ در موسیٰ بود اگر جہودان می دیدند ہرگز جہود نمی شدند اما این بگو مغان آنچہ در بت می بینند اگر تو می بینی تو ہم مغ شوی در ردے موسیٰ جمال احدیت بر صورت شریعت تجلے کردہ است ہر کہ او را بہ بیند جہود نشود مسعود و محمود شود اما در بت صولت و صمدیت جمال روے نمودہ است ہر کہ بیند از دست شود و از پاے در آید از سر فرو افتد ہر آئینہ چون گمراہ شد مغ و ترسا شود آہ کجا مغ و کجا او قولہ و گفت در دین شما امروز ہیچ چیزے ہست بو سعید بدین معنی گفت تجلے دارم کہ بر مراد من نیست آنچہ بر شما ہست ہم مراد شما ہست این سخن در ماندگی اوست البتہ می خواہد قرارے باشد و این جا قرار است نہ جاے قرار و جز اضطراب چیزے دیگر نباشد قولہ واللہ علی کل شیء قدیر یعنی این ہا نعم واقع نیست ولیکن ممکن ہست زیرا چہ خداے بر ہمہ قادر است باشد کسے کہ ہمہ صفت قہر با وے زند و ہمہ جمال لطف نماید

ن ما ن عذ ندے

شیخ احمدؒ ہمہ شدے جماہ مرید آمد ندے نظم

عشق ۱۲۳ پوشیدہ است ہرگز کس ندیدش عیان لافہاے بیہدہ تا کے زنند این عاشقان

ہرکسے در قدر خود لافے و وصفے می کند عشق او پاکست و صافی از چنین واز چنان

ای دوست عاشقان را دین و مذہب عشق باشد کہ دین ایشان جمال معشوق باشد

اے آنکہ ۱۲۴ تو مجازی او را شاہد خوانی ہر کہ عاشق خدا باشد جمال لقاء اللہ مذہب و باشد

و او شاہد باشد در حقیقت کافر باشد با دیگر اگر این جنبها نشنیدہ و بسمع تو غمزہ نزدہ است

رباعی

آنکس کہ نہ عشق را شریعت دارد کافر باشد کہ دین طبیعت دارد

ہر کس کہ شریعت و حقیقت دارد شاہد بازی و دین طریقت دارد

ای دوست جواب دیگر نشنیدہ بشنو طلب راہ کردن واجب است اما راہ خدا اے

در زمین نیست و در آسمان نیست بلکہ در بہشت و عرش نیست طریق اللہ در باطن است

وَفِی اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ این باشد طالبان ۱۲۵ خدا او را در خود جویند زیرا کہ او در دل

باشد و دل در باطن ایشان ۱۲۶ باشد ترا این عجب آمد ہر چہ در آسمان و زمین است ہمہ

خدا در دل تو آفریدہ است و ہر چہ در لوح و قلم و بہشت آفریدہ است مانند آن

قولہ ۱۲۳ عشق پوشیدہ است آرے آنکہ ہمہ اوجہات اعتبارات فرد حقیقی باشد از ہمہ پنہان بود قولہ ۱۲۴ آنکہ

مجازی تو او را شاہد خوانی ہر کرا عشق خدا باشد جمال لقاء اللہ مذہب و باشد یعنی آن عشق با عشق حقیقی

اتحاد دارد و اگر مرد عاشق حقیقی است او را مجاز و حقیقت یکے است قولہ ۱۲۵ طالبان خدا او را در خود

جویند خدا با ہمہ است و با ہر ذرات است ذرات اینجہانی فدات آنجہانی اما حقیقت او از باطن

خود آن است کہ تمام و کمال و بوصف ظہور و جلال و با ندک استتارے پوشیدہ در مظہر انسان است

ن جلد

ہمانجا طلب در باطن طلبند ہمانجا یابند آن فقد است کہ توان یافت وَفِی اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا

تُبْصِرُوْنَ یعنی راہ شما در شما است قولہ ۱۲۶ در باطن ایشان باشد یعنی بدل یابند و بدل بینند و بدل

درنہاد باطن تو آفریده است و ہر چہ در عالم الٰہی است عکس[127] آن در باطن تو پدید کرده است تو این ندانی باش تا ترا بنیایے عالم تمثل کند آنگہ بدانی کہ کار چون است و چیست بناے عالم آخرت و عالم ملکوت جملہ بر تمثل است مطلع شدن خدا اندرکار است ہر یک این[128] را بنجا یگاه ہا شنیدی کہ چہ باشد من اراد ان ینظر الی میت یمشی علی وجه الارض فلینظر الی ابن ابی قحافہ بیان این مرگ شده است ہر کہ این مرگ ندارد زندگانی نیابد آخر دانی کہ مرگ نہ حقیقی باشد بلکہ فنا باشد دانی کہ چہ می گویم میگویم چون تو باشی و با خود باشی تو تو نباشی چون تو تو نباشی ہمہ خود تو باشی ایعزیز چہ خواہی شنیدن نزد ما مرگ این باشد کہ ہر چہ جز معشوق باشد ازان ہمہ مرده شود تا ہم[129] از معشوق زندگی یابد بمعشوق زنده شود مرگ را دانستی کہ در خود چون باشد گور را نیز در خود طلب میکن کہ مصطفیٰ ہمہ روز این دعا کردے اللھم انی اعوذبک

ن مرگ را

شناسید او ہمہ ذرات و جودات است اما شناخت او در دل است قولہ عکس[127] او در جان تو پدید کرده است جان وجودات عکس اوست و دل و جان تو عکس پذیر عالم الٰہیت و وجودات ہم در جان تو پدید است چون حکایت بہ تمثل افتد ہمہ تو باشی ہمہ در خود بینی ہمہ جہان را ہم بہ تمثل او نہاده است اما سخن ہمین است تو بجوان بہ بین بسیار بار این سخن گفتم قاضی مکرر می کند ما را نیز لابد مکرر گفتہ می شود قولہ مرگ را بنجا یگاه[128] ہا ای بلا یکایک از کجا پیدا شد ہمہ مرده افتد و مستند ہمہ وجودات تمثل اوست این کلی را در جزوی ابوبکر رضی بیان کرد ہر کہ خواہد کہ کسے را بیند نہ خود وی را و نیست ابوبکر را بیند کہ او نیست دیگران زندگاند و آن دیگر است تا دیگر ظاہر کرده اند قولہ تا ہم[129] از معشوق زندگی یابد ہمان سخن کہ گفت بعبارتے دیگر می گوید ہو شغو دارد در غلط نیفتی عاشق را زندگانی با معشوق است یعنے زندگی اوست این را کہ عاشق نام نہاده ای این ہمہ معشوق است کہ خود را عاشق خوانده است زندگانی ازان است کہ بے آن او را زنده نیابی۔

من عذاب القبر بشریت[۱۳۰] آدمی خود ہمہ گور است از ان بزرگ نشنیدہ کہ او را گفتند هل فی القبر عذاب فقال القبر[۱۳۱] کله عذاب گفتند آدمی را در گور عذاب باشد گفت گور ہمہ عذاب است یعنی وجود بشریت آدمی ہم خود عذاب است گور طالبان[۱۳۲] قالب باشد بعد ما کہ گور قالب خواہد بودن اول چیزے کہ سالک را از عالم آخرت معلوم شود احوال گور باشد اول تمثل کہ بیند گور باشد مثلاً چون مار و کژدم و سنگ و آتش کہ وعدہ کردہ اند اہل عذاب را در گور تمثل بوے نمایند این نیز[۱۳۳] ہمہ در باطن مرد باشد کہ از و باشد لاجرم پیوستہ با او باشد العزیز چہ می شنوی

نا کنند

قولہ[۱۳۰] بشریت ہمہ خود گور است موجب ضیق قبر و طالب او و آن عذابے کہ در گور است گفتہ اند و بہ تحقیق ہم چنان است آن ہم از مواجب بشریت است اگر تنگ آمدن و آن بر صفتے ناساز بودن در مضیق بشریت گرفتار ماندن گور تمام نہی می شاید و اگر موجب عذاب گور اشد صافت ذمیمۂ آدمی باشد بونانیان خود ہمین عذاب گفتند وہمی گور گفتند بسیار سخن قاضی بوہم ایشان می افتند اما معنی آن است کہ من گفتم قولہ[۱۳۱] القبر کلہ عذاب چون بشریت باشد ہمہ عذاب باشد تحفۂ دیگر ہر لطیفۂ کہ نظارہ شد و در نصیبہ کہ در دام افتد ہم ازین بشریت شد قولہ[۱۳۲] گور طالبان قالب باشد یعنی از جہان حس و از عالم وہم خیال درست باشد دگر فتاری طالب ہم بدان بود طلبد ہم برین تمام قالب گور ادہمان محبس او ہمان قدو بالاے او ہمان قولہ[۱۳۳] آن نیز ہم در باطن مرد باشد صفت بشریت تو تمثل کند بانواع مختلف کہ او دارد و در نسبت بصورتے کہ مناسب اوست ظاہر می گردد چنانکہ سالک در واقعہ ابتداے حال بیند کہ مارے قصد او کردہ است یا بز غالہ بیند و یا کژدمے بیند و یا ستورے بیند و یا دیگے بیند یا موشے و یا سگے بیند سگ را تعبیر کنند از شح مور را تعبیر بجمع و دیگ و بز غالہ را با فراط شہوت ستور را بحرص و مغرورے معتقد را بحرص جیہ را این تمثلات سالک را در پیش آید بہ تعبیر کن و دو دام آن فہم ابہم کہ با این ادعا

ن گفتہ اند

سوال منکر و نکیر[۱۳۴] ہم در خود باشد ہمہ محجوبان[۱۳۵] روزگار را این اشکال آمدہ است که دو فرشتہ در یک لحظہ بہزار شخص چون تواند رسیدن بدین اعتقاد باید داشتن اما ابو علی سینا این معنی را عالی تر بیان کردہ است در دو کلمہ آنجا کہ گفت المنکر ھو العمل السیئ والنکیر ھو العمل الصالح گفت منکر گناہ باشد و نکیر طاعت دریغا از دست این کلمہ کہ چہ خوب گفتہ است یعنی کہ نفس آئینہ خصال ذمیمہ باشد و عقل و دل آئینہ خصال حمیدہ مرد در نگرد چون در نگرد صفات خود بیند کہ تمثل گری کنند و وجود او عذاب او آمدہ باشد پندارد کہ آن غیرے باشد آن خود او باشد و از و باشد اگر خواہی از مصطفی[۱۳۶] بشنو آنجا کہ شرح عذاب گور گرد فقال

از این جہان رفت اگر گوہمین تمثلات پیش آیند او را بدبند و بخورند و بگیرند قولہ[۱۳۴] سوال منکر و نکیر ہم در خود باشد چون گوا و صفات ذمیمہ عذاب گورند مرآدمی ثابت باشد پس منکر و نکیر نیز ہم ازان نوع باشند صفات ذمیمہ او متمثل شوند بصورت دو شخص منکر الوجہ قبیح الھیئت کریہ التشکل او را بسوالے و بہ عذابے پیش آیند ہم ازان او باشد کہ با او پیش آمدہ است قولہ[۱۳۵] محجوبان روزگار را این اشکال آمدہ است یکساعت چند ہزار مردم میرند دو فرشتہ دران یکساعت بچندین ہزار چونہ رسند قاضی این اشکال را جواب کہ منکر و نکیر دو صفت حمیدہ و ذمیمہ او است کہ تمثل بہ صورت کردہ است ہر یکے را ازان وے با وے است اشکالے درمیان نیست اما تحقیق سخن این است ہر طاعتے کہ او کردہ فرشتہ بصورت طاعت او می شود ہر سیئہ کہ او کردہ است فرشتہ بر صورت سیئہ او می شود درین بیان جمع بین القولین می کند درین ہر دو قول درست آید ما صورت منکر و نکیر گفتہ ایم بو علی خلاف این میگوید قاضی عین القضات موافق او ہم در نفس آن معنی است کہ آن فرشتگان صفات بشری اند نہ اینکہ

انما هی اعمالکم ترد علیکم[۱۳۵] ایدوست همه اعمال تو نیز در خود باید جستن و ان[۱۳۶] هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ابن عباس گفت

منکر یعنی معصیت نکیر یعنی طاعت این خلاف احادیث و عقیده و اتفاق و اجماع است لا اخبر فیه و لا دلیل علیه مگر آنکه گوید عمل صالح یکی مرد و دیگری حق آن نیز صورت نکیر دارد محتمل است درست باشد قوله انما هی اعمالکم ترد الیکم یعنی بر حسب اعمال شما را با شما معامله کنند و اگر نیک کرده اید نیک کنند و اگر بد کرده اید بد کنند اما قاضی بدین معنی میدارد که همین صفات شما باشد که در گور متمثل شود بمثال عذاب و راحت سخنی می گویم توانم بدین حق سوگند خورم مرده را در گور فرود می آرند او میداند مرا در گور فرود می آرند چون سنگی بر سینه اش نهادند و اقارب و عشایر یکبار باز گشتند او میداند که اقارب و دوستان من مرا در گور داشته خود باز گشتند ان حالتی است این قدر وقت بر همه شوار باشد نبی و ولی در تنگی و تاریکی افتاد و از همه حجاب جدا مانده روح بر ان است و دوستی او تعلق او از دوری کند اما بعض خود بدو رسانیدن نمی توانند هم درین میان می بیند درین تنگی و تاریکی صورتی در غایت وقاحت گنده ترین گندگیها و مهیب ترین هیبتها دندانها کشیده و بدبخت ترین دندانها بیرون مهیب تر بر سر افراشته این مرد میگوید درین تاریکی و تنگی بیجان بودم تو دیگر بدین هیئت و مهیب و کریه ترین گندگی از گرفتگی از کجا آمدی بر من و آن تمام کردار سینه پیش او عرض کند و گوید که مرا امثال اعمال قبیحه تو ساخته اند بر تو فرستاده اند و مصاحب تو کرده اند او بگوید بان اکنون برو یکبار از پیش من این گوید من کجا روم تا تو درین گوری من یا تو ام اگر نیک بخت باشد دران تنگی و تاریکی صورتی پیدا آید در غایت حسن و جمال در نهایت خوش بوی چنانکه عود و گلاب عنبر باشد و با آمدنش گور صفه صفا صفه گرد او خنده کنان بر سر میرسد و دستی پیش آید آن مسکین گوید که درین تاریکی و تنهائی تو کیستی از کجا آمده او گوید من آن طاعت عمل نیکی که دی من مثال آن اعمال تو ام او گوید یکساعت دیگر با من باش گوید یکساعت چه باشد تا تو درین گوری من با تو ام حاصل این همه صفات مردم است که پیش می آید او همه را بنا اشاره کرده است قوله[۱۳۷] وان هذا صراطی

صراط[۱۳۸] دوزخ جادهٔ شرع است در دنیا هرکه بر صراط شرع مستقیم آمد بر صراط حقیقت
خود مستقیم آمد هرکه راه خطا کرد حقیقت گم کرد و خود را در خطا افگند صراط باطن
مرد باشد اید وست دانی که میزان[۱۳۹] چه باشد میزان عقل باشد حاسبوا[۱۴۰] انفسکم
قبل ان تحاسبوا العزیز برخوان لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنَاتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ
الْکِتَابَ وَالْمِیْزَانَ این میزان عقل باشد که وزن جمله بدان حاصل آید آن قسطاس
مستقیم در باطن باشد مصطفیٰ او وزن گفت مثل الصلوة[۱۴۱] المکتوبة کالمیزان
من اوفی استوفی در حدیث اشارت است بدانکه این میزان دو کفه دارد یکی کفهٔ ازل
دیگر کفهٔ ابد هرچه[۱۴۲] در ازل داده باشد در ابد همان بازستانند این کلمه در خور فهم

مستقیم گفته اند صراط از تیغ تیزتر و از موی باریکتر و از شب تاریکتر در معنی عبارت از اتباع
رسول الله است بکلی (جزوی) هرکه بر اتباع او مستقیم باشد بر صراط جحیم مستقیم بگذرد محاسبه همو ست امتحان
همو ست آنرا مردمان ادب خوانند آن همین است هرکه بر اتباع او مستقیم باشد راست بگذرد اگر
کژ باشد درست نتواند گذشت قوله[۱۳۸] صراط دوزخ شرع است یعنی نقش بر اتباع مصطفیٰ نا داشتن
دوزخ نقد اوست در دنیا قوله[۱۳۹] میزان چه باشد چنانکه میزان عروض شناخته هم چنان میزانے
هست که اعمال را بدان سنجیده کمی و کثرتے و راستی بدان معلوم شود این مفهوم معقول را صورتے
و تمثلے کرده اند چوب زر در میان ریسمان از ابریشم کسے زرد بند کسے سرخ و کسے سبز و پلها آویخته
و دران پله سکان ریسمانے بسته و کفه هم از ذات زر و ریسمانها همه زر عمل را صورتے می کنند برائے
وزن راه قبول را نیز صورتے کرده اند اگر برابر آید مقبول و اگر نه مردود و آن معقول بدین محسوس
پیدا می شود قوله[۱۴۰] حاسبوا قبل ان تحاسبوا امروز خود را بر وزن لئے دارید که میزان قبول برابر گردید امروز خود را
محاسبه کنید یعنی بران وضع بدارید که هر جزوے را با شما حسابے میکنند قوله[۱۴۱] مثل الصلوة الخ هم بر بیان
ما درست است - قوله[۱۴۲] هرچه در ازل داده باشد همان در آید باز ستانند این سخن درست است اما در حدیث

ن ای فهم یفهم

ہر کسے نباشد العزیز بہشت و دوزخ نیز با تست در باطن خود باید جستن و ہر کسے را در قدر مرتبۂ او باشد چنانکہ[۱۴۴] در دنیا جملہ خلائق از اول تا آخر خورند و خواہند خوردن در بہشت ابلہے بہشتی بیک ساعت بخورد چنانکہ ذرۂ ملالت نباشد و در اندرون او پدید نیاید پس چہ باشد یک طعام در بہشت بیک طعم و ذوق ہفتاد طعام باشد و ہفتاد گونہ حلاوت یابد از یک طعام این در بہشت عموم باشد و بیان درجہ و ماکولات و شجرہا و حوران و انواع کرامتہا و عجائب خود در کتب بسیار است اما عیان خدا تعالی را نہایت دیگر باشد بجز این بہشت کہ مصطفی از این بہشت چنین خبر می دہد کہ شب معراج خدا تعالی با من گفت اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا[۱۴۵] خطر علی قلب بشر

بدین سخن اشارتے نیست ہر چہ در ازل است ہمان در آخر کار یعنی در آید ہمان پیش آید و کذالک ابد است کہ پیش آمدہ است ہمان است کہ در ازل با وے نہادہ بودند قولہ[۱۴۳] در باطن خود باید جستن و اگر حسد و کینہ و بغض گرفتاری در دوزخ و اگر علمی و تاری و کرمی و لطفی در بہشتی و کذا کذا اعمال سیئہ و صالح کما جزای دوزخ و بہشت می گویند فقیہان مردان دین و سلام این اعمال را نشان بہشت و دوزخ گویند و صوفیان گویند خدا را دو دوزخ است و دو بہشت ہر کہ در این دنیا با وصاف ذمیمہ موصوف است گرفتار در دوزخ دنیا است و ہموست کہ فردا در دوزخ افتد و انکہ موصوف با وصاف حمیدہ است در بہشت دنیا است ہموست کہ در بہشت آخر باشد گفتند دنیا نمونۂ آخرت است قولہ[۱۴۴] چنانکہ در دنیا جملہ خلائق گفتند دنیا نمونہ آخرت است امروز کسے ہست کہ بہ اوتن خود و گنجے روزگار گرفتار است و یکے در فراغت عیش و صحت و خوشی وقت است میان آن ہر دو یکے دوزخی و یکے بہشتی و ہر دو از خدا محروم و یکے باشد نہ ذوق خوردن و آشامیدن و نہ گرفتار بدرد و اندوہ بے او بخدا مستغرق است یکے دیگر باشد با ہمہ خوردن و آشامیدن و جماع و لذت آن از خدا محروم نیست درین جہان فرا کذلک آمنا ہمچنان در بہشت باشد طعام بخورد و لذت جماع گیرد و یکے لحظۂ از خدا محروم نماند و یکے ایچنان باشد کہ قاضی می گوید قولہ[۱۴۵] ولا خطر علی قلب بشر، آرے در دنیا ہم خطرہ گذرد با ہمہ ذوق و لذت از خدائے محجوب نیست و آن و دم معنی نیز مفہوم و محقق شود و ظاہر ہم براں می نماید۔

دوستان او چون او را نبینند در بهشت باشند و چون بی او باشند خود را در دوزخ دانند
در بیان فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ یعنی یَا لَيْتَنَا کُنَّا دوزخی تمام است مراہل البصیرت را اُولٰئِکَ
یُنَادَوْنَ مِنْ مَّکَانٍ بَعِيدٍ این بعد از حضرت عزت دوزخ است و کسی خود نمیداند
امروز محجوبان میدانند که عذاب آتش دنیا چون باشد باش تا بعلم الیقین برسند
پرانند بعلم الیقین که دوزخ و آتش معنوی و نعیم و بهشت معنوی چه باشد لَوْ تَعْلَمُوْنَ
عِلْمَ الْيَقِيْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ این آیت تمامی شرح این دوزخ بکرده است ای دوست
چون سالک رخت در شهر عبودیت کشد که دل او باشد در بهشت شود فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ
وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ درین جنت با ایشان خطاب آید که از من چیزی بخواهید گویند خداوندا
ما از تو فناء بیخودی میخواهیم شربتی از شراب وصلت و قربت بر نهاد ایشان چکانند هرچند که
می آید کیمیاگری می کند شَرَابًا طَهُوْرًا این باشد آب که چون حدثها از اعضای محدث برگیرد
و او را از بعد حدث بقرب طهارت[146] رساند علما آنرا آب طهور خوانند که وَاَنْزَلْنَا مِنَ
السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا پس این شربت که در بهشت دهند بر احداث بشریت وجود بشری خباثت
انسانیت آید همه را برنگ خود کند وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اینجا معلوم سالک
شود که بهشت چیست و دوزخ کدامست آن پیر مگر ازین جا گفت که العشق هو الطریق

---

[146] قوله او را از بعد حدث بقرب طهارت رساند آب طاهر از حدث پاک کند محدث متوضی شود جنب پاک گردد و اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا از عالم قدس شرابی در دلها می چکانیم و جمله حوادث و اوهام و تخیلات پاک می گرداند آن بزرگی که گفته العشق هو الطریق یعنی سلوک همین عشق است طلب در دل افتاد زور و قهر آورد عشق تام یافت بر حسب آن معامله شد این سلوک شد پس عشق همین طریق آمد و مقصود دیدار معشوق بهشت او همان آمد هرچه دل قرار گیرد و نفس آرام گیرد هرچه در اندوه و در غم دارد و هرچه در سوز و فراق دارد آن آتش است۔

در رویۃ المعشوق هو الجنۃ والغران هو النار والعذاب گفت عشق خداوین بسبب نہ
عاشق است ومعشوق را دیدن بہشت اوست واز معشوق دور بودن دوزخ
باشد این[147] جملہ نیز در خود باشد اگر خواہی این کلمہ تمامی بدانی مثالے[148] بشنو آفتاب دیگر است
وشعاعش دیگر آفتاب را بشعاع توان دیدن وآفتاب شعاع نیست واین سخن مشکل
است مثالے دیگر گوش دار ماہ[149] را در آب دیدن دیگر باشد ومعائنہ دیگر آنکس کہ
ماہ را در آب بیند او ہم دیدہ باشد لیکن در حجاب دیدہ باشد آنکس کہ معائنہ بیند بدیدہ
دیدہ باشد بے حجاب این ہمہ نیز در خود باشد سخن این کلما است گفتہ مثل النقاب
کالمراۃ اذا نظر فیہا تجلی دیدہ بہ بین کہ سخن مرا از کجا بکجا میکشد این خود در قت مقصود
آنست کہ گفتم بناے وجود آخرت بر تمثل است تمثل[150] شناختن نہ اندک کار است بلکہ معظم اسرار

قولہ[147] این جملہ نیز در خود باشد یعنی اگر اعمال حسنہ کند یا سیئہ بواسطہ حسنہ بہشت پیش آید و بواسطہ
سیئہ چیزے دیگر وآن سلوک باشد وآنہمہ خود باشد دیگر قول حکما وصوفیان من قبل
گفتم آن معنی این جا درست است قولہ[148] مثالے بشنو شعاع دیدن وآفتاب را بشعاع دیدن
یکے دیدن است ہم بشعاع آفتاب آفتاب دیدہم شعاع را دیدن ہمان آفتاب را دیدن
واگر آنچہ عکس در صافے بیند چنانکہ ماہ در آب وچیزے دیگر در آئینہ این عکس دیدن
است ولعمرے با تو سخن گویم ہیچ مرئیے عین او مرئی نیست ہرچہ می بینی عکس او را می بینی چشم
تو بر مثال آئینہ است شخصے کہ محاذی آن آئینہ می شود عکس آن شخص در ان آئینہ پیدا می آید
دل بوجود قبح وحسن او بصفت او حکمے می کند دل چیزے را دید بواسطہ چشم دیدہ ودر چشم نیست
جز این کہ عکس بر آمد پس ہیچ چیزے مرئی نیست مگر عکس آن چیز ہوش دار این سخن در گوش دل
بگوش دل بشنو وچشم بصیرت را بفکر بگمار عین او را کسے ندید ہر کہ دید عکس دید اگر تمثل است عکس
است واگر انعکاس سبوحیات وقدسیات است ہم عکس است قولہ[149] ماہ را در آب دیدن دیگر ماہ
ماہ در آب دیدن عکس عکس آن است او در آب آمد عکس آن عکس در چشم تو پس تو عکس عکس آن را دیدی
قولہ[150] تمثل شناختن نہ اندک کارے است کاکان است کہ از تمثل گذر ند۔

ن دیدہ

الہی دانستن تمثل است و پیدا شدن بدان در قیا فتمثل لها بشرا سویا جواب
تمام است تمثل را یکے از سائلان[۱۵۱] گفت جبرئیل خود را از عالم روحانیت در کسوت
بشریت بر طریق تمثل بمریم نمود و جبرئیل را بصورت مردے دید بر صورت آدمی و
وقت بودے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم او را بصورت اعرابی دیدندے و وقت بودے کہ خود را
بمصطفی بر صورت دحیہ کلبی نمودے اگر جبرئیل است روحانی باشد بہ صورت
اعرابی در کسوت بشریت دیدن چون صورت بندد و اگر جبرئیل نیست کرا دیدند
تمثل خشک[۱۵۳] میان ایدوست این خبر را نیز گوش میدار کہ خواص امت را آگاہ
می کند کہ ایاکم والنظر[۱۵۲] الی المرد فان لهم لونا کلون اللہ و جائے دیگر گفت
رایت ربی لیلۃ المعراج علی صورۃ شاب امرد قطط این نیز ہم در عالم تمثل ہیچو ے در یافت
میداند کہ این تمثل چہ حال دارد در تمثل مقامہا و حالہا است مقامے از آن تمثل این باشد

ن خوش

قولہ[۱۵۱] یکے از سائلان گفت مقصود این دارد تمثل واقع ہست یعنی علوی بہ سفلی متمثل می شود آنکہ
جبرئیل علیہ السلام بہ مریم بصورت مردے شد و گاہے بودے کہ صحابہ او را بصورت اعرابی می دیدند و
رسول علیہ السلام بصورت دحیہ کلبی دیدے علی ہذا علوی بصورت سفلی ظاہر می شود بدین مرئی این
می گوید کہ عالم تمام تمثل آنجہان است قولہ[۱۵۲] ایاکم والنظر الی الامارد آن تمثلے خاصے است او را
دیگر گویند تعالی جل او صفت این تمثل گویند بصورت امردے شاب کہ با جعد و قطط باشد و بہا افزودہ
دگر آوردہ باشد محققان گویند ہمہ عالم ہمین است اما قاضی صورتے مخصوص می آرد تخصیص باعتبار
آن باشد کہ این صورت اصفی و اجلی بود پس مرات حق علی وجہ احسن و اکمل باشد قولہ[۱۵۳] خشک بود
یعنی مجرد ارادت بود نہ اینکہ جبرئیل از صورت خود بر صورت دحیہ می آید و نہ این بود کہ جبرئیل آن
صورت دحیہ صورت جبرئیل است نہ بود جز ارادت محمد رسول اللہ علیہ السلام و صحابہ رضی اللہ عنہم
بر صورت دحیہ اعرابی دید این است مجرد ارادت و تمثل خشک نباشد۔

که هرکه ذرهٔ ازان مقام بدیند چون دران مقام باشد آن مقام او را از دوست باز دوحیوان ن نابیند
لے این مقام باشد یک لحظه از فراق و حزن با خود نباشد تا آن مقام او را آرزوست تفکر
ازین مقام خیزد و از مقامهای مصطفی یکی فکر بوده و یکی حزن عائشه صدیقه رض
گفت کان رسول الله دایم الفکر طویل الحزن گفت پیغامبر پیوسته با فکر بودے و پیوسته حزن
تمام داشتے چه دانی که این مقام با هر کسے چه می کند کافرم اگر من هر چه می رسد نه از هر این ن که
مقام است باش تا ذرهٔ ازین مقام برتو شل مقام صورت شود تا آنگاه بدانی که این بیچاره
ره در حقیقت دانی که این مقام چه مقام است شاهد بازی است چه نی شوی در نجا مگر ترا

قوله تفکر و حزن درین مقام خیزد از تفکر و حزن از کجا خیزد فکر در کمالات قدرت و استغنا او ست
و گر در نهایت شیوه بازی او ست فکر چه شد چو نه شد و بازچو نه بدان حالت شد آن ذات بجنان
باقی است که بود نه باز ان گشت این ند اگر ذات هم چنان است باز این چه شد و اگر آن ذات بر آن
ذات محیط باهمه عالم کجا نه او راعین او بهتران گفت و نه آن را غیر او و نه جزو او و نه کل او و نه عکس او و الله اعلم

رباعی

هرگز دل من زعلم محروم نشد | کم ماند زاسرار که مفهوم نشد
چون نیک نگه کردم از روے خرد | معلومم شد که هیچ معلوم نشد

و حزن لابدی است تا آخر عمر با من چه باز نه دچه تجلی میکند **بیت**

نرد عشقت راست می بازم ولے نرسم از آنکه | کعبتین چشم غمازها لے مرا بازی دهد

قیل کان حسین و من تلی احزین یحود بنفسه یبکی کثیرا قیل فقال ما اقدم علی سیدا ابراهٰ تعلی ن حسین
جدید است تا چه پیش آید کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم دایم الحزن طویل الفکر هم از موجب
این است که گفتیم **قوله** شاهد بازی است یعنی غایبه را حاضر می بینم و با او عشق می بازم صورت
پرستان بچه بازان این معنی را بسیار با خود گویند و این را چیزے ندانند ایشان را باید خدمت قاضی
گوشمالی باید داد چرا لے دانایان از جمال عین عیان و از توحید بے شرک و گمان بد در ماند نه دید

ہر گز شاہدے نبودہ است و آنگاہ جگرست از دست عشق و غیرت آن شاہد پارہ[۱۵۶] پارہ نشدہ است۔ اید دست درین مقام شاہد[۱۵۷] یکے باشد ومشہود بے عدد با تو چنین گفتن نتواں کہ تو آن ندانی کہ اعداد یکے در یکے با خود یکے باشد این مقام حسین منصور را مسلم بود آنجا کہ گفت افراد[۱۵۸] الاعداد فی الواحدۃ واحد عقد دہ از یکے و یکے خاست

تشبیہ کہ عین شرک است وحرف دوئی است وگمان گرفتار گشتند بیت

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

عجب تحفہ است این جہان تمثل وبر آن گرفتاری ہمیں واو گفتہ کہ ازین تمثل بگذری آنگہ بعین رسی تحفہ عارفانہ چوں این تمثل او دست مارا ہمیں بس است واگر کسے از مشہودے بحجاب قناعت کند واگر آن حجاب آنجہانی است کہ ورائے آن حجاب عکس بر تو جمال بحقیقت توان دید این نادان را می باید دانست کہ این ہم حجاب است قولہ[۱۵۶] پارہ پارہ نشدہ بود یا نبودہ در حجاب بے دوئی بود واین وصلتے و قربتے تصور کنی واگر نبود ہر چہ باشد و اگر خود جان معشوق خود است قولہ[۱۵۷] شاہد یکے ومشہود بے عدد این سخن بر زبان مران کہ مشہود بے عدد است واگر میدانیم کہ بصورت نظری کنی حقیقت یکے یکے است یکے را ضرب کنی در یکے نباشد جز یکے بے شک بزن دستے کہ جز یک بیک نداری درجہان ثانی شبلی اول محاسب بود شخصے بر حسب حساب محاسبی اواز وے ضرب چند ہزارے سوال پیوست چند برا گفت دہ و بلبیت و سی کہ شبلی عقد می گرفت او گفت چند شد گفت یکے گفت دیوانہ ہزار ہا را یکے میگوئی گفت دیوانہ توئی کہ یکے را ہزار ساختی قولہ[۱۵۸] افراد الاعداد فی الواحدۃ واحد افراد اعداد ہر یکے خاستہ را با یکے دیگر گیر ہمان یکے آید عقد دہ از یکے خاست کہ ہر کرد ی دو شد چون باصل باز گردانی ہمان یکے باشد۔

حاشیہ: ح واگر خود جان خود است
ن جز یکے

دران [۱۵۹] مجموع داخل است این مقام گفتن حوصلہ ہر کسے بر نتابد شاہد و مشہود خود یکے باشد در حقیقت اما در عبارت و اشارت تعدد نماید اید و ست شاہد [۱۶۰] و مشہود مقام سوگند است اگر نیک اندیشہ کنی گاہے ما شاہد او باشیم و گاہے او شاہد ما باشد و در حالتے دیگر ما شاہد و او مشہود جہانے از دست این شاہد جان درباختہ است و بے جان شدہ و ہرگز کسے درمان نیافت و نیابد شیخ ما یک روز این بیتہا می گفت از و یادگار است۔ رباعی

از دست بت شاہد جان بیجان شد — دل در طلب وصلش بے درمان شد

او خود بخودی ز ما ہمی پنہان شد — کفر و اسلام بنزد ما یکسان شد

ایعزیز رایت ربی فی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ این احسن صورت تمثل است و اگر تمثل نیست پس چیست کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ ہم نوعے آمدہ است از تمثل ایعزیز از نا مہائے او یکے مصور است کہ صورت کنندہ باشد اما من می گویم صورت نمایندہ است این صورتہا در کدام بازار

---

[۱۵۹] قولہ و یکے در مجموع داخل است بلکہ نہ داخل نہ خارج او را وجودے است با ہمہ است و بے ہمہ است برین اعتبار گفتند شاہد و مشہود یکے است یکے یا دہ یکے است یکے شاہد و یکے مشہود این شاہد و مشہود ہر دو یکے است قولہ [۱۶۰] شاہد و مشہود مقام سوگند است کہ در کتاب اللہ گفتہ است و شاہد و مشہود شاہد خدا را اعتبار کن و یابندہ و ہر دو را در عبارت یک معنی است و کذلک العکس بیت

بوالعجب کارے است بس طرفہ رہے — گاہ من او باشم و او من گہے

گہے گہے می شود تحولے و تبدلے نیست اعتبار است بدین سرکہ رمزا آنچہ من با تو بآسانی میگویم جانہا باختہ اند عمرہا ضایع کردہ اند و جانہا در باختہ اند برین سر نرسیدہ اند۔

نمایند و فروشند در بازار خواص باشد از مصطفیٰ علیہ السلام بشنو آنجا که گفت ان فی الجنۃ سوقا یباع فیہا الصور گفت در بہشت بازارے باشد که در آن بازار صورتها فروشند فی احسن صورۃ این باشد امام ابوبکر قحطبی را بہ بین که از تمثل چه خبر میدہد گفت رایت ربی علی صورۃ امی یعنی خدا تعالی را دیدم بر صورت مادر خویش دانی که این ام کدام است النبی الامی سیدان و عندہ ام الکتاب بجو ان العزیز از مقام شہود که خبردار دکہ خبر تو اندادن تو خود ہنوز این قدر ندانی که شاہد از برائے چه محبوب می باشد بر دلہا نصیبے از شاہد بازی حقیقت درین شاہد مجازی که نیکو روے باشد درج است آن حقیقت تمثل برین صورت نیکو توان کردن جانم فدائے آن کسے باد که پرستندہ شاہد مجازی باشد که پرستندہ شاہد حقیقی خود نادراست ما گمان مبر که محبت نفس را می گوئیم که آن شہوت باشد بلکه محبت دل می گوئیم و این محبت دل نادر باشد باش تا بدان مقام رسی که ہفتاد ہزار صورت بر تو عرض کنند و ہر صورتے بر شکل خود مبنی گوئی که من خود از عین صورتہا یکے ام ہفتاد ہزار صورت از یک صورت چون ممکن باشد و این آن باشد که ہفتاد ہزار صفت در ہر موصوفے درج و مندرج است و ممکن است ہر خاصیتے و صفتے تمثل کند بصورتے و شخصے شود مرد چون این صفتہا بیند پندارد که خود اوست او نیست ولیکن از وست دریغا معذوریم که از شناخت حقیقت دوریم و از دیدہ دل کوریم و از جادہ بشریت در گوریم رباعی

نادیدہ رخان تیرہ ایام بترا | نادیدہ ز دور دوزخ آشامانرا
دعوے چه کنی عشق دل آرامانرا | با عشق چه کار راست نکونامانرا

وقتے پیرم گفت قدس اللہ روحہ اے محمد ہفت صد بار مصطفیٰ را دیدم و

وپنداشتہ بودم کہ او را می بینم امروز معلوم شد کہ خود را دیدہ بودم
این مقصد بار را این حدیث گواہی میدہد کانی انظر الی عرش ربی بارزاً
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ہمین معنی دارد دریغا کہ
بشریت نمی گذارد کہ اسرار ربوبیت رخت بر صحرائے صورت نہد از شیخ
بایزید رحمہ بشنو از بشریت چون شکایت می کند آنجا کہ گفت البشریۃ ضد
الربوبیۃ فمن احتجب بالبشریۃ فاتتہ الربوبیۃ یعنی کہ ربوبیت با بشریت
ہرگز جمع نشود وچون از یکے غیبت است از دیگر حضور باشد خود دانی
کہ در بہشت شکر از چہ کنند از خلاص بشریت کنند کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ
عَنَّا الْحَزَنَ ابن عباسؓ گفت حزن البشریۃ العزیز بشریت نہ مختصر
حجاب است خلق را از عالم الٰہی باز میدارد در حق عموم گفت مصطفیٰ ان القلوب
تصدی کما یصدی الحدید زدودن این زنگ وخلاص ودرمان
این رنج این آمد ذکر الموت وتلاوت القران واین صدی وزنگ وغیرت
ورین وغین وغیم ہمہ کدورات بشریت است چون جذبۃ من جذبات
الحق تاختن آرد وکیمیاگری کند دست بر تختۂ بشریت زند این غین را بردارد
رای قلبی ربی بر زند کُوْنُوْا رَبَّانِیِّیْنَ حاصل آید پس غین قلب با بشریت
باشد وجلا وکشف این غین نور الٰہیت باشد دریغا ہرگز دانستہ غین دل
مصطفیٰ ؐ چہ بود معذور باشی اگر ندانی انہ لیغان علی قلبی حتی استغفر اللہ
فی یوم ولیلۃ سبعین مرۃ این غین جز خدا دیگر کسے نداند ایعزیز حلول
اینجا روے خواہد نمودن اید وست اگر خواہی کہ ترا سعادت ابد میسر بود ساعتے
صحبت یک حلولی را دریاب تا بدانی کہ حلولی کیست حلولی صوفی باشد
مگر کہ آن شیخ ازین جا گفت الصوفی ھو اللہ شیخ عبد اللہ انصاری می گوید کہ

در حلولی

عالم تعلم نازدوز آمد بنرہ از صوفی چہ گوییم کہ صوفی خود اوست چون صوفی او باشد حلولے نباشد ہرچہ خدا را باشد این حلولے موحد را نیز باشد درین مقام ہرچہ از وشنوی از خدا شنیدہ باشی ایعزیز ہرکہ خواہد کہ بے واسطہ اسرار الہیت بشنود گو از عین القضات ہمدانی بشنو دالحق ینطق علی لسان عمر این باشد اگر ممکن باشد کہ از سمع و بصر و علم حق تعالی چیزے از موجودات و مکونات بیرون باشد ممکن بود کہ از سمع و بصر و علم چنین روندہ خالی و بیرون باشد ہرچہ در موجودات بود از و پوشیدہ نباشد اینجا حلول روے نماید نیز حدیث تخلقوا باخلاق اللہ باشد و این از آن تمامتر است کہ ہر کسے دریابد کہ بعضے سالکان محقق این گفتند کہ راہ بحق تعالی نامتناہی است لاجرم ہر روز ہفتاد بار رخت عبودیت بمنازل صحراے ربوبیت باید نہادن ازین کلمہ ترا عجب می آید اما می ترسم کہ کہ عین القضات از خزاین گنج وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا پارہ برگیرد و بہ قالب محبان خود زند اے عزیز خلق از اسرار کلمہ طٰہٰ محتجب اند یعنی اے جوانمرد طٰہٰ چون ماہ شب چہاردہ است و درین عالم اگر ہیچ خواہی کہ دریابی کہ چہ می گوییم گوش دار کہ ہمہ سالکان از خدا تعالی این توفیق یافتند کہ از خود بخدا رفتند اما مصطفیٰ از خدا بخلق آمد یا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ می گوید آنچہ گفتنی است حالات متفاوت است تو ہر حالتے فہم نتوانی کردن و ہمہ حالات را یکے دانستن خطا باشد در حالتے او را مرد خوانند و این حالت در عالمے باشد کہ در آن عالم جز محمدؐ و خدا کس نباشد چون خواہد کہ او را درین عالم تشریف دہد او را یتیم خوانند کہ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی خود دانی کہ این عالم را چہ خوانند جنت قدس خوانند و کا خل الیتیم کھاتین فی الجنۃ چہ گوئی محمدؐ یتیم نیست چون محمدؐ یتیم باشد او جل جلالہ پروردہ یتیم است پس ہر دو ہم در بہشت باشند آنچہ دیگران

ن ہرچہ موجودات

ن حلول

گفتند که او از خلق بخدا می رفت درین مقام محمدؐ از خدا بخلق آمد قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ارحنا یا بلال دلیل این سخن آمده است کلمینی یا حمیرا خود نشان می دہد که این مقام چیست وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ بیان این همه شده است کرا بیان است آنکس را بیان است که بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مقام دیگر و تمثل آنست که عایشه صدیقهؓ درحق مصطفےؐ خبر باز می دہد که من زعم ان محمداً رای ربه بعین راسه فقد افترى على الله الكذب با عایشه گفت شب معراج او را ندیدم به ذاتیت و حقیقت او و با ابن عباس گفت من دیدم برصورت تمثل العزیز از ذات حق تعالیٰ تلذذ یافتن و خبر گرفتن و کیفیت وادراک و احاطت محال است که ذات تعالیٰ بنده را از بیندگی بستاند چون بنده نماند کرا بیند که بیند اما آنچه خوانی که اول ما خلق الله نوری از آن نشان باشد چون جل جلاله خود را جلوه گری کند بدان صورت بیند خواهد تمثل بوے نماید درین مقام من که عین القضاتؒ ام نورے دیدم که از وے جدا شد و نورے از خود دیدم که برآمد سرد و نور بهم در شدند و صورتے زیبا شد چنانکه چند وقت درین متحیر مانده بودم ان فی الجنة سوقا یباع فیها الصور این باشد رایت ربی فی احسن صورة خود نشان میدہد العزیز این کلمه را گوش دار انتها و اتصال جمله سالکان بنور مصطفےؐ است اما ندانم انتها و اتصال مصطفےؐ بکیست من رانی فقد رای الحق بیان این کلمه بکرده است العزیز ازین حدیث چه فهم کرده که مصطفیؐ گفت تفکروا فی آلاء الله ولا تفکروا فی ذات الله گفت تفکر کنید در صفات خدا تعالیٰ اما در ذات تفکر مکنید این جا این عالم شرع زیر و زبر شود دانی که چه می گویم نور حق تعالےٰ را الحق توان دید بخود نتوان دیدن که درین مقام مرد را از مرد بستانند لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ این

باشد و چون سالک را از سالکان بستانند دهو یدرک الابصار این باشد که همیشه جدا باشد درین مقام عالیشه را گفت ندیدم و با دیگران گفت بدیدم یعنی نور او نه ذات او شعاع آفتاب توان دیدن که نور آرنده است اما عین او نتوان دیدن که سوزنده است اینجا مثاله معظم بدان صفات حق تعالی عین ذات او نیست که اگر جمله صفات خود ذات بودی اتحاد بودی و غیر ذات نیست که غیریت تعدد البیت بودی صفات قایم بذاته توان گفتن درینجا جگرم پاره پاره می شود از دست آنکه درجهان کسی بایستی که این کلمه را گوش داشتی که خواجه امام ابوبکر باقلانی چه می گوید آنجا که گفت الباری تعالی باق با البقاء واحد بالوحدانیت وموجود بالوجود گفت باقی دیگر است وبقا دیگر وموجود و واحد دیگر است و وجود و وحدانیت دیگر وحدت دیگر است اگرچه این معنی قایم بنفس او باشد اما انفکاک صفات از ذات نتوان گفتن درینجا این معنی جلوه بر کسی کند که هفتاد و چند مذهب مختلف را واپس گذاشته بود آنکس که هنوز یک مذهب تمام ندیده باشد او را کجا و این سخن از کجا باش تا این کلمه نزار وی نماید که یهود و نصاری گفتند ان الانوار قطرت من ذات الرب می گویند جمله نورها از وآمد الله مصدر الموجودات این باشد و مجوس گفتند الله دو است یکی یزدان و آن نور است و دیگر اهرمن و آن ظلمت است نور فرماینده طاعات و ظلمت فرماینده سیآت نور معاد روز است و ظلمت معاد شب گفتند کفر از یکی و ایمان از آن دیگر و ملاحده و اهل طبایع گفتند که صانع عالم افلاک است و عناصر را قدیم دانند صورت این شبهتها ایشان را از حقیقت محروم کرده است دریغا عالمی از خود در حجاب در عمری یک لحظه هم از شناخت خود قاصر از ایشان چه توقع توان داشت ای دوست عرفت ربی بربی این جا این باشد چنانکه خدا را بخدا توان شناخت

در تعلیم

ن نظر

وخدا را ہم بخدا توان دیدن ارنی انظر الیک غیرت داشت لن ترانی گفت اے موسی تو می بینی بجہد و کوشش مرا بخود ہی خود نتوانی دیدن ذوالنون مصری رح ازین مقام بیان چنین میکند که رایت ربی بربی ولولا ربی لما قدرت علی دو بیت ربی سخن ابو الحسن نوری رح اینجا روشن نماید مارای ربی احد سوی ربی گفت او را بجز او کسے ندید او خود را خود دید و دیدہا از دست این کلمه ترا این عجب آید از قرآن بشنو که با بندگان چه می گوید ما لکم لا ترجون لله وقارا وقد خلقکم اطوارا ہمین معنی باشد که لا یعرفون قدرہ ولا یدرکون رویته ہمین معنی بود ما قدروا الله حق قدره سبحان او جمله اسرار درین آیت باز یابید الله الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن یتنزل الامر بینهن ابن عباس رض گفت که اگر این آیت را تفسیر کنم خلق مرا بحجر کافر خوانند آیت دویم ان ربکم الله الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش یغشی اللیل النهار یطلبه حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره الا له الخلق والامر تبارک الله رب العلمین تا آنجا که رب العالمین است ابو ہریرہ رض گفت اگر این آیت را تفسیر کنم مرا سنگسار کنند اے دوست ازین آیت فسبحن الذی بیده ملکوت کل شیء والیه ترجعون چه فہم کردی ملکوت سایه وعکس جبروت وملک سایه ملکوت اگر باورت نیست از مصطفی صلعم بشنو آنجا که گفت مثلی ومثل الدنیا الا کراکب سار فی یوم صایف فرفعت له شجرة ثم نزل وقال فی ظلها ساعة ثم راح وترکها دنیا را سایه درخت میخواند آن کدام درخت است من الشجرة ان یا موسی انی انا الله اے دوست عالم ملک دیدی وعجائب آن باش تا عالم ملکوت نیز بینی وعجائب او تو که عالم ملکوت ندیده باشی از عالم الہی چه خبر داری اے دوست ہرگز این کلمه نشنیده که قیمت المرء علی قدر ہمته پس بدانکه قیمت تو تا کجا است تا آنجا که ہمت تست خود چه قدر دارد

پس بہ بین کہ چون قیمت وقدر شخص در مقابلہ وضمن ہمت است درجات چگونہ متفاوت
باشد ای عزیز ان اللّٰہ یتجلی للناس عامۃ ولابی بکر خاصۃ جز ابو بکر را تجلی خاص در قیامت
نصیب او آمد از بہر آنکہ جرعہ از پیر ستدہ بود و آن جرعہ نیست مگر کہ ما زاغ البصر وما
طغیٰ پس چون کار بر قدر ہمت خواہد بود تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض
درست باشد شیخ ما گفت حق تعالیٰ وتقدس فتقبل بہ پذیرد با محبان خود گفت شما دانید
کہ من چرا سہ تن را از میان ہمہ بندگان برگزیدم در اینجا چون سائل او بود محب ہم
او بود ابراہیم خلیل را بہ خلت از بہر آن مزین کردم کہ در میان ارواح ہیچ ارواح
چنان با سخا و بخشش ندیدم کہ روح ابراہیم را پس چون سخا و عطا حلہ ماست
ما نیز حلۂ خلت در روے پوشانیدیم واتخذ اللّٰہ ابراہیم خلیلا پس بموسیٰ نگاہ کردم
کہ در میان ارواح ہیچ روحے متواضع تر و گردن نہادہ تر از روح موسیٰ بود پس او را
بکلام خود مخصوص کردیم وکلم اللّٰہ موسیٰ تکلیما پس نظر بر روح مصطفیٰ کردیم در میان
ارواح ہیچ روحے مشتاق تر و محب تر از روح او ندیدیم پس او را بر دیدت خود مخصوص
کردیم برگزیدیم الم تر الی ربک کیف مد الظل تا چہ می شنوی این ہمہ بیان ہمت
می کند ہمت بالا گرفتہ است بر ہمہ چیزہا کہ ان اللّٰہ یحب معالی الامور ویکرہ
سفسافہا آنست کہ ہر کہ عالی ہمت تر رفیع تر اید دوست اگر در کتاب زبدہ ہیچ کلمہ
نیستے جز این کلمات کہ زبدہ علوم ہر دو جہان آمدہ است پس این کلمات کداست
گوش دار و این کلمات را شیخ ما گفتہ است دانی کہ مقصود چیست در مدح
این کلمات آنست تا تو ہمگی خود را این کلمات دہی آخر دانی کہ درین عبارت
و مقال ازین بیش تر نتوان گفت از دو عالم گذر می باید کرد آنگاہ این کلمات
را عدو بیان میتوان کرد از دو عالم ملکوتی و جبروتی بدین عالم ملکی بیش ازین نتوان
آوردن ای عزیز چہ دانی کہ درین تمہید چند ہزار مقامہاے مختلف واپس گذاشتیم

و از ہر عالمے زبدہ در کسوت رمز بعالم کرامت آوردیم مدتے باشد که از ان عالم
بدین عالم چه توان آوردن جرعه از کاسه لاابل هذا اکثر قطاعہ من بحر لجی لاابل
شعاع من الشمس العظمی گرچه خوہم بخواہند ریختن اما دریغ مداریم آخر نشنیده که
شر الناس من اکل وحده ار جاک از ادبار خود بر ہم ہنوز ده راست اما دانم که
گوئی این کلمات خود بگفت این کلمات بر بیان مراتب عالی ہمت گفته می شود
گوش دار ہرگز نشنیده که ابراہیمؑ صاحب ذوق بود و موسیٰؑ صاحب لذت بود و
مصطفیٰ صاحب حلاوت بود چه دانم که چه می گویم نه با تو گفتم که عسل دیدن دیگر باشد
و عسل خوردن دیگر باشد و عسل بودن دیگر اما این کلمات گوش دار که مصطفیٰ گفت من
رکن الی الدنیا ومال الیها احرقه الله بنارفصار رمادا تذروه الریاح وکان الله علی کل شیء مقتدرا
این کلمات بیان منزلت ارباب عالم ملک ست و صفت ابنا و محبان عالم دنیا اما ارباب
عالم آخرت و ملکوت را گفت من رکن الی العقبی ومال الیها احرقه الله بناره
فصار ذهبا ینتفع به این کلمات محبان اہل ملکوت را بیان درجت است۔
اما ارباب عالم الہی و جبروت را نشان این داد من رکن الی الله ومال الیه احرقه
الله بنوره فصار جوهرا لا قیمة له کس چه داند این کلمات از سر چه حالت
گفته آمده است و این جمله ہشت سه عالم را شرح و نشان داد و اہل این سه عالم
را ظاہر و مبین کرده اما جوانمردے دیگر این سخن را مبین تر چنانکه در خور ہمه کس باشد
گفته است آنجا که گفت المسافرون ثلثة اصناف صنف یسافر فی الدنیا
ورأس ماله الدنیا وربحه المعصیة والندامة وصنف یسافر فی الآخرة
ورأس ماله الطاعة والعبادة وربحه الجنة وصنف یسافر فی الله ورأس
ماله المعرفة وربحه لقاء الله تعالیٰ چه می شنوی دانم که گوئی این مقام زاہد و
بیان زہد است و نزد محققان زہد و زاہد خود نیست دنیا شد از بہر آنکه دنیا

خود این قدر ندارد کہ ترک کنندۂ آن زاہد باشد اگر خواہی از مصطفیٰ بشنو کہ درجۂ دنیا بچہ حد میرساند در حقارت و ندامت گفت لو کانت الدنیا تزن عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی کافر منہا شربت ماء دنیا را پریشہ میخوانند نسبت بعالم خود قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ این باشد حیات دنیا بہ نسبت با عمر آخرت ذرہ نماید کَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا این بیان با خود وار داز مصطفیٰ بشنو کہ گفت ما الدنیا فی الآخرۃ الا مثل ما یجعل احدکم اصبعہ فی الیم فلینظر بما فیہ ترجع ترک این قلیل واجب است این ترک زہد نباشد پس در آخرت مقامے عالی تر از آن باشد وَلَلْآخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا پس آنکسے کہ خواہد کبریاء اللہ او را نصیب اکبر دہد و خود را بوے نماید اللہ اکبر این باشد درین مقام معلوم شود کہ بزرگواری و کبریائی حق تعالیٰ چگونہ باشد پس چون این بزرگی بہ بیند عالم آخرت را جز ترک واجب نہ بیند اگر ترک کند این زہد نباشد چون ازین دو عالم او را زہد افتادہ شد مقام کبریائی رو نماید اکبر باشد پس روے از کبریا گردانیدن و از ان اعراض کردن کفر باشد آخر دنیا و آخرت از ان زاہد نیست تا ترک کند از ان غدا است پس چہ ترک کند چیزے کہ از ان او نباشد پس زہد ہیچ معنی ندارد و آنچہ بہ از ان اوست خود ترک نتوان کردن ہر چہ توقع و مقصود سالک باشد آن معبود او باشد ترک آن خود صورت نبندد ہرگز خود نہ زاہد باشد و نہ زہد[1] العزیز بہ بین کہ آن بزرگ نعت صوفی و زاہد چگونہ کردہ است گفت زاہد در ان کوشد کہ نخورد و مرید در ان کوشد تا چہ خورد و صوفی در ان کوشد کہ باکہ خورد و محبان حق در ان کوشند کہ از و خورند بلکہ با او خورند پس چون زاہد و زہد ہرگز نبودہ باشد پس این حدیث مصطفیٰ چہ معنی دارد الزاہد فی الدنیا یریح البدن[1] والزاہد فی الآخرۃ یریح[2] القلب

[1-2] یریح

ولا اقبال الی اللہ یوتیہ المرجع این زہد نبات ہا دہ متفاوت شود این زہد آن
باشد کہ مرد بمقامے رسد کہ آن را مقام تصوف خوانند کہ شیخ بایزید از ان نشان
میدہد کہ ان اللہ تعالی اصفی الصوفیۃ من صفاتھم فاذا اصفاھم فسموھم اصفیا
مقام تصوف اول زہد باشد و اعراض از جملہ موجودات پس صفات حق تعالی صوفی را از ہمہ صفات ذمیمہ
و بشریت صفا دہد و صوفی حقیقی شود آنگاہ فقر روے نماید کہ اذا تم الفقر
فھو اللہ مگر کہ آن بزرگ ازینجا گفت کہ او را پرسیدند کہ صوفی کیست و کدام است
گفت الصوفی ھو اللہ تعالی گفت صوفی خدا است اذا تم الفقر فھو اللہ
این باشد الفقر فخری بیشہ این صوفی و زاہد شود دریغا کہ یار و گفتن اما گوش
دار وقتے بایزید را پرسیدند کہ من الزاھد فقال ھو الفقیر ھو الفقیر الصوفی و الصوفی
ھو اللہ تعالی مرتدی اگر ہمہ عمر در فہم این کلمات صرف نکنی کہ نا دانستن این
کلمات غشے و ضررے عظیم ہست و این ضرر را ہرگز تدارک و عوض نباشد۔
از شیخ جنید بشنو کہ چہ می گوید گفت لیس شئ اعز من ادراک الوقت فاذا
فات لایستدرک ہفتاد ہزار سالک درین مقام راسخ باشد کہ فقیر و صوفی
زاہد و عارف نعت اوست و کنیت ایشان باشد کہ با عائشہ رض مصطفی
نشان این وا دید خل من امتی فی الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب و وجہ کل
واحد منھم کالقمر لیلۃ البدر وھم فی الجنۃ کالنجم فی السماء تو این حدیث
را چگونہ خواہی شنیدن مگر کہ ہرگز چنین ستارہ در بہشت ندیدہ آنگاہ چنین پیرے
ترا قبول کردے و بالنجم ھم یھتدون و با تو این حدیث را بگفتے و شرح
آن معلوم کردے اگر خواہی کہ حدیث دیگر در نعت آن سیارگان بہشت
بر نوعے دیگر بشنوی کہ ما را در خدمت پیر از خضر ع بطریق سماع حاصل شدہ است
کہ او را بطریق مشافہہ از خدمت مصطفی حاصل آمدہ بود چون راوی خضر باشد

حدیث چنیں جامع و کامل بود گوش دار قال خلق اللہ تعالیٰ من نور بہائہ سبعین الف رجلا من امتی وا قامہم فوق العرش والکرسی فی حظیرۃ القدس
لباسہم الصوف الاخضر ووجوہہم کالقمر لیلۃ النصف من الہلال صورہم کصور المرد وانشاب الحسن وعلی رؤسہم شعر کشعر النساء
قیاما متواجدین والہیمین منذ خلقہم اللہ تعالیٰ وان انینہم وازیز قلوبہم یسمع اہل السموات والارض وان اسرافیل قلیلہم ومنشدہم
وجبرئیل نادمہم ومتکلمہم واللہ انیسہم وملیکہم وہم اخواننا فی النسب ثم بکی واطرق راسہ ملیا ثم قال آہ واشوقا الی لقاء اخوانی
اگرچنانکہ این حدیث را فہم نکنی معذوری کہ مشائخ کبار این حدیث را عذر طرہ نہادہ اند آنجا کہ گویند ان اللہ یعطی العبد من حیث اللہ لا من حیث العبد
العبد یستانہ رکہ من حیث العبد شنیدی کہ چہ گفتہ شد اگر زندگی داری ہم فی زندگانی
کنی واگر مردہ ہیچ تو از شنیدہ فہم نکنند لینذر من کان حیا بیان این ہمہ
بکردہ است ایدوست از غیرت چہ یافتہ چہ دانی کہ غیرت خدا یتعالیٰ کدام
حجاب فرا پیش می نہد اذا قرأت القرآن جعلنا بینک وبین الذین لا
یؤمنون بالاٰخرۃ حجابا مستورا ابوبکر وقاق گفتہ الحجاب ہو الغیرۃ ولا
مانع من طریق اللہ اعلی من الغیرۃ غیرت او حمایت اوست ومن غیرتہ
حرم الفواحش بیان غیرت الہی میکند جاے دیگر گفت ما احد اغیر من اللہ
تعالیٰ اگر خواہی کہ غیرت تمام بشناسی خلقتنی من نار وخلقتہ من طین تو
نیز تمام حاصل کن تا بدانی کہ غیرت چہ باشد کہ من می گویم الغیرۃ غیرتان
غیرۃ العبد وہو ان یکون بالکلیۃ للہ تعالیٰ پس آن بزرگ از ینجا
گفت الحق غیور من غیرتہ انہ لم یجعل الیہ طریقا سواہ واین غیرت

او باشد با بندہ اما چہ دانی کہ غیرت بندہ با او از بہر چہ باشد اگر توانی
شنید از شیخ شبلیؒ بشنو آن وقت کہ موذن بانگ نماز می کرد چون اینجا رسید
اشہد ان محمد رسول اللہ درین مقام غیرت بروے جلوہ کرد پس اورا
غیرت نشان این داد لولا انک امرتنی بھذہ الکلمۃ ما ذکرت معک غیرک
وان اذکرہ مرۃ اخری فاکون کافرا حقا با تو یاد نتوان کردن دیگرے
را اما تو چنین فرمودہ کہ نام محمدؐ قرین نام تو باشد چہ دانی تو کہ این مقام کدام باشد
کہ محمدؐ دران مقام بگنجد غیرت باشد چنانکہ اورا نیز بود آنجا کہ گفت لا یسعنی فیہ
ملک مقرب ولا نبی مرسل یعنی مرا مقامے بود با او کہ غیر درو نمی گنجد از غیر
اینجا الاک نہایتے از مقام سلوک بیاید کہ دران مقام بدان بگوید قل اللہ
ثم ذرھم درین حالت محمد نیز بگنجد و شیخ را پرسیدند ما الفریضۃ
فقال الفریضۃ عندنا تصحیح العبودیۃ فی تصحیح الربوبیۃ والسنۃ عندنا
النظر الی الرسول المقبول و ترک السوٰہما شنیدی کہ چہ گفت فریضہ با خدا
بودن است و سنت با رسولؐ بودن است و پس از ین جملہ را ترک کردن
ابوالحسن خرقانی اینجا گوید لا الہ الا اللہ من داخل القلب محمدؐ رسول من
قرط الاذن محذور باید داشتن اے جوانمرد معالجت دردہاے بعضے
دردہا و مرضہا صبر باشد فاصبر لحکم ربک فانک باعیننا دیگر بگوید اما صبر
منقسم است الصبر فی اللہ و دیگر است الصبر للہ دیگر باشد الصبر مع اللہ
سخت ترین از ہمہ صبر باشد این صبر و درد را معالجت و دوا ہم صبر است ف دوا باشد
ازان بزرگ شنیدہ کہ گفت

شعر

صابر الصبر فاستغاث بہ الصبر ۔۔۔ فنادی الصبر یا صبر ابہ الصبر

ف بر بسیلم

سه در بعض نسخہا ے منقول عنہ این شعر بالفاظ مختلف غلط نوشتہ اند و در شرح تمہیدات این شعر موجود نیست ۱۲ ع

میگوید صبر کن در تیا کلمات مقلوبات آنجهانی را بالوح و کاغذ کودکان آورده ام آنکس که هنوز حرف نشناسد خط مقلوب را خواندن جهل باشد وطمع داشتن خط مقلوب از وے تمنائے محال باشد اگر گفتم که صبر ناچار باشد روح ماموراست به صبر و قلب ماموراست به صبر و قالب ماموراست به صبر اگر خواہی که تمام صبر بدانی مومن شو آنگہ این آیت برخوان یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا یعنی اصبروا بالجد علی طاعت اللہ وصابروا القلوبکم علی بلاء اللہ فی اللہ تعالی ورابطوا اسرارکم علی الشوق الی اللہ تعالیٰ این ہمہ با او توان یافتن وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ این باشد اما تو باخودی چون چیزے یابی مانند خود یابی طالبان حق تعالیٰ او را بہ وے جویند لاجرم او را بدو یابند محجوبان او را بخود جویند لاجرم خود را بینند خدا را گم کردہ چہ می شنوی این سخن را اندک شمر اگر خواہی از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشنو کہ چہ گونہ بیان این می کند وچگونہ می نماید گفت ان المومن من اخذ دینہ عن اللہ تعالی وان المنافق نصب رایا فاخذ دینہ منہ گفت مومن دین وایمان از خدا تعالیٰ فرا گیرد ومنافق از ہوا فرا گیرد اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ

اے دوست ان عالم ہمہ حیات در حیات است

واین عالم ہمہ موت در موت تا از موت نگذری بحیات نرسی اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ جاے دیگر گفت لا یدخل ملکوت السموات من لم یولد مرتین گفت سالک باید کہ دو بار بزاید یکبار از مادر بزاید و خود را واین جہان را فانی بیند وبشناسد ویکبار از خود بزاید کہ آن جہان را و خدا را بیند اگر تمام تر خواہی از خدا بشنو کہ چون خبر مید ہد اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ اما یک مرگ

وراے این مرگ قالب مبدان وحیاتے دیگر بجز این حیات قالب می شناس
اگر تمام ترخواہی ازمرگ وحیات معنوی فہم کنی از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
بشنوکہ در دعا چہ میگوید (اللھم بک احیا وبک اموت گفت خداوندا بتو زندہ
ام وازتو میرم ہیچ دانی کہ از دو مردن چگونہ باشد وید وزندہ بودن چگونہ باشد
ایعزیز این حالت شاہد بازان دانندکہ حیات باشاہد چون بود وبے شاہد
موت چون باشد وشاہد ومشہود بیان میکند تا شاہد بازان حقیقی دانندکہ حیات
وموت چیست دانم کہ این کلمات درعالم عادت پرستی تو نباشد عالم عادت
پرستی شریعت است وشریعت ورزی عادت پرستی باشد تا ازعادت پرستی بدر
نیائی دوست پرست نباشی وتا دست ازان بازنداری حقیقت درز نشوی
داین کلمات داشتن در شریعت حقیقت باشد نہ شریعت عادت اگر تومردی
خودرا باین بتہادہ کہ چون گفتہ می شود بشنو نظم

اے دریغا کیش شریعت ملت رعناییست ملت ما کافری وملت ترسائیست
کفر وایمان زلف وروے آن بت رعناییست کفر وایمان ہردو اندر راہ ما یکتائیست

اے دوست رایت ربی[۱۶۱] لیلۃ المعراج علی صورۃ شاب امرد وقطط واقرہ حالا

---

[۱۶۱] قولہ رایت ربی لیلۃ المعراج واقعہ پیراست با مرید یعنی پیر مرید را بواقع خود را بنماید
مراد در شخص ہیکل پیر باشد آن نمودار خدا باشد خداتعالی چون خواہد طالبے را از عالم
الہیت نصیبہ کند صفت رحمت متمثل کند بر صورتے خوبے ونازکے لطیف زیبائے دل
آویزے جان فریبے این چنین کہ این طالب را عاشق ومشتاق خود گرداند واین صفت
یارے کہ متمثل بدین مثال شدہ است اگر بدین دعوے کند کہ عین موصوفم شاید زیرا چہ
خاصہ ومختص اوست واین سخن را معنے دیگر است خداوند تعالی از عالم انوار قدسی

پیر است با مرید ایاکم والنظر الی الامارد فان لهم لونا کلون الله تعالی
ترتیب ۱۶۲ است بخبر دادن پیر مرید را بدین مقام مشہود چونکه گفتیم که شاہدان
وشاہد بازان این را موت وحیات خوانند موت فراق وہجران باشد
وحیات لقا وشوق از وصلت چه توان گفتن ایعزیز لیس الخبر کالمعاینة

ن مستعد

وسبوحی نصیبه سالک واکنند واو نظارهٔ علین اورا منور نشده خداوند سبحانه صورتے
بیافریند ہم بر آن مثالے که گفته ام انوار قدسی وسبوحی بران صورت تجلے کند وآن صورت
شفاف عکس پذیر است انوار قدوسی وسبوحی بران صورت ظاہر گردد وعکس عکس
آن طالب را نظاره شود اینجا نیز گوید رایت ربی لیلة المعراج فی احسن صورة
فی صورة امرد شاب قطط این جا چنین میفرماید این که پیر را دیدار این دو صفت بیرون
نیست یا صفت رحمت که بر صورت پیر متمثل شده است ویا صورتے از عالم قدس
بر پیر تجلے کرده وعکس آن پیر دیده وعکس عکس در منظر پیر این مرید معاینه کرده آن سخن
مارا قاضی بدین عبارت بیان کرده قوله ترتیب ۱۶۲ است ہیچ صورتے در قدس نیست که
مثال آن درین جہان نیست قدسی باشد که ارضی وسفلی مثالی او پیدا آید بیننده گوید
ایاکم والامرد آن چه بر مثال او آمد در شکل او ظاہر آمد آئینه جاے ابتلا و
گرفتاری شد دیگرے را از ان فرمود ایاکم والمرد ان تحذیر میفرماید زیرا چه گرفتاری
است ہر که دران شد افتاد خلاص نیافت بسیار بزرگان را شنیدیم ودیدیم که درین بلا افتادند نعوذ بالله
من شر ہذا القید ایعزیز ابتلا ہمین است ابتلا مثال آنجہان نمونه اوساخت وگفت و بدین تقید
کرد وجزا این نباشد وہر که ازین مثال وازین انموذج گذرد بدان مقصود علین رسد اگر نہ ہم
درین مثال ودرین علین بماند پس ہر چه صورت آنجہان است نزا نیز ازان می باید گذشت
واگرنه ہجران است حرمان است ودوزخ وعذاب نیران است قوله ۱۶۳ شاہد بازان این معنی

فارغان[164] از عشق و از شاہد بازی چہ خبر دارند اگر خواہی کہ ازین روشن تر بدانی گوش دار موت[165] نزد ما کفر باشد و حیات اسلام و توحید باشد و آنکہ سر[166] شاہد بازان محمد رسول اللہ است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نشان کفر و اسلام چنین داد اللّٰھم[167] بک احیا و بک اموت دریغا قایلے بایستے و شاہد خوب روئے تا این بیتہا گفتے تا بودے کہ این معانی ذرہ روئے نمودے **نظم**

آن بت شاہد کہ عشقش جان ماست ہجر و وصلش درد و ہم درمان ماست

روئے او دین است و زلفش کفر و شرک پس خود او ہم کفر و ہم ایمان ماست

آن جمال غایب کہ صورتے شاہد بیکسے دیا بمثالے دیا یا نمو ذجے ظاہر شدہ است ایشان بران نظارہ مانند غیب را حاضر دیدند اما دین صفتے کہ گفتیم رسیدن بدین دولت و مشغول بدین بودن و ازین برخوردن حیات یا شد و محروم و محجوب ازین ماندن موت عنایت کند قولہ[164] فارغان از عشق و شاہد بازی چہ خبر دارند آرے متعلم بے سوز بیقر بے درد تاجر بے ساز ازین گرفتاری ایشان را چہ خبر قاضی این عشق و شاہد بازی را بار نامہ می نہد اما مائیم کہ این بارنامہ آنکست ایم سخن درا علے وادلے میرود و طعن قاضی بر محجوبان و بردا ماندگان است قولہ[165] موت نزد ما کفر باشد بالا موت ہجران و فراق گفت و بدو و بودن از مقصود داگر موت خوانی ہم درست است و اگر تحفہ گوئی ہم خوب باشد کفر از روئے لغت ستر است ہر چہ از محبوب مستور شد کافر شد از روئے لغت و بر اصطلاح صوفیان و عکس این حیات است قولہ[166] سر شاہد بازان مصطفی است آرے ہر آئینہ سر عاشقان اوست و اطلاع بر سر دنیا و آخرت او راست رایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ او را ست وحدت بردا نا بلہ گفتہ است ہر چہ بامردمان وعدہ است با او نقد ہر آئینہ سر شاہد بازان او باشد۔ قولہ[167] بک احیا اسلام و بک اموت کفر بردو از وخلق الموت والحیٰوۃ

ایعزیز تو در دعا این مقوالی خواستن که مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواست
تو ہو بستہ در دعا این میخواند اللّٰھم[۱۶۸] احینی ما علمت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی
اذا علمت الوفات خیرا لی اول مقام مرد این باشد که او را موت معنوی حاصل
آید چون[۱۶۹] این موت حاصل آید فقد قامت قیامتہ بروے جلوہ گری کند دانی
که اول چیزے که درین قیامت بینی چہ باشد اے عزیز درین قیامت انبیارا
علیہم السلام برمن عرضہ کردند[۱۷۰] با امتان ایشان ہر پیغمبرے دو نور داشت وامت
او یک نور اما محمد را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدم که سرتا پاے او نور بود که وَاتَّبَعُوا[۱۷۱] النُّورَ
الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ وامتان او را دیدم دو نور داشتند اگر خواہی که بدانی که

زندہ شوام یعنی اگر میرم بسبب تو قاضی ہمین معنی رعایت کردہ است قابلے وشاہدے که گفتہ است
یعنی تجلے باشد بر صورت او طالب این صورت مطلوب او دو ہمان صورت کہ تجلے کردہ است از جمال
خود با وقصہ وافسانہ نیمہ ہر چیز زیبا تر و نظرے ہر چہ نرم تر وحکایت از جمال وحسن خویش کند آنرو شاہد
باز را بآن شاہد شاید ذوقے چنانکہ مطلوب است بدست آید قولہ[۱۶۸] اللّٰھم احینی ما علمت الحیوۃ
الدنیا خیرا لی اگر زندگی با تجلے اوست این حیات خیر است مرا او را دوام که باین تجلے زندگی که
زیدو اگر نہ مرگ بہ مرگ ہر چند متعرض طبایع است اما از بسیار غمہا خلاص ہم دہد حیات بے تجلے دو دیدار دو است
کراہیت دارد که عاشقان از دے چنان گریزند که مردمان از موت قولہ[۱۶۹] چون این موت حاصل
یعنی مردن آن است که بحیات زندہ شوند چہ آنحیات مرگے نباشد فعل قام قیامتہ بروے جلوہ
کند ہم برین اشارت می کند قولہ[۱۷۰] عرض کردند ما لک قیامت نماید ہر کیے را چنانکہ آن چیز است ہمچنان
نماید براے تیقن وتحقق را واطلاع بر سر حقیقت وآنجا کہ میگوید انبیا را برمن عرض کردند و در انحال
صورت این بود ہر کیے را دو نور بود وکسے باشد که او را ایک نور بود واز دو نور عبارت از ابیض وآنکہ
اما محمد ہم از نور است چہ باشد ہمہ نور است یعنی ابیض واسود واز اسود وابیض وبودہ است ہمہ نور بود تا سایہ اش
بر زمین نیفتاد قولہ[۱۷۱] وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗ نورے کہ با او منزل است آن نور

آن نورہا چیستند آنکہ عثمان بن عفان رارضی اللہ عنہ پس تا او با تو بگوید کہ چرا
دو نور داشت کہ ذی النورین گفتند وعثمان پیر تان ہر یکے دو نور داشتند دریغا
چہ خواہی شنیدن از جملۂ پیران جہودان یکے را دیدم اندوے این واقعہ پرسیدم گفت
من نیز در توریت این نعت مراتب انبیا علیہم السلام خواندہ ام وایشان با اتباعان
خود چنین گفتہ اند وخدا با موسیٰ چنین گفتہ است ومن در توریت بدیدہ ام اما نُوْرُهُمْ
يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ این دو نور باشد کہ نور علی نور بیان محمدؐ باشد

ن چرا او را ذی النورین
ن اے دوست ہا
خود نور بود ندا محمد
نور تر بود۔

فیض قدسی است ولو نر سوحی بدان جلا وعلیۂ قوت است کہ با نور مطلق صورت
اتحادی نماید میگوید نورے کہ باو منزل است اتباع آن نور کنید پس وے رو بدا ورا
در یابید قولہ ذوالنورین خواند قصہ برین جملہ درحکم عثمان رضی اللہ عنہ دو دختر رسول علیہ السلام
بودند بدان سبب ذوالنورین گفتند قاضی این جا عنایت از نورین می کند کہ بالا ذکر آن
رفت فلہ ذلک قولہ از متبع پیران جہود پیرے جہود سپیدے از وے پرسید او گفت در توریت
چنین دیدم لانزاع فیہ اتباعان پراختلاف اند وانبیا کذالک وہر یکے نورے دارد قولہ
نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ قاضی عنایت می کند کہ این دو نور است
آن نور را اگر عنایت توحید و وحدت گویند وحدت واحدیت خوانند پر اعتبار وتحقیق
باشد دو نور است یک نور متصل بصفتین شد یک تنزل او ودوم عین او اینجا وآنجا ہر
کہ ہست با آن دو نور است وبا آن دو نور باشد محمدؐ نور علی نور ہمان کہ آن نور مقید است
با مطلق یکے شدہ است نور علی نور گشتہ است رود نیل با دریا پیوستہ دو آب یکجا شدہ
بحران بینہما برزخ لا یبغیان بین ایدیے وایمان ہمی دو نور است یک نور را عنایت
از احدیت ودیگر نور را احدیت گو وہیچ یکے بے این دو نہ اما ہر محمدؐ یکے نور غالب از ان
نور علی نور شد من رأنی فقد رأی اللہ چون فیض قدسی ولو نور احد وفیض مطلق با نور محمدؐ

ن جلہ

لاتفصیلش ذوالنورین باشد ایعنی مصطفیٰ با آنکہ نور بود اے دوست نور بود نورٌ علی نور دانم کہ گوئی کہ فائدہ این سخن چیست آنست کہ من رانی فقد رای الحق ہمین معنی باشد وخلق ادم علی صورتہ ہمین معنی باشد وقالت النصاری المسیح ابن اللہ درحق عیسیٰ علیہ السلام این نشان داد ومن سعادت المرء ان یشبہ اباہ راہ سالک است کونوا ربانیین ہم زیادت درجۂ ایشان می نماید پس چون نور است این آیت چیست ربنا اتمم لنا نورنا اگر این آیت باور نداری این دعا چیست اللھم اعطنی نوراً فی وجھی ونوراً فی جسدی ونوراً فی قلبی ونوراً فی اعضائی ونوراً فی عظامی ہرچند نور زیادہ تر باشد زیادت باید خواست اما ربنا اتمم لنا نورنا نور خدا میخواہد نہ نور غیر او دریغا ہرچند میخواہم کہ از عالم کتابت بگریزم کتابت مرا دست میگیرد ونمی گذارد کہ

اتحاد یافت ہر آئینہ محمدؐ را دید خدا را دید نور قدسی با خود تمثلے داشت در عالم شہود وظہورے یافت از عالم شہادت خلق آدم علی صورتہ ہمان صورتے کہ او فیض قدسی او متعلق بود در جہان سوحی وقدوسی آدم را ہمبران صورت آورد ضمیر علی صورتہ را بعضے بر اسد وا رند وبعضے را بر آدم دارند بدین معنی کہ گفتیم ہر دو درست وبیک معنی باشد قولہ المسیح ابن اللہ عین حکایت می کند کہ این را با آن لسنتے باید نسبت وسلا نکہ گفتیم بدین معنی اورا نسبت این کنند غلطی کردند قولہ ان یشبہ اباہ ہمین وہم بدین معنی میگوید کہ عیسیٰ مشابہ رب است تعالیٰ ازین میجاید قولہ کونوا ربانیین خدائی باشید یعنی ہم ازان او گردید بہو صوت شوید وازان او باشید بدین معنی آن چنانکہ یکے را ازین غلط افتد کہ من سعادت الابن ان یشبہ اباہ قولہ ربنا اتمم لنا نورنا چون گفتم کہ آن نور است ونور ایمان نقصانے ندارد جائے بصفتے تجلے کند وجائے بصفتے بیں عا باتمام وہمہ خود نور خواستن درست باشد۔

از کنایت با مکتوب آیم این دعا اگر نخوانده که یا نور النور از نور زیادتی میخواهد گفت [179]
رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا این معنی دانی که میسر شود آنگهی که لباس غیریت بردارند داخل
مدخول شود وَاِنَّ [180] اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی روی نماید نورهای [181] مجازی جمله در نور حقیقت
حقیقی شود کافری [182] اگر هرگز دانسته که شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا
الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ چیست چون حاضر حضور عیانی شود ایمان هر سالک عرض کند چه خواهی
ن: چه معنی دارد
شنیدن تو پنداری که ایمان بغیب باشد ایمان موحدان بعیان باشد از عیان باشد
در لباس عزت باشد و در لباس غیرت [183] ملایکه و اولوا العلم برداشته شود همه شهد الله
باشد یعنی حضر الله المؤمن المهیمن اینجا روی نماید تا سالک را معلوم شود که [184] یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا
اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ خود میگوید که بجز این ایمان دیگری باید پس عکس این سخن چه باشد

---

[179] قوله داخل مدخول شود چون نور خارجی با نور داخلی منضم شود پس داخل مدخول یکی شد هم بدان معنی که گفتیم او
تکرر می کند ما نیز تکرر می کنیم [180] قوله وَاِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی آن داخل و آن خارج بجای رسید که وهم دوئی
نماند لا ابدان الی ربک المنتهی درست آید سلوک الی الله تمام شد اما فی الله من الله باقی است
[181] قوله نورهای مجازی در نور حقیقی حقیقت شوند نور مجازی که بسبب ظاهر اعتبار کنند هم از عیان هر چیز هم
بحقیقت یکی باشد [182] قوله کافری آری بدین معنی که قاضی دانسته است هر که بداند برین فهم تو کافر
باشد [183] قوله غیرت ملایکه و اولوا العلم از میانه برخیزند و هم دوئی برود جز یکی به یکی بوحدت صرف
نماند شهد الله باشد بلکه شهد الله نباشد الله باشد و شهد الله عبارت باشد چون این اعتبار آمد
ف: به اعتبار
اولوا العلم و ملایکه هم باشد اگر اعتبار کردی سخن را نهایتی نیست و گرنه جای سخن نیست کلّ
لسانه [184] قوله یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا ایمانی بعلم الیقین بود بعد از آن بعین
الیقین تا بحق الیقین پس هر ایمانی از ایمانی که آمد لطیف تر و صاف تر و عالی تر و آنکه قاضی میگوید
بر عکس این در اسی کفر کفری باشد علی هذا آن معنی آید بر عکس این معنی اول کفری غلیظ تر و تاریک تر

آن باشد که ورلے این کفر کفرے دیگر باشد و من یؤمن باللہ یهد قلبہ این باشد کہ چون مرد بنور مرد با دل باشد مومن باشد بے ہدایت چون مرد بخود شود ہدایت روے نماید یضل من یشاء و یهدی من یشاء روے نماید چون ہدایت چنین حاصل آید بجائے رسد کہ ہم شریک ہم مقام خدا باشد مشرک شود لئن اشرکت لیحبطن عملک خود ہمین گویا تا کار بجائے رسد کہ ہمہ این شود و ما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون اگر خواہی کہ تمام این کلمات بدانی الایمان عریان

ن باشد

و آن کفرے کہ قاضی عنایت می کند آن کفر اعتباری است ایمان را و راے آن کفر است مثلاً نزد خداوند عین الیقین مرد علم الیقین کافر باشد و کذلک مرد حق الیقین آن کفر غلیظ تر دید بحث ترتیب قولہ قولہ و من یؤمن باللہ یهد قلبہ ہر کہ ایمان بخدا آرد او کسے است کہ دل او ہادی شدہ است و ہر کہ ایمان بخدا آرد او رہ خدا یابد قولہ چون مرد بخود باشد یعنی تا با خود است و ایمان مومن و مومن ہدایت نیافتہ است چون از خود رود ہدایت رو نماید یعنی ہمو باشد کہ رہ خود رود قولہ یضل من یشاء ہر کہ بے ہدایت است و یهدی من یشاء ہر کہ با ہدایت است بلفظ ہم شریک و ہم مقام خدا لے لفظے شنیع است اگر چہ این را معنی باشد و لکن با خطا این سخن تا ہر کدام عاقل رود دلش و تبت گفتن گرفتہ نشد قولہ مشرک باشد این گویند ہم شریک شد این ہمہ شریک و ہم مقام شوند و عمل ہر دو حبط لیحبطن عملک این شد چون یگانگی بحقیقت میسر نیست البتہ دوئی درمیان باقی است خود شرک مرکوز نشدہ است و مجبول آمدہ است و ما یؤمن باللہ الا وہم مشرکون ہمین گواہی دادہ است این شرکے است کہ ہیچ نبی مرسل و ہیچ ولی مقرب و محقق نرستہ است ہم ازین جا است کہ خود ہمہ شرمندہ اند قولہ الایمان عریان ہیچ لباس ایمان و شرکے با وے نباشد اعتبارات بجملتہا را فنا گردد و ایمان برہنہ باشد آن ایمان را اعتبار است و لباس التقوی و چون این برہنہ را لباس پوشانند لایق او جز حریہ تقوی و دیباے توجہ و حضور تمام نباشد حاصل سخن آن معلوم شود کہ ایمان ہارو برہنگی باشد تقوی احتراز است و احتما است چون از ہمہ اتقا است لابد لباس او ہمین برہنگی باشد

و لباسہ

دبا سبه التقوی نیک بدان آخر[۱۹۰] بدانی که نوراً فی جسدی لباس تن است و نوراً
فی قلبی لباس دل باشد و نوراً فی وجهی لباس چشم باشد درین مقام سالک را ذی النورین
خوانند این دو نور کدام باشد تو نیز بگو که یا نور النور چون خواهد که این مقام نیز برسد باشته شود — ن بسر آید
و ایمان نیز عین مومن شود ربنا اتمم لنا نورنا لباس ایمان و تقوی نیز بردا شته
شود و مومن نماند لمن الملک الیوم لله الواحد القهار قربت با مرد نماید العزیز — ن دوست
ازین آیت یوم تبلی السرائر[۱۹۱] چه فهم کرده آن روز که اسرار بصحرا نهند این روز باشد
و آن روز کدام است روز قیامت خوانند قیامت عوام نباشد قیامت من مات فقد
قامت قیامته باشد اگر خواهی که سوگند بدین قیامت بدانی برخوان لا اقسم بیوم القیمة — ن برخوان

قوله[۱۹۰] دانی که نوراً فی جسدی حاصل کلام قاضی هم بهالا مرتبط است همان سخن است بعبارتے دیگر
بالا نورے در دل و نورے در وجه و نورے در چشم و نورے در تن گفته ایم و آنرا معنی هم بالا رفته
است و اگر تکرار میکنیم دشواری افتد و مثل آن در کلام قاضی بسیار است مومن نماند این ندا حقیقة
شود لمن الملک الیوم چون کسے نباشد مومن غیر مومن همه محو باشد بنا بر وجه درجه محو باشد
لله الواحد القهار او یکے ماند و چیزی او دیگرے نباشد تحفه است اینجا کلام او در اشناخته ایم
ازلاً و ابداً متکلم بکلام احد و کوت بر و روا نیست تعالی ان هذا لمن الملک الیوم او امروز
این سخن را می گوید و مدعی دعوی ملک ندارد لله الواحد القهار اثبات افتد منبلی هذا ازلاً
و ابداً همین است فرد حقیقی موجود باشد دیگر نه قوله[۱۹۱] یوم تبلی السرائر نهانها پیدا شود
یعنی آنچه در سینهٔ انسان سرے و قیمتے که باو سے نهاده اند آن بروے آشکارا شوند قیامت
این قیامت این طایفه است اگر سوگند خورند بدین قیامت آن از آنها است زیرا چه
عروس سرا ابر اینجا جلوه کرده است وحصل ما فی الصدور و هم حاصل همین معنی دارد ان
اکرمکم عند الله اتقکم هر که درین ره متقی تر درجه او بلند تر ۔

ن روز درین قیامت یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ بر تو جلوه گری کند و حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ پرده از روے کار بردارند تقوی روے نماید اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ پس ازین سوگند یاد کند وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ چون ہمگی نور منور شود خطاب ہمه این باشد یٰاَیَّتُهَا[192] النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ این جنت را در عالم مین خوانند کدام یمین از مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشنو که گفت الایمان یمانی والحکمة یمانیة یمین عبارت از دست راست باشد پس ہرکه نه یمنی بود ببیاری باشد اصحاب الیمین این گروه باشند و اصحاب الشمال گروه دیگر در عصر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قومے بودند چون خواجہ اویس قرنی بود نشان این رموز این دان که مصطفی علیہ السلام گفت انی[193] لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن از چنین مردان نشان نتوان داد اما او این

قوله[192] یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ چنانکه او دوست او را بدان اطلاع شود و بدان قرار و آرام گیرد و دنیا و آخرت دنیاش گردد او را نفس مطمئنه گویند این چنین نفسے آن نفس است که او بوے دارد که واجد آن ریاح قرب رانسیمے و خطے باشد قوله[193] رسول اللہ گفت انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن از سمت کسے از و بوے خوش برآمده

ان نمی نهد است بمشام نفس متبرکه رسول اللہ رسیده او نشان بدو می ہند نشان به نفس الرحمن

ان میدہد می گوید انی احد نفس الرحمن من قبل الیمن چنین گویند این اویس قرنی است و ہذا عنایة منهم چون خلق مین بد و اطاعت و انقیاد کردند نزول رحمت طرف ایشان دید گفت انی اجد نفس الرحمن من قبل الیمن و یمن عبارت از دست راست باشد یمن و یمین ہر دو قریب الاشتقاق اند و یمین نسبت به شرف دارد و نسبت به رحمت دارد

قدر وا او اما المجالس بالامانت مگر که نخوانده دانی که این کدام مقام باشد[194] مرتدم اگر بارم گفتن که این چه مقام است اما باید که دانی که این ساعت خود مرتدم دانی که چه گویم اگر با وی بنشینی از مصطفی صلی الله علیه وآله وسلم بشنو[195] که گفت من بدل دینه فاقتلوه گفت هر که دین خود را بگرداند او را بکشید این خطاب است با دربانان[196] عزت ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین اگر خواهی[197] زبان طلسمات ومندسی ومقلوبات بدانی وجائے رسی که نه مومن باشی ونه کافر وسر آن داری که با من موافقت کنی وحظ خود را بیندازی واز خودی خود بیرون

فعلی هذا الایمان بیان درست آید قوله[194] مرتدم اگر بارم گفتن نیز گویند بیت

کافر نشوی عشق خریدار تو نیست — مرتد نشوی قلندری کار تو نیست

از خلاف رسم وین کردند وصورت دین کردند ابلیس نیز پیدا آوردن ورشتی جدا از داد نیست تا آنکه گوید مرتد نشوی قلندری کار تو نیست از جائے بجائے با بدن دارد ولی بی ادبی در طریق ارتداد باشد اکنون قاضی مسلمان مرتد میشود وجابجا کافرم می گردد بار کرد باد المسکینان مسلمانان شویم مامثل بو شیخ وعلمائے ودیگر قاضی امثال قاضی حیسا که محی الدین ابن اعرابی از دایره خارج شده اند اگرچه از ضابطه خارج نشده اند

قوله[195] من بدل دینه فاقتلوه قاضی برائے کشتن خود فتوی میدهد قوله[196] دربانان عزت وعلماء دین دارالحرم دربانان عزت اند یعنی عزت خدا نگاه میدارند هر که برخلاف این گوید وبر او میشکنند ودربان باجور وعتاب مجاز گردانند وایشان ملام وبدنام اینجا و در آن جهان قوله[197] اگر خواهی که زبان طلسمات ومندسی مرادش از زبان طلسمات... این است که من سخنے گردانیده بر طریق طلسم خواهم گفت اگر آن نوع دانسته گردانیده باشی سخن ما بدانی اینکه کافر باشد نه مومن نه آنکه طلسمے مقلوبے بیان میکند الحق بدان

توانی آمدن تا آگاه این راز شوی ولایق شنیدن این کلمات شوی واتم کہ گوئی
بلے اما با تو گفته ام کہ مخاطب توی اما مقصود مخاطبان غایب اند کہ خواہند آمد پس
از ما کہ فواید عجیب را در کتب من بدیشان خواہند نمود کہ الشاهد[198] یری مالا یری
الغایب این باشد[ف] درین مقام تا غایب[199] نشوی حاضر نباشی وتا حاضر نباشی
غایب نشوی اگر چنانکه سر[200] آن داری کہ کافر شوی گوشدار از آنچ نگفته شنیده کہ گفته
آنچه محمد[201] است نزد خلق نزد ما خدا است و آنچه خدا است نزد خلق پیش ما محمد است

ف این مقام باشد

کلمات کہ باشد وفهم کہ کند آنکه از خود برود از دید فقط خود را بدرکند این گفته موافقت با
مومن متقی باشد این چنین کسے مصدق باشد قوله[198] الشاهد یری مالا یری الغایب هر
آئینه آنچه حاضر بیند در مجلس خویش باشد غایب از آن مجلس بیرون مطلع نباشد قاضی را مراد
این است و آنکه بحق حاضر شد بجائے رسید آنچه بر اسرار حق اطلاع دارد دیگرے ندارد این
مقام شد این مقام نهادن چه باشد سرّے دقیقه را مقام تو آن گفت قوله[199] تا غایب نشوی
یعنی وجودے کہ داری ازین فانی نشوی وجودے دیگر پیش آید از آن نیز فانی شوی پس آن
اسرار خدائے فهم توانی کردن قوله[200] اگر سر آن داری کہ کافر شوی یعنی کافر میشوی بگو اگر
سر آن داری کہ مومن شوی خلق بغلط چیزے تا چیزے را چیزے دانستند هر آئینه بدین وهم
ایشان کافر شدند اما بحقیقت ممنوع شد این مومن وهی بوهم خود آن محقق را کافر خوانند
قوله[201] آنچه محمد است نزد خلق محمد از عبدالله و آمنه زادمی او از پرده شد این را محمد و احمد
نام کردند و اگر مجرد آمدن او از نسب عبدالله و آمنه وتسمیه او به محمد و احمد تا این همین قدر او از
خدا نباشد محمد به نفس خود باشد اما چون خداوند سبحانه وتعالی نورے متمثل بصورت
ایشان کرد و از رہے معتادے فرستاد این را محمد و احمد مردم نام کردند آن محمد را دو
اعتبار آمد اہل حق بحق و نظر حق به خلق متوهمان قریش چنین گفتند کہ محمد از عبدالله و آمنه آمد

ن حق

مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَیْنِ فِی جَوْفِہٖ این مقام باشد پس آنچہ حاضر بود غایب باشد و آنچہ غایب حاضر باشد بشاہد پری ما لا یری الغایب این باشد اما این ہمہ زینہار نہ بینم کہ بے آنکہ سخن ترا بخود کشد تو این کلمات را بخود کشی کہ آنگاہ جان نبری[۲۰۲] دانی کہ چہ گفتہ می شود کہ مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام میگوید من احدث[۲۰۳] فی امرنا ھذا لیس منا فھو رد و این حدیث و ما را از روزگار ہمہ فیلسوفان بر آوردہ است من غشنا[۲۰۴] فلیس منا این باشد آخر شنیدہ باشی کہ ہر کہ با کافر نشیند[۲۰۵] کافر شود اگر صحبت من ترا ہیچ اثر نکردے جز این کہ اگر حلولی[۲۰۶] معنوی نباشی بارے حلولی مجازی باشی چہ گوئی آنہا مرا بے دین میدانند و تو در دین من باشی چہ گوئی تو نیز بے دین نباشی معذور دار ایشان را قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ[۲۰۷] اگر خواہی کہ سوئے از جمال آنچہ گم کردہ باز یابی یک ساعت خود را با این حدیث دہ کہ مصطفی علیہ السلام

مادرش چنین نام کرد محققان گفتند از خدا بخدا آمد این معنی را قاضی میگوید محمد است ما آنرا احد ا گوئیم و آنچہ خدا است شما آنرا محمد گوئید این معلومات قاضی است ما جعل اللّٰہ لرجل من قلبین فی جوفہ این چنین باشد کہ دو محمد است محمد یکے دل محمد یکے و رہ محمد یکے دیرین بیان قاضی کہ گفت ما آنرا شرح کردیم غایب حاضر یکے باشد **قولہ** جان نبری[۲۰۲] این چنین ہذیان گوید و عام سخن بگرداند آنچنان گویند کہ ہر وے گیرند چہ نہ جان سلامت ببر **قولہ** من احدث[۲۰۳] امرا چیزے متفرع نباشد مردود باشد و تو خود بیا لے میکنی میگوئی سر است تو آنکہ میگوئی برچہ ہمین خود بدار تا مردمان در ہم نیفتند تو کشتنہ نشی و نزدیک خدا الام نباشی **قولہ** من غشنا[۲۰۴] فلیس منا آنکہ تو چراغش میکنی سخنے راست بیان کن در غلط مینداز قاضی آنچہ باید گفت تو گوئے ترا از مسلمانان شمرند **قولہ**[۲۰۵] ہر کہ با کافر نشیند یعنی بر صفائے کفر و بکفر او نشیند کافر شود **قولہ**[۲۰۶] اگر حلولی معنوی نباشی لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ و اگر و ہم حلولی درین کلمات باشد اما معلوم نیست کہ البتہ ذکر حلولی کیند **قولہ**[۲۰۷] قل اللّٰہ ثم ذرھم یعنی اے محمد خدا یکے است و جز او ہیچ یکے نیست۔

فرموده است مثل المؤمن کمثل النخلة المثمرة مثال مومن چون درختی باردار باشد که
پیوسته[۲۰۸] از ثمرهٔ آن درخت خلق منتفع شوند این قدر اینجا کفایت باشد اما جماعتی که این
صفت دارند که شر[۲۰۹] العمی عمی القلب با ایشان جز این حدیث نتوان گفت مثل المؤمن
کمثل النحلة لا یاکل الا طیبا ولا یضع الا طیبا گفت مثل مومن چون نحل انگبین باشد که جز پاک نخورد
و جز پاک بیرون ندهد نحل را طعام طیب میخوراند و فراغت از عسل باشد که فیه[۲۱۰] شفاء للناس این همه
از وحی یافت که اوحی ربک الی النحل در مقام دیگر گفت مثل[۲۱۱] المؤمن مثل السنبلة مثل مومن چون مثال

قوله[۲۰۸] پیوسته خلق از و منتفع شوند یعنی سخنی که ما گفتیم در آن نفع هست قوله شر العمی عمی القلب آنکه
دلش کور است آن تیر هرگز نفع گرفتنی نیست بروایت گویند زنبور را عادتی است جز چیزی که او
صاف پاکیزه دارد که عسل شود نخورد و از و جز شهدی شیرین خالص بیرون نیاید گفت مثال
مومن چون نحل انگبین باشد یعنی هر جا که میوه نخل انگبین ساخت می کند و مسموح خود می سازد و
پس از آنکه لایق می باشد آن را میخورد تحفهٔ دیگر است از جهت پادشاه زنبوران که آن را
یعسوب گویند یک زنبور بر رهگذری می ایستد هر یکی از زنبوران میگذرد دهنش بوی
میکند اگر چیزی خورده است که آن زنگار شهد است سر از تن او همانجا جدا می کند حقیقت
چه دارد جز محرم با درون نتواند نهاد قوله[۲۱۰] فیه شفاء للناس یعنی با وی این وحی
کرده اند و یا با مصطفی خطاب کرده اند که در و شفا است قوله[۲۱۱] مثل المؤمن مثل السنبلة
تمثیل سنبله چند احتمال دارد یکی قاضی بیان کرده احتمال دیگر در سنبله هم نفع است هم لذت
و ذوق است هم امید برخورداری است هم جمال و کمال است و هم برآوردن و بر شدن
و درخت کافر عکس آن بدان ماند درختی سوخته باشد خاکستر کرده باشد هیچ کار نیاید و آنکه
قاضی میگوید مثل اصحابی فی امتی کالملح فی الطعام ملح در طعام مقصود است ملح برای زیادت
لذت را اصحاب رسول الله از صحبت رسول الله دقایق و حقایق که گرفته اند چنانکه نمک در طعام

خوش باشد که ساعتے ساکن باشد و ساعتے متحرک و در ترقی و تراجع باشد و مثال کافر چون
درخت خشک باشد که ثمره ندارد و سخت باشد چنین بریدن را نشاید ترا عجب می آید آنچه
گفته می شود که مقصود کاینات ایشانند و دیگران طفیل ایشان اگر خواهی از مصطفی علیه السلام
بشنو که گفت مثل اصحابی کالملح فی الطعام لا یصلح الطعام الا بالملح و ربنا [۲۱۲] نمک از خود
تبرا کرده است طعام را بدان احتیاج باشد اگر با خود بودے او را نیز بدیگرے
حاجت بودے اللهم اهد قومی فانهم [۲۱۳] لا یعلمون راهمودن و ما است بدین
مقام یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی و جعلنی من المکرمین اند ده است
که تجوزند که چرا جمله محروم باشند از صحبت الست هر کسے لایق صحبت نباشد دیگر اینجا ن واگر
غیرت باشد هیچ نشاید نتوان دادن کالمجالس [۲۱۴] بالامانت اینجا هیچ رشک [۲۱۵] و غیرت نباشد

---

[۲۱۲] باشد اگر مرد دین بر نیری ایشان رود رواجے و جمالے شد قوله نمک از خود تبرا کرده است او را
بدیگرے حاجت نیست ولیکن این حاجت دارد که با دیگرے اتصال او نیست نه بهر جمال او
حسن او پیدا نیاید کن در وجود او ست چنانکه ابن اعرابی مطلق و مقید گوید این را نیز بران حساب
کن قوله [۲۱۳] فانهم لا یعلمون حقیقت شوق مر ایشان مخفی است بوهم خویش با حقیقات مکابره
و معارضه پیش می آید یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی این نیز هم از آن خود نمائیها ست ن نیز بینا
نفس عادتے دارد البته خود نمائی کند و خود بینی نماید تا آنکه مردم در بهشت در آمد خود نمائی از سر
نرفت میگوید لیے کاشکے آن طایفه که مرا انکار و استهزا میکردند بدانستندی که امروز چه شده ام و کدام
مقام بکرم ... اند اما قاضی براے آرامی آرد شفقت علیهم این سخن میگوید که یا لیت قومی یعلمون
[۲۱۴] قوله المجالس بالامانت این آن امانت است که خیانت نتوان کردن و اگر کنند آن کالا
از مقامے و زوید ه نشد اما مرد گوینده کافر لایق در دیدن و بریدن گردد قوله [۲۱۵] رشک و غیرت
نباشد رشک و غیرت اینجا از آن نیست که یکے باید تا مشغول است که پرواے دیگرے ندارد

از حق تعالیٰ شنو آنجا که گفت وَنَزَعْنَا مَا فِی صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ[216] چه خوب بیان شده است این جمله را گفته شد و بیا مگر نشنیدهٔ که عارفی بنزد عارفی بنشست گفت کیف حالک گفت اما کان فی حالک ما شغلک فی حالی[217] فان کنت لا بد سایلا عن حالی فانی عنک مشغول این عالم بلند تر از آن است که کسے توقع دارد که مطلع آن شود اگر خواهی که تمام تر بدانی بدانکه با مصطفیٰ علیه السلام چه میگوید از[218]

ہیچ وقتے ندیدہ است و ندانستہ است ہر یکے را کہ دست اور ا کفے و اصبعے نیست اور اقبضے و بسطے نیست

ن بیمان بیہودہ — شرابے خاصہ بر وبیا بیہودہ است کہ دومی را اصلا از ان شور نیست مصطفیٰ را این قدر شور باشد کہ اور شرابے بیہودہ اند کہ یک لک و بست و چہار ہزار اند گونہ شراب و از ہر خمے قطرہ در جام محمد چکانیدہ اند بربن کلی شراب ہر یکے شناسد اما آنچہ او دارد از ت نقل آن قولہ[216] وَنَزَعْنَا مَا فِی صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ بر دن کشیدیم آنچہ در سینہ ایشان از غلے و کدورتے و میخو اہیم ہر یکے مرادان باشد متماثل و موافق باشند بر تختہا در ذوق و خوشی قولہ[217] اما کان فی حالک ہمانچہ گفتیم در بیان آن بزرگ ہمان ظاہر شد و ہر یکے را وقتے است کہ ہیچ کس پروائے دیگرے ندارد

ن گفتند — قولہ[218] با مصطفیٰ چہ می گوید قصہ اصحاب کہف گفتیت و دران یک این بود کہ ایشان را صورتے است اگر تو بر آن مطلع شوی عجب نباشد کہ از بس

ن دم ممنوع — خوف از ایشان رو گردانی یعنی نتوان دیدن و بخوف متلی شوی رسول اللہ علیہ السلام ممنوع تجلیات قہریات لطفیات حیات و معنویات مخوفات و متانسات کہ ہر روز در ذیل دامن متابعان او بستہ اند چہ باشد کہ از ایشان بترسد و بگریزد یعنی ازین رہ کہ ایشانند

د بشر بشر است — دازین جہت بشریت این صورت آید کہ دیدن ایشان کہ بشر با وصف بشری تواند کرد و دیگر گویم بسیار با رسول اللہ نقرا وو بگریانند چون این چنین حکایتے ہست کہ ہیبت غیبت

ن ہیبت — دار و پس ہیبت مردم از خود ر و و و در آن حالت عجب نباشد کہ غایبے ظاہر شود واللہ

واقعۂ اصحاب کہف لَوِاطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا واگر من اینجا گویم بدان غار نشوی و دیغا اگر درین مقام جوانمردے گوید کہ رایت بانی فیہ معذور باید داشت این نکتہ بگویم کہ مرا شورش بیدار و عثمان[219] عفان رضی اللہ عنہ روزے کہ از دنیا مفارقت خواست کردن گفت مرا امروز حلال کنید واز ہر یکے عذرے واستحلالے میخواست اورا گفتند سبب این چیست گفت امشب مصطفی را علیہ السلام دیدم کہ در عالم شہود بود یعنی مقام[220] شہدا گفت

ن احلال

یحتمل دراین چنین حالت کہ نشان از رویت ہم گویند قولہ[219] مرا احلال کنند بفعل احلال است واگر بہ حاء غیر معجم است یعنی چون امروز حلال کنند برین وہم مرا بکشند و درواقع ہمین بودہ است کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کفر عثمان واگر بہ جیم باشد یعنی مرا نزرگ کنند کہ بکشند تا درمقام شہدا برسم اگر گویند تحلی میخواست وآنچہ ہرسہ از روے شریعت معنی درستے است

قولہ[220] یعنی مقام شہدا معنی مقام شہدا عنایت از خو میکند شہود از خداوند سبحانہ بصفت شہود بودہ است وقاضی میگوید کہ عنایت میکند یعنی بنا برہمین است شہید شہود ذات واورا علی الدوام شہود است پس ازین شہود قاضی مقام شہدا مراد داشت ہم بدان معنی کہ گفتیم وآنکہ گفت افطار پیش ما کنی یعنی از امساک وجود حسی بدرآئی باقبال وجود حقیقی رسی واقع ان بود کہ چند روز محصور بودہ چہل ہزار مرد بعضے صحابی وبعضے تابعین عثمان رض را این آوردند کہ ترا از خلافت عزل کنیم ویا بکشیم او از خلافت عزل اختیار نکرد گفت ہرچہ آید از خدا آید برین بود کہ امروز یاد و روز دیگر بکشند چون رسول علیہ السلام راانجواب دید تحقیق کرد کہ امروز خواہند کشت عجب کارے نمیخ ہرتا ہر عثمان جمع شدند وگفتند کہ اندک انحرافے در وے شدہ است از ظاہر شرع اے عارفان محققان

ن باز آید وگفتند اگر نہ

ازین انحراف باز آید واگر نہ بکشیم ازین جا فہم کن از انحراف جادہ چہ آید قاضی راہم

ہ دیہر نسخہاے منقول عنہم ہمیں الفاظ مرقوم اند داز آنہا ہیچ مفہوم واضح نمی شود۔ ع ح

ای عثمان فردا این خواهی دیدن و افطار پیش ما کنی چون از خواب درآمدم
ارشادی این خواب فرا رسید اکنون بیشک دانم آنچه او گفت صدق باشد
و بدان مقام نتوان رسیدن الا بقتل امروز مرا بخواهند کشتن روز تمام نرسید و بود که
شهیدش کردند اسم و صفت ای از نامهای او الشهید است [221] آن جوانمرد که گفت [222]
آن سگ را که وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ نعت اوست او را دیدم که
ن اورا — حقیقت برو جلوه می کرد یعنی حق تعالی را در آن حقیقت آدمیت آن کلب دیدم
ن ازو — پس با او گویند که لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا [223] من اینجا گویم که تا تو
بدان غار در نشوی و او دلیل او تو نشود آن راه هنوز تمام نباشد باید که مرا معذور
دارند گوش دار که چه میگویم مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ [224] غیرت الهی نمی گذارد که بیش آنکه هست
گفته شود اگر این اسرار بر ایشان منکشف گشتی همه اهل هست شدگان [225] روزگار
پست و نیست شوندی تا هستی دوم ایشان را لایق آن کند که این اسرار بر ایشان

اینجا گفتند که جاده انحراف کرده است [221] قوله نامی از نامهای او شهید است چون نام شهید باشد
هر که بدین صفت موصوف شد نسبتی به صفت او برد [222] قوله آن جوانمرد گفت آن سگ آن
کلب صفتی از صفت آدمیان گرفت با اصحاب کهف موافقت کرد خدا را یکی اقرار کرد که
صفت آدمی و آدمیت در وی جلوه کرد سگی بصورت بود و معنی آدمی [223] قوله اگر من اینجا گویم
یعنی اگر او تعالی دلیل راه نباشد هیچ یکی بدو ره نبرد و اگر چیزی نصیبی باشد تمامی کار نبود
[224] قوله مَا يَعْلَمُهَا إِلَّا قَلِيلٌ یعنی آن کلام نمی گذارد که گفته می شود آنچه هست زیرا چه علما
باشند اندک اند [225] قوله تا هست شده گان روزگار پست شوند و معنی است که یک هستی
همین که مردم دارند هستی دوم از این نیست گردند و هستی دیگر هست شوند چون از اول نیست
ن بود — را مقام هستی دوم کردند تحقیق هستی همین است آن را اثباتی برد پس آنکه آن را اثبات

جلوه کند اما با این همه گویند ایمان را بدین کلمات معذور باید داشت اقبلوا[226]
الکرام عثراتهم عذر همه شیفتگان روزگار رنجه استه است از شیخ جنید
بغدادی رحمته الله علیه بشنو از وی پرسیدند که من العارف[227] فقال المعرفت ماء
ولون الماء لون انائه گفت رنگ آب از رنگ انا باشد این در عالم
تلوین باشد ازین مقام مصطفی علیه السلام عبارت چنین کرد ان لله
عبادا خلقهم[228] لحوائج الناس وآن شنیده که بزرگے را بزرگے پرسید

---

[226] قوله اقبلوا الکرام عثراتهم قاضی رحمه الله
خود را از کرام داشت و با این لطف و کرم عثرات برخود اثبات کرد [227] قوله لون الماء لون الاناء
ما العارف اینجا من مناسب است مگر بالمعنی من باشد و دیگر سائل مگر از صفت عارف می
پرسد برین هردو بیان از صفت عارف می پرسد لون الماء لون الاناء یعنی عارف متصف
بصفت رب است یعنی شناخت به صفت او شده است و دیگر عارف کیست آنکه درون
وبرون یک رنگ بود اگر در صافی وشفافی هردو یکے اند آرے درون وبرون یکرنگ نا کرد
نماید اینجا سخن داریم اگر آب سفید ے اندازند و شیشه هم سفید باشد هرگز احساس نشود
که درو چیزے هست یا نیست العزیز بدانی این معنی وے که گفتیم اقل من کل قلیل و اعز م اعز
من کل عزیز بسیار شیخ من یران صفت بودے که هیچ یکے ظن نبردے که از معرفت م عزیز
بوئے در مشام او رسیده این شخص است این شیشه و آنچه در دست یکرنگ است
معلوم نمی شود درین چیزے هست یا نیست اما اگر او را جنبانند یا برگیرند معلوم شود که ...
عظیمے و عزیزے است [228] قوله خلقهم لحوائج الناس چون خود او از خود رفته بود خلقهم
لحوائج الناس باشد از فنائے فنا رسید بقائے بقا را به صفت ذهول دید خلقت او وداشتن
او جز به اغراض الهی نباشد آنکه از شبلی رح ابو محمد رویم رح او را پرسید از توحید شبلی رح گفت هر که از توحید

خود نشانے دادہ است کہ فَاسْئَلُوْا[۲۳۱] اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
اگر خواہی از مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز بشنو کہ گفت اطلبوا[۲۳۲] الفضل من (عند) الرحماء
فی امتی وعیشوا فی اکنافہم اجازت است پیر را چندان باید آمدن تا کہ
تربیتے کند مرید را و تربیت آن است کہ مرید را مشغول گرداند بپرسیدن
وشنیدن احوال از شیخ مگر کہ آن بزرگ از اینجا گفت کہ ہر کہ با پیر احوال
نگفتہ باشد در قیامت[۲۳۳] او را راہ ندہند تا از حق تعالیٰ راز (باز) پرسد و با دے
سخن گوید ہدایت[۲۳۴] اللہ علی المومن السائل علی بابہ این باشد اما مقصود از این ہمہ آیات (آن است)

ن عند
ن باز رسد
ن اما مقصود مردم بسیار است بہ پیر از خویش این ہم آن است

لا جرم تنہ مردمان باما درین باب گفت و شنودے کردند و مرا سلغ جواب نبود جز سکوت زیرا چہ آن مردم عرش را
بینند و بعد از ان سیرے کنند با ایشان سخن توان گفت قولہ[۲۳۱] فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ معارف را اگر تطبیق
توانی داد بحضرت استاد تلمذ کن فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ را در عمل آر قولہ[۲۳۲] اطلبوا الفضل ہم بدان معنی است
کہ گفتیم رُحَمَاء گفت زیرا چہ نبی را اسرار انتشار آن نکند بر ہیچ آفریدہ شخص مانی مگر آنکہ رحمت و شفقت
او او را در باید سرے از اسرار پیر بر مرید بیان نکند کہ در کنف حمایت ایشان علم حقیقت حقائق
را بسر بردہ باشد میان عرفاے امت است لیکہ صفت او این باشد اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ
البتہ نخواہند کہ رمزے از اسرار او بر زبان رود قولہ[۲۳۳] در قیامت او را راہ ندہند زیرا کہ کیمیا گر مس
را رنگ کند و زر سازد او باید بامتحانے کہ میان این قوم آمدہ است سلامت برون آید و اگر
سلامت برون نیاید او را زر خالص نگیرند زر و باشد برنگ خود باز گردد و نہ او زر بود و نہ مس
ہمبرین قیاس احوال خود تا بہ پیر نگوید و مرآنرا مصدق نباشد و بیان آن بر تو نگوید آن دوا
نماید تو گمراہ نگردی قولہ[۲۳۴] ہدایت اللہ علی المومن تا تراعیانے است بلکہ عیبش بردامن
تو نیست بر تو سلبے بیاید و از تو چیزے خواہد اگر تو عارف و محقق نہ از تو کہ پرسد و توجہ دانی
و بدامن او چہ توانی داد کہ ہدایت اللہ علی المومن السائل علی بابہ

ن عیان نیست

که کار از ان باید کرد که آنرا جواب صواب باشد تا پیر پرست نشوی خدا پرست نشوی تو نه پنداری که مصطفی صلی الله علیه وسلم از اینجا گفت که المرء کثیر باخیه این تر است پیر را اما مرید را مقید کرد بشرطے و آن آنست که مصطفی علیه السلام گفت المرء علی دین خلیله مرد بر دین برادر و پیر است اے دوست مقامے باشد که آن مقام را خلت خوانند که دران مقام عبودیت نباشد جمله خلت باشد درین مقام خلت المرء علی دین خلیله باشد اے دوست دانم که ذکر سبحان این قدر که گفته شده است کفایت باشد اما مقصود ما بیشتر از ان است که گفت ایشان درمیان ا

ن نباشی

قوله تا پیر پرست نشوی خدا پرست نباشی و پیر پرست چه معنی دارد یعنی هرچه پیر می فرماید ترا بران می باید رفت او جز بخدا از خدا می گوید چنانچه پیر پرست باشی خدا پرست باشی و دیگر حق تعالی در مظهر پیر تجلی کرده است چنانکه آفتاب در آب اگر تو متوجه پیر و پیر پرست باشی عکس عکس چنانکه در دیوار محاذی می افتد اینجا سخنے دیگر هم می گویند بر مذہبے که محی الدین اعرابی مقید و مطلق میگوید بسیار با گفتیم شرح حاجت نیست این سخن بدان ماند اگر پیر ظهر پرستی خدا را پرستی قوله المرء کثیر باخیه مرد مرشد و محقق چون ارشاد و تعلیم کند هر یکے را واقعی به تجلی مخصوص شود و همه پیش پیر گذارند پیر بر چندین تجلیات و چندین اسرار مطلع شود و کثیر ا باخیه باشد و دیگر معنی الوجود واحد و الکثرات بالامثال فافهم واغتنم ان انت من هولاء الرجال و اینجا با مرید شرطے کرده اند المرء علی دین خلیله قوله عبودیت نباشد جمله خلت باشد عبودیت صفت لازمی است از هیچ یکے نرفت و نرود اما چون اثبات خلت شود دوست مرد دوست را دوست دارد که البته چنین خواهد که او هیچ او باشد و محتاج کسے نگردد و هرچند من حیث هو هو او محتاج است اما چون ارخاے عنانش کرده اند بدین ماند که عبودیت نمانده است همین میگوید در مقام خلت عبودیت نباشد یعنی مطالع عبودیت نیست قوله المرء علی دین خلیله یعنی هرچه بین خلیلین این صفت باشد که هر یکے براه دیگرے باشد۔

ن الکثرات

من چنان باشد که نمک در طعام و طعام بی نمک خوش نباشد امتان[۲۳۹] او نیز بی این بزرگان خوش نباشد (ن نیک) از جمله این طایفه یکی ابو ذر غفاری بود رضی الله عنه مصطفی صلی الله علیه و آله وسلم یک روز او را دید که تنها می رود گفت مسکین[۲۴۰] ابو ذر تمشی وحده وهو فی السماء فرد

---

[۲۳۹] **قوله** امتان او بی بزرگان کسی نباشد خواص امت او مثال نمک اند در طعام همین عبارت تقاضا کند که ایشان اندک باشند و در جمله نفوس امتان برکت ایشان ساری باشد چنانکه نمک در طعام و چنانکه می بینی اکثر مردم احمق و ابله اند و اصل و کامل و عاقل کمتر بود ولیکن با این همه یکی از فیض او خالی نیست اگر ایشان نباشد قوام این جهان نباشد هیچ صورت بندگی و خدائی پدید نیاید و اگر ایشان نباشد هیچ فضلی و شرفی امت محمد را نبود و قاضی گفت هچو نمک در طعام است الله اعلم بدو چیزی رسیده باشد اما ذکر آن نکرد هم ترجمه نقل کرد [۲۴۰] **قوله** مسکین ابو ذر رضی رسول علیه السلام ابو ذر رضی را فرمود وا و تنها میرفت ازین تنها رفتن دو احتمال دارد یکی از روی ظاهر که او تنها میرفت و با او کسی دیگر نبوده است و دیگر ان اباذر یضرب فی ارض السلوک بنعت التفرد و وصف التوحید سلوک تنها گانه دارد که کسی کم آن سلوک کند چنانکه او در زمین تنها است بهر دو معنی که گفتم در سماوات نیز همین صفات یعنی صفاتی فردی که هیچ کس با وی شریک نیست در زمین سلوکی تنها میکند در آسمان مقامی خاصه می یابد و کن فرد الفرد حکایت به ابی ذر رضی چنانکه در زمین در کار و وصف خود فرد بود در آسمان نیز همچنین همبرین صفت با یکی یکی باشد خدا یکی است و تو هم با او یکی گرد پس آن فرموده اند ان الله جمیل ویحب الجمال به تحقیق خدا با جمال است و با بها است و جمال او بها را دوست دارد این سخن را بدین مقام نسبت تمام و کمال هرچه تو خود را بچیزی آرائی آن دلیل بر نقصان تو باشد زیبائی بدانچه تو آرائی هر آینه نقص او عیبی هست آن را بر روی انداخته بدان زیبائی باشد اما اگر تنها زوی باشی بدان صفات باشی که هیچ آرایش ترا احتیاج نباشد آن صفت چیست یکی یکی گردی ترا هیچ

ن فرد الفرد

فی الارض فرد فکن فرداً للفرد ثم قال یا ابا ذر ان الله جمیل یحب الجمال یا ابا ذر تدری ما غمی و فکری والی ای شیٔ اشتیاقی فقال اصحابه اخبرنا یا رسول الله بغمک و فکرک فقال اه واشوقاه الی لقاء اخوانی یکونون من

شے احتیاج نباشد کمال جمال و جمال کمال ہمین است رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ابو ذرؓ ہمین میفرماید کہ خدائے تعالی تنہا را دوست دارد تو ہم با این تنہا تنہائی باش جمال تو آن باشد قولہ[۲۴] واشوقاه الی لقاء اخوانی چنین معلوم شود بحق اتباع و بذل مجہود من بعد قومے باشد کہ حق اتباع وحق دوستی او گذارند اگرچہ در وقت او نیز ہستند آنچنان کہ دم بدم و قدم بقدم او اند اما میان حضور و غیبت تفاوتے باشد حاضر حو صفت حضور دارد باشد کہ شوخی و گستاخی با او باشد حاضر حو صفت حضور دارد باشد کہ اگر عاشق و محب معشوق و محبوب ملازم و مصاحب بود از ندرتے خالی نباشد و این نوع منتظر او آید مردمے اند کہ ہمہ چیز گذاردہ اند ہیچ چیز متعلق نہ اند و ہمہ روز در طلب رضائے محب اند محبوب تحمل اشتیاق ایشان اند و ایشان را خواہان تر باشد و دیگر گوئی آن بدو اسلام و دین قوت نگرفتہ است و او را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این کہ ہمہ را بصورت ظاہر دارد و اگر توجہ بخود فرماید اللہ اعلم تا چہ خویلات و ہیبات در دل مردم متوجہ او آید اما این متاخران اول و آخر او را محیط و عارف اند متوجہ او اند جمال الہیت را در دل او مطالعہ کنند ذات مطہر و نفس مقدس او آئینہ دل خود ساختہ اند ہر نفس نظر ایشان ہم بر دل اوست توجہ میگوئی آئینہ کہ در و جمال محبوب بینند میتوان رو از آن آئینہ گردانیدن و پشت بدو دادن و از ان لیکار ے دگر شدن لا و اللہ آن خدائیکہ فرمودہ است مثل امتی مثل المطر لا ا درمی اولہ خیر ام آخرہ ہم بدین کوس می زند شنیدہ شبلیؒ گفتہ است مسکین حارثہ نظرش از عرش در نگذشت شبلیؒ میگوید بر عرش نظر مکن در دل مصطفیٰؐ نظر کن کہ آئینہ جمال اللہ آمدہ است۔

[margin: گویم]

بعدی شانهم شان الانبیاء[۲۴۲] وهم عند الله بمنزلة الشهداء[۲۴۳] یفرقون[۲۴۴] من الاباء والامهات والاخوات ابتغاء لمرضات الله تعالی وهم یزکون[۲۴۵] المال لله

قوله[۲۴۲] شانهم شان الانبیاء یعنی چنانکه جز این کارے نداشتند که همه ساعت نظر بر خدا داشتند و هر چه از ان سوی آمد همه را اتباع میکردند و رامت محمد قومے باشند هر فرآئینه که از خدا بر ایشان رسد ایشان هم بر آن روند و لا یخافون لومة لائم قوله[۲۴۳] وهم عند الله بمنزلة الشهداء بعد آنکه میگوید شانهم شان الانبیاء گفتن وهم بمنزلة الشهداء چه معنی داشت مگر ازین شهید اصحاب مراد دارد یعنی ایشان حاضران حضرت او باشند یک ساعت از حضرت او بدور نبوند و صفت شهیدان گفته اند یا کلون و یتمتعون و یرتعون من ثمار الجنة ایشان آن قوم اند که از دنیا رفته اند و از تمتعات دنیا بیکار نشده اند و نعمت دنیوی و اخروی ایشان راجع است و دیگر گویم دو چیز است یکے عظمت و عزت و جلالت دوم تربیت دو صفت باشد کسیکه او را عظمت و جلالت بود که در وصف من تو نیاید و دیگر کسے فقیرے ذلیل باشد او را قرینه بود که آن جلیل و عظیم در خطره نگذشته بود میدانی که مرد صادق و صالح مادر و پدر خویش را چه قدر دوست میدارد و عزت و عظمت ایشان چه اندازه است تحمل کی کند که خوارے فرو افتاده باشد که خود کارے را در جفا یا با وے چیزے بود که مادر و پدر او را خبر نبود قوله[۲۴۴] یفرقون من الآباء یعنی برسم و دین ایشان نمی روند و تعلقی و محبتی با ایشان ندارند و بدانچه کشند ایشان آن سو نشوند جز مرضیات الله مطلوب ایشان نبود و آنکه با مادر و پدر و برادر و با کسے اعانتی کنند هم برائے رضائے او بود قوله[۲۴۵] وهم یزکون المال لله تعالی مال برائے خدا دهند مال را نام مال شد لان میله الی الخسة والدناءة و هر که بدو میل دارد او نیز خسیس و دنی است که گفته اند ربع الاربع مریع الخضیض للماء و المال للاخساء گفته اند والقضیب للنساء والغیب للعلماء چون ایشان صفت شرف دارند و دیگر هر چه

ویبتذلون[۲۴۶] انفسهم بالتواضع لا یرغبون[۲۴۷] فی الشهوات وفضول الدنیا یجتمعون[۲۴۸] فی بیت من بیوت الله تعالی مغمومین محزونین من حب الله تعالی قلوبهم الی الله وروحهم من الله علمهم لله

بدان نفس بشری وانسانی میل کند ایشان آنرا مال گویند احتراز آن واجب بیند قوله[۲۴۶] ویبتذلون انفسهم بالتواضع در حضرت او برای او تواضع کنند که خوار نمایند و نیز بین یدی الناس بر آن صفت آمده است لایق رویت قوله[۲۴۷] لا یرغبون فی الشهوات هرچه شهوتهای این جهانی وآن جهانی است مرغوب ایشان نبود وفضل الدین آنچه ترا تجلی وکشف شود و تو خود را دران حالت چیزی شماری این فضول دنیا است اندیشه کن هرچه میگویم وظاهر معنی جمله متعلمان میدانند قوله[۲۴۸] ویجتمعون فی بیت من بیوت الله آنکه کعبه را و مسجد را گویند خود ظاهر است و دیگر بیت الله خلوت خانهٔ عاشقان است زاویهٔ دوستان خدا است محل شهود و مقام تجلی است و دران فقیر و دران بیت الله به صفت غم وحزن بوند زیراچه هرکه بچیزی محظوظ شود و مشاهده و مطلع او گردد البته آن کس خواهد بر غور او به نهایت او مدرک و واقف گردد آن البته میسر نه هرآینه غم وحزن لازم حال ایشان باشد من حب الله من اجله یعنی غم وحزن ایشان بموجب حب است وایشکه بر غوری میخواهند مطلع شود از جملهٔ حب اوست قلوبهم الی الله انتهای سیر و سلوک ایشان الی الله شده اند چنانکه فرمود تعالی وان الی ربک المنتهی ولهای ایشان تا آنجا رسید که انتهای سلوک است وروحهم من الله تعالی وروح ایشان از خدا است نگفتت خروج الروح من بین جانبه وجلاله پس ایشان من الله باشند محدث فانی بالحظ اشارت مبتدای وجود یافت است وعلمهم لله کار ایشان کار خدا است هرچه ایشان کنند خدای آن کند و هرچه خدا کند ایشان همان کنند و اگر الله گوئی خود معنی ظاهر است دیگر

یا رسول اللہ قال الواحد منهم[۲۵۳] بسبح تسبیحة خیراً یوم القیامة من ان یسیر معه جبال الدنیا ذهباً وان شئت ادیدک یا اباذر قلت بلی یا رسولُ اللہ قال نظرة[۲۵۴] تنظر الی احدهم احب الی اللہ من نظرة الی بیت اللہ ومن نظر الیه فکانما ینظر الی اللہ تعالیٰ ومن سرہ فکانما سرّ اللہ تعالیٰ ومن اطعمه فکانما اطعم اللہ تعالیٰ وان

---

[۲۵۳] قوله الواحد منهم یسبح تسبیحة تنزیه باری تعالیٰ است الخ جملہ عیوب ونقایص جبال دنیا ذہب و قصر شود یا چیزے دیگر ازان بالاتر بود مقابلہ آن تنزیہ کجا افتد لکن در مردم اہل دنیا کہ کوہہاے دنیا زرشود و دنیال یکے بود زہے کار سبب آن برائے ارأت ایشان را فرمودہ است چنانکہ در حدیث آمدہ است لو سألت اللہ ان یصیر الجبال ذهباً یسیر معنا ولکن اخترت من الدنیا ان اجوع یوماً واشبع یوماً لفظ الحدیث او معناہ این چہ چیز است کہ او گوید کہ خواہم کوہہا ہمہ زر گردد و زر را پیش او چہ اعتبار است اما بفہم مخاطبان میگوید [۲۵۴] قوله نظرة تنظر الی احدهم احتمال دارد کہ فاعل نبظر اللہ باشد و محتمل کہ ہمان نعت کسیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میکند فاعل ہماں باشد یعنی آن شناسندۂ حق نظر سوے کسے بکند آن نظر او بہتر باشد نزدیک خدائے تعالیٰ از کسیکہ نظر سوے بیت اللہ کند من نظر الیه ضمیر الیه راجع به بیت اللہ بود و یا راجع بدان مرد عارف ہر کہ سوے او بیند گوئی سوے خدا دیدہ باشد و ہر کہ بیت اللہ را بیند گوئی خدا را دیدہ باشد و ہر کہ آن مرد عارف را شناسد شاد کند خدا را شاد کردہ باشد و آن دلیل برین بود کہ ضمیر الیه بر عارف عاید است ہر آئینہ چو او مظہر و متجلی خداوند است تعالیٰ شادی او شادی و غم او غم خدا است و ہر کہ او را طعام دہد خدا را طعام دادہ باشد چون خدا باوے است و این قایم بخدا است و این مرد عارف

شئت ازیدک یا اباذر قلت بلی یا رسول اللہ قال[۲۵۵] مجلس الیھم قوم مصرین مثقلین من الذنوب مایقومون من عندھم حتی ینظر اللہ الیھم ویغفر لھم ذنوبھم لکرامتھم علی اللہ یا اباذر[۲۵۶] ضحکھم عبادت ومزاحھم تسبیح ونومھم صدقۃ ینظر اللہ الیھم فی کل یوم سبعین مرۃ یا اباذر انی مشتاق الیھم ثم اطرق راسہ ملیا ثم رفع راسہ وبکی حتی غدر عیناہ فقال آہ واشوقا الی لقاء اخوانی ویقول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللھم احفظھم وانصرھم[۲۵۷] علی من خالفھم واقر عینی بھم یوم القیامت[۲۵۸] ثم قرأ ھذہ الایت الا ان اولیاء اللہ

ن مصرین
ن اطرف

در محاورت اوست اطعام او اطعام اللہ باشد ومعنی دیگر که صوفی متالہ گفتہ اند آن نظر عندیم ظاہر است قولہ[۲۵۵] مجلس الیھم قوم قوم یا گناہگار باشد وحمل ذنوب گران گشتند چون مجلس منتہی مجلس آن عارف است ہنوز ازوے جدا نشدہ بودند کہ خدائے تعالٰی سوئے ایشان بنظر رحمت بیند وایشان را بیامرزد زیرا چہ ایشان نزدیک خدا آن کرامت دارند ہرکہ با ایشان نشیند نصیبۂ صحبت از ایشان گیرد ھم القوم لایشقی جلیسھم قولہ[۲۵۶] ضحکھم عبادت خندہ ایشان جز تو سعہ معرفت نیست ومزاح ایشان جز از صفت ونعت باری نہ وخواب ایشان جز برائے دادن حق نفس نہ فعلی نہ صدقہ باشد وخدائے تعالی سوئے ایشان ہر روزے ہفتاد بار بنگرد وآن عبارت از کثرت است یعنی ہمارہ ایشان منظور حق باشند قولہ ما ایعنیہ بتثبت حالھم ومقامھم[۲۵۷] وانصر علی من خالفھم علی الصفت البشریۃ والرذیلۃ الشیطانیۃ حیث لم یزلوا الا خائفین للہ تعالی وانھم خلصوا عنھم اصلا ورأسا قولہ[۲۵۸] واقر عینی بھم یوم القیمۃ

ن تعبیر
ن نیز
ن گشتہ اند
ن بودند
ن مقامھم

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ این قدر ہنوز بر قدر حوصلۂ مختصر بہتان
گفت و آنچہ خواص دانند خود دانند اما با تو گفتہ ام کہ شوق از رؤیت و حضور
خیزد نہ از غیبت و ہجران اگر تمام باور نداری از حق تعالیٰ بشنو کہ چہ میگوید
الاطال شوق الابرار الی لقائی وانی الی لقاءهم لاشد شوقا مصطفی
علیہ السلام نیز در دعا میخواہد اللهم انی اسئلک لذة النظر الی وجهک والشوق
الی لقائک تا بدانی کہ شوق از حضور باشد نہ از غیبت اما تمامی شرح کردن

یعنی مرا با ایشان یکے دار و ایشان را با من مصاحبت کن کہ روشنی چشم من بدیشان است
آیت اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ دلیل بر این کرد کہ ایشان را درین جہانے خوف و حزنے نیست خوف
در استقبال باشد و حزن بہ نقد چنین میگویم در صدر حدیث این سخن آمد کہ فی شرح الفردوس
آنچہ در ہر وقت لابد باشد و ازین بیشتر شود چہ گویم قاضی را ہنوز مختصر بہان باشد گر آنکہ
شرح الفردوس او صاف دیگر کہ بیان کرد دیگر اینکہ لا حرج حال ایشان و ذیل مقام ایشان
قولہ از رویت و حضور خیزد یعنی یکبارے آن دیدار و حضرت محبوب حاضر شدی پس آن
بعدے و ہجرانے باشد آن شے کہ خیزد آن را شوق باشد اما اگر دیدار کلی نباشد و شوق گویند
بہ جہد و خیالے باشد پس غیبت و ہجران می باید بعد آن حضور و رویت قولہ الاطال شوق
الابرار این تقاضا کرد کہ ایشان در حضرت اند و با حضور حضرت برکتی تو انند رسید پس ہر چہ
شوقے معلق و طلبے مفرطے باشد وانی الیہم لاشد شوقا یعنی تشویق دل ایشان و تحبیب
نفوس ایشان بسوے خویش من کردہ ام من خواستم کہ ایشان مرا مشتاق و طالب
ترجمہ وانی الیہم لاشد شوقا درست آید قولہ و اسئلک لذت النظر الی وجهک
شاید شے منظور گردد اما تو بدان نظر متلذذ نگردی تا آنکہ اوان آنہا است کہ شے ملذوذ
معلوم است رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آن طلب میکند کہ نظر باشد بالذت آنچہ

این گروه نتوان زیرا که خاطر با برنتابد و حوصلہا احتمال نکند و غیرت الہی نگذارد بعد ما که چون محرمان خود را از دیدۂ اغیار چنان پوشاند که کسے ایشان را در حساب نیاورد و ایشان را بر گمراه و دیوانه ندانند اما راه خود ایشان دانند اما گوش دار. شرح این کلمات درین ابیات حاصل چگونه خواہد آمد این رباعی را بشنو   رباعی

آنہا که بر آسمان ہم صحبت ماه اند   بر تختۂ شطرنج ملامت شاه اند

و آنہا که ز سر این سخن آگاه اند   گمراه خلایق اند و خود بر راه اند

ن بر آسمان ہم

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی این باشد دریغا اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ خود بگمراہی ایشان گواہی میدہد اما باید که دانی که تابع متبوع باشد یعنی قطره در دریا خود را دریا توان خواندن اگر گوئی قطره دیگر باشد راست باشد اگر

محبان ببینند از ان البته لذت گیرند دمیابینند کحی اندین اسرار که در دیدار کرده اند ... از نظر لذتے نیست این سخن حکما و عقلا و آن سخن محبان و عرفا است والشوق الی لقائک با وجود یگانگی و با وجود ہمه اوست لقائے شوق و لذت نظر نادر و کارے است ... نظر را چه طرب از عشق بازی مجاز خود خبرے و کسے میدہد   بیت

عجبے نیست که سرگشته بود طالب دوست   عجب این است که من واصل و سرگردانم

قوله جز گمراه و دیوانه ندانند ہر آئینه چو از معتاد تجاوز شود و از معہود خلاف انند مردم دیوانه گویند اگر بر وصف دیوانگان است و گمراه خوانند اگر معیشت و زندگانی بر حسب عاقلان است. قوله وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی یعنی مردمان ترا ضال دانند بسبب آنکه تو خلاف دین ایشان کرده و از ایشان بیگانه و با خدا یکے گشته و خدا انزا ره نموده است قوله اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ دو احتمال دارد یکے آنکه گمراہی از ره حق دوم محبتے مفرطے که از راه استقامت برده آنچنان که آن را اضلال نام نہند تَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ یعنے فی حبک القدیم که در ان

گوئی از دریا است ہم راست باشد اما معین نتوان کردن[۲۶۵] کہ مقصود من چیست آنکس
کہ خواہد کہ بداند جان بکند تا بدست آرد این کلمات جز در کسوت مجمل نتوان گفت
وبیان مجمل و مفصل از اشلۂ چند شود کہ مقلوب باشد بطلسمات[۲۶۶] ہندی اکنون نیک گوش دار
تا خود چہ فہم کنی اعلم ان[۲۶۷] الموجودات تنقسم علی ثلثۃ اقسام علی جوھر و عرض و جسم

بیت گفتہ بودہ است گمراہ خلایق اند خود بیراہ اند این گمراہی ایشان است کہ از ازل باید
مستان شراب حضرت اند اگر آن سرست خود را از راہ مستی گوید من شراب من مستی ام شاید بسبب الفت
بصفت مجاز جز شئے بدین نسبت کہ او از ان اوست و با وے تداخل و امتزاج دارد اگر او خود
را عین او خواند شاید قاضی میگوید یعنی قطرہ خود را در دریا تواند خواندن ولی از دریا است قطرہ بعض
یعنی اگر آن قطرہ خود را در دریا تواند و در خواند شاید یعنی بر اصطلاح آن بزرگوارے اطلاق
و تقیید میگوید و اگر آن مقید خود را مطلق خواند باعتبارے شاید آرے فیض از عین وجود خود را شمرد و
یا بدان خواند روا باشد قولہ اما معین نتوانم کردن کہ مقصود من چیست آرے تو معین نمی کنی اما مردان
دانند کہ چہ میگوئی قولہ بطلسمات ہندی ازین این طلسم مقلوب چہ مراد است یعنی طلسم عالم میدان
رقم عالم جانی جز اشارت و در بیان نشود طلسم او را گویند کہ چیزے دیگر نماید چنانکہ مقلوب
مردے در لباس کاغذی روغن ازار زد و در پیش چیزے آتش کند و دران روغنے پر در ہمچنین نماید
کہ عجب کارے کہ روغن و کاغذ با آتش سوختہ نشود اما در ترکیب و ساز آن مردم غافل اند در حیرت
و تعجب باشند۔ قولہ اعلم ان الموجدات تنقسم بدلیل جوہر و عرض و جسم ما ہمچنین
میگوئیم موجودات بر دو قسم ممکن الوجود و واجب الوجود و ممکن الوجود بر دو قسم عین و عرض و قاضی
چنین میفرماید جسم تابع است مر عرض و جوہر را یعنی جسم ہم جوہر و عرض است زیرا چہ جسم
عبارت از جوہرین مرکب است ترکیب جوہر بر جوہر عرض و لا واسطہ در انہما یعنی جسم بے جوہر
و عرض نیست و لکل واحد منہما حقیقۃ ہر آئینہ موجودے بے حقیقت نیست۔

ف جسم تقوم

فالجسم تابع لهما ولا واسطة وارجاعهما لكل واحد منهما حقيقة ومجاز فنقول الموجودات[٢٦٨] تنقسم الى واحد والى كثير اما الواحد[٢٦٩] فانه يطلق حقيقة ومجازا فالواحد بالحقيقة هو الجزء المعين ولكن على ثلث مراتب المرتبة الاولى وهي حقيقة الحقيقت هو الواحد[٢٧٠] الذي لا كثرة فيه لا بالقوة ولا بالفعل وذلك كالنقطة وهذا ذات البارى تعالى وهو الذي سميناه جوهرا فردا فان هذا كالنقطة ليست منقسمة ولا قابلة له فهو منزه عن الكثرت بالوجود والامكان والقوة والفعل فهو واحد وهو ذات البارى تعالى. المرتبة الثانية الواحد بالاتصال[٢٧١] وهو الذي لا كثرت فيه بالفعل اعنى فى العالم الجسمانية ولكن فيه قوة الكثرة اعنى كثرة بالقوة اعنى القوة الربانية[٢٧٢]

ن الموجودات تنقسم

ن وذلك فى ذات البارى

ن هذا

قوله[٢٦٨] الموجود ينقسم الى واحد آن كثرت بالفعل يا كثرت الوجود ہست در شاہد و یا خود از نہایت کہ کثرت الوجود شود قوله[٢٦٩] اما الواحد فانه يطلق اگر شئے باشئے فیضے از ان واحد گرفتہ آن را احد حقیقت باشد و آن مستفیض از وحکم کثرت دارد قوله[٢٧٠] الواحد الذی لا کثرت فيه كنقطة یعنی نقطہ موہومہ کہ تصور وجود او حکما وعقلا را اختلاف بسیار است و برین وضع کہ گفتیم واحدے کہ ہیچ نسبتے کثرت تصور ندارد ذات خدا است تعالیٰ کہ حقیقت کل موجودات است و واحدے را گفتیم در اصطلاح قاضی جوہرے فردے می نماید و ما در ابحاث معقول اثبات کردہ ایم کہ جوہر فرد حقیقی اگر عنایت از ذات باری کند بحسب معنی شاید و اما در اصطلاح اہل اسلام این سخن ممنوع است قوله[٢٧١] بالاتصال یعنی کل را نسبت بہ واجب مبدء ہی و واحدے را با شئے اتصال ہستی اگر در کثرت او را است اما بالقوہ کثرت باشد بسبب اعتبار و اتصال و انتساب قوله[٢٧٢] اعنی القوة الربانية فرد حقیقی اگر بفیض او نسبت دہند و آن جز قوت ربانی نیست۔

وهذه المرتبة هي الانوار[۲۷۳] المظهرة من ذات الله تعالى تارة تكشف و تنقطع ويسمى جسمانيات كان فردا ومتصلا ويسمى جوهرا فردا والمعنى بالجوهر ما لا يحتاج الى غيره في قيامه ويكون قائما بنفسه المرتبة الثالثة من الموجودات ما كانت عكسية اثرية من هذين الوجودين المذكورين وهو المعنى المنسوب بالعالم وهذا ينقسم الى قسمين الى ملكي والى ملكوتي هو العالم الروحانية وهو ما يتعلق بعالم الآخرة ومنها ما يسمى هذا العالم وهو عالم الدنيا وجميع ما ذكرته اعلم بمثال وهو[۲۷۴] نقطة لا والاخر نقطة ط والاخر نقطة لا والاخر على نقطة ن والاخر على نقطة ى والاخر على نقطة د وبعضها على نقطة ح. ثم اعلم ايضا ان الموجودات تنقسم على ثلثة اقسام على واجب الوجود وعلى جائز الوجود وعلى مستحيل الوجود وعلى مستحيل العدم اما المعنى بواجب الوجود هو القائم بذاته لا قائم بغيره وهو ذات البارى تعالى لا ابتداء لوجوده

ر: علمه / ن: المعنى

ن: بنفسه

---

[۲۷۳] قوله وهي الانوار المظهرة آنکه ہر چیزے را ظاہر کنند وطاری بر ذات باری میشود کہ گاہے کشف شود وبار دیگر منقطع شود واین چیزے را جسم نامند واگر نظر بہ فردانیت واتصال او بدان فرد حقیقی کہ جوہر فرد گفتہ است ومراد از جوہر آنچہ قایم بنفس خویش باشد ومحتاج غیر نباشد عکسیه واثریه یعنی عکس آن وجود است واثر آن وجود سے ہست کہ آنرا عالم محسوس خوانند وآن منقسم بر دو قسم است ملکی وملکوتی آنچہ درین عالم است ملکی گویند وآنچہ دران عالم است ملکوتی خوانند آنرا عالم روحانی است قوله [۲۷۴] وهو نقطة هویت آن در وحدت متنازل کثرت آمده دوم نقطہ ط وآن کثرت آمد سیوم نقطہ لا آن جزو لایتجزی از یک قسم واحد وچہارم نقطہ ن وآن را باتصال کثرت جسم نامیده است پنجم نقطہ ی بجوہر فرد کہ باتصال با جوہر فرد حقیقی جوہر فرد اعتباری شود واین یا از متنقیص کہ اعتبار قسم تسمیت ناقص گشت ویا از عکس

ن: از روی عکس

ولا افتتاح لثبوته وهذا هو القديم الحقيقي واما جایز الوجود فهو الذی یجوز ان لایکون فاذا کان عدمه غیر جایز یکون هی الانواس والارواح العقلیة وما سوا ذلک فهو ما یجوز ان یکون ویجوز ان لایکون وما الایدخل فی الموجود فهو المعدوم

دریغا هفتاد و دو مذہب که اصحاب با یک دیگر خصومت می کنند واز بہر ملت خود ہر یکے خود را ضد میدانند و یک دیگر را میکشند اگر ہمہ جمع آمدندے وسخن این بیچارہ شنیدندے ایشان را مصور شدے که ہمہ یک[۲۷۵] دین و یک ملت اند تشبیہ و غلط خلق را از حقیقت دور کردہ است اندیشہ خلق را از حقیقت خود گم کردہ است

باشد وآن دو نوع است عالم شاہد که دال آمد وعالم آخرت آن روح آمد وآن ہیچ قسم جوہر فرد اعتباری ہم بجوہر فرد حقیقی الحاق کرد وآن نقطہ لا است برائے او نقطہ ... گفتا این کلمات بچہ ماند چنانکہ یکے مرد دیگرے را گوید تت او گوید ت تو گفتی فہم است او گفت فصلی وقتے عشق بازی کردہ به عرفے بغمزے و برغمزہ گفتہ وشنیدہ وقتے اشارہ ... و چشمکے ہم بودہ اگر بود آن کلمات را بشناسی و بدانے که ما کردیم بدانی میان این تو ہم دیدہ ام ازین دقیق تر است او دست بر چشم نہاد ودم دست بر لب نہاد گفت من مبتلائے چشم تو ام او گفت من مبتلائے لب تو ام مثل این را بیان بسیار است اما مثالے برائے تو بندہ باشد شاعر گوید

شعر

رد السلام بطرفه تبسما	لما رانی بالجفون اسلما
واشرت فی سری الیه بقبلة	حذر الرقیب خفت ان تبالا

قوله[۲۷۵] ہمہ یک دین و یک ملت اند محمد حسینی میگوید که قاضی عین القضات بوہم دہم خویش ہم این چنین گمان برد که ہمہ دینہا یک دین است وہمہ ملتہا یک ملت است لا حول ولا قوة الا باللہ استغفر اللہ اینجا دو نظر است ازین رو که ہمہ ہیم دازان رو که او ہست او تعالی

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا اسمائے بسیار است

امامعنی ومسمی یکے است ترا ظہیر الدین خوانند وخواجہ خوانند وعالم ومتقی خوانند بہر نامے

از وکہ مائیم مائیم عبودیت رد وقبول وحسن وقبح است وازان روکہ اوست اوست لیس عند اللہ صباح ومساء غلط او واین کروکہ اصول را با این فروع خواست برابر کند غلطے فاحشے والحادیے وزندقہ درست باشد بجان سرخود دربیان معارف وحقائق دو نظر بکنی ہمہ بیک نظر سخن گو نسبت ہمہ بدو مستقیم کن وخود را درمقام عجز وانکساری اثبات فرما بزرگے دیگر کہ محی الدین ابن اعرابی اونیز برمقال اثباتے واستقامتے دارد ہم فہم اوکہ مطلقے دارد ومقیدے میگوید وآن مقید نہ آنکہ مقید است آن مطلق نہ آنکہ مطلق است چون مقید شد بحسب ہر قسمتہ وتعینہ نہ آنکہ ہم بر واستقامت یافت خواص است یکے وتضعیف در ہر حرکتے وسکنتے وخاصیتے وفعلے خاصے درستے ہست فافہم واغتنم اکنون دربیان کلمات قاضی شراع کنیم

۲۷۶ قولہ اسمائے بسیار است مثلاً گویم زید زید نام شخصے است زید زا ویا و دال دیگر است وان شخص دیگر است راست یا تعلق ہذا اسم دیگر است ومسمی دیگر گویم مسمی بزید ہمان ذات زید است تعلق ہذا اسم عین مسمی باشد ہر اسمیکہ با مسمی خویش یکے است وبا جمیع اسامی بیک مسمی می آید دیگر ہر اسامی بہ یک مسمی باز می آید ومثالے کہ می نماید آن مثال ہر یک مسمے بچند اسم ظہیر الدین وقاضی ومفتی وفیما نحن فیہ این مبحث مانیست اگر گوئی باری تعالی را یک ذات ولود وہر نام اسم اوست ومفہوم ہر اسمے با این مسمی یکے است سلمنا اما او غرض این دارد کہ ہمہ بہ یکے باز میگرد اند آنرا مرد مان حق نام نہادہ اند تا آنکہ آنرا کہ با حق این یکے یکست شد وہذا غلط فاحش قاضی میگوید معقول دانی میکند نقایض واضداد وچگونہ در یک محلے جمع شوند وآنکہ او از اہل کشف وعیان اند چنین گویند بہ یک فیض از جمیع نقایض واضداد وتباینے وتخالفے کہ ہست بدان فیض باز می گردد این را مثال گویم آبے از چشمہ بیرون آمد بجمیع درختان رسید ہم از آن آبے

ما باشد
ما باشد

ما آید الکلام یسمی ومثالے ما بحث

ما مردان آنکہ ما بس یکے شد حق

حقیقت تو نگردد تو بیست ظہیر باشی اما اسم تو یکے نباشد و مختلف باشد وسمی یکے باشد لکم[۲۷۷] دینکم ولی دین این باشد دریغا از مصطفےٰ علیہ السلام نشنیدہ کہ گفت کل مجتہد[۲۷۸] مصیب اجتہاد مجتہد صواب می انکار دو ہر ملتے بر اجتہاد اعتبار کردہ است کلمات عربی را شنیدی کہ جہانے شرح با خود دارند بشنو کہ گفت موجود است بر سہ قسم اند قسمے واجب الوجود آمد و واجب الوجود

ویپیوستہ

گردے نیشکر است و درکردے دیا تورہ و حنظل است و درکردے جو برآمد و دیگر جا کشمش اگر گوئی ہمہ بہ یک آب رستہ اند آرے درست باشد و اینکہ خواہند ہمہ را بہ یک رنگ و یک مزہ و یک خاصہ رستہ اند لاحول ولا قوۃ الا باللہ گندم و نیشکر و کشمش بخورند بزیند و دہا تورہ و نیم از آنش بخورند بمیرند از یک آمانند تشکلے[۲] شدند قرد امناد صدقنا ہم بسبب ایشان معاملہ است مومن و کافر از خدا آمدند و مومن در اعلی علیین کافر در اسفل السافلین صالح در ترقی درجات فاسق در ہاویۂ درکات حکیم اگر قاضی پیش من بودے تعلیم حقایق میکردم ان مسکین بیچارہ را مابودہ است کارش بکمال نرسیدہ بود وگرنہ این چنین بچگیہا نکردے قولہ لکم[۲۷۷] دینکم ولی دین معنی آیت این است کہ شما را دینے باطل و مرا دینے حق شما بر دین باطل مختوم و من بر دین حق ثابت و راسخ و شما چو مختومے اند ان وین نگردید و من چو بر حقم از ان نگردم نیم و حنظل ہرگز از نیشکر و کشمش نشوند و کشمش و نیشکر ہرگز حنظل نگردد قولہ[۲۷۸] کل مجتہد مصیب یعنی در بذل مجہود خویش مصیب است و آنکہ بذل مجہود غلطے کند بصواب برسد و آن انکارے دگر است کافر بوہم و ظن خویش اجتہادے کردو رسم و دین خویش را حقے دانست جز این دگر نتوان گفت ہر دو بر صواب و بر حق اند۔

ن سم نشو[۲] تشکلے

ن سم

آن باشد کہ لایزید[۲۷۹] ولاینقص نہ زیادہ شود نہ نقصان پذیرد و آن ذات باری تعالی است
قسم دوم نعت یزید دارد و از نقصان دور باشد و بر مزید باشد و در زیر نقصان نیاید این[۲۸۰]
صفت نورہا ور وجہا و عالم آخرت است قسم سوم آنست کہ ہم زیادت پذیرد و ہم نقصان و آن
عالم جسمانی و قالب دنیوی بود پس اگر شیفتہ گوید کہ قطرہ خود را[۲۸۱] در دریا دریا خواند چنان بود
کہ آن جوانمرد گفت انا الحق او را نیز معذور باید داشت کافر حقیقی بود اگر نہ از مقام
خود گوید یا کشنود فاوحی الی عبدہ ما اوحی رفت و من حاضر نبودم چہ من[۲۸۳] و چہ بولہب یعنی[۲۸۴] کافرم اگر آنجا

قولہ[۲۷۹] لایزید ولاینقص این تعریف واجب الوجود است تعریف واجب الوجود الذین وجودہ بذاتہ
بلا ابتداء ولا انتہاء اما لایزید ولاینقص از لوازم اوصاف است قولہ[۲۸۰] و این صفت نورہا و
روحہا است گویم نورہا نہ مزید دارد نہ نقصان ولیکن مزدرائی را بجہت مزید و نقصان نماید چراغ اگر
کسے از قریب بیند نورے بہ کمال باشد اگر از بعید بیند البتہ از اضطلا مے خالی نباشد این
قریب و آن بعید گویند مزیدے و نقصانے دارد اما نور چراغ نہ او را مزیدے نہ نقصانے
او بصفت خویش است قولہ[۲۸۱] قطرہ در دریا قطرہ در دریا انا البحر گوید مجازاً باشد نہ حقیقۃً
چو مجازاً باشد چرا خود را بدین دہند و چرا حقیقت و مجاز بہ نعت حقیقت نمایند آن محی الدین رح
ابن اعرابی میگوید مطلق و مقیدے و آن مطلق را کہ ہم کلی طبیعی میدارد کہ او را در خارج وجودے نیست
وجود او در ضمن جزئیات اوست و قاضی بدان نہم میفرماید چون در ین جزوی آن مطلق کلی وجودے دارد
بدین وجہ کہ او در خارج جز درین صورت نیست پس برین طریق گویندہ انا الحق را معذور باید داشت ایم اللہ
من راست میگویم محی الدین رح و عین الصفات و ان گویندہ انا الحق اگر بدین معنی گفتہ باشند مشرکان
باشد ولیکن نہ شرک خفی بلکہ شرک جلی قولہ[۲۸۲] کافر حقیقی باشد یعنی کافر باشد کہ فہم حقیقت کافر شدہ است کافرے باشد
کہ از حقیقت محروم است قولہ[۲۸۳] چہ من و چہ بوجہل یعنی در اوحی الی عبدہ ما اوحی آنجہ رفت و آن مفہوم من نیست
ذوق آن مقام رسیدہ از آن چیز نداریم پس من و بوجہل یک مرتبہ ایم اگر رسیدہ ایم یا محمد یک جا ایم قولہ[۲۸۴] یعنی کافرم معنی آن بود کہ ما گفتیم و آن عین القضات گفت

ن چیو
ن وصف

حاضر شوم فتدلی این باشد در مجمل عبارت گفته شد چندازین مشغوی تا از عادت پرستی بدر شوی اگر ہزار سال در مدرسہ بوده که یک لحظہ بجو دلشده با ستہ یا ماه در خرابات شو تا بہ بینی که خراباتیان با توجه کنند اے مست مجازی بیا تا ساعتے موافقت کنیم

ف: در عبارت مجمل گفته شد

رباعی

ف: جوشے

رو تا بخرابات خروشے بزنیم — در میکده در شویم و نوشے بزنیم

دستار و کتاب را فرستیم گرو — بر مدرسہ بگذریم و در نشے بزنیم

نوش باد آن بزرگ را که گفت فقدت وجودی فی الخرابات مرۃ فروحی غداک فی الخرابات تا پیر خرابات فرمان ندہد کس را زہرہ نباشد که عروس خانه قل الروح من امر ربی را تواند دید شمع و شاہد در خرابات خانه کفر نہاده اند تا آن کفر واپس نگذاری مومن ایمان احمدی نشوی

رباعی

ف: و بلا بیابی

اندر رہ عشق سرسری نتوان رفت — لیے درد و بلا و بے سری نتوان رفت

خواہی که رسی ز کفر بیابی اسلام — تا جان ندہی بکافری نتوان رفت

آن ندیده که بلبل عاشق گل است چون نزد گل رسید طاقت ندارد و چون خود را بر گل

قوله یک ماه در خرابات شوی یک ماه چه باشد یک ساعت فرما قوله فقدت وجودی یعنی خرابات از انتها است که آنجا فقدان وجود مراد است خرابات که سالک خود را گم کند و از خودی خود آگاه نباشد قوله قل الروح من امر ربی چو روح از امر ربی است و تا با خود باشی امر رب بر تو تجلی نکند پس چون در خرابات از خود بدر شوی مستانه گرد و دیوانه شو و از خود بیگانه باش تا من امر ربی ترا محقق گردد قوله شمع شاہد را در خانه خراب مے است و قدح است و ساقی و حریف است مستی است ... است نقل است شمع است کثرت در کثرت دوئی و بیگانگی در کفر است تا از ہمه درنگذری با او یگانه نباشی مومن ایمان دین احمدی نگردی قوله ندیده که بلبل عاشق گل است بلبل را عاشق گل فرض کنند

ف: ر

ن بیجان

زند خار درین گل مقام دارد بلبل را کشته کند دریغا صد هزار رهرو درین مقام بیجان شود که هرگز در دو جهان از ایشان هیچ اثرے نبود و ایشان را از خود خبرے نباشد اگر گل بے زحمت خار بودے همه بلبلان عاشق گل گروندے امّا با وجود خار از صد هزار بلبل یکے دعوے عاشقی نکند دریغا ترسائے بایستے تا من این بیتها بگفتمے رباعی

ترسم که من از عشق تو شیدا گردم | وز زلف چلیپائے تو ترسا گردم
وآنگه بخرابات بناگه روزے | در دامنت آویزم و رسوا گردم

دانی که من تشبّه[۲۹] بقوم فهو منهم چه باشد قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

وآنکه طاقت ندارد و خود را بر گل زند الله اعلم خار در سر گل مقام دارد همه گلها خار ندارد و بعضے گل چنین باشند حاصل کلام او این است هر که در ره درآید او را بے طعنے و تشنیعے و قتل نگذارند

ن درین قدم نمی نهند

سبب آن هر کسے درین مقام قدمے نمی نهند قاضی میگوید اگر بے خار بودے همه بلبلان عاشق گل گروندے اعراض از گل بیخار زحمت خار نیست موجب این است که از تمام او و باصرهٔ او طاقت بوئے گل ربود و عاشق رنگ و بوئے او گردد اگر آن بوئے را نظاره کندے از زخم خار اندیشه نبودے۔

رباعی

ترسم که من از عشق تو شیدا گردم | مصحف بنهم گرد چلیپا گردم
گر تو ز سبب رهی مسلمان نشوی | ناچار من از بهر تو ترسا گردم

این رباعی مانند رباعی قاضی است قوله من تشبّه[۲۹] بقوم تشبه دو است یکے تشبه این است که یکے به صورت شخصے و لباس شخصے متشبه گردد دوم آنکه بمعنی و حقیقت او متشبه گردد هیچ او باشد اینجا این معنی رعایت کرده است اگر خدائے را دوست میدارد محمدؐ میگوید پیروی من کنید این اتباع را قاضی تشبه میخواند درین آیت تلویح

ہمین معنی باشد اما تا دربان[291] این حضرت راه ندہد این مقام نتوان رفت ونتوان یافت این دربان کیست فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ اگر بادشاه را دربان نبودے ہمه را قربت سلطان یکسان بودے وہیچ تفاوت نبودے ونامردان نیز قدم در راه نہادندے این دربان ممیز مدعیان است تا خود مخلص کدام است و مدعی کدام تو نیز با من در گفتن این بیتہا موافقت کن که گفتن این بیتہا از سلوک باشد

رباعی

اے شمع بہر جمع منت پروانه — وز عشق توام بخویشتن پروانه
لعل توہمرا بوسه کجے پذرفته[ا] — با زلف بگو تا بدہد پروانه

نہایت[292] کمال سالکان این مقام باشد اما این کسے را باشد که ازین جاش درسلوک و

ن نوعے از سلوک باشد

ن بوسه‌ای برفت ان با کسے

ن که اینجا...

معنی ہست میگوید اگر شما خدا را دوست میدارید دوست مرد دست را متابع وپیرو باشد فَاتَّبِعُونِي پس مرا پیروی کنید فہم من فہم قوله[291] دربان آنحضرت ابلیس را دربان حضرت فرض کرده است بدین معنی که به وسوسه و اغوا مردمان را از طلب حقیقت واز دریافت قربت باز میدارد باخود چنین ہم گوید که عبادت چہار ده ہزار سال بباد دادم تا خال سیاه بر رخساره وجود طاعت نہادم اے برادر درد نقد است وتراجز باد در ساختن در مانے نیست باز گرد که راه کعبه دراز است وخرابات در آے نوش کن که این جا ذوق ہستی نقد است چنین ہم گوید ۔

رباعی

من مست مے عشقم ہشیار نخواہم شد — خفته بر معشوقم بیدار نخواہم شد
در زہد چه میکوشم وین خرقه چه می پوشم — ہر باده چه مینوشم دیندار نخواہم شد

قوله نہایت[292] کمال سالکان این کلام دو احتمال دارد یکے اینکه او از خود بدر رفته دوم آنکه اندو بخود آمده از ہر دو حکایت نتوان کرد آنکه او از خود بدر رفته است لایق سخن وگفتن

ترقی باشد واز این جا بد انجا شود یعنی از خود بدر شود اما کسیکه از آنجا بیجا آمد واز وجود آید ہیچ نمی یارم گفتن واز حالت او ہیچ نمی یارم نمودن اما اے دوست من چند جا لیگاہ ترا معذور داشتم تو نیز بدین جا لیگاہ معذور دار دیغا از رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شنیدہ کہ گفت من[۲۹۳] اقال نادما بیعہ اقال اللہ تعالی یوم القیمۃ عثرۃ اتہ این حدیث نیز از من عذر میخواہد این بیتہا نیز بشنو۔

رباعی

دل بستۂ آن دو زلف چون شست شدہ است جان در سر چشم کافرش مست شدہ است

اے جان جہان نہ کفر و دین است مرا در باب مرا کہ کارم از دست شدہ است

آن سوال کہ کرد کہ مصطفی علیہ السلام از بہر چہ میفرماید کہ النظر الی المرأۃ الحسناء[۲۹۴] تزید فی البصر مگر کہ ہنوز در بہشت ساکن نشدہ کہ حوش عینٌ کامثال اللؤلؤ المکنون اکنون با حوریان در بہشت بودن گواہی مید ہد اے دوست عیشے خوشتر از عیش حوریان نیست از بہر آنکہ ہنوز ذرہ ازین عالم در و تمزیج نخوردہ اند بعد ما کہ خود دانی کہ بدین حسن معنوی میخواہد نہ حسن قالبی و صورتی چون نظر بمعنی آید نور بصر زیادت شود و بدین حضرت ملکہ میخواہد و بدین حسن حوران میخواہد

---

[۲۹۳] قولہ من اقال نادما بیعہ اگر خریندہ و فروشندہ نیست و آنکہ از وجود آمد در سخن نمی گنجد بعد خریدن پشیمان شد بجد و می اقالت کردہ برائے خدا دشوار یہائے قیامت از وے دور کنند غرض اینجا دارد و ہر آنچہ گفتم از ان پشیمان ام تو مرا معذور دار

[۲۹۴] قولہ النظر الی المرأۃ الحسناء یزید فی البصر ازین مرأت حسناء حور مراد باشد از ین خضراوات ملائکہ و جشنے کہ در مرأت حسناء است و تازگی کہ در خضراوات است کہ آن حسن رب در حجت اوست یعنی حسنے کہ در شخص حسن است آن حسن او نیست حسن خدائے

وبدین حسن حوران بیچو اہد کہ نظر کردن درین دو کس بصر باطن زیادت کند واما النظر الی الکعبۃ یزید فی البصر نظر در کعبۂ حقیقت [۲۹۵] کردن بصر دل را زیادت کند النظر الی وجہ الاخ [۲۹۶] یزید فی البصر نظر در روی برادران کردن روشنائی باطن زیادت کند بصر قلب آئینہ شاہدان

است وتازگی کہ درخضراوات است آن تازگی رحمت حق است پس نظر در چیزے کہ او بخداوند نسبت دارد ہر آئینہ موجب روشنائی باطن باشد وحورا کہ قاضی میگوید کہ حورا یہ حسن این عالم ممتزج است اگر ازین امتزاج این مراد است کہ صورت وشکل ہیچو عورات این جہان دارند و یا خود چیزے ازین جہان مختلط است وترکیبے کہ درین جہان است آبی وبادی وخاکی است این خود نیست وآنکہ این صورت حسنا است بایشان است آن مراد باشد علی ہذا درخت ہم صورتے دارد پس روشنائی بصیرت باطن باشد دعوت خلق ہمبرین است ہرچہ ملذ وذ ما است درجہان عین آن باشد ولیکن چیزے صاف‌تر ولطیف‌تر من چہ گویم قاضی عنایتے من عند نفسہ میکند میدان خالی ہرچہ خوش می آید میگوید اگر این حدیث را صحتے تحقیق شود من بیانے کنم کہ فیض او تعالی ہرچہ چیزے را حسن دادہ وہر تازہ را تازگی بخشیدہ است چون آن فیض او رست ونظر بدان محظوظ شود مزید بصر وبصیرت بود سخن بسیار است آخر کتاب دراز شود وہر وعاقل راہمین کفایت است قولہ نظر در کعبۂ [۲۹۵] حقیقت کعبۂ حقیقت آن است کہ دل متوجہ بخدا باشد ونظر منحصر ہمان جا گردد ہر آئینہ آن نظر موجب بینائی دل باشد کعبہ را بیت اللہ گویند بدین معنی کہ او را آنجا یابند بحق وحقیقت اگرچہ ہر جا کہ جوئیش یابی اما آن موضع متعین برائے اوست خانہ وحکایت از خصم خانہ کند البتہ فیضے واثرے ونظرے بر خانہ خویش باشد سالے خواجہ بایزید رح کعبہ را زیارت کرد گفت این حج مرا صورت قبولے نبود بار دیگر خانہ کعبہ را زیارت کرد گفت این بار امید قبولے ہست سوم بار گفت این حج مبرور شد پرسیدند از کجا دانستی کہ اول مقبول نبود دوم امید قبول داشت وسوم قبول شد گفت اول کرت من جز سنگے وخشتے را ندیدم کرت دوم خانہ را با خصم خانہ دیدم کرت سوم خانہ نبود وہمہ خصم خانہ بود قولہ الی وجہ الاخ [۲۹۶] ازین برادر ہمشکل وہم مثل مراد است کہ ہر کہ

ف ملذوذ مست

لطف الٰہی باشد پس باطن را بصر بہشت و حور باشد و انواع آن اما دل و جان را بصر خزانۂ صورت رأیت[297] ربی لیلة المعراج فی احسن صورة باشد پس بدان ای دوست اینجا آئینہ مخلوقات باشد آنجا آئینہ خالق تعالی باشد اکنون ببین از کجا است تا کجا دریغا این رباعی را گوش دار

رباعی

جانا دلم از زلف تو آویختہ است[1] وین جان بغم عشق در آمیختہ است

تا در دلم این شور برانگیختہ است[3] خون جگرم ز دیدگان ریختہ است

ای عزیز باز سوالہای باقی بیش ازین چہ ماندہ است کہ مصطفی علیہ السلام گفت ان للہ تسعة و تسعین اسماء من احصٰہا دخل الجنة اما بروایت ماثور خواندہ[ف] کہ روزی مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر سر منبر گفت یا ابابکر گفت لبیک یا رسول اللہ

ن آویختہ ن[2] آمیختہ
ن[3] انگیختہ ن[4] ریختہ
ن خواندہ ام

ترا مثال او را شکل است او ہمان باشد و اگر ازین برادر حقیقی مراد باشد آنجا انعطاف[ن] انقطاع از غیر است و شفقت و ہجوم دل نظر برادر میشود و آنچہ میگوید بصیرت قلب آئینہ شاہدان الٰہی ہرکہ خواہد جمال حضرت را نظارہ شود نظر بر دل شفاف خویش کہ آن عکس پذیر انوار قدسی و سبوحی است آن جمال آنجا مشاہدہ است[ن] **قولہ** رأیت[297] ربی لیلة المعراج فی احسن صورة علما این را متشابہ گویند اینجا کہ او صورت گفتہ است این قدر ہم اندیشہ نکنند کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ و این قدر ہم اندیشہ نمی کنند خلق آدم علی صورت الرحمٰن بعضے ربی بمعنی سیدی گویند چنانکہ ابوہریرہ رضی وقتی گفت رأیت ربی فی السوق فقیل لہ کفر بعد الایمان فقال رأیت ربی ای سیدی و ہو حسن ابن علی علیہ رضی اللہ عنہ و دیگر ربی بمعنی مربی باشد و ازین جبرئیل مراد باشد دیدم جبرئیل را بہترین صورتہا و آنکہ محققان فرمایند حکایت عالم تشکل کنند چنانکہ صحابی گفتہ است رأیت ربی فی صورة امی و دیگر گوید رأیت اللہ بنعت ارحم و لطف و یکون بنعت الرحمة و اللطف احسن الصورة یعنی دیدم خدا را در ان حال کہ او با رحمت و لطف و رأفت بود **قولہ**[298] کہ اینجا آئینہ مخلوق باشد یعنی کسی کہ او با در دل خویش بیند آن مخلوق باشد کہ خالق را در دیدہ بیند و آنجا

ن شود

فقال ان اللہ تسعۃ وتسعون خُلقا من تخلق بواحد منھا دخل الجنۃ[۲۹۹] فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ ھل فیّ منھا شئ یا رسول اللہ قال کلھا فیک گفت لے ابوبکر خدائے را نود و نہ خُلق است ہر کہ بیکے ازان تخلق یافت در بہشت شد ابوبکر گفت یا رسول اللہ ازین خُلقہاے الٰہی ہیچ درمن ہست گفت اے ابوبکر جملہ خُلقہا در تو موجود است دیگر بارہ سخن از سر می باید گرفت و راہ دیگر می باید آموخت و نیز ضرورت است درین راہ آلاتے و اسبابے کہ سالک را باید تا او را بمقصود رساند کہ محصل معرفت باشد و آن ن تحصیل باید کردن

کہ آئینہ خالق گفت یعنی آئینہ خالق ساختہ است از صورت صاف و شفاف و عکس پذیر درین آئینہ طالب و محب جمال او را می بیند و آنجا کہ آئینہ مخلوق سمجھے گویم خداوند تعالیٰ محبے و طالبے را کہ ہنوز دران مرتبہ نرسیدہ است کہ او را ظہورے و تجلے باشد خدا وند سبحانہ و تعالیٰ بکرم و رحمت خود بیافرید صاف عکس پذیر عکس انوار سبوحی و قدوسی دران صورت ظاہر کرد و روندہ ہرچند کہ مستعد و مستحق آن نشدہ عکس عکس او دران صورت نظارہ کند او ہم گوید رایت ربی فی احسن صورت و نیز رحمت متمثل و متشکل بصورتے جمیلہ کند چون رحمت او ست او ادعاے ربوبیت کند و بینندہ داند کہ او را ویدم اما صفت او متمثل بدین صورت شدہ اے مسکین بسیارے از اسرار کہ در خفایا بود بر صحرا نہادہ ام چہ دانم فہم کنی یا نکنی اگر ازین نصیبہ گرفتہ باشی قولہ[۲۹۹] ان اللہ تسعۃ و تسعین اسما خدا را نود و نہ نام است ہر کہ آنرا بداند و اعتقاد کند و آنرا باعتقاد حق داند در بہشت در آید و دو بہشت است یکے بہشت این دنیا ہر کہ متخلق باخلاق اللہ شد بہشت نقد وقت او گشت آن بہشت کہ موعود است در ذیل وجودات حقایق بر بستہ اند و آنکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ را گفت کل آن حقائق در تو ہست یعنی مستعد لہ و قابل جمیع یا خود ہمہ بنقد وقت با تو است بر معنی اول ظاہر آنکہ انسان آنست برین صفت است پس بہ ابی بکر رض مخصوص نباشد و بر معنی ثانی مخصوص بہ ابی بکر رض است۔

نیست مگر درین حدیث مجمل که مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است و علما ازین
حدیث حروف دیدہ اند[۱] اما ندانم که تو ازین حدیث چه فهم کردہ[۲] آن بیان که در ابتدا کردہ
شد از کیفیت سلوک سالکان و طلب کردن طالبان که همگی دران باشند اینجا معلوم تو
شود از کیفیت سلوک که طالبان[۳] بر دو قسم اند قسمی مطلوب باشند که ایشان را بخودی خود بخود رسانند
وایشان این گروہ باشند که نعت ایشان شمهٔ شنیدی قسم دوم از طالبان آن طالب باشد
او را از و بخود رسانند و فرق میان این دو طالب آن باشد که سلطان یکی را دوست
دارد بی خواست مقصود او را خلعت هائی گوناگون هر لحظه می دهد و یک لحظه او را
از انس و مشاهده خالی ندارد پس این غلام را در لشکر مرتبهٔ قربت و را ی همه کس باشد و دیگری
چندان تقرب نماید و جد و جهد کند تا خود را نیز بقربت سلطان رساند و او را نیز خلعتها دهد از
هزار طالب یکی بدین مقصود برسد و اگر برسد خلعت و عطا دیگر باشد و عنایت و دوستی
سلطان دیگر بود اکنون طالبان را که مطلوب محب الٰہی باشند از حالات ایشان رمزی
شنیدی اما طالبی که بطلب جد و جهد خود را بدو رساند از خود بدو رسد شمهٔ نیز باید گفت
واین در حدیث درج است ان اللّٰہ تسعۃ وتسعون خلقا من تخلق بواحد منها دخل الجنۃ[۴] آنکس که

قوله طالبان[۳] بر دو قسم اند گفتیم در سلوک مجذوب سالک مجذوب شمائی که قاضی گفت آن
ظاہر است اینجا سخنی هست بباید دانست آنکه او بجد و جهد رسید او را دو راہ است یکی را ابتدا
از خود برد و بخود رساند و دیگری چند گهی بخود داد زد بر آن آنچه با او باخته بود همان باز دلیکن[۲]
نمیدانم وانفسدر و عالم تربه ورفتن میان ایشان کیست شاید آنکه او را بطلب ... پس[۱] آن بخود برد
واقف تر بره رفتن باشد و آن مطلوب که من قبل گفتم اگر چه او را گردانیده اما چندان دیده در
نشود اما دیگری همین را اعتباری بدم دهد و در آل به یک بساط در مہرهٔ شطرنج بازی کردہ اند
قوله[۴] دخل الجنة گفته ام ازین جنت فراغت وامن وامان مراد است ویا بہشت علی العموم
که دخول آن عامهٔ خلق را است و دران بہشت هم بہشت خاص وعام است ۔

[۱] ن دیدند
[۲] ن خواہی کرد
[۱] ن ایس ان
[۲] ن باشد ازین دولیکن

بے طلب اورا بمطلوب رساند چند تفاوت باشد با طالبے کہ بہ طلب اورا اگر توفیق
یابد بمطلوب رساند دریغا آن شب کہ شب آدینہ بود و این کلمات می نوشتم
بجائے رسیدم کہ ہرچہ در ازل و ابد بود و باشد در حرف [302] الف دیدم دریغا کیسے
بایستے کہ فہم کردے کہ چہ میگویم آن طالب کہ بمطلوب رسیدہ باشد جملہ اسرار وعلوم در طی [303]
الف الم بیند ابتدائے ایشان این اسم باشد [304] اللہ مقلوب شود چنانکہ ہیچ نماند چنانکہ
از ابن عباس رضی پرسیدند کہ اللہ چہ معنی دارد گفت اللہ عبارت عن الھویۃ طالبے دیگر
را مقلوب شود ابتدا الھادی [305] بود ہدایت سر بر زند وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا این باشد
پس ازین صبر روے [306] نماید وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ این معنی

---

[302] قولہ در حرف الف بدیدم ازین دیدار کہ قاضی تا آنجا رسید یا خود بدایۃ تا آنجا برد [303] قولہ در طی الم یعنی الف لام میم اول او الف است و جملہ حروف در الف بصورت و معنی مندرج است از خطاطان پرس
ایشان الف نویسند جملہ حروف را از الف استخراج کنند عنایت قاضی عبارت ازین است کہ ابتدائے
ہمہ وجودات از ذاتے است کہ او را ابتدائے نیست الف از مبدائے مخارج است لام از اوساط میم
از انتہا جملہ حروف از طی این مندرج آمد یکے کہ مبدائے ایشان چیست و دوم در اوساط کہ بین الازل
والابد وجواب حالت ایشان کدام است ہر ہمہ بر سر دو مثال کہ ہر یکے بہ یکجا باز گردد [304] قولہ اللہ ما
مقلوب شود اگر از اللہ الف را سقط کنی للہ شود لام را بدر بری ہو شود و آن عبارت از ہویت اوست
ابن عباس رضی معنی فرمودہ است [305] قولہ الھادی بود ہادی اوست کشش او برآید وکسیکہ مطیع او بود
تَھْتَدُوْا نتیجہ او بود وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا ہمین معنی قاضی گفت اکنون بعضے اسما را قاضی بحسب
کشف وتاویل مجازسخنے میفرماید اما انصاف نزدیک بدین معنی نیست میتوشتے غیرت عشق دامن ارادت
نمی گذارد تا این اسرار در بیان آید اما گفتار قاضی ہم تو از آنہا نیست کہ محتاج بہ بیان باشد وہم چیزے
چیزے گویم [306] قولہ صبر روے نماید یعنی سالک جنس ارادت و مرادات را این قدر باید کردن کہ جمال مطلوب

ف ہر ہمہ سیر در مثال کہ یکجا باز گردد یکے باز گردد

باشد پس البدیع روے نماید علامات نِعْمَ الْمَوْلیٰ وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ روے نماید او را
بجاے رساند که الباقی [۳۰۷] او را نیز نعت شود پس ازین او را خلعتے دہند که او بداند که الوارث [۳۰۸]
چه باشد پس الرشید روے نماید پس الضار او را ضروری حاصل آید النافع او را مرہمے
نہد المقسط درین مقام بداند که چه بود الممیت او را متور گرداند المحی او را زنده گرداند آنها
تا چه فہم میکنی این حجابہا [۳۰۹] اند که گفته میشود المبدی المعید درین مقام ابتدا و انتہا روے نماید
الظاهر الباطن [۳۱۰] او را هم ظاهر شود و هم باطن بکمال رساند السمیع البصیر او را شنوا و بینا

ن روے نماید

ن این

ترا جلوه کند وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ اگر ایشان صابر باشد تا آنکه تو بیرون آئی ایشان را بہتر باشد
جنس مرادات تا آنجا باید کردن که مقصود بسر تو آید بدیع روے نمود آنچه مبدع و تحفه است ہمان پیدا شود بدیع ہیں
معنی آمد که نِعْمَ الْمَوْلیٰ وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ نیکو خوند کارے است و نیکو یاری ہے که جمال خود بیارے فرستاد که او را
از مرادات ہما بر داشت تا بجمال خویش رسید قوله الباقی [۳۰۷] او را نعت بود یعنی به بقاے او گردد بقاے او ابدی
بقاے او نیز ابدی باشد قوله الوارث [۳۰۸] چه باشد او را نسبتے دہ صورت و معنی با موروث منه دہند پس آن ہر دو
در صورت و معنی با موروث منه ملوک موروث منه ہست در ملک وارث در آید و آن اسرار و خزاین که مخزن
مکنون اوست و این بنده بدان مالک و متملک گردد دوستے سخنے گفتیم ہر چه مید ازین می آید آسان تر د ظاهر
تر است ہم خود بیان کن اکثر صفات باری مرادف اند ہمبرین قیاس کن قوله [۳۰۹] این حجابہا اند که گفته
میشود اگر سالک در اتصاف باشد حجاب راه او باشد او را در ذات مقصود محو و فانی باید شدن وجز او را
نمی باید دید قوله الظاهر الباطن [۳۱۰] ہمو را شاید و ظاهر ہمو را میدا این محی الدین ابن اعرابی چہار گسته چنین
میگوید الظاهر حق و الباطن خلق الحق محسوس و الخلق معقول او داند و بیان او اما ما را بر نسبت بیان قافی سخنے
آوردن ضرورت بوده است الصمد او را یکتا کند صمد یکتا نکند صمدیت یکتا کند صمد احد است بجمله اعتبار
یکتا چه باشد گفتم خواه او را ظاهر و باطن یکسان شد ہر چه پرسی ہمین گوید خدا کجای آئی خدا چه میگوئی خدا
میگئی خدا من در تعلم ظاهر بسیار جہدی نمودم البته دلم بران مستقر بودے که اشتغال به تعلم صفاے وقت مزاحم

ن بیار دہے

حقیقت گردانداین ہریکے مقامے است متحدن الجبار المتکبر او را ہست و نیست گرداند المہیمن
المہیمن اورا ہست کند القدوس السلام اورا پیرے تربیت کند الصمد اورا کیمیا کند
وآنکہ اورا قبول کند اورا بر تخت اللہ والہیت بنشاند دایرہ ہو اورا پادشاہ عزت گیرد
سخن آن بزرگ اینجا روے نماید کہ مریدی اورا سوال کرد کہ شیخ تو کیست گفت اللہ گفت تو
کیستی گفت اللہ گفت از کجائی گفت اللہ آن دیگر نیز مگر کہ ازین جا گفت چون اورا پرسیدند
از کجا می آئی گفت ھو گفتند کجا میروی گفت ھو گفتند چہ خواہی گفت ھو توازین عالم چہ
خبرداری ازین مقام تا بدانجا کہ مقام مصطفٰی علیہ السلام است چندان است کہ از سواد
تا بیاض و یا از حرکت تا سکون جملہ روندگان بہ شخصے رسیدند کہ قیام دو عالم ملک ملکوت
بدوست بعضے نور احمدی دانند و بعضے نور صمدی ہمکنان عین القضات نباشد کہ در
عزت دایرۂ ھو مستغرق باشد کہ در جہان حمایت صمدیت خلعتہا بخشند بعد ما کہ این
بیچارہ خود در حمایت عزت آن دیوانہ است کہ الصبیان یرمونہ بالحجارۃ در بعضا

باشد شبے در واقعہ دیدم گوئی کتابے است بدستم پیش کسے کہ در کودکی پیش او میخواندم تخت در آغاز تمام
کلمۂ چند از جنس سخن ظاہر نبشتہ اند و من میخوانم ورقے گردانیدم ہمہ نقش اللہ نبشتہ اند با خود گفتم دیگر شاید این
بار از سر گردانیدم آن نیز ہمین اللہ اللہ است پیش خواجہ گذرانیدم تعبیر چنین فرمود کہ نگفتم تعلیم را
بفراغت کن آنگاہ ہمہ اللہ گردی اشارتے است درین کلام قاضی آنرا عبارتہاے لطیف کردہ دیگر
قولہ بعضے نور احمدی دانند آرے باعتبار مختلف بعضے اورا نور احمد خوانند علیہ السلام و بعضے صمد بدین اعتبار
احمد احمد نیست بصمد قایم است و صمد خود معتمد الیہ است بدین دو وجہ ہر یکے تعلق باعتبار کردند قولہ
ہمکنان عین القضات نباشد آرے عین القضات از کجا باشد کہ نہ کجا است و نبود و نبود بود است
ہمہ نابود در نابود است جزیکے چو اشہو نیست قولہ در حمایت عزت آن دیوانہ است ۔ ازین
دیوانہ عنایت از اویس قرنی میکند رضی اللہ عنہ ولیکن او دیوانہ است کہ ہیچو قاضی در عربدہ و شور
و نعرہ است و حالت اویرین جملہ بود کہ چون از قرن نجدی بیرون آمدے اورا خلق دیوانہ خواندے

ن وتخدنیست
ن نیست
ن پیری وتربیت
ن کند المہیمن اورا
ن پناہ
ن خلعتہا عزت بخشند

الی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن بہ تعریف اوگواہی میدہد ہمانا کہ تا از آن روح بو شد کہ ہشیار[۳۱۴] آمدہ بود دیوانگی او را از ہمہ موجودات پوشیدہ گردانید انبیا علیہم السلام برسالت و فایدۂ غیرے مشغول شدند او را گفتند با ما موافقت کن و ما را باش ہمانا کہ عشق اویس قرنی رض با صورت بینان میگوید

رباعی

در عشق ملامتی و رسوائی بہ	کافر شدن و گبری و ترسائی بہ
پیش ہمہ کس عاقل و رعنائی بہ	اندر رہ ما سوا دو سودائی بہ

یادگار شیخ احمد ما است قدس اللہ روحہ اما اے دوست در رسالہ اضحوی مگر کہ نخواندہ کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر پیش ابوعلی سینا نبشتہ دلنی علی الدلیل فقال الشیخ الرئیس فی الرسالۃ علی طریق الجواب الدخول[۳۱۵] فی الکفر الحقیقی والخروج[۳۱۶] من الاسلام المجازی وان لا تلتفت الا بما[۳۱۷] وراء الشخوص الثلثۃ

داد را بچگان سنگ میزوند گفتے مرا سنگ مزنید ترسم کہ مرا خون آید و ضوے من بشکند و اگر خلق بخندیدے او بگریستے عمر رض و علی رض بفرمان نبی بدیدن او رفتند و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدو نشان دادہ کہ انی لاجد[۳۱۴] نفس الرحمن من قبل الیمن نجد از زمین یمن است و قرن دیہے از زمین نجد است **قولہ** کہ ہشیار آمدہ بود نہ مست رفت دیوانہ آمدہ بود دیوانہ رفت **قولہ**[۳۱۵] **الدخول فی کفر الحقیقی** دو معنی دارد یکے مرد بحقیقت رسید و از ان حکایتے و بیانے کند و یا بدل خویش بخیال خود او را با شرع تطبیق داون تواند او را کفر نامند شرعاً یعنی کفرے است کہ منبع او حقیقت شد دیگر حقیقت حی حی است لا تعدد ولا کثرت والبعض والکل والاشارات والعبارات محو عند ہولاء السادات چون او در ان حقیقت در می آید در آمدن او بودن او و فہم او کفر است **قولہ**[۳۱۶] **والخروج عن الاسلام المجازی** اسلام مجازی آنست اندرو ظاہر ایمان درست بصدق نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آنچہ شرایع و احکام است از آداب اسلام مجازی است زیرا چہ ہمہ با حکام ظاہر فرا گرفتہ است و از حقیقت دور ماندہ **قولہ**[۳۱۷] **الا بما** سکان وراء الشخوص الثلاثۃ شخوص ثلاثۃ ملکوت و جبروت و لاہوت وراے آن شئے لا کان الا

[۳۱۸] حتی تکون مسلماً و کافراً وان کنت وراء هذا [۳۱۹] فلست مومناً ولا کافراً وان [۳۲۰] کنت تحت هذا فانت مشرک مسلم وان کنت جاهلاً من جمیع هذا [۳۲۱] فانک

تعلم ان لا قیمت لک ولا یعد لک من جمیع المخلوقات شیخ ابوسعید در مصابیح

می آرد او صلنی هذا الکتاب الی ما اوصلنی الیه عمر مایة الف سنة من

العبادة اما من میگویم ابوسعید هنوز این کلمات را نچشیده بود اگر چشیده بودے همچنانکه بوعلی و

دیگران که مطعون بیگانگان آمدند او نیز آمدے و در میان خلق مطعون و سنگسار بودے

اما صد هزاران جان مدعی فداے آن شخص باد که چه پرده دری کرده است و چه

نشان داده است راه بے راهی را و در دنم این ساعت ابیات انشاد میکند که

تقویت کرده بترجمه این سخن و مطعون آمدن بوعلی۔ گوش دار این رباعی را

ن تعرف

ن ہذا الکلمات

همین توان گفتن اما این چند نامه نهی از ین بیش است آن ابوعلی چیزے از فهم ما سخن گفته است نه آن

محی الدین رح ابن اعرابی که وراے آن وجودات وجودے نگفته است قوله [۳۱۸] حتی یکون مسلماً بدین

اعتبار که وراے شخوص ثلثه رسید کافر بدین اعتبار که بحق حقیقت نرسیده است دیگر مسلماً که

مسلم مجازی است و کافراً بدین اعتبار کفر حقیقی دارد قوله [۳۱۹] فان کنت وراء هذا فلست

مومناً ولا کافراً زیراچه بهره و اعتبار بالاتر برآمده است فعلی ہذا الکافراً لا مومناً باشد

قوله [۳۲۰] وان کنت تحت هذا فانت مشرک مسلم مومن عامی باعتبار مشرک است که

افعال و حرکات و سکنات را اضافت بخود میکند و بدین اعتبار که اجتناب از عبادت اصنام

کرده و توجه بخدا آورده مومن باشد قوله [۳۲۱] ان کنت جاهلاً من جمیع هذا اگر نه محو

نه مشرک و نه مومن و نه کافر قسمت انسانیت در تو نیست و ترا در حیز وجود بیارند و آنکه ابوسعید رح

گفت که این کلمات بجائے رساند که عبادت چهار هزار ساله بد انجا نرساند و احتمال دارد یا

شهود بدین وجود و بدین وجود مفقود شده به بود تا بود قرار شهود شد و با فو و فهم این

رباعی
اندر رہ عشق کفر و ترسائی بہ در کوے خرابات تو رسوائی بہ
زنار بجاے دلق یکتائی بہ سودائی و سودائی و سودائی بہ

ن مدعی — نیک بشنو کہ چہ گفتہ میشود اے فلسفی این کلمات فلسفہ است ہر چہ بخورد کلمات فلسفہ باشد مضمحل و باطل است دریغا اگر خواہی کہ اشکال تو تمام حل شود بدانکہ آن مذہب کہ ہست آنگاہ ثابت باشد و مقرر شود کہ قالب و بشریت بر جاے باشد کہ حکم خطاب تکلیف ۳۲۲ بر قالب است ہر دو بشریت در میان اما کسے

اسرار شدہ فہم این اندک کارے ندانی کدام زہرہ بود کہ دم دلی بود کہ در و این معنی محقق شود و بیان درست تواند کردن نباشد مگر کسیکہ اورا ازین لمحہ نصیب کند دیا خواہند کرد آنکہ قاضی میگوید کہ این کلمات نچشیدہ بود ما ز آنچہ ابو علی بد نام و فضیحت نیست و ہیچ قاضی عین القضات رسوا و بدنام نیست براے شیخی مرشد است حکمت سخن آن باشد ابتدا ار چیزے گوید چنانکہ بوعلی و قاضی گفتہ

ن گیرد — است کہ دلہا لکلا و منفر کردند خداوند تعالی میگوید لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ بتدریج انتظار کردہ بہ نور و بدر و باران در عرض تنفر نیست عرض الیتام با انتظام است قاضی و بوعلی ہر دو برون افتادگان از دایرۂ ما خارج انداے قاضی چشیدن این نیست کہ رسوا شوند چہ میگوئی آنکہ قدح شراب خوردہ اینکہ سبو با غلطاند چند تفاوت باشد ذو النون رح بر بایزید رح گفت کہ قدحے از نان مے چشید مست شد بایزید رح گفت این کار کاران را بد نام مکن اینجا کسے است کہ دریاے ازل داد فرو برد و ہنوز نعرۂ ہل من مزید میزند مسکین با این ہمہ نالد کہ چہ کنم بوے شراب می آید و اگر نہ کسے نداند بیچارہ عاشق ہم ازین کامد دمش سرد و لب خشک و رخسارہ زرد باشد دریغا اگر بطبیعت این بنا شد ادرا ہیچ کس نداند حکایت سلمان رض و صہیب رض و بلال رض دہلال رض و ابوبکر رض و عمر رض بارہا گفتہ باشم قولہ تکلیف بر قالب است ۳۲۲ ہر آینہ تکلیف بر ذمۂ قالب و بشریت است اگر خود قالب نباشد افعال جوارح کہ بجا آرد اما تو میگوئی کہ با وجود بشریت و قالب و ذمہ تکلیف نماند

که قالب ایشان باز گذاشته باشد و بشریت افکنده و از خود بیرون آمده تکلیف
و حکم خطاب برخیزد و حکم جان و دل قائم شود و کفر و ایمان بقالب تعلق دارد
آنکس که یَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ او را کشف شده باشد قلم امر تکلیف
ازو برداشته و لیس علی الخراب خراج ۳۲۵ احوال باطن در زیر تکلیف امر و نهی
در نیاید در لقا از روشنهای احوال درون چه نشان توان داد اما خود
دانسته باشی که روشنها بر یک وجه نیست لیکن هر درونی را روشنی دیگر باشد احوال

ن قلم امر و نهی تکلیف

انکار فقیه بدین اوهم که قالب در سر رفت باز گشت انما غیبا عنک الا انطباع
این سخن ممنوع نباشد یعنی بشریت باشد اینها نه باید که با وجود همه حقایق و
معارف و علم معنی دارد که همه تکلیفات شرایع بر جا باشد گناه شو اسے قاضی و اسے
متبعان او اندیشه کنید که محقق تمهیدی چه میگوید تا قالب در سر رفتست است خط و کتاب
میکن و سخن آن بگو سے آنکه چرا نماز نمیگذاری و تسبیح چرا نمی کنی و تلاوت چرا نمی کنی این چه
گنه کرد قوله ۳۲۴ که قالب باز گذاشته بود اگر بدین معنی گوید که از قید و بند او بیرون آمد مسلم و الا
هیچ معنی ندارد قوله یَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ یعنی او نماند چیزے دیگر
گشته است و دست من از این بیت شنیده و قته بیت

تو او نشوی گر مشغول مست — آن روز که از خود او افنا بودی

این تبدل نیست همان بودی همان چه شد که خود را از صد مجاز نامی نه آنکه از فهم حقیقت
باید وری سنائی میگوید بیت

تو او نشوی ولیکن از جهد کنی — جائے برسی کز تو توئی برخیزد

قوله ۳۲۵ لیس علی الخراب خراج آن خراب نیست کز آبادی آن نا شود کرده خراج
نهند این خراب دیگر است که از خراج مستوفی ستد خزانه او را آباد کرده قرار او است

سلوک و ترقی او از دیگرے مغایر باشد مثلاً باشد کہ مرید بجائے رسد کہ احوال و روی او ورائے طریق پیر باشد و اورا از وجہے دیگر باشد پس اہل سلوک دانند چندان مقامات روشن کہ ممکن باشد با حصر و عد آوردن وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ و اینجا بیان وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ میکند پس ممکن نبود سلوک ہر یکے را توان اعداد کردن و چون احوال ہر یکے مختلف آمد آنرا حدے معین نباشد آنرا در عالم امر و نہی نیاورند دیرنیا

ن سبق ی او را از وجہے

از و توان خراج ستد اما آن خرابے است کہ از و خراج نتوان گرفت قولہ از یک دیگر مغایر باشد این مغایر یعنی متباین متضاد نیست نتوان گفت کہ شریعت دیگر و حقیقت دیگر و طریقت دیگر ہر کہ گوید غلط گفتہ باشد ہر سہ یکے باشم پیچیدہ اند چنانکہ جوز و پوست او و مغز او و مغز مغز او این مثال گفتہ ام تا ال تعرف قولہ ورائے طریق پیر باشد یعنی غیر آن باشد کہ پیر مرید را بجائے برو شالی صورت او این است در باغ بر در او ایستادہ ملک جن و انس نیست کہ سراچہ زدہ اند آن سراچہ از دیبائے حریر و جامہ گلیم نیست طولے و عرضے و کمے و کیفے ندارد و اگر از و حکایت کنیم گوییم مردے بر در ایستادہ چوبے بدست او آن چوب نہ زر و نقرہ نیست اما آنرا چوب تا مند دست او قبضے و بسطے و انبوبہ ندارد اما دست گویند پیر مرید را تا آنجا رساند بر و درون آن سراچہ انداز د وخود بیرون باشد معلومش نیست کہ خدا با آن مرید چہ معاملہ کرد و او داند و خدا داند **مصراع**

من دانم و دل داند دل داند و من دانم

چون باز گردد پیر او را پرسد بگو چہ بود غرضش اینست کہ علمے حاصل آنچہ با من است با دیگرے چیزے دیگر ہم ہست و مرید چیزے گوید و چیزے نگوید و آنکہ نگوید یا ضنّت در کار است و یا در غایت وقت است و چہ دانم در آنجا چہ گوید و چہ نگوید از غیرت پیر ہم محترز باشد قولہ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ چہ روندگان و طالبان و سالکان جنود اللہ اند چنانچہ جنود سلطان قولہ آنرا حدے تعین نباشد گفتہ اند الطریق الی اللّٰہ بعدد انفاس الخلائق المقصود واحد۔

در عالم شرع شخصے در ہمہ عمر بر یک مقام که آن بشریت است قرار گرفته بود اما شخصے روحی در هر لحظه باشد که چندین هزار مقام مختلف احوال متلونه واپس گذارد پس این شخص که چنین باشد او را در یک مقام که شرع باشد چون توان یا آن شخص طالب را با جماعت یک حکم دادند همه حکم شرع برابر آمدند و در حکم شرع یکسان شدند از مصطفی صلی الله علیه و آله وسلم بشنو که گفت علم فرایض نیمه علم باشد[۳۳۰] علم بنفسه تمام باشد اما نیمه و قسمت نپذیرد بدآنکه حالت دو است یکے حالت زندگی و دیگر حالت مرگ آنچه بزندگی معلوم شود نصفے باشد و آنچه بموت حاصل آید نصفے دیگر اکنون گوش دار علم و معرفت تو بجمله موجود است و بوجود خویشتن یک طرف آمد و علم تو بذات و صفات یک طرف پس علم فرایض علم بادیان الله است که نصف باشد چون این حاصل آید آن نصف علم الٰهی باشد که[۳۳۱] وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ از علوم و معلومات چه خبر توان داد چه هر مرے که العلم[۳۳۲] لا یحل منعه

علم پایان[۳۳۳] ندارد و ما به پایان نخواهیم[۳۳۴] رسیدن

قوله[۳۳۰] علم فرایض نیمه علم باشد قاضی این را بدین معنی گفت که سالک را در حالت حیات علم حاصل شود بحقیقت و حقایق پس مرگ علم یکے است اما بدین قسمت یکے بدو شد حقایق همان است اما بعد مرگ چیزے هست و بوصف که در حیات نبوده است گفت علم تو نیمه علم باشد نیمه قوله[۳۳۱] وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ یعنی پس مرگ علمے باشد در حیات نبوده است قوله[۳۳۲] العلم لا یحل منعه بایست تا آنجا که هست بگوید اما چون لا یتناهی است در گفتار در نمی آید قوله[۳۳۳] علم پایان ندارد از آن چه هر تجلی موجب علمے و تجلیات ازلاً و ابداً لا ینقطع چون تجلی را پایان نباشد و علم هر موجب تجلیات هر آئینه علم را پایان نباشد و آنکه رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم گفت رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا هم بدین اشارت است که تجلیات زیادت طلب کرد که ساعتے از آن فارغ باشی قوله[۳۳۴] نخواهم رسیدن زیرا چه رسیدن اعتباری است بحقیقت کسے بدو نرسیده

نہ علم داریم نہ جہل و نہ طلب داریم و نہ ترک و نہ حاصل داریم و نہ بے حاصل نہ مستم نہ ہشیار نہ با خود ایم نہ با او از این سخن سخت ترچہ باشد گوئی کہ باشد کہ ازین قیل و قال و ازین قالب تنگ نجات یابیم ہنوز دور است این دو بیت بشنو رباعی

نہ دست رسد بزلف یارے کہ مراست نہ کم شود از سرم خمارے کہ مراست

ہر چند بدین واقعہ در می نگرم در دل ہمہ عالمست کارے کہ مراست

دریغا خوب بیان این حدیث را خواستم کردن اما امشب کہ شب آدینہ بود نہم ماہ رجب شیخ ابو علی آملی را ندا اللہ عمرہ دیدم کہ آمد و گفت کہ مصطفی را علیہ السلام بخواب دیدم کہ من و تو کہ عین القضات باشی در خدمت او میرفتیم و این کتاب با خود داشتی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از تو پرسید کہ این کتاب بمن نماے بوے نمودی مصطفیٰ علیہ السلام این کتاب را بگرفت و گفت ترا کہ تو این کتاب را در آستین من نہ در آستین مبارکش نہادی گفت اے عین القضات بیش ازین اسرار بصحرا منہ جانم فداے خاک پاے او باد چون گفت بیش ازین اسرار بصحرا منہ من نیز قبول کردم از گفتن این ساعت دست بردا شتم و بہ آنچہ بود مشغول شدم تا خود چہ فرماید رباعی

ناگہ ز درم در آمد آن دلبر مست جام مے لعل نوش کرد و بنشست

از دیدن و از گرفتن بوے خوشش دیدم ہمہ چشم گشت چشمم ہمہ دست

چون بحقیقت نرسی آنکہ بچہ رسیدی وہمے است کہ با تو بستہ است قولہ نہ علم داریم بکمال و تمام و نہ جہل زیرا چہ شی مائی معلوم ما شدہ است وہمچنین باقی کلمات قاضی قولہ باستین من بنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مر این کتاب را در آستین خود نہاد تعبیر این باشد این ہمہ اسرار کہ گفتی در یک طرف لباس ما است و این جملہ گفتار تو طرفے از بیان شرایع ما است وہم در آن مندرج است اما بیرون باقیست و ما حق اسباقی و بد آنچہ ما ہیم ہم بیان باشی۔

(حاشیہ: ن ازین سخن سخت ترچہ سخت باشد — ن ۲-۱ ہے — ہر چند نگرم در نیہ — ن بیان این — ن آملی — ن آنکہ تو کہ اے عین القضات — ن میرفتیم — ن زلف)

باش تا بعالم من رسی که زحمت بشریت درمیان نباشد بےخودن با تو بگویم آنچه گفتنی باشد کن که خود

که در عالم حروف بیش ازین عبارت نتوان آوردن که باشد که از او بار خود بریم و بسوز

و وراست وار جوا عنقریب میسر شود فان تولوا فقل حسبی اللّٰہ لا الٰہ الا ھو علیہ

توکلت وھو رب العرش العظیم لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر

نعم المولیٰ ونعم النصیر

قولہ بسوزد و وراست وار جوا که عنقریب میسر شود کلام متناقض است عجائب شخصے است قاضی

مرگ وقتل را چہ مقصود وچہ مراد وچہ آرزو بدان علے که اوست ہا نکہ او سر دے دیوانہ است

وقتے رباعی گفتہ بودیم **رباعی**

ہستیم ولیک نیست نابود | نابود و لیک بود را بود
نابود چہ بود بود را بود | نابود چہ بود نیں مقصود

اللّٰھم آنچہ گفتیم اگر سر فہم و حقایق و دانش ما بود بدعت حرب و وبدین کلام و فصاحت

از ما بمانگیری واگر العیاذ باللہ خطائے و خللے و سہوے از ما رفت آں را بحق بردرح تا

آنانکہ درین راہ قدمے زدہ اند فاتحہ درکار داریم الحمد للہ رب العالمین ۔ الحمد للہ

الذی ھدٰنا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدٰنا اللّٰہ ـــــ

قال ابو علی القرشی رایت النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم فسالتہ عن اسماء الخلوت

فقال سبعة اسماء وھی ھذہ یا اللّٰہ یا حی یا قیوم یا ذو الجلال والاکرام یا نہایت ذا الجلال

النہایتہ یا نور النور یا تجلی عظائم الامور فقلت کیف اعمل بھذہ الاسماء یا

رسول اللّٰہ فقال صم اربعین یوما وکل من اللیل الی اللیل اقل القلیل

واجعل اکثر ذکرک تری عجبا

تمت

غلط نامہ کتاب مستطاب شرح تمہیدات قاضی عین القضات ہمدانی رحمۃ اللہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱	تفضل	تفضّل
۳۱	۱	جهاده	جهاده
۵۳	۶	شنید چنانکه	شنید او بد چنانکه
۱۱۸	۲۰	قاهت	فاهت
۱۷۱	۱۹	فردانیة قرمان	فردانیت فرمان
۱۷۳	۱۶	نماکند	نمالند
۱۹۲	۳	الیٰ	الیّٰ
۲۰۱	۱	شرح عشق کبرو مبان	شرح عشق کبرو میانه
۲۰۶	۴-۵	لاغوینهم	لَاُغوِیَنَّهُم
۲۲۱	۱۳	جهب می دراید	جهت فانی دراید
۲۲۳	۷	لذا تبه	اذا تبه
۲۵۰	۷	من	مَن
۲۶۲	۶	لنحیته	لَنُحیِیَنَّه
۲۶۸	۱۶	لاسمعهم	لَاَسمَعَهُم
۲۷۰	۹	سمین	سین
۲۸۴	۱۹	باضد	باصد
۲۸۷	۱۵	فقتلواها	فقتلوها
۲۹۸	۱۹	رفت وللجنون	رقت وللجنون
۳۳۷	۹	ظلوما	ظَلُومًا
۴۱۹	حاشیه	همه نورتنه	همه نورتنه

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۴	چسکن	چه کن
۴۲	۳	نیبت	غیبت
۷۳	۱۳	مریدیدن	مرید دیدن
۱۶۹	۱۹	مرے	سترے
۱۷۱	۲۰	اور نوراو	او نوراو
۱۸۴	۱۷	اندنیجا	اندراینجا
۱۹۳	۱۰	بالمقشوق	بالمعشوق
۲۰۱	۱۳	قادربلاء ما	نادربلاے ما
۲۱۷	۱۷	تلکِ الاعلام	تلکَ الاعلام
۲۲۹	۲۰	بادشاهزا	بادشاه را
۲۳۷	۲	اِذَا آزاد	اِذَا آرادَ
۲۵۷	۱۹	نشتنید	نشنید
۲۶۴	۳	الدواءِ	الدواءُ
۲۶۹	۷	الدالادین	الدلالة دین
۲۸۴	۶	یُضْلِلْهُ	یُضْلِلُهُ
۲۸۶	۱۲	لیَبْلُوَکُمْ	لِیَبْلُوَکُمْ
۲۹۷	۹	سبت	سُبّت
۳۰۹	۱۹	قوله	قوله ۴۳
۳۴۹	۱۱	بمر	بمیر
۴۳۳	۷	عشرا تهم	عشراتهم

تمت

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

کتاب مستطاب

شرح زبدۃ الحقایق

المعروف بہ

شرح تمہیدات

عارف ربانی قاضی عین القضات ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز

از افادات

امام العارفین قدوۃ الواصلین شہباز بلند پرواز لامکان غواص بحر لامتناہی

عشق و عرفان قطب الاقطاب فرد الاحباب جعفر ثانی حضرت خواجہ

صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

بتصحیح و اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام اے سی ای

ناظم (وظیفہ یاب) سررشتہ تعمیرات سرکار عالی

در معین پریس واقع بازار عیسیٰ میاں حیدر آباد دکن طبع شد

در سلسلۂ برکات عہد عثمانی ادامہ اللہ تبارک و تعالیٰ

از کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف شایع شد

رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ